

سىمتىبالرسالە ،نىئ<sup>د</sup>ېلى

#### DEEN-E-KAMIL By Maulana Wahiduddin Khan

First published 1989 Second impression 1992

© The Islamic Centre, 1992

Published by The Islamic Centre C-29 Nizamuddin West, New Delhi 110 013 Tel.: 697333, 611128

Distributed by AL-RISALA Book Centre 1, Nizamuddin West Market, New Delhi 110013

Printed by Nice Printing Press, Delhi

4 41 41	صفحه	فهرست ایمیان ایمان دکشیں احت لاق اخت اد	حصيرًا ول
<b>^1</b>		دين کامل	
1 112 144 144	صفحہ	سنت رسول حکمتِ اسسلام نبوت اورختم نبوت بینمبرآخرالز مال کاظهور	حصہ دوم
14-	صفحه	ایک مطالعه	حصبهوم
144		مَنْ شخن	
1 1		نتهبداورشها دست	
140		دغوت الى الشر	
111		تاريخ دعوت	
277		مبدانِ عمل	
441		حكمت وعوت	
r < ^ r 9 4 m 1 ^ m r ^	صفح	تعمیرملت اسسلام اورسائنس اسسلام دورجدیدین جدیدامکانات	حصدجهادم
mon		اسسسلامی دور	

\*



## ابيسان

ایمان کسی تبقلیدی عقیدہ کا نام مہیں ۔ ایمان ایک زندہ شعورکا نام ہے ۔ ایمان کے تفظی معنی اقرار کے ہیں ۔ آدمی جب اسٹر کو اسس کی تمام صفات کمال کے ساتھ مانے اور اس کی تمسام باتوں دوی آخرت ، ملائکہ وغیرہ) پرکا مل یفین کر کے ان کی تقدیق کرسے ، وہ اسٹر کے فیصلوں پر بوری طرح راضی اور مطمئن ہوجائے تو اس کا نام ایمسان ہے ۔

ان چیزوں کو ماننے کی ایک شکل یہ ہے کہ ان کو باپ داداکی تقلید کے طور پر مان لیا جائے گراس تسم کا تقلیدی ایمیان وہ ایمان نہیں ہے جو الٹر تغلط کو مطلوب ہو۔ اسس تسم کاماننا بالکل بدوح ماننا ہے۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسے کسی کے باتھ میں چینگلیا ۔ چینگلیا بظام رانگلی کی مانند ہوتی ہے ۔ مگر آدمی کے باتھ میں چینگلیا کا کوئی کام نہیں ہوتا ۔ اسس کا کوئی فنکشن نہیں ہوتا۔ وہ باتھ کے ایک طرف ہے کار منگی رہتی ہے ۔ کچھ لوگ اس کو چھوڑ سے رکھتے ہیں اور کچھ لوگ اس کا آپریشن کرا دیتے ہیں۔

یہی معاملہ تقتلیدی ایمان کا ہے۔ تقلیدی ایمان آدمی کی زندگی میں ایک بے انڑعقت دہ کے طور بر سنامل رہتا ہے۔ وہ اس کی زندگی کا حاکم نہیں ہوتا۔ آدمی کی زندگی میں اس کا کوئی دخل نہیں ہوتا۔ اس کی زندگی مالک رہتی ہے اور اس کا ایمیان الگ۔

حقیقی ایمان ایک قیم کا شعوری سفر ہے ، وہ اس کا نام ہے کہ آدمی نہ دکھائی دینے والے فلا کو دیکھ ہے ۔ وہ اس کا نام ہے کہ آدمی نہ دکھائی دینے والے فلا کو دیکھ ہے ۔ وہ غیب میں چھپی ہوئی حقیقت کا مشاہرہ کر ہے ۔ اسس اعتبار سے بہ کہنا صبح ہوگا کہ ایمان ایک ڈسکوری ہو چیز آدمی کی زندگی میں ایک دریا نت ہے ۔ ایمبان ایک ڈسکوری ہے ، سب سے بڑی ڈسکوری ۔ جو چیز آدمی کی زندگی میں بطور ڈسکوری کے داخل ہو اس کا داخل ہونا محن ایک سا دہ چیز کا داخل ہو تا مہیں ہوتا۔ وہ ایک

انقلاب ہوتا ہے۔ وہ ایسا ہوتا ہے جیسے بڑر کون زمین میں زلزلہ آجا کے۔ یا عظہرے ہوئے پانی میں طوت ان بریا ہوجائے۔

استم کا ایمان حبکسی کوطے تو وہ اسس کی سوچ کو بدل دیتا ہے ۔ وہ اس کے مزاج کو بدل رہے۔

دیت ہے ۔ وہ اس کی سرگرمیوں کے رخ کو بھیر کر ایک طرف سے دوسسری طرف کر دیتا ہے۔

اس کے بعد آدمی کے اندر ایک نئی شخصیت ابھرتی ہے ۔ اسس کے بعد اس کے اندر سے ایک نسب اس کے بعد اس کے اندر سے ایک نسب انسان ظہور کرتا ہے ۔ اس کے بعد آدمی وہ نہیں رہتا جو وہ بہلے تھا ۔ اپنے قول اور عمل دو نوں کے اعتباد سے دہ ایک نیا انسان بن جا تا ہے ۔

۔ اس کی وضاحت کے بیے ہم قرآن سے کمچہ واقنی شالیں بیش کریں گے۔ انہیان نیا انسان بنا تاہے

ایک مثال حفزت موسی علیالسلام کے زمانہ میں مصر کے حب دوگروں کی ہے ۔

صزت دوسلی علیا اسلام کا عصا خدائی معجزہ سے بہت بڑا سانب بن حب تا تھا۔ مصر کے با دشاہ فرعون نے اس کے توڑ کے لیے اپنے ملک کے حب دوگروں کو جمع کیا۔ جا دوگرجب آئے تو اہنوں نے فرعون سے نوٹ امارہ انداز میں کہا: اگر ہم موسلی برفتے پائیں تو کیا ہمیں بادت ہ کی طرف سے کچہ انعام دیا جائے گا۔ (ارت کنا ملاجواً ان کنا دخون الغالبین) (انشعراء جم) جا دوگروں کا یہ حال افہار حقیقت سے پہلے تھا۔ اس کے بعدجب کھلے میدان میں ان کامقابلہ جوزت موسلی سے ہوا اورجب دوگروں نے دیکھاکہ ان کے سانبوں کو حضرت موسلی سے عصا نے

کھرٹ وی سے ہو، اور جب رور روں سے میں سے بیدی ہوں کے بیغیب رہیں۔ اتنابرا واقعہ خدا کے بیغیمبر لِگل لیا ہے توجادوگروں برکھل گیا کہ حصرت موساع خدا کے بیغیب رہیں۔ اتنابرا واقعہ خدا کے بیغیمبر ہی کے ذریبہ ظاہر ہوسکتا ہے۔ جنابیٰہ جا دوگراسی وفت خدا کے تسامنے سجدے بیں گرگیے۔ وہ کہ برٹیے کہ آمتا برب العب المین (ہم رب العالمین پر ایمیسان ہے آئے)

اس جادوگروں کا حفزت موسی کے دین کو قبول کر لینا فرعون کے لیے ذاتی شکست بھی۔ اسس نے بگو کرکہا کہ بین تم کوسخت ترین سزا دوں گا۔ بین تمہارے ایک طرف کے ہاتھ اور دوسری طرف کے باؤلوں کا ۔ اور کھیرتم سب کوسولی پرلٹکا دوں گا۔ حب دوگروں نے یسن کرکہا:
مناقض میاانت قاص اندما تقضی ہان ہا الحدیث الحدیث الحدیث الحدیث الحدیث کا مناقضی ہان ہا ہو کہا تھے کرناہے کر ڈال،

## تو جو کچه کرسکتاہے موجودہ دسیائی زندگی میں ہی کرسکتا ہے۔ (طلہ ۷۲)

اس مثال میں صاف طور پر دیکھا جا سکتا ہے کہ ایمان کے بعد آدی کے اندرکس طرح کا انقلاب پیدا ہوتا ہے ۔ کس طرح اسس کے اندرسے ایک نیا انسان ظہور (Emerge) کرتا ہے ۔ وہی حب اورگرجو جیند لمحہ پہلے با دنناہ کی عظمت سے دیے ہوئے تھے، اور اسس کی نو نثا مد کررہے تھے ، ایمانی انقلاب کے بعد ان کا یہ حسال ہوا کہ وہ فرعون کی سخت نرین سنر اکی دھمکی سن کر بھی مست انز نہیں ہوئے ۔ با ہرسے اگر میہ وہ پہلے ہی جیسے دکھائی دیتے تھے ۔ گمراب ان کے اندر ایک نیا انسان بیدا ہوجیکا تھا۔ ایک ایبا انسان جس کی نظریس آخرت کے ہوجیکا تھا۔ ایک ایبا انسان جو مرف خداسے ڈر تا تھا ، ایک ایبا انسان جس کی نظریس آخرت کے سوا ہر حبیب ذب و کئی تھی ۔

#### ابيسبان معرفت ہے

اسقم کے ایمان کا ایک واقعہ قرآن میں ساقیں پارہ کے سٹر وع میں مذکورہ ۔ بخران کے علاقہ سے دسس عیمائیوں کا ایک وفد رسول اسٹر صلے الٹرعلیہ وسلم سے ملے نکے یہے مریز آیا۔ آپ نے ان کو قرآن کے کچھے حصے سنائے ۔ اس کوسن کر ان کے ذہن کی گرمیں کھل گئیں ۔ انہوں نے فدا کو بہجان لیا۔ ان پر یہ منکشف ہوا کہ قرآن فدا کی کت بہ ہے اور محد صلے اللہ علیہ وسلم اللہ فدا کو بہجان لیا۔ ان پر یہ منکشف ہوا کہ قرآن فدا کی کت بہ ہے اور محد صلے اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول میں ۔ اس انکشا مِن حقیقت کے بعد ان کا جو حال ہوا وہ قرآن میں ان نفظوں میں بیان ہوا ہو قرآن میں آن نووس نے انہوں نے سنا اسس کلام کو جو رسول کی طرف انتراہے تو تم د کھیوگے کہ ان کی آنکھیں آننووس سے بہہ رہی میں ، اس سبب سے کہ انہوں نے حق کو بہجان لیا۔ وہ کہتے ہیں کی آنکھیں آننووس سے بہہ رہی میں ، اس سبب سے کہ انہوں نے حق کو بہجان لیا۔ وہ کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب ، ہم ابجسان لائے ، قوم کوگواہی دینے والوں میں لکھ نے ( وافدا صعوا

ما انزل الى الرسول تريئ اعينهم تغيض من الدمع معاعر فوامن الحق يقولون ريئا آمنا فاكتبنا مديد الشاهدين ، المسائده ٨٣)

مذکورہ اہل ایمان کوجب ایمان کا شعور الما تو وہ بے اختیار روبڑے۔ رونا کوئی سا دہ واقعہ مہیں۔ یہ اندرونی طوفان کا ایک خارجی اظہارے۔ جب حقیقت کا ادراک دل کے تارکو جیڑتا ہے ، جب ایک غظیم انکتا ف سے آدمی کا سینہ بھیٹ جا تا ہے ، جب خدا اور بندہ کے اتصال سے بندہ کی تاریک دسنیا روشن ہوجاتی ہے ، اس وقت النان کے دل میں ہیجان غیز جذبات الطقے بیں۔ یہ جذبات الیے دلیات الیے ہیں۔ یہ جذبات الیے ہیں۔ یہ جذبات الیے تاہوں کا راست ہے۔ آئھ کے راست سے آنسو وُں کا سیلاب بہہ کراس بات کی تقدیق کرتا ہے کہ آدمی نے قربت خلافندی کا تجربہ کراس بات کی تقدیق کرتا ہے کہ آدمی نے قربت خلافندی کا تجربہ کراس ایک اندو کی کو اس نعمت ربانی کا حصہ طلا ہے جس کو ایمسان کہتے ہیں۔ ایمان خدا کا خوف بیدا کرتا ہے

مفسرابن کثیرنے ایمان کی تشریح کرتے ہوئے لکما ہے کہ الخشید خلاصة الابیسان (فدا کا خوت ایمیان کا خلاصہ ہے) جلداول ، صفحہ ۴۱

یہ تفیر بہت بامعنی ہے۔ آدمی جس جیز کامومن ہو اس کے محاظ سے اسس کے اندر کیفیت ہیدا
ہوتی ہے۔ مثلاً آپ جیونٹ کی موجودگی کا قرار کریں تواسس وقت آپ کے اندر جو کیفیت ہیدا ہوگی وہ
اس سے بالکل مختلف ہوگی جب کہ آپ ایک سنیر کی موجودگی کا اقرار کررہے ہوں ۔ جیونٹ کی موجودگی آدمی
کے اندر کوئی جاگ ہیں انہیں کرتی ، مگر سنیر کی موجودگی کو محوس کرے آدمی سرسے یاؤں تک
جاگ اعشت ہے۔

میں ایک مرتبہ ایک بچر میا گھر میں تھا۔ اچانک میں نے دکھاکہ تمام زائرین بیزی سے باہرگ گیٹ کی طرف بھاگ رہے ہیں۔ معلوم کیا تو بہتہ چلاکہ جڑا گھر میں یہ انواہ الرگئ تھی کہ ایک شیر کھہرے سے باہر آگئ تھی کہ ایک شیر کھہرے سے باہر آگئ تھی کہ ایک شیر کو د بکھا نہیں تھا۔ صرف اسس کی خرسے لوگوں کا یہ حال ہوگیا۔ جب شیر کی موجود گی کو محسوس کرنے پر النان کا یہ حال ہوتا ہے تو اس شخص کا کمیا حال ہوگا جو شیرے حن الق کی موجود گی کو محسوس کرنے ۔ جس کو خالق کا گئے اس کی موجود گی کو محسوس کر لے ۔ جس کو خالق کا گئے اس کی موجود گی کو محسوس کر لے ۔ جس کو خالق کا گئے اس کی موجود گی کو محسوس کر لے ۔ جس کو خالق کا گئے اس کی موجود گی معنی بن گھیا ہو توالیا ایمان اگر زندہ ابجب ان ہو۔ اگر وہ خواکی ذات پر یقین کے ہم معنی بن گھیا ہو توالیا ایمان

آدمی کو ارزا دست سے - خداکی ہمیبت سے اس کا حال یہ ہوتا ہے کہ اس کی آواز بست ہوسب تی ہے ۔ اس کے چلتے ہوئے قدم اُک جاتے ہیں ۔ اسس کی زندگی ایسی با بند زندگی بن جاتی ہے جیسے خدا اس کے رات اور دن کا نگراں بن گب ہو۔

بعض مغسرین نے مومنین کی تعربیت ان العن ظمیں کی ہے کہ وہ عیب پراس طرح یقین رکھتے ہیں جس طرح وہ مشا ھے رہے پریقین رکھتے ہیں ۔ دیوسؤن بالغیب کمیا یومنون بالشہادة) تفسیرابن کیٹر طہداول ، صفحہ ۲۱ ۔

گویا قتیامت بین خداکو دیکی کرلوگوں کا جوحال ہوگا وہ حال مومن کا بغیر دیکھے ہوئے اسی دنیا میں ہوجا تاہے۔ غیرمومن قبامت میں خداکو دیکھ کر ڈھ پڑیں گے ، مومن اسی آج کی دنیا بین خداک سامنے ڈھ پڑتا ہے۔ قبیامت میں خداکے فرشنے لوگوں کو عدالت الہٰی کی تراز ومیں کھڑا کریں گے مومن اسی دنیا میں ایسے آپ کو عدالت الہٰی کی تراز و میں کھڑا کرلیت اسے ۔حقیقت یہ ہے کہ جو کچھ غیرمومن پر قیامت میں گرز دو تا میں گرز دوا تا ہے ۔۔ اسی زلز لہ خسید نجر برکا نام ایمیاں ہے۔

## ایمان ایک اصافہ پذیر حقیقت ہے

سوره ابرا بهيم ميں ايسان اورمومن كودزت سے تنبيب دى گئ ہے۔ ارت اوبوا ہے كه كلمة ايمان كى مثال ايسى ہے جيسے ايك سخرا درخت - اس كى جڑ زمين ميں متائم ہے اوراس كى شاخيں آسمان ميں كيبيلي ہوئ بين (الم تركيف ضرب الله مثلا كلمة طيبة كنشجرة طيبة اصلها ثابت وفرعها في السماء)

درخت کی ایک انوکھی خصوصیت یہ ہے کہ وہ برابر برط صت ارتباہے۔ بیج سے اکھوا،
اکھوا سے تنہ، تنہ سے سٹاخیں، شاخوں سے بتیاں اور بھر بورا درخت ریناص صفت جو درخت
کو حاصل ہے یہی مومن کی بھی صفت اسس دنیا ہیں ہوتی ہے ۔ وہ ہر آن برصتا رہت ہے۔ وہ بیج
سے سننے دع ہوکہ رط صفے برط صفح سرسبز درخت بن جاتا ہے۔

ایمان کس طرح برهناسی - اسس کے براھنے کی صورت بھی وہی ہوتی ہے جو درخت کے برھنے کی صورت بھی وہی ہوتی ہے جو درخت کے برھنے کی صورت بھی ۔ درخت زمین اور ففاسے معدنیات گیسیں اور پانی نے کر اپنے وجود کو براھا تا

رہاہے۔ حتی کہ ففنا کی مفرگیس (کاربن) بھی اسس سے خدائی کا رخانہ میں داخل ہوکرانسس سے وجود کا برزبن جائی ہے اور وہ مفید گیبس (آگیجن) کی صورت میں با ہر تکلتی ہے ۔ یہی موس کا حال اس دنیا میں ہوتا ہے ۔

مومن اپنے ماحول میں بیش آنے والے ہر واقعہ اور ہر مشاهدہ کو اپنے یے غذابنا تارہتا ہے۔ اس پر معیبت اس کے ایمانی کارخانہ میں وافل ہوکر مثبت نفسیات کی صورت اختیار کر لیتی ہے۔ اسی طرح مومن کو کامسیا بی حاصل ہوتی ہے تو وہ فخر نہیں کرتا بلکہ اس کو خدا کی طرف سے سمجہ کر خدا کا شکرا داکر تاہے۔ گویا کہ جو چیز عام انبایوں کو خداسے خفلت اور سرکتی کی طرف سے سمجہ کر خدا کا شکرا داکر تاہے۔ گویا کہ جو چیز عام انبایوں کو خداسے خفلت اور سرکتی کی طرف سے شکایت ہوتی ہے تو وہ اس کو معاف کر دیتا کر سیب بن جاتی ہے۔ حتی کہ مومن کو اگر کسی سے شکایت ہوتی ہے تو وہ اس کو معاف کر دیتا ہے۔ گویا جو واقعہ عام انبان کو انتقت ام کی آگ میں جلائے کا باعث بنتا ہے۔ وہ مومن کو خدا کی رحمت کے سائے میں بہنچانے کا مبیب بن حب تاہے۔

اسی طرح مومن جب زمین و آسسان میں پھیلی ہوئی جیسے زوں کو د مکھتاہے تو اس کے ذہی فائذ میں داخل ہوکر یہ سب جیزیں خداکی نشا نیاں بن جاتی ہیں وہ مخلومت ات کے آئینہ میں خالی کو دیکھ میں داخل ہوکر یہ سب جیزیں خداکی نشا نیاں بن جاتی ہیں وہ مخلومت اس کے آئینہ میں خالی کو دیکھ لیتا ہے ، گویا جومت اہرہ عام انسان کے لیے صرف ما دی فائدہ یا کرتا ہے وہ مومن کے ایمانی کا رخانہ میں خداکی یا دکی صورت میں ڈھل جاتا ہے ۔ اسی طرح ہم معاملہ اور ہم شاہدہ مومن کو ربّانی غذا دیت رہتا ہے اور اسس کے ایمان ویقین میں برابرا منسافہ کرتا رہتا ہے ۔

#### ايسان مرموقع برابنا ميل ديناه

سورہ ابرائی کی ندکورہ آیت میں ایمان کوستقرے درخت سے مثال دیتے ہوئے کہا گیا ہے کہ وہ ہرموسم میں ابین ایجل دیتا ہے ۔ دقوقی اکلے ہاکل مین باذن دیدہ )

ہما گیا ہے کہ وہ ہرموسم میں ابین ایجل دیتا ہے ۔ دقوقی اکلے ہاکل مین باذن دیدہ اس کاموسم آتا ہے تو اس کی شاخوں بیر بھیل نظلت کے دائرہ میں یہی ہوتا ہے ۔ مومن کا زندہ شعور اس کا خداکو حاصر و ناظر جا ننا ، اس کا یہ یقین کہ مرہے کے بعد خداکی عدائت میں کھڑا ہونا ہے ۔ یہ جیزی ا

مومن کو اتن احساس اوراتناذ مہ وار بنا دیتی ہیں کہ وہ ہرموقع پروہی کرتا ہے جو اس سے ایسان کا تقامنا ہو۔ جب بمی کوئی معاملہ بیت آتا ہے تو اس سے دہی افلاق اور کر دار ط هر ہوتا ہے جو خدا وند ذو الحب لال پرزندہ بقین رکھنے والے آدی سے نلاہر ہونا جا ہیے ۔

جب اس کے سامنے کوئی سچائی ظاہر ہوتی ہے تو وہ کسی تحفظ کے بیزر کھلے دل سے اس کا اقرار کرلیت ہے۔ جب فدا کی عبادت کی دیکار ہا ندہوتی ہے تو وہ ہر دوسرے کام کو چیوٹر کر فدا سے آگے سجدے ہیں گر بڑتا ہے۔ جب اس کے مال میں سے فدا کا حسد ما دنگا جاتا ہے تو وہ بلا تا بغیراس کو اداکر دیتا ہے۔ جب کوئی حق دار ہوس سے اپنے حق کا مطالبہ کرتا ہے تو وہ بورے انسا ف کو اداکر دیتا ہے۔ جب وہ کسی سے ایک بات کا وعدہ کرتا ہے تو اس کو یورا کے بغیراکس کو جین مہن ہیں تا۔

اس طرح مومن کا ایمان ہرمو قع برایک ربانی بوزبن کرظاہر ہوتا ہے۔ وہ ہرمعاللہ میں ربانی کرداری صورت میں نمنایاں ہوتا ہے۔ وہ ہرموقع بروہی کرتا ہے جو اسس کو کرنا چاہیے۔ اور وہ نہیں کرتا جو اس کونہیں کرنا چاہیے۔

ابمان ايكب فكرى انقلاب

ایمان کوئی جا مدعقیده نہیں ، ایمان ایک منخرک فکری سیلاب ہے ۔ ایمان ایک دبائی جیتہ ہے جو کسی بندہ خدا کے سینہ بیں بہہ پڑ تاہے - ایمان بیسبے کہ ایمان آدمی کو اس طرح ملے کہ وہی اس اس کی زندگی بن جائے ۔ وہ ایسی روشنی ہوجس سے اس کا پورا وجو د حجمگا اسلے ۔ وہ ایسا رنگ ہو جس میں آدمی کے سادے معاملات رنگے ہوئے نظر آئیں ۔

ایمان خداکی موجودگی کو بالینے کا نام ہے۔ ایمان یہ ہے کہ آدمی خداکی عظمتوں میں گم ہوجائے، دہ اسکا حد خداوندی میں واصل جا ناہے۔ یہ دنیا دہ اسکا حد خدا وندی میں واصل جا ناہے۔ یہ دنیا میں رہتے ہوئے خدا تعالیٰ تک بہنج جا ناہے۔

ایمان ایک بھونچال ہے جو خداکی معرفت سے آدمی کے اندرابل بڑتاہے ۔ ایمان ایک دریا ہے جو خداکی معرفت سے آدمی کے اندرابل بڑتاہے ، اور خداکو جو خداک فیمنان کو پاکر آدمی کے دل و دماغ میں جاری ہوجا تاہے ۔ ایمان خداکو پالینا ہے ، اور خداکو پاناسب کھی کو پالینا ہے ۔ بھر کسی ایم برسے جواس کے بعد آدمی کو مذملے ۔ ایمان کا ا

## حصت دوم

#### ر قران میں ارمث دیواہیے:

قولوا امنابالله وما انزل الينا وما انزل الى ابراهيم واسماعيل واسحق ويعقوب والاسباط وما اوتى موسى وعيسى وما اوتى النيون من رتبهمم لانفرق بين احدٍ منهم ونحن له مسلمون. فان امنوا دمثل ما امنتم به مقد اهتد وا وان در لوا فانماهم في شقاق فسيكفيكهم الله وهو السميع العليم (البقرق ١٣١-١٣١)

کہدوکہ ہم ایمیان لائے الشربر اور اس کلام پرجوبہ اری طرف اتاراگیا اور اس برجو ابراہم اور اسماعیل اور اسحاق اور بیقوب اورا ولا دیعقوب براتارا گیا۔ اور جوموسی اور عیسی اور دوسرے نبیوں کو الشرکی طرف سے دیا گیا۔ ہم ان بیں سے کسی بی فرق نہیں کرتے اور ہم الشرک فراں بردار ہیں۔ بیس اگروہ اسس طرح ایمان لائیں جس طرح تم ایمیان لائے ہو تو انہوں نے مرایت یائی۔ اور اگروہ مجرحائیں تو وہی ضد بر ہیں۔ الشرنم اری طرف سے ان کے لیے کانی ہوجائے گا۔ اور وہ سنے والاحیا نے والاسے۔

#### مثل صحابه ايميان

رسول الشرصلی الشرعلیہ وسلم کے زمانہ میں مدینہ میں اور اطراف مدین میں بہود آباد سے۔
یہ آیت انہیں بہودیوں کے فیل میں آئے ہے۔ یہ بہودی ان تاریخی نبیوں کو مانے سے جو بجیلے زمانہ میں ان کی نسل میں آئے اور جن کا ذکران کی کت اب بائبل میں موجو دہیے۔ مگروہ محترصلی الشرعلیہ وسلم کی بیغیب ری کا انکار کرتے سے جو ان بہودیوں کے اپنے زمانہ میں عرب میں بیب را ہوئے۔ اس کے برعکس صحابہ کرام کا حسال یہ تھا کہ وہ نتمام بیغیبروں کا اقرار کرتے تھے۔ اس برکہا گیب کہ یہودی اگر صحابہ کی طرح مومن بنیں، وہ بجیلے بیغیب روں کو مانے کے ساتھ وقت کے بیغیبرکوبی مانیں تو وہ خدا کی نظر میں مومن ہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ ایمان دوقتم کاہے۔ ایک مثل یہود ایمان۔ دوسرامتل صحابہ ایمان۔ سوا الله تقسالی کومنل صحابه ایسیان مطلوب ہے - اس کومنل یہو دایمان مطلوب منہیں ۔
اب دیکھے کہ دو یوں میں فرق کیا تھا۔ دہ فرق عرف فہرست کے مکل ہونے یا نامکل ہونے کا مذکھا ۔ یعنی اسس کامطلب یہ منہیں تھا کہ صحابہ کی فہرستِ انبیار مکل ہے اور یہود کی فہرست انبیار نامکل ۔ یہ فرق حقیقت کا فرق تھا نہ کیسے دہ معنوں میں محفن ظاہری فہرست کا ۔

یه و دحفرت ابرا بہتیم، حضرت بیقوب، حضرت موسیٰ کو مانتے سے ۔ ان پغیبروں کا معاملہ یہ مقاکہ وہ گرزے ہوئے دور سے بیغیبر سے ۔ یہود کی قومی روایا ت میں ان کو عظمت کامعت املی معاملہ یہ مقاکہ وہ گرزے ہوئے دور سے بیغیبر سے ان پغیب روں کا نام اس چنیت سے سنتا کہ وہ اس کی قوم کے عظیم بیغیبر کی چینیت کے ۔ وہ ان کو است دار ہی سے عظیم بیغیبر کی چینیت سے حاشت اتھا ۔

اس کے برعکس محتربن عبداللہ کا معاملہ یہ تھا کہ مدینہ کے بہود بہلی باران سے متعارف ہوئے نواس طرح متعارف ہوئے کہ وہ اپنے وطن سے نکال دیئے گئے ہیں اور بیناہ گزیں کے طور برمدینہ بہونچے ہیں ۔ پھچلے بیغیم وں کے نام کے ساتھ عظمت کی بڑا سے ار داستا نیں شامل جیں جب کہ محتربن عب راللہ ان کو بس ایک عام انسان کے روب میں دکھائی دیئے تھے۔ یہی وج ہے کہ پھچلے بیغیم ہونا ان کو بس ایک عام انسان کے روب میں دکھائی دیئے ہونا ان کی سمجھ بیں آیا اور محتربن عب رائٹر کا بیغم ہونا ان کی سمجھ بیں آیا اور محتربن عب رائٹر کا بیغم ہونا ان کی سمجھ بیں آیا اور محتربن عب رائٹر کا بیغم ہونا ان کی سمجھیں نہ آسکا۔ آپ کے بارے میں یہود کا بہل لا تا نٹر ہی ان کے لیے آخری تا نٹر بن گیا۔

صحابه کا معاملہ اس سے بالکل مختلف کھتا۔ انہوں نے بھی اگر جبہ آپ کو بہلی بار اسی روپ
میں دیکھیے جس روپ میں بہو دسے آپ کو دیکھا کھتا مگر صحابہ اس ظام ری مشاہدہ پر نہیں رکے
بلکہ انہوں نے آپ کو اندر تک دیکھنے کی کوشش کی ۔ بہود آپ کوظام کے اعتبار سے دیکھ رہے
کتے ،صحابہ نے آپ کو تعقیقت کے اعتبار سے دیکھا ۔ بہود آپ کو تعربی عبالہ سے
دیکھ رہے کتے ،صحابہ نے آپ کو آپ کے مستقبل کے اعتبار سے دیکھا ۔ بہود آپ کو تحربی عبالہ للہ
کے روپ میں دیکھ رہے کتے صحابہ نے آپ کو محمت روسول اوٹر کے روپ میں دیکھ ا۔ سے عاجم زرج
سے عاجم زرج مرشناسی کا شوت دیا اور بہود جو ہرشناسی کا شوت دینے سے عاجم زرج صحابہ نے جو ہرشناسی کا شوت دیا اور بہود ہو ہرشناسی کا شوت دیا ۔ جب کہ بہو دے

ی ثابت کیا کہ وہ حقیقت کو مجر دسطے پر پہچانے کی صلاحیت نہیں رکھتے۔ ایک تفظیں پہود کا کسیس تقلید آبار کا کیس سے اورصابہ کرام کا کیس جو ہر شناسی کا کیس ۔ یہی وہ فرق ہے جس نے ایک گروہ کو الٹرکی نظریں مومن کھر ایا اور دوسراگروہ الٹرکی نظریں عیز مومن ہوکررہ گیا۔معلوم ہوا کہ صحابہ والا ایمیان معرفت والا ایمان ہے۔صحابہ نے مجروسطے پر حقیقت کو پہچانا اور اسس کا ساتھ دیا۔ آج بھی وہی ایمان حقیقی ایمان ہے جو آدمی کے اندر مجرد سطے پر حقیقت کو دیکھنے کی نظسہ بیدا کردے۔

یہ وزق بے صدبنیا دی فرق ہے۔ اسی سے وہ تمام اعلی خصوصیات پیدا ہوتی ہیں جھسم صحابہ کرام کی زندگیوں میں دیکھتے ہیں -

## عبرت ونفيعت كامزاج

ایک ایمان وہ ہے جو بس جا مدعقیدہ ہو ہو آدمی کے ذہنی اسٹور میں بہت سی چیزوں میں سے
ایک جبین کے طور پر رہا ہواہو۔ وہ آدمی کی زندگی کا کل نہ ہو بلکہ وہ اس کا صرف ایک جزر ہو۔ دو سرا
ایمان وہ ہے جو آدمی کے اندر اتنی گہرائی کے ساتھ انتہ کہ وہی اس کی فکر ونظر بن جائے۔ آدمی ہر
چیز کو اسی خاص ذاویہ سے دیکھے۔ وہ ہر چیز میں اپنے ایمیان کی جملک پانے گے۔ اس کا ایمیان
اس کا ایک جزر یہ ہو بلکہ وہی اسس کا کل بن جائے۔

کوئی حقیقت جب گہرائی کے ساتھ کسی کو ملتی ہے تو وہ اسس کی سوچ بن جائی ہے۔ ایمان اسی قسم کی ایک عظیم حقیقت ہے ۔ یہ ناممکن ہے کہ ایمیان ایک زندہ حقیقت کے طور پر کسی کے اندر داخل ہواور وہ اسس کی سوچ اور اسس کے جذبات پر حیانہ جائے۔

صحابه کرام کاایمان اسی قتم کا زنده ایمان گفت - ان کاایمان ان کے پورے فکروخیال پر حیبا گیاتھا ۔ وہ ہر جیزیں اسی کا عکس دیکھنے گئے تھے ۔ ہر چیز جوان کی نگاہ سے گزرتی تھی وہ ان کے ایمان کے سانچہ میں ڈھل جاتی تھی۔ ہرمٹ ہرہ ان کے ذہنی خانہ میں داخل ہوکر انمیسانی سبق کا ذریعہ بن جاتا ہے

ایک صحابی کا واقعہ ہے۔ وہ اپنے گھر کے سلسے بیٹے ہوئے تھے۔ اتنے بیں ایک گاڑی گزری جس میں دوجا بؤرجتے ہوئے تھے ۔ چلتے چلتے ایک جا بؤر ببیٹے گیا ادر دوسے راجا بؤر کھڑارہا۔ جوجا بؤر ۱۵ بیم گیا تھا اس کو گاڑی والے نے ڈنڈے سے مارا۔ اسس کو دیکھ کرصابی نے کہا ، اِتَ فِی خُدا اَلمَعتبَرُ اُ (اس کے اندر بھی نفیعت ہے) یعنی جو با نور چپتار ہا وہ بچ گیا اور جس جا نور نے مسستی دکھائی اس پر مار پڑی ۔ یہی معاملہ اننان کے ساتھ آخرت میں ہوگا۔ جو انسان خدا کی ڈیوٹی پوری کرے گا وہ نجات پلے گا اور جو انسان خدا کی ڈیوٹی نہیں پوری کرے گا اس کو سزاملے گی ۔

گاڑی کا واقعہ بظاہر ایک دینوی واقعہ تھتا مگر صحابی نے اس دینوی واقعہ میں آخرت کی جملک دیکھ لی ۔ ایک مادی مشاہدہ صحابی کے ذہنی خانہ بیں داخل ہو کرروحی نی واقعہ بیں وطلک دیکھ اس ناکری تبدیلی کا دور۔ مانام نفیحت ہے۔

#### اعتراث

موجودہ دسیا میں کسی آدمی کے بیے سب سے زیادہ مشکل چیز دوسرے کے فضل و کسال کا احتراف کرنا ہے۔ ہرادی اپنے آپ میں انت زیادہ گم رہتا ہے کہ اس کو دوسرے کی خوبی دکھائی ہنیں دیتی۔ گرایک سپامومن اسس کمزوری سے پاک ہوتا ہے۔ ایمان درحقیقت خدا کی بڑائی کے مقابلہ میں اپنے عجز کی دریا فت ہے۔ جب یہ ایمان کسی کو گہرائی کے ساتھ ملتا ہے تواس کا لازی نیتجہ یہ ہوتا ہے کہ اسس کی اپنی ذات اس کی نظر سے حذف ہو حب ای ہے۔ اس کا ایمان اس سے اس کی اناکو جین لیتا ہے۔ بہی وجہ ہے کہ مومن کے اندراعتراف کا مادہ کمال درجہ میں پیدا ہوجا تا ہے دوسرے کا احتراف کرنے میں آدمی کی اپنی انا رکا و مط بنتی ہے۔ جس شخص کی انا مدے جی ہواس کے دوسرے کا احتراف کرنے میں رکا و ط بینے ۔

لبیدایک صحابی ہیں - وہ عرب کے ایک شاعر سکتے ۔ انہوں نے جب قرآن کوسٹا نو وہ فوراً اسس کے مومن بن گئے ۔ اس کے بعدان کی شاعری چھوٹ گئ ۔ کسی سے پوچھا کہ آپ نے شاعری کیوں چھوٹ دی توانہوں سے کہا : اَبعَدَ الْقَن آنَ (کیا قرآن کے بعد بھی)

حصرت لبید نے بیحبے جانا بڑے گا۔ حصرت لبید نے بیحبلہ اسس وقت کہا جب کہ قرآن ابھی اتر رہا تھا۔ جب قرآن کو ماننے والے مظلوم سے ۔جب دنیا میں قرآن کی وہ عظمت قائم نہیں ہوئی تھی جو بدکو بیٹ آ نے والے تاریخی واقعات کے نتیجہ میں متائم ہوئی ۔ اس وقت یہ کہنا کہ "کیا قرآن کے بعد یجی " ایک بے مد مشکل کام تھا۔ اس کے بیے سحاب والدابیسان درکار تھا جو آدمی کی نودی کو اُسس سے بھیین ہے تاکہ دہ اپنی ذات کے بامر کی حقیقتوں کو کھلے طور بیر دیکھنے گئے۔ دہ اپنی ذات کے بامر کی حقیقتوں کو کھلے طور بیر دیکھنے گئے۔ خداکی نسبت سے دیکھنا

حصرت ابومسود ایک سمایی سے ۔ ایک، باروہ ابین غلام پرخفا ہوگے ادر اسس کو ڈنٹی سے مارے گئے ۔ اتف ان سے اس دقت رسول اسٹر سلے اسٹر علیہ دسلم کا گرر اس طرف سے ہوا۔ آپ نے دیکھ ۔ اکہ ابومسود ابین غلام کو مار رہے ہیں ۔ رسول اسٹر سلے اسٹر علیہ وسلم نے بہ دیکھ کر فرایا:

احدم آباہ مسعود اکر آب الله اور رہے میں عمل صلی ان الفلام ( اے ابومسود ، جان لو کہ اسٹر تمہارے ادبر اسس سے زیادہ تا درہے جنناتم اس غلام کے اوبرت ورہ و ) معزت ابومسود نے جب اس نبیمہ کوسنا تو ان کے باسخ سے ڈنٹا جھوٹ کر گریڈا۔

بہاں سوچنے کی بات یہ ہے کہ دہ ننحنس حواس سے بیلے اپنے عندام کو مارر ہا تھا ، اس کے بعد کیوں ایس ایس کے بعد کیوں ایس ایس ڈونڈ اکسس کے ہاتھ سے حبوط کرگر بیا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ تفزت ابوم عود معاملہ کو پہلے بندے اور بندے کی نسبت سے دیکھ رہے سے ۔ اب اس یا دد ہائی کے بعدوہ معاملے کو خلااور بندے کی نسبت سے دیکھ رہے سے ۔ اب اس یا دد ہائی نے بعدوہ معاملے کو خلااور بندے کی نسبت سے دیکھنے گئے ۔

جب وه معاطے کو بندے اور ببندے کی نببت سے دیکھ رہے تھے تو وہ اپنے اور عن لگا کے درمیان فرق بارہے تھے ۔۔۔ میں مالک ہوں اور وہ ملازم ، میں طاقت ور ہوں اور وہ کمزور، میں امیر ہوں اور وہ غربیب ، میں صاحب حیثیت ہوں اور وہ بے حیثیت ۔ مگرجب یہ ذہمن ختم ہوا اور انہوں نے معاملہ کو حند ا اور بندے کی نسبت سے دکھیا تو معلوم ہواکہ ان میں اور عن فرق نہیں ۔ اب انہوں نے اپنے آپ کو بھی و میں کھوا اہوا بایا جہاں انہوں نے اس انہوں نے اس سے پہلے اپنے عند لام کو کھو اکر رکھا تھا ۔ کیونکہ فدراکے نزدیک دو اوں میں کوئی فرق نہیں ۔

اننانوں کے درمیان ہمیشہ فرق ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جب معاملہ کو بندے اور بندے کی نبدت سے دیکھا جائے توایک اور دوسرے کے درمیان فرق دکھان دیتا ہے۔ یہی فرق ہشام ظلم اور فناد کا سبب ہے ۔ جو آدمی اپنے آب کو بڑا محسوس کرتاہے وہ چپوسٹے اور کمسنرور پڑا سلم کین گلہ ہون کا مناز کا سبب ہے ۔ جو آدمی اپنے آب کو بڑا محسوس کرتاہے وہ چپوسٹے اور کمسنرور پڑا سلم کیسنے گلہ ہون کا مناز اور سندے کی نظرسے دیکھا جانے گئے توسارا فرق مط جائے بیان اگر معاملات کو خلاا ورسندے کی نظرسے دیکھا جانے گئے توسارا فرق مط جائے

گا- کیوں کہ خدا کی نظریس سب حقیر اور کمزور ہیں۔ یہ ذہن خود بخود ظلم وزیا دی کے مسزاج کو جین ایستاہے ۔ لیت ہے۔

صحابہ کرام کا حال بہی تھا۔ وہ ہر معاملہ کو خدا کا معاملہ سمجھتے ہے ۔ وہ اسان کی طرف بڑھتے ہوئے سبحتے کہ وہ خداکی طرف بڑھ رہے ہیں۔ بہی وجہے کہ ان کے باعۃ ہر ظلم سے رکے رہتے کے ۔ ان کا وقت م زیادتی کی طرف بڑھنے کی ہمت نہیں کرتا بھتا ۔ انہیں محسوس ہوتا تھا کہرانسان کے ساتھ اکسان کا خدا کھڑا ہوا ہے۔

دوسرے مسلما بوں کا ابیسان بھی اسی وقت ایمان ہے جب کہ وہ اس قسم کا زندہ ایمیان ہے جب کہ وہ اس قسم کا زندہ ایمیان بن جائے ۔ جب ان کے اوبیر خدا کی عظرت اس طرح حیا حب ائے کہ وہ ہر وقت اپنے آب کو اس کے زیرانز محسوس کرنے لگیں ۔ جب بندوں سے معاملہ کرتے ہوئے بھی وہ یہ سوچ کرسنجل جائیں کہ وہ خدا سے معاملہ کردہ نے ایس ۔ کیوں کہ سبندہ کم زدرہے گرخدا تو کم زور نہیں ۔

انتفتام تنہیں

رسول الترصلے التر علیہ و کم سے عزوات بیں سے ایک عزوہ وہ ہے جس کوغزوہ بنی اُلَّفُ عَلِقُ کے جس کوغزوہ بنی اُلَفُ عَلِقُ کے جس سے ایک عزوہ وہ ہے جس کوغزوہ بنی اُلَّفُ عَلِقُ کے جس سے ہیں۔ بیعزوہ سے جس سے حصرت عائشہ کو بدنام کرنا شروع کیا۔ بعد کو فرآن (سورہ بور) بیں آبیت انزی جس سے حصرت عائشہ کی کا مل برأت کردی۔

اس وقت مدینہ بیں ایک مہا برمسلمان سے جن کانام مسطح بن اثاثہ تھا۔ وہ بھی منا نقوں کے پر د پیگنڈہ سے متائز ہوکراس الزام میں سشر مک ہوگے۔ مسطح حصزت ابو بکرکے دور سے عزیز سے ان کی غربت کی دجہ سے حصزت ابو بکر ہراہ ان کی مدد کی کرتے ہے ۔ حصزت عائث حصزت ابو بکر کی صاحبزادی تھیں۔ قلد تی طور پر ان کو اسس واقع کے بعد مسطح سے سخت شکایت ہوگئ ۔ مسطح کے اسس فعل کے بعد حصزت ابو بکر نے قدم کھائی کہ اب میں مسطح کی کوئی مدد مہیں کروں گا۔ اس پر قرآن میں یہ آیت اثری کہ ۔ تم میں جولوگ وسعت والے ہیں ان کو نہیں چاہیے کہ وہ قدم کھائیں کہ وہ معاف کر دیں اور درگزر کہ وہ قدم کھائیں کہ وہ معاف کر دیں اور درگزر کریں ۔ کی اسٹر میں یہ اس کو بند نہیں کریں گے ۔ بلکہ انہیں چاہیے کہ وہ معاف کر دیں اور درگزر کریں ۔ کیس اس کو بند نہیں کرین گے ۔ انگر تہیں معاف کردے ۔ اور الشر بہت معاف کریں ۔

والامهربان ب رولیعنوا ولیصفحوا الا تحبون ان یغفرالله مکم والله غفور دهیم)
حصرت ابو بکرنے اسس آیت کے بعد کہا: جلی والله ان لاتحب ان یغفرالله لی ربال
خداکی قسم میں اس کو پندکرتا مہوں کہ اللہ مجے معان کردے ) اور مسطح کو جواعانت وہ دیا کرتے تھے اس
کو دوبارہ حیاری کردیا - بلک معفل روایات کے مطابق اسس میں اصنا ف کردیا -

یہ واقعہ بتا تاہے کہ ذاتی شکایت کے معاملہ میں صحابہ کا طریقہ کسیاستا۔ ان کی شکایت کھی لفزت اور انتقام کی اسس صدتک نہیں بہونجنی تھی جو دل سے نکل ہی مذسکے ۔ اور بنا ایسا ہوتا تھا کہ شکایت پیدا ہو ہے بعد وہ شکایت والے آدمی کے لیے ظل الم بن جائیں ۔ اور اس کے خلاف ہر کارروائی کو اپنے لیے جائز سمجد لیں ۔ صحابہ کرام ہر معلطے کو آخرت کے سے اظ سے دیکھتے تھے ۔ وہ دو سروں کی کو تا ہی سے درگز رفر مل نے ۔ آخرت کا مسئلہ ان کے ذہن پر اتنی شدت سے کہ سے تاکہ فدا ان کی کو تا ہی سے درگز رفر مائے ۔ آخرت کا مسئلہ ان کے ذہن پر اتنی شدت سے حیب یا ہوا تھا کہ اس کے مقابلہ میں دو سرا ہر مسئلہ انہیں ہلکا نظر آتا تھا ۔ وہ آخرت کی خاطر سب کچے چوڑ سکتے سے ۔ وہ آخرت کی خاطر سب کچے حیث ہو وہ آخرت کی خاطر سب کچے حیث سے ۔ وہ آخرت کی خاطر سب کچے حیث سے ۔ وہ آخرت کی خاطر سب کچے حیث سے ۔ وہ آخرت کی خاطر سب کچے حیث سے ۔ وہ آخرت کی خاطر سب کچے حیث سے ۔ وہ آخرت کی خاطر سب کچے حیث سے ۔ وہ آخرت کی خاطر سب کچے حیث سے ۔ وہ آخرت کی خاطر سب کچے حیث سے ۔ وہ آخرت کی خاطر سب کچے دو آخرت کی خاطر سب کچے دو آخرت کی خاطر سب کچے دو آخرت کی خاطر سب کے حیث سے ۔ وہ آخرت کی خاطر سب کچے دو آخرت کی خاطر سب کچے دو آخرت کی خاطر سب کھے دو آخرت کی خاطر سب کچے دو آخرت کی خاطر سب کچے دو آخرت کی خاطر سب کی خاطر سب کھوڑ سکتے سے ۔ وہ آخرت کی خاطر ہر رہے کو بھب لا دیتے سے ۔

یمی وجہ ہے کہ صحابہ کرام اس اعلی احت لاق کا ثبوت دے سکے کہ انہوں نے برائ کے بدے کہ طلائی کا سلوک کی ۔ انہوں نے تکلیف بہونچائے والوں کو دعا ئیں دیں ۔ جہوں نے ان کوتایا ان کے لیے وہ رحمت کا چتمہ بن گئے۔ یہی ایمان متاب ایمان ہے ۔ اور اللہ تغالی کو ہوایمان مطلوب ہے وہ وہ ی ہے جو مثل صحابہ ایمان ہو۔ جس شخص کو یہ متت ہوکہ آخرت میں خدا اس کے ایمان کو قبول کرے اس کو چا ہے کہ وہ صحابہ کے منوئے کو پکراے ، وہ صحابہ کے طریقہ کی ہیروئ کرے ۔ وہ ایمان کے معاطے میں صحابہ کی تقلید کرنے والا بن جائے۔

## مرحال میں انضاف

عبدالرجن بن عوف ایک صحابی سطے - اور حصرت خالد بن ولید بھی ایک صحابی سطے - دونوں کے درمیان کسی دنیوی معاملہ میں شکایت پیدا ہوگئ - نشکایت اننی بڑھی کہ وہ عرصہ تک ختم منہوسکی -

اسس درمیان میں ایک شخص حصزت عبدالرحمٰن بن عوف کے پاس آیا ۔ اسس نے ان کونوش 19 کرے نے کے بیے حصرت خالد کو برا تعبلا کہنا شروع کر دیا ۔ اسس نے یہ نانز دینا جا ہا کہ حضرت خالد دین اعتبارے کمزور ہیں۔ ان کا اسلام زیادہ قابل اغتماد نہیں ۔ یہ سن کر حضرت عبدالرحمٰن بن عوت سنجیدہ ہوگیے ۔ انہوں نے مذکورہ آدی سے کہا : صد فان ما بیننالمریبلغ دیننا۔ دور ہو ، ہمارے اوران کے درمیان جو بات ہے وہ ہم دولوں کے دین تک نہیں بہنچیگ یعنی حسارے اوران کے درمیان دینا کے معاملہ میں جو شکایت ہے اسس کی وجہ سے ایسا نہیں ہوسکتا کہ ہم ایک دوسرے کے اسلام کونا پہنے گئیں ۔ اسس کی وجہ سے ہم ایک دو سرے کو دین جیشت سے بڑا کہنے گئیں ۔

اس سے معلوم ہواکہ صحابہ کرام کا مزاج یہ تھا کہ اگر کسی شخص سے ایک معلیے بین شکایت بیدا ہوجائے تواسس کو بس اسی معاملہ تک محدو در کھا جائے۔ ایک معاملہ کی شکایت کولے کرآ دی کو ہر معاملہ میں کنڈم نہ کیا جائے۔ وہ قرآن کی اسس ہوا بت کے سختی سے یابند سے کہ : و کم بیجر منکم شنان قوم علی اگل نعت کہ لوا اعد لوا حوا فرب دلتقوی (المسائدہ مر) بعنی کی دشمنی تہیں بہاں تک نہ ہے جائے کہ تم اس کے ساتھ انسا ف نہرو ۔ بلکہ دشمن کے ساتھ انساف کرو ۔ بلکہ دشمن کے ساتھ انساف کرو ۔ بلکہ دشمن کے ساتھ بھی انساف کرو ۔ بہی راستہ نقوی سے قربب ہے ۔

یہ ابیب بی طریقہ جو صحابہ کرام کا تھنا بہی عب ام مسلما بوں کو بھی اختیار کرناہیے۔ خب لاصہ

اس گفتگوکاخلا سه یه به کرفرآن کے مطابق ابیب ان کی دوقسیں بیں۔ ایک مثل یہود ایمان اور دوسرا مثل صحابہ ایمیب ان ۔ مثل یہود ایمان دوسرے لفظوں میں نسلی اور تقلب دی ایمان ہے۔ وہ جا مسیفر دار اور عمل کی شاخیں تہیں ہوتی ۔ اسس سے کردار اور عمل کی شاخیں تہیں بیوقتیں ۔ اسس سے روحانی ترقی کے جشے جاری مہیں ہوتے ۔ ایسا ایمیب ان آدمی کی دل کی گہرائیوں میں داخل نہیں ہوتا ۔ ایسا ایمیب ان آگ ر متناہے اور آدمی کی زندگی الگ ۔

اس کے برعکس مثل صحابہ ایمان ایک معرفت ہے۔ وہ ایک ڈسکوری ہے۔ وہ ایک فکری انقلاب ہے۔ جب کسی آد می کے اندریہ ایمان بہیدا ہونا ہے نؤوہ اسس کے پورے وجو دکو بلادیت ہے۔ اس کی مبتی خدا کے نور میں نہا اعثیٰ ہے۔ اس کا نیتجہ یہ ہوتا ہے کہ اس کے سوچیے با اور عمل کرنے کی یوری دیتا بدل حباتی ہے۔ وہ ظام ری حبب زوں سے اوبر انظ جانا ہے۔ وہ حقیقت کو مجرد سطّح پر دیکھنے لگتا ہے۔ گردوسین کی ہر جبز اس کے ایمان کی غذابن جائی ہے۔ ایمان اس کے ایمان کی غذابن جائی ہے۔ وہ اس کے بید ہر حبب نراس کی نظر میں جھو گئی ہوجاتی ہے۔ وہ نفرت اور انتقت م کی نفسیا ت سے بند ہوجاتا ہے۔ اس کا ایمب ان اس کو مجود کرتا ہے کہ دہ ممیشہ انصاف برتائم رہے۔ وہ کبھی صراط متقم سے اِدھراُ دھر رنہ ہے ۔

دهسلی ، یکم جولائی ۱۹۸۵

# ايمانى بركتيس

دنیا میں دوقعم کی چیزیں ہیں۔ جامد اور سموبذیر ، جامد وہ ہے جو کیال طور پر اپنی حالت بر باقی رہے ۔ سمو بذیر وہ ہے جو ہمین بڑھتا رہے۔ بیھر پہلی چیز کی مثال ہے اور درخت دوسری چیز کی مثال ۔

قرآن سے معلوم ہو تا ہے کہ ایمان کوئی جا مرجیز نہیں۔ وہ درخت کی طرح اضافہ پذیر جیز ہے۔
وہ برابر بڑھتا رہتا ہے۔ فرق یہ ہے کہ درخت اپنے مادی وجو دکے اعتبار سے بڑھتا ہے اور ہون کا ایمان اپنے شعوری وجو دکے اعتبار سے ۔ درخت کا بڑھنا یہ ہے کہ اس کی لکڑی اور بیتی بڑھے ۔
ایمان کا بڑھنا یہ ہے کہ اس کی معرفت بڑھے ۔ اس کا یقین بڑھے ۔ اس کا اعتباد علی الٹر بڑھے ۔ اس کی رائی گرائیوں میں اضافہ ہو ۔
ریانی گھرائیوں میں اصافہ ہو ۔

اس امنافهٔ ایمان کے دوخاص راستے ہیں۔ ایک فکر اور دوسہ اصبر۔ آدمی جب اللہ کو یاد
کرتا ہے۔ جب وہ اللہ کی کاریجری می عور کرتا ہے تو اس کا شعورِ ایمان بڑھتا ہے وہ معرفت کے
سنے نئے بہلو وُں کا بخر بہ کرتا ہے۔ اسی طرح موجودہ اسخان کی دنیا ہیں جب وہ مختلف قیم کے ناموافق
مالات سے دوچار ہو تا ہے۔ اور ان حالات میں وہ اپنے ایمانی تقاصوں پر قائم رہتا ہے تواس کے
ذرایب سے وہ اپنی ایمانی توت کو بڑھا تا ہے۔ وہ اپنے ایمان کو پختہ سے پختہ ترکرتا چلاجا تا ہے
ذرایب سے وہ اپنی ایمانی توت کو بڑھا تا ہے۔ وہ اپنے ایمان کو پختہ سے پختہ ترکرتا چلاجا تا ہے

اوی کے ایمان میں فکر کی راہ سے جو اصا وز ہوتا ہے ، اس کا ذکر قرآن میں متعدد مقامات پر کھیا گیا ہے ۔ اس کے ایک آیت یہ ہے : رکھیا کیا ہے ۔ اس کے لیک آیت یہ ہے : واذا ما انز لت سوری فیمنیم من یقول آیت کم اور جب کوئی مورہ انز تی ہے تو ان میں سے بعض نادت د طنه ۱ بمانا - فاماال نین امنول کمتے بی کدا سس سورہ نے تم میں سے کس کا ایمان دراد تھم ایمانا وہم یستبشرون - براسا دیا ۔ پس جو ایمان والے ہیں ان کا ایمانا اس دراد تھم ایمانا وہم یستبشرون - براسا دیا اور وہ خوست ہورہے ہیں - درالتو یہ سے ہیں -

قرآن میں خالق کا تعارف ہوتا ہے۔ النان کے اندر چھپے ہوئے بندگ کے اصاسات کو ابھاراجا تا ہے۔ یہ چیزیں آدمی کے ذہن کو جبگاتی ہیں۔ وہ اسس کے لاشعور کو شعور کی مطح برلے آتی ہیں۔ وہ اسس کے لاشعور کو شعور کی مطح برلے آتی ہیں۔ وہ اسس کے اندرخالق و مخلوق کے تعلق کو زیا دہ اجا گر کرتی ہیں۔ اس طرح قرآن کو من کراور برام کر آدمی کا شعور ایمان بڑھتا ہے اور برابر برام سے چلاجاتا ہے ، یہاں تک کہ وہ اپنے رب سے عاطے۔

معزت عمر فاروق رصی الشرعذ کے بارہ میں روایات میں آتا ہے کہ وہ اینے اصحاب میں سے ایک یا دو آدمی کا باتھ بکر لمنے اور کہنے کہ آؤ ہم اپنے ایمان میں اضافہ کریں (کان عمر جنی الله عنه یاخذ بیست الدج ل والوجیلین من اصحاب فیقول تعالوا حتی منزدا د ایماناً، مظہری، رابع ۲۲۹) معزت عبدالشربن روام کا ایک واقعہ امام بیقی نے ان الفاظ میں نقل کیا ہے:

اس کا مطلب یہ تھاکہ آؤ ہم بیٹھ کر اللہ کی بڑائی بیان کریں ۔ ہم اللہ کے کمالات کو یا د کریں۔ ہم اللہ کے اکار (کرشوں) کا جماعی تذکرہ کریں ۔ اس سے اللہ کے بارہ میں ہمارا احساس تازہ ہوگا۔ اللہ کے بارہ میں ہمارا یقین بڑھے گا۔ اللہ کے بارہ میں ہما ری معرفت مزید ترقی کرے گی۔

صحابہ کرام میں یہ مزاج فرآن کے مطالعہ سے بنا تھا جوا پینے پڑھنے واسے کو بار بار اکسا ّ لملیے کہ وہ ذکرو مکرکے ذرایعہ اپینے ایمان کوبڑھ لئے۔ وہ اپینے ایمان کومسلسل ترقی دیتارہے۔رسول الٹر ۱۳۳ اکیسعلم کی یا د دلاتے تھے ر

تفييرابن كمثير؛ جزر ٧، صفحه ١٣١

وكرو فكري كس طرح اليمان براستاب ، أسس كى ايك أزر شال ليجيئه \_

جدید معلومات کے مطابق ہماری دنیا نا قابل قیاس حد تک بڑی دنیا۔ ہے۔ سائنس دان کہتے ہیں کہ پیکا نات اتنی زبادہ بڑی ہے کہ ایک ہوائی جہا زاگر دوشنی کی دفت ارسے روانہ ہو۔ بینی اس کی رفتار ایک لاکھ ۸۱ ہزار سبل فی سکنٹ ہو تو اس نا قابل فیاس مدتک تیز رفتار جہاز کو کا گنات کے گرو ایک حب کہ دگلہ نے میں ایک ارب سال سے زیادہ لگ جائیں گے۔ بشر طیکہ وہ جہاز اورا سس کے مسافر اتنی کمبی مدت سک ان جس رہیں ۔

اس عظیم کائنات میں بے شارستارے ہیں۔ و نیا کے تمام سمندروں کے کنارے ریت کے جتنے فرزے میں ۔ و نیا کے تمام سمندروں کے کنارے ریت کے جتنے فرزے میں اس سے بھی زیا دہ آسمان میں ستاروں کی نقداد ہے۔ یہ شارے بے مدبر اے میں اس کے اوپر جگہ اس کے اوپر جگہ اس کے اوپر جگہ اس کے اوپر جگہ باتی رہے کہ ہماری زمین جیسی کروروں زمینیں کی ایک شارہ پر رکھ دی جائیں تب بھی اس کے اوپر جگہ باتی رہے گی۔ صرف ہماری کہکشال میں . . . . . المین ستارے یائے جائے ہیں۔

اس طرح کی ان گنت معلومات ہیں جو موجو دہ زمانہ ہیں ہماری دینا کے بارہ میں ماصل ہوئی ہیں۔ اگر آ دمی ان معسلومات کوسلسنے رکھ کرغور کر سے تو فالن کی عظمت کے آصاب سے اس کا دل دیل مہم اسطے گا۔ نیزیہی مطالعہ اس کو بتائے گا کہ کا کنات کے خالق نے انتہائ استثنائی طور پر اس کے لیے یہاں زندگی اور ترقی کا سامان کیاہے۔ اس احباس سے اس کے سینے میں شکر کا سندر موجز ن ہوجائے گا۔ یہ چیزیں اس کی معرفت حق بیں بے بیٹ اہ اصافہ کردیں گا۔

جس زمان میں میں اپنی کتاب " مذہب اور جدید جیسے لیج " کے سلسہ میں فلکیات اور ارصنیات کا مطالعہ کررہا تھا ، مجھے ایسا محسوس ہونے لگا تھا جیسے کہ میں کارخان کا کنات میں خداکو بالکل عیا نا دیکھ رہا ہوں ۔ اسی زمانہ کا واقعہ ہے ، اعظم گڑھ کے ایک صاحب ( شاہ نصیرا حمد مرحوم ) نے جھے سے بوجھا: کیا ان ن داکو دیکھ سکتا ہے ۔ معامیری زبان سے نکلا "کیا آپ نے ابھی تک خداکو بہیں دیکھ سا یہ حفیقت یہ ہے کہ آدمی اگر واقعی معنوں میں ذکرو فکر کرے تو وہ خداکو دیکھے نگے ۔ اس کا ایسان عیب سے آگے بڑھ کر شہود تک بہونے جائے۔

#### سبرکی را ہے اضافہ

ایمان بی اصافہ کا دور ازرایہ وہ ہے جس کو صبر کہا جاتا ہے۔ صبر کامطلب ہے جمنا۔ آدمی کے سامنے جب اسی صورت حال آئے کہ دین پر قائم رہنے کے لیے اسے فربانی دین ہو، اسے اپنے جذبات کو کیانا پڑے ۔ نہ داکا خوف اسے مجبور کر دے کہ وہ اپنی سوچ کو موٹر کر خدائی سوچ ہے تابع کر ہے اس قیم کام عل صبر ہے اور جب آدمی اس قیم کاعمل کرتا ہے نو وہ خدا کے حق میں اپنی قوت ارادی کو بڑھا تا ہے ، وہ خدا کے تعلق کا نیا تجربہ کرتا ہے ۔

اسلام کی ابتدائی تاریخ میں اسی قیم کی ایک مثال صلح حدیبید کا واقعہ ہے۔ صلح حدیبیہ تمام کی بیب طرفہ شرائط برگی گئی تمی ۔ جنا بنیہ صحابہ کرام اسس پرسخت برسم بھتے ،ان کا دل و دماغ کسی طرح تیار مزمقاکہ اس فیم کی ذکت آمیز صلح پرراصی ہم جائیں۔ گرجب مرمول الشرمسلی الشرطیر ملے برراصی ہم جائیں۔ گرجب مرمول الشرمسلی الشرطیر ملے برت باکہ اس وقت الشرکی مرصنی یہی ہے توسب نے جذبات کے طوفان کے باوجود اپنے آپ کو اس کے آگے جبکا دیا۔ اکفول سے نواز دیا۔ اس کا فوری فائدہ انحبیں یہ طاکہ ان کے ایمان میں اضا مذہ ہوگیب۔ قرآن میں اس واقعہ کا ذکر کرتے ہمو نے کہا گئی ہے :

ہ جب ہے۔ موالیڈی انزل ادسکینڈنی قلوب الموسنین وہ الٹرہی ہے جس نے موَّمنین کے دل پرالمینان ۲۸ لسيزدادوا ايماناسع ايسمانهم اتاراتاكه ايمان كرسائة ان كا ايمان اورزياده رائعة م)

عدیبیہ کے موقع پر دشمن سے صلح کی یک طرفہ نٹر طیس بیٹ کیس کھیں۔ صحابہ جب اللہ کو بطور کیک طرفہ شرطوں پررامنی ہوئے تو اکفوں نے ایک نے ایک نے ایمان کا تجربہ کیا۔ پیلے اگر اکفوں نے اللہ کو بطور ایک نارجی واقعہ کے ذرایعہ اکفول نے اللہ کو اپنی نفی کی قیمت پر مانا۔ اس واقعہ کے ذرایعہ اکفول نے اللہ کو اپنی نازی کا بجر پر کیا کہ ابنی بڑائی ختم ہو تب بھی وہ خدا کے حکم کو مانیں۔ ابنی خواہ نات بامال ہوں تب بھی وہ خدا کے حکم کو مانیں۔ ابنی خواہ نات بامال ہوں تب بھی وہ خدا کی رائے کو خدا کی رائے کے خدا کی رائے کے تابع کریں۔ یہ ہے ایمان پر ایمان کا اصناف نہ۔

ایک مدیث

امنا فہ ایمان کے اس معاملہ کوایک حدیث قدسی بیں تمثیل کے انداز میں واضح کیا گیاہے اس کے الفاظ یہ ہیں :

> إذا ابتليث عَبدي المومن فَصَبرين لم يَث كُنّى اللّ عُوّادِكِ اطلقتُ أمن إسارى ثم اب كالتُه لحمًا خيرامس لحمه و دمًا خيرًا من دمه ثم يسبتاً نف العسمل

( رواه الحام عن الى هسسريره )

اللّرتالى نے فرمایا ، جب بیں اپنے مومن بندے کو تکلیف میں مبتلا کرتا ہوں بھروہ صبر کرتا ہے ، وہ حال بوچھنے والول سے شکایت بہیں کرتا تو میں اس کو اپنی قیدسے آزاد کر دیتا ہوں ۔ بھر میں اس کے گوشت کو زیادہ بہتر گوشت سے بدل دیت ہوں اور اس کے خون کو زیادہ بہتر خون سے بدل دیت بدل دیت بدل دیت بدل دیت بدل دیت بدل دیت کو زیادہ بہتر خون سے بدل دیت کو نام وں اور اس کے خون کو زیادہ بہتر خون سے بدل دیتا ہوں اور اس کے خون کو زیادہ بہتر خون سے بدل دیتا ہوں اور اس کے خون کو زیادہ بہتر خون سے بدل دیتا ہوں ۔ بھر وہ از سر بو عمل کرنے لگت

- -

تکلیف پر صبر کرنا یہ ہے کہ آدمی تکلیف کے حالات میں بھی حق پرفت انم رہے۔ جب آدمی ایساکہ تاہے تو وہ اسس حقیقت کا بجر بہ کرتا ہے کہ جوحق اس نے با یا ہے وہ ہر دو سری چیز سے زیا دہ بڑا ہے۔ ہر مووس کے بیے قابل زیا دہ بڑا ہے۔ ہر مووس کے بیے قابل بر داشت ہیں ۔ بر داشت ہیں ۔

اس تجربہ سے پہلے حق اگر اس کی دکاہ میں بہت سی جیزوں میں سے ایک چیز تھا تواب حق اس کے لیے تم م چیزوں سے زیا دہ برا اور قبیتی بن جاتا ہے۔ اسی آزمائن کے موقعہ پر جوننخفس سبر کا بنوت دے اس کے اندر ایک نئے انسان کا تجربہ کرتا ہے اس کے بعد وہ اپنے اندر ایک نئے انسان کا تجربہ کرتا ہے اس کا خوان اور اکسس کا گوشت اب نیا گوشت بن جاتا ہے۔ اس کے نتیجہ میں اس کے کردار میں نئی جان آجاتی ہے۔ اس کا عمل ایک نئے النان کا عمل بن جاتا ہے۔ اس کا عمل ایک نئے النان کا عمل بن جاتا ہے۔

ا۔ حفزت لیقوب علیہ اللام ایک بیغیر کے۔ ان کے بہاں بیلی بیوی سے دواولاد ہوئی۔ ایک یوسف، دوکسرے بن میین۔ یہ دولوں بھائی ابھی جھوٹے کھے کہ ان کی مال کا انتقال ہوگیا۔ اس کے بعد صفرت بیقوب نے دوکسرا لکاح کیا جس سے دس اولئے بیدا ہوئے۔ سوتیلے سے ابیوں کو شکایت ہوئی کہ ان کے والد یوسف کو زیا دہ مانتے ہیں۔ چنانچہ وہ حفزت یوسف کے دشمن ہوگیے۔ حضرت یوسف کی عمر تقریبًا ۱۲ سال بھتی کہ ان کے سوتیلے بھائی ان کو ایک سنسان مقام پر ہے گے اور دہاں ان کو ایک اندھے کنوئیں میں وال دیا۔ اس کے بعد ابھوں نے آپ کے ایک کیوسے کو جانور کے خون میں رنگا اور اسس کو ایسے والدکو دکھاکر کہہ دیا کہ یوسف کو بھرط یا کھی گیا۔

حصزت بیقوب اپنے بیٹوں میں سے حصزت یوسف کو سب سے زیادہ مانے تھے۔اس سے قدرتی طور پر ان کو اس کا بے مدصد مرہ ہوا۔ حق کہ عمر سے ان کی آنھیں سفید ہوگئیں۔ مگراسس در دناک حادثہ براکھوں نے کسی قسم کا ردعل ظامر نہیں کسیا۔ قرآن کے مطابق انھوں سے اس پر صبر کر لیا اور زبان سے صرف یہ کہا:

حفزت لیقوب برجوغم برایتا وه بنظام راس نول کی طوف سے آیا تھا مگراس کے بارہ میں وہ جو کچھ کہذا جا ۔ ہتے ہے اس کو انفول نے فداسے کہنا شروع کردیا۔ ابن توجہ کو انفول نے انسانول سے ہٹا کر فدا کی طرف کر دیا۔ اس ماطرح انفول نے اس اعلی حقیقت کا تجربہ کیا کہ واقعات خواہ بنظا ہے۔ اس اعلی حقیقت کا تجربہ کیا کہ واقعات خواہ بنظا ہے۔ انسانول کی طرف سے بیش آئے ہول مگر حقیقت وہ فدا کی اجازت کے تحت ہوتے ہیں ، اور وہی تنہا یہ طاقت رکھتا ہے کہ وہ آدمی کے کھونے کی تلافی کرسکے ۔

۲- ہجرت کے تیسرے سال عزوہ احدیثی آیا۔ اس جنگ میں ابتدارٌ ملانوں کو فتح ہوئی تی۔ تگر بعد کو ایک غلطی کی وجہسے فتح شکست میں تبدیل ہوگئ اور سلانوں کو زبر دست جانی اور مالی نقصان ہوا۔ اس بر تبصرہ کرنے ہوئے قرآن میں کہا گیا ہے ؛

احد کی جنگ میں تکست رسول کی موجودگی میں ہوئی تھی۔وہ براہ داست اللہ کے علم میں تھی۔
مگر اللہ نے اسس کو ہونے دیا۔ اس کا مفصد یہ تھا کہ ملائوں کے شعور ایمان میں امنا فہ ہو۔ ان کے
اندریہ طاقت پیدا ہوکہ وہ کھونے کو بر داشت کرسکیں۔ وہ ایک جیز کو کھو کہ جانیں کہ دوسری
اس سے زیادہ بڑی چیز اب بھی ان کے یاس موجود ہے اور وہ ان کاعقب دہ ہے۔

ایمان کاافلی درجہ یہ ہے کہ آدی دنیا کو کھونے کے بعد بھی خداکو نہ کھوئے۔ نفصان اس کے لیے اس تجرب کا ذرابعہ بن جائے کہ فانی چیزوں کے درمیان ابک ایس چیز بھی موجو دہ ہے جو کبھی فن انہ ہو تو کبعی آ دی سے کھوئی نہ جائے ۔ دنیا کے کھونے کو بر داشت کرکے ابین اندر اس فنم کا احساس زندہ کرناگو یا ایک قیم کا ذہبی سفر کرنا ہے ۔ یہ ابین آپ کو مزید آگے کی طرف سے جانا ہے ۔ جوشخص اس غیر فانی سے رمایہ کو بیائے وہ محرومیوں کی اس دنیا ہیں کبھی احساس محرومی سے دوچا رنہ ہوگا۔ غیر فانی سے روایہ کو بیائے وہ محرومیوں کی اس دنیا ہیں کبھی احساس محرومی سے دوچا رنہ ہوگا۔ سا ۔ عزوہ وہ بن المصطلق ( ۲ ھ ) کے بعد مدین ہے کہ چوشر پندوں نے ایک معمولی واقعہ کو شور بنایا اور اس کو غلط رُخ دے کر حصر ت عائمتہ صدیقہ شریندوند بالٹہ جھوٹا الزام لگایا۔ حصر ت عائمتہ رسول الٹہ صلی الٹر علیہ وہ می کا بلیہ اور حصر ت ابو بکر کی صاحبر ادی معین ۔ فدرتی طور پر حصر ت ابو بکر کی صاحبر ادی معین ۔ فدرتی طور پر حصر ت ابو بکر کو اس کا جو درکا کو گنہیں کا س

کی پاکسب زل<sup>ط</sup> کی پر بدکاری کا حجوٹا الزام لگایا جائے۔ اس حجوٹی مہم بیب مدیرے۔ کے ایک سادہ لوح مسلمان بھی سٹریک ہوگیے سے جن کا نام مسطح بن اثانہ تھا۔ یہ حصرت ابو بکرے ابک بخریب کرشتہ دار سے اور حصرت ابو بکر ان کی ماہا نہ امداد کہیا کرتے تھے۔ حصرت ابو بکرصد لیق سے شدت احساس کے سخت قیم کھالی کہ اب میں مسطح کی کوئی مدد

بنیں کرول گا۔ اس برقرآن میں یہ آبیت اڑی : ولإياتيل اولوا الفضل مستسكم والستسعة ان پوبتوا اولی العربیٰ والمسساکسین و المهاحب رمين في سببل الله وليعفوا وليصفحوا والاتحبوب الديغفرالات ككم والله عفوريد يم.

(النور ۲۲)

تم میں سے جولوگ فضل اور وسدت واپے ہیں وه اس کی قسم به کھالیں کہ وہ اینے رکشتہ دار اور مسکین اورائٹر کی راہ میں ہحرت کرینے والوں کی مدد ہذکریں گے ۔ چاہیے کہ وہ انھیں مب ف کردیں اور درگذر کریں ۔ کیاتم نہیں جاہتے کہ الله تم كومعاف كردي راورالله بخشن والا

حفزت ابو تبرنے یہ آیت سی تو فوراً کہا ؛ خداک قسم ہم صرور جا سنتے ہیں کہ اسے ہما رہے رب، توسمیس معاف کردے و سبلی والله انامنحت ان تعنف فرلنا یا ربتنا)

اس سے پہلے حصزت ابو بکر ایک اپسے «مسطح » کی مددکر رہیے تھے جس سے انھے ہیں کو ئی جوٹ بہنیں مگی تھی۔ اب مطح کی مدد کرنا ایک ایسے شعف کی مدد کرنا بخاجس سے اتھیں سخت جوط بہو کئی سی آگروہ نفس سے لواسے بینرمسطی کی مدد کر رہے تھے تواب ان کے فیصلہ کا مطلب یہ تھاکہ وہ نفس سے لر کرمسطے کی مدد کریں گے ۔ اس طرح الحفول نے سیکھاکہ عف کو الگ کر کے ایک شخف کے سیاستہ سلوک کریں ۔ انفوں نے جا ناکہ صرف معمول سے حالات میں مومنا نہ ا خلاق نہیں برتن ہے ۔ بلکہ غیر معمولی حالات میں عبی مومنا ہذا خسلاق برتنا ہے۔ ان کے اسس ممل نے ان سے ایمان کوایک درجه اوپر کر دیا ۔

ه- حضرت عائشة صديفة بريغوذ بالنُّربرايُ كاجوالزام لكاياكيا ، اس بيد مين مدينة مي بهت سے واقعات پیش آئے۔ ان میں سے ایک واقعہ روایات میں اس طرح آباہے :

الكذب - افكنت ياام ايوب فاعلة لوك كياكية بين - الخول في كهاكه إلى - اوروه

عن اضلع مولی ابی ابوب قالست لمد اموأته محزت ابو ابوب انصاری کے غلام افلے کہتے ہیں کہ أمّ ايوب جاابايوب الانسسمع مأبيقول ان كى بيوى ام ايوب نے ان سے كہا كه ايوب السناس فی عیانتہ وال بیلی دخالاہ کی آب نے نہیں سناکہ عائشہ کے بارے میں

حجوے ہے۔ اے ام ابوب کیائم ایساکروگی۔ ذ الله ـ قالت لاولانه و مشال معائشة ان کی بیوی نے کہا کہ خداکی قسم نہیں راہنوں نے کہا والله فيسمنك که تهجرعائث خدای قیم تم سے بہتر ہیں ۔

د نفیرابن کیٹر ۲۷۳/۳)

حصزت عائث صدیقه برجوالزام لگایاگیااس کے معاملہ میں ایک طریقہ ان لوگوں کا تھاجن کا عال بر متفاكه النموں نے جو كھيد منا اس كوبلا تحقيق بيان كرنے لگے . مگر حفزت ابوابوب نے اپنے آپ كواس سے اوپر اكھايا ۔ التقول نے معاملہ كو اپنى عقل سے جانجا ۔ التول نے محسوس كياكہ وہ خوداليا بنس كرسكية اسس بيه الفول نے كه دياك عائشة ف بحى اليا بني كيا -

یه ایک شعوری صبر کا واقعه متھا رحصزت ابوایوب نے جب ایسا کیا تو مدیث کے الف ظمیں ان کا خون زیاده بهتر خون اوران کا گوشت زیاده بهتر گوشت بن گیا و ان کے اندروہ شخصیت بداہوئی جودور رے کے معاملہ کو اپنامعاملہ بناکر دیکھے۔ وہ ہرمعاملے کو اصول کی روشی میں حانیے نه كەسطى خوابىتات كى رۇشنى يىس -

ايك أكسلام معمول والا المسلام بهير ووسرا اسلام وهب جب كدآ دي معمول كے خلات اسلام برعمل کرے ۔ خداکی دنیاکوظا ہری طور پر دیمین کھی خدائی یا و دلا تاہے ۔ مگرجب آدی دنیا کے ظامرے گزرکر اسس کے اندرونی عجائب برغور کم تاہے تو اس کی معرفت کی کوئی انتہا بہیں رمہتی۔ معتدل حالات میں اخلاق برتنا بھی ایک اجھاکام ہے۔ گرجب آدمی ایک ایسے شخص سے احسلات برتے جس سے اس سے تعلقات خراب ہو گیے ہوں تو وہ ایسے ایمان کا تجربہ کرتا ہے جس کا اس نے پہلے تجربہ بنیں کیا تھا۔ ایک ایسے شخص سے انصاف کرنا بھی انفیاف سے جس سے آپ کابن و ہو۔ مگرجب آپ ایک ایسے شخص سے انساف کریں جس سے آپ کالگار سے تواس وقت آب كاعمل سا ده معنول مين محض الضافي يكاعمل نهين موتا بلكه وه آب كو خداسے براہ راست ملانے كا ذرىيى بن جاتا ہے رعمل كے دوران ابيان كى يىمزيد خوراک ہے جس کو اصناف ایمان کہا جا تاہے۔ایمان ہمیشہ بڑھتاہے۔مگریہ بڑھنا ہمیشہ اس سنت سے ہوتا ہے جتنا آ دمی سے اندر حوصلہ ہو۔

ایمان اس دنیا کی سب سے بڑی حقیقت ہے۔ ایمان ایک طوف آدمی کو اس قابل بنا تا ہے کہ وہ خدا کی دنیا بیں بینظر کی طرح جا مدنہ دسہ ، بلکہ درخت کی طرح ہمیشہ بڑھنے والا اور ترتی کرنے والا وجود بن جائے۔ اسی طرح ایمان آدمی کے اندروہ اعلی صفت بیدا کرتا ہے جو دنیا بیں ہرقتم کی کامیا بی کا واحد لیتین ذرئیہ ہے۔ اس صفت کا نام ایک لفظ میں صبر ہے۔

قرآن میں ارث دہواہے کہ ان الله مع الصابرین (الله صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے)

یہی بات مدیث میں ان تفظوں میں کہی گئے ہے: اعلم ان النصور مع الصبر (جان لوکہ فداکی مدد صبر کے ساتھ والب تہ ہے) یعنی الله بلا شبہ سب سے زیا دہ طاقت ورہے ۔ الله کی مدد کامیا بی کالیقینی فرریا ہو وازہ مرف اس شخص با گروہ کے لیے کھلتا ہے جومشکل بیش آنے کے وقت صبر کا بیوت دے۔ مدد ہمیشہ الله کی طرف سے آت ہے مگراس کو لیسنے کے لیے بسن مدے کی طرف سے مبر کا جمیل نا درکارہے۔

یہ کوئی پر اسرارتیم کی اعتقادی بات نہیں۔ بلکہ بہی اس دنیا کے بیے خداکا عام قانون ہے۔ اس قانون کو زیادہ واضح طور برقر آن کی سورۃ مغربہ ہیں بسیان کیا گیاہے جس کانام الانشراح ہے۔ اس سورۃ میں اسی بات کو ان نفظوں میں فرایا گیا ہے کہ ان صع العسر دیسرا ( بلا ستبہ برشکل کے ساتھ آسائی میں اسی بات کو ان نفظوں میں فرایا گیا ہے کہ ان صع العسر دیسرا ( بلا ستبہ برشکل کے ساتھ آسائی ہے ) یعنی اس دنہ بین خدا نے آسا نیوں کو مشکلات کے ساتھ وابستہ کر دیا ہے۔ یہاں جوشخص آسائی کی منزل تک پہو بچنا چاہے اس کو جا ننا چاہیے کہ وہ دشوار یوں سے بھرے ہوئے راستے سے گزر کر ہی اپنی منزل منصود تک بہو بچ سکتا ہے۔ یہ اس دسیا کے بیے خدا کا قانون ہے اور اس ست انون میں کوئی استشنار مہیں ۔

## مشكل مين آسياني

سورہ الانتراح یا سورہ الم نشرح رسول الترصلی الشرعلیہ وسلم کی زندگی سے اس دور میں اتری جس کو مکی دور کہ جاتا ہے ۔ اس وقت مکہ کے حالات بہت سخت سخت سخت ہے ۔ اس وقت کے کمہ بیں مشرکین کا غلیہ کھا۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور مسلما نوں کو ناقابل بیان تکلیفوں میں مبتلا سمیے ہوئے تھے ۔ تکلیف اس

کی کوئی قسم ایسی ربھتی جو ت ریم مکہ کے لوگوں نے آپ پر نہ ڈالی ہو ۔

حضرت طارق بن عبدالله المحاربي كهنة بين كه بين نه بعثت كے ابتدائي زمانه مين رسول الله سئى الله عليه وسلم كو ذو المجاذك بازار ميں بيلى بار و كيم تفاء آپ بوگول كے درميان يہ كہنة ہوئے گزرر ہے تف كد : يا ايجا الناس قولوا لا الله الآ الله تفاحوا رائ بوگو كهو كه الله كا معبود نهين ، تم فلاح با وُسكى آپ يہ كہنة جاتے تھے اور ایک شخص آپ کے پیچے آپ كو پھر مارتا ہوا جل رہا ہمتا۔ مائة سائة وہ كہتا جاتا ہمتا : يا ايجا الناس لانظے عواج فائنه كے مناب (اے لوگواس كى بات نہ مانوكيوں كه وہ جمو طاہے)

حعزت عوده ابن زبر کہتے ہیں کہ ہیں ہے ایک بارعب داللہ بن عمروبن العاص سے کہا کہ قدیم منزکین رسول اللہ صلی اللہ علیہ کوجو تکلیف بہونچائے ہے اس کا کچہ حال بیان کیجئے ۔عبداللہ بن عمروسے کہاکہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حطیم میں نماز پڑھ رہے گئے ۔ اتنے میں عقبہ بن ابی معیط آیا۔ اس نے آپ کی گرون میں کیڑا ڈال کر اتنے زورے کھینچا کہ آپ کا گھنے لگا۔

اس طرح سے بہت سے واقعات حدیث اور سیرت کی کت ابوں میں آئے ہیں جو بتاتے ہیں کہ قدیم مکر میں السلام کے دشنن آپ کے ساتھ کس قدیم مکر ستے ہتے ۔

مکے ابتدائی سالوں میں یہ حال مقاکر نمن از پڑھنا یا قرآن کی تلاوت کرنا ہمی میزکین کو گوارا نہ تھا۔ ابن ہشام ابن سیرت کی کتاب میں مکھتے ہیں کر سول النہ صلے النہ علیہ وسلم کے اصحاب کو نماز بڑھت اسما ابن سیرت کی کتاب میں مکھتے ہیں کہ رسول النہ صلے جھباتے سے۔ رکان اصحاب مواق وہ بہاڑی گھا ٹیوں میں چلے جاتے ۔ وہ اپنی نمن ازکوا بنی قوم سے چھباتے سے۔ رکان اصحاب موسلم اذاصد و النہ صلح الله علیه وسلم اذاصد و اخد النہ عاب وَاسْتَ خُفُوا بِصلاته من صفح ، صفح ، ۲۵۵)

قدیم کدمے مشرکین صرف برابھلا کہنے پر بہیں رکتے تھے ، وہ بات عدہ مار پیٹ بھی کرتے تھے۔ وہ مرطرح مسلمانوں کوستاتے تھے جس کی تفعیسل سیرت کی کت ابوں میں موجو دہے ۔

يهى سخت حالات مصحب كرقرآن بين يه آيت الرى:

یس مشکل سے ساتھ آسانی ہے۔ پر شریب

فان مسع العسرييسول المامسع العسريشيول

ب شک مشکل کے ساتھ آپ ان ہے۔

14

## ابن جریرے ایک روایت ان الفاظ میں نقل کی ہے:

خرج البنى صلى الله عليه وسلم يومًا مسرولًا رسول الله صلى الله عليه و لم ايك روز لك - آب وهو يضحك وهو يقول: لن يغلب عسر فان كوش عقد اور منس رسم عظ اور به فرا رسم كظ اور به فرا السم كان الك مشكل دو آسا يول به غالب به بين آسكت مع العسريس الت الك مشكل دو آن بين م كرب شكل ك سائة

آسان ہے، بے شک مشکل کے ساتھ آسان ہے۔

یہ آیت موجودہ دنیا میں خدا کے قانون کو بتا رہی ہے ، اس دنیا کو بنا ہے والے نے اس کو اس طرح بنایا ہے کہ یہاں جب بھی آدمی کوئی کام کرنا چا ہتا ہے تواس کے سامنے مشکلات آتی ہیں۔ مگر ہرشکل میں آس نی کا پہلو بھی موجو د ہوتا ہے ۔ یہاں ہر ڈِس ایڈوا ننج میں ایڈوا ننج چیبا ہوا ہوتا ہے اس لیے یہاں آدمی کو یہ کرنا چا ہیے کہ جب بھی مشکل پیش آئے تو وہ مشکل میں جیبی ہوئی آسا نی کو دریافت کر سے ، وہ ڈِس ایڈوا ننج میں ایڈوا ننج کو پالے ۔ یہی اس دنیا میں کا راز ہے جولوگ اس راز کو دریا فت نرکر سکیں وہی وہ لوگ ہیں در کو دریا فت نرکر سکیں وہی وہ لوگ ہیں جوناکام ہوگی ۔

## انسانی علم کی تصدیق

زندگی کی یہ حقیقت جو قر آن میں بیان کی گئی ہے ، یہ اتنی واضح ہے کہ علمار نفسیات جھوں سے انسان کا مطالعہ خانص علمی انداز سے کیا ہے ایخوں سے بھی اس راز کو پالیا ہے ۔ اور اس کو مختلف انداز میں بسبان کیا ہے۔

بہاں بین مشہور عالم نفیبات ڈاکٹر الفرڈ ایڈلر (۱۹۳۷ – ۱۸۷۱) کا حوالہ دوں گا۔ کہا جاتا ہے کہ یہ بہلا شخص ہے جس سے احباس کمتری (Inferiority feeling) کا نفظ استعمال کیا۔ اور اس کی سختی سے تردید کی ۔

الفرڈایڈلمنے پوری زندگی اس مطالعہ میں صرف کردی کہ انسان کیا ہے اور وہ کس طرح اپن نو توں کو استعمال کرتا ہے۔ وہ ایک متاز ترین ماہر نفنیات تھنا۔ اس نے تمام عمرے مطالعہ کے بعد ایک کتاب سات

کھی جس کا نام ہے (The Individual Psychology) اس میں اس سے نکھاہے کہ انسانوں کے اندر میں سے ایک انتہائی جیرت ناک خصوصیت یائی ۔ ان کی یہ طاقت کہ وہ ایک بہیں کو ہے میں نبدیل کرسکیں ؛

..... their power to turn a minus into a plus.

الفرڈ ایڈ رسے جس جبر کو النان کی طرف منوب کیاہے۔ وہ دراصل خداکا عطیہ ہے۔ انسان بلاشہ اس دنیا میں اپنے نہیں کو ہے میں نبدیل کرتا ہے۔ مگریہ معجزہ النان طاقت کی بنا پر نہیں ہوتا۔ وہ اس بیے ہوتا ہے کہ خداسے اس دنیا کو اس ڈھنگ سے بنایا ہے کہ اس کے اندریہ امکان بے پناہ عدتک موجود ہے کہ ناموافق نہ بنیں یہاں عدتک موجود ہے کہ ناموافق نہ بنیں یہاں ہم یہ بنی الموافق نہ بنیں یہاں ہم یہ بہو ہوجود رہے تاکہ النان اس کو استعمال کرے کامیا بی کی منزل تک بہوئے سکے ہمین ناموافق نہ بنیں یہاں ہم رسول اللہ صلح واللہ علیہ وسلم اور اسلامی تاریخ کے بعض واقعات کا ذکر کریں گے جو اس حقیقت کی زندہ مثال ہیں ۔ یہ واقعیات بناتے بیں کہ اللہ کے بعض واقعات کا ذکر کریں گے جو اس حقیقت کی زندہ مثال ہیں ۔ یہ واقعیات اور اللہ کے یہ بندے جب منفی نفیات کا شکار نہیں ہوئے تو اس کے اندر خدا سے بہوکو جانے بیں دیر نہیں لگی ۔ انھول نے یہر کے پہلوکو استعمال کرکے تاریخ کے رُخ کوموڑ دیا۔ اخیس اس پہلوکو جانے بیں دیر نہیں لگی ۔ انھول نے یہر کے پہلوکو استعمال کرکے تاریخ کے رُخ کوموڑ دیا۔ جو واقعہ بنظام ان کے خلاف جارہا تھا اس کو انھوں سے اپنے موافق بن ابیا ۔

#### مخالفت سے رفع ذکر

رسول الشرصلے الشرعليه وسلم كى تبليغ سے مكميں اسلام بھيل گيا اور لوگوں ميں اس كاچر جا ہونے لكا۔ يہاں ابن شام نے يہ الفاظ لكھ ہيں: شم دخل الناس في الاسلام اكسالا مور الدحب ال والنساء حتی فیشا ذكر الاسلام بہت ، وتُحدُّ تُ به ، صفح ۲۰ ربجرعور توں اور مردوں كى ايك جماعت اسلام بيں داخل ہوگئ ، يہاں تك كه اسلام كا ذكر مكه ميں بھيل گيا اور اس كا چرجا كى ايك جماعت اسلام بيں داخل ہوگئ ، يہاں تك كه اسلام كا ذكر مكه ميں بھيل گيا اور اس كا چرجا كى ايك جماعت الله كيا اور اس كا چرجا

قرین سے جب بر دیکھا کہ اسلام کی رفت اردن بدن بڑھ دہی ہے توان کے سردار ولید بن مغرہ کے مکان پرجمع ہوئے ۔ انھوں سے برمشورہ کیا کہ جج کاموسم قربیب آگیاہے اور تمام عرب کے قبائل مکہ بیں جمع ہوں گے ۔ کہیں ایسا نہ ہوکہ وہ محمد کی باتوں سے متا تر ہوجا ہیں ۔ اسس سے ہمیں پہل کرکے آنے دائے قبائل سے ۲

سے کوئی ایسی بات کردین پیاہیے کہ وہ محد کی طرف سے بدگمان ہوجائیں اور ان کی طرف دھیان نہ دیں۔

اس سلساء میں مختلف سرداروں نے مختلف رائیں دیں۔ آخری مشور ہے بعد بیہ طے ہواکہ عرب کے و فود جب ج کے موسم میں کمہیں جمع ہوں تو تمام سے داران کے درمیان جائیں اور انھیں فومی تفریق پیدا کرنے والا بناکر لوگوں کو ان سے دور رکھنے کی کوششش کریں۔

اس وقت مکر میں اسلام بہت کمزور حالت میں تھا۔ ایسی حالت میں مکہ کے تمام سے داروں کامنفق ہوکر اسلام کے خلاف پر مکر کے سے داروں کامنفق ہوکر اسلام کے خلاف پر مکر کے سے داروں کا دربر دست انزیھا۔ اس ہے ان کامتفقہ طور براسلام کے خلاف کھڑا ہونا بظاہر بہمنی رکھنا تھا کہ لوگ اسلام سے بدک جائیں اور اس کے بیغام کو سننے کے لیے تب ار مذہوں ۔

مگریہ واقعہ کا ایک بہلو تھا۔ اس کا دوسرا بہلویہ تھا کہ اس طرح اسلام کی زبر دست تشہیر ہوگئ۔
اننے بڑے پیانے پرلوگوں نے اسلام کی موجان لیا جن کو بتانا اس وقت رسول الٹرصلے الٹر علیہ وسلم کے لیے ممکن نہ تھا۔ مکہ کے سردار اگرچہ اسلام کی مخالفت میں لولئے تھے۔ مگرانیان کی یہ نفیات ہے کہ جس چیز کی مخالفت کی جائے اس کے بارے میں اس کے اندر تجب س (Curiosity) پیدا ہوتا ہے۔ وہ سنی ہوئی بات پراکنفا منہیں کرتا بلکہ مزید اس کے بارے میں جاننا چا ہتا ہے۔ چنا ننج اسلام کو جانسے کے اندر مزیدا شیاق بڑھ گیا۔

رسول التُرصِط التُرعليه وسلم فدرتی طور بربسدداروں کی اس مخالفانه مہم پرغم زدہ سکتے۔ مگرفز آن سے اس واقعہ کے دوسے پہلوکولیا اور قرآن میں بہ آبیت اتری :

ورکظ عُناکک آیک اعتبارے یے تمہارا ندکوربلندکیا ) قرین کی مہم ایک اعتبارے مخالفانہ برو پیگنڈے کی مہم تھی۔ مگر دور رے اعتبارے وہ اسلام کا چرچاکرنے کی مہم تھی۔ مگر دور رے اعتبارے وہ اسلام کا چرچاکرنے کی مہم تھی۔ مردوں سے بہلوکو لیستے ہوئے بتا یا کہ اس مہم کے تاریک بہلومیں ایک روشن بہلوچیب ہوا ہے۔ جو چیزا کہ۔ بہلوسے مخالفانہ پر دیگئڈا ہے وہ دور رے بہلوسے رفع ذکر ہے۔ تم اس دوسرے بہلوکو جانو اور اس کو استعمال کرد۔ اس مالا کو استعمال کر بیٹ کے اس وقت کے مسلانوں کو سوچ کی ایک تثبت لائن مل گئی۔ انتوں نے محسوس کیا کہ قریش کے بیدا کیے ہوئے جو لوگ قریش کے بیدا کے بوئے بین میں بیانی کے بیدا کے بوئے کی دو بیانی کے بیدا کے اس میں کے بیدا کے بوئے کے بیدا کے اس میں اس سوال سے دو چار سے کہ در بیا دین کیا ہے "

ان کو بتایا کہ اسلام کااصل بیغام یہ ہے۔ اس طرح اجائک اسلام کا رفع ذکر ہوگیا ۔ مسلانوں کی این کوشش سے برسوں میں جتنا اسلام بھیلاتھا ، دشمنوں کی مخالفت سے بعدوہ اس سے کئ گنازیادہ مقدار میں کھوڑے، دنوں میں بھیل گیا ۔ میں کھوڑے، دنوں میں بھیل گیا ۔

### تا خبر ىغمت بن گئی

قدیم کمک کوگوں نے اسلام کے خلاف جو تدبیریں کیں ان میں سے ایک تدبیریہ تفی کہ انفوں نے ایٹ دوخاص آدمی ، نظرین حارث اور عقبہ بن ابی محیط مدبیت ہجیجے ۔ وہ وہاں بہودی علمار سے سلے اور ان سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا حال بیان کیا ۔ انخول نے کہا کہ تم کوگ اہل نؤرات ہو ہم تمہارے پاس آئے بین تاکہ تم ہمارے آ دمی کے بارہ میں بتاؤ ۔ یہود نے کہا کہ تم کوگ ان سے چند جیزول کی بابت سوال کرو۔ اگروہ ان کے بارہ میں بتا دیں تووہ واقعی خدا کے بیغیر ہیں اور اگروہ نہ تباسکیں تو وہ صرف باتیں بنانے والے ہیں ۔

( فَانُ اخبرُكُمُ بَهِنَ فَهُونِبِ صِرسِلُ والدَّفَرَجِلُ مَتَقُولُ) ان باتوں میں سے ایک سوال اس شخص کے بارے میں تقاجو مشرف سے نے کرمغرب تک پہونچا۔

دوسراسوال ان نوجوانوں کے بارے ہیں تھاجو غاربیں جاکرسو گیے۔

رسول الشرصلے الشرعلیہ وسلم نے ان سوالات کوسنا توفر مایا: اخبر کم خن اعسا سائد نم عدے ۔ جن چیزوں کے بارے بیس تم نے پوجیا ہے ان کے بارے بس تم کو بیس کل بتاؤں گا۔ روایات بس اتناہے کہ آپ نے یہ فرمایا مگر انٹ رالشرنہ کہا۔ آب کوخیال تھاکہ صرت جبریل کل آئیں گے توان سے پوجیکر بتا دول گا۔ مگر خلاف معول صرت جبریل کل کے دن نہ آئے۔ حتی کہ بہت درہ دن گرر گیے اور حزت جبریل نہ آئے۔

یہ ہے حدنازک معاملہ تھا۔ یہودی علمارہ نے جن شخصنوں کی بابت سوال کیا تھا وہ اس وقت عام لوگوں کے بیے سراسر نامعلوم شخصیتیں تھیں۔ ان کا ذکر صرف یہود کے بعض نوشتوں میں تھا۔ چونکہ اس وقت تک پرلیں کا دور نہیں آیا تھا، یہ نوشتے صرف بعض یہودی علما کے پاکس محقے رعبام لوگوں کوان کی مطلق کوئی خبر مذتھتی ۔ چینا بچہ رسول الترصلے اللہ علیہ وسلم کو بھی ان کی بابت اس وقت کسی قسم کی کوئی اطل لاع نہ تھی۔

مکہ کے مشرکین ہرروز آپ سے پوچھتے ۔ اور آپ سوال کا جواب نہ دے پاتے ۔ اس طرح مکہ کے مخالفین کومو فع مل گیا کہ وہ آپ کا مذاق اڑا ہیں اور لوگوں سے کہیں کہ یہ سپے پیغیبر نہیں ہیں ۔ اگروہ سپے بیغیبر ہوتے تو یقناً خدا انفیس بتا دبیت اور وہ سوال کا جواب دیدیتے ۔

بنظاہریہ ایک ابسا واقعہ تھا جو اسلام کے خلاف نھا۔ یہ اسلام کی صداقت کو مشتبہہ کررہا ہے۔ مگریہاں بھی "عسر "کے اندر ایک" یئر "جھیا ہوا تھا۔ وحی کارکنا اور مخالفین کا اس کو استعمال کرکے پر دہیگٹا کرنا اپنے اندر ایک رونشن پہلور کھتا تھا۔ اس طرح یہ ہواکہ سارے مکہ میں اسلام ایک سوالیہ نشان بن گیا۔ ہرگھرییں اس کا چرجا بہو کے گیا۔ پوری آبادی کے اندر سننے کی فضا بید اہوگئی۔

ببندرہ دن وحی رکیے کے بعد حضرت جبریل سورہ الکہ فٹ لے کر آئے جس میں مذکورہ سوالات کا تغیبلی جواب تھا۔ عام حالت بیس یہ سورہ اثر تی تواس کا اثر نا لوگوں کو زیادہ قابلِ توجبہ داقعہ نظر نہ آتا گراب وہ اثری توسل ارا مکہ اس کو سننے کے بیے کان لگائے ہوئے تھا۔ جبنا نجہ اس کے اثریتے ہی وہ سارے مکہ میں بھیل گئی۔ ہرآ دمی اس کوجانے کے بیے دوڑ پڑا کہ دیکھیں "محمد "سے ان سوالات کا کیا جواب دیا ہے سے جو جبز بظام راسلام کے غیر موافق تھتی وہ اسلام کے موافق بن گئی۔ ہر بھرت سے نبیلیغ

مشرکین مکہ کی مخالفت سے با وجود اسکام برابر بھیل رہا تھا۔ مشرکین کی ہر تدبیر اسلام کی مزید اشاعت کا سبب بن رہی تھی۔ اس کو دیکھ کر مکہ سے مشرکین اور زیادہ سخت ہو گیے۔ اکفول نے مسلما لؤل کے اوبر اپنی سختیاں نیز ترکر دیں۔ اس وقت رسول الٹر صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلما لؤل سے کہا کہ وہ مکہ کو چھوڑ کر باہر چلے جائیں (تف وقو افح الاس ضفان اللہ مسیج معکم) لوگوں نے پوچھاکہ کہاں جائیں تو آپ نے فرمایا کہ جسش چلے جائے۔

' حبش افرلیقه کی طرف عرب کا ایک پڑوسی ملک ہے۔ دو یون کے درمیان بحراحمرحانگ ہے۔ اس سمندر کی چوڑ ان کی مین کے پاکس بہت کم ہوجاتی ہے ۔ چاپخہ قدیم زمانہ میں یہیں سے لوگ کشتیوں کے فدیعہ عرب سے جیش کا اور حبش سے عرب کا سفر کسی اکرتے ہتے۔

رسول الله صلے الله عليه وسلم كے اس مشورہ كے بعد سے بعد سنوى بيس ايك درجن آدمى مكہ كو چيوار كر حبش چلے گيے ۔ جلدى بعدد وسراز يادہ برا قافلہ مكہ كو جيوار كر حبش گيا - ابن ہنام كے مطابق ان كى تعداد سر ٨٩ يحى - اس طرح مجموعى طور رتقريبًا ايك سومسلان ا فريفة ك ملك حبش بهو نخ كيه -

بظاہریہ وافعہ بیبا نی کا وافعہ تھا۔ مگر فداکے ففنل سے اس کے اندر است دام کابہاؤنکل آیا۔

یہ لوگ جو مکہ سے حبش کیے تھے یہ کوئی اسٹیجو نہ سخے بلکہ اسلام کے زندہ مبلغ کے ۔ان کاحبین جانا قدرتی طور پر اسلام کے مبلغین کا ایک براغظم سے دوسرے براغظم جانا بن گیا ۔ ان کے حبش پہونچے ہی سمندر بارے اس ملک بیب اسلام کا چرجا ہونے لگا۔ ان کی دعوتی اور احت لائی تاثیر سے بہش سے لوگوں بیب اسلام پھیلنے لگا۔ حتی کہ جب اس کا جرجا بڑھا تو خود شاہ حبش نجانش سے ان لوگوں کو ایپنے دربار بیب بلایا ۔ جو صبش کے قدیم شہراکسو م ہیں واقع تھا۔

اس و فن حصرت جعفر نے مسلمانان حبینہ کی نمائندگی کی۔ الحقوں نے اسلام کے تعارف برایک تقریر کی ۔ جولوگ کسی مفصد کے لیے ستائے جائیں اور پچر بھی اس سے بزپھر یں خوا ۱ اس کی خاطرا بناسب کچھ جھوڑ دینا پڑے ، ایسے توگوں کی آواز بیں قدرتی طور پر سوز پیدا ہوجا تاہے ۔ ان کے العن فادل کی گھرا بنوں سے نکلتے ہیں۔ جانبی حصر ن جعفر نے جب بھرے دربار میں نقریر کی تو ہرطرف سنانا جھا گیا۔ حتیٰ کہ خود سناہ نجا شی رویے لگا۔ اس کی دار میں آسوؤں سے تر ہوگئی ۔ حصر ن جعفر بنظا ہم ستائے گیا۔ کے کہ خود سناہ نے کا دیناہ کو العنی الدین کے واقعہ نے آپ کے کلام میں وہ نرور اور تاثیر بیار کردی جس نے باد ناہ کو اور اس کے تنام درباریوں کو نظیا دیا۔

بجرت جبنہ سے متعلق آس فتم کے بہت سے واقعات سیرت کی تمابوں میں آئے ہیں ۔ اس طرح ایک بظاہر بیبائی کا واقعہ افدام کا واقعہ بن گیا۔ اس لام کی دعوت ایشیا کے علاقہ سے نکل کرا فریقے کے علاقہ میں بہونچ گئی۔ اس کے بعد وہ افریقہ بیب بڑھتی رہی۔ بہاں تک کہ افریقہ کا نضف سے زیادہ حصہ اس بام میں داخل ہوگیا۔ ایک معت می دعوت عالمی دعوت بیس تبدیل ہوگئی ۔ اربیٹر یا کاعلا فت رجو مسلم اکثریت کا علافۃ ہے ، وہ اسی ہجرت حبشہ کے بعد وجو د میں آیا۔

#### خائمه میں نیبا آغاز

عُسر بیں بُسرے اسی امکان کی ابک مثال حضرت یوست علبہ انسلام کا وافعہ ہے۔ آب کا قصہ ابتدارًا سوء انقصص معلوم ہوتا ہے۔ مگر قرآن کے الفاظ بیں بالآخر وہ احسن انفصص بن گبا جھزت بوسف کے دشمنوں نے جہاں آب کی ناریخ ختم کرنی چاہی تھی، وہب آب کے لیے ایک شاندار ترتاریخ میں

کے امکانات بیدا ہو گیے۔

حصرت یوست علیہ اسلام کی زندگی میں یہ نئے امکانات کیسے پیدا ہوئے۔ اس کی طرف قرآن میں ان ان ان فظوں میں اشارہ ملتاہے: وقال احض واسمی دیوست ۹۹) وجاء کیم سن الب و دیوست سے کہ حصرت یوست اور ان کے خاندان کے ساتھ الٹر تعالیٰ کا ایک فاص احسان یہ تھا کہ وہ ان کو دیہات سے نکال کرمصر جیسے متمدن ملک میں لایا اور وہال کی را جدھ ان میں ان کے فیب میں کا یا اور وہال کی را جدھ ان میں ان کے فیب میں کا یہ اور دہال کی را جدھ ان میں ان کے فیب میں کا یہ اور دہال کی را جدھ ان میں ان کے فیب میں ان کے فیب میں ان کے فیب میں ایسا ہیں ایک دیے۔

حصرت یوسف علیه السلام فلسطین کے ایک گاؤں میں پیدا ہوئے۔ عام حالات بیں دہ اسی گاؤں میں پیدا ہوئے۔ عام حالات بیں دہ سرگر گاؤں میں پرٹے دہ ہواکہ نوجوانی کی عمر بیں آپ کے سونینے بھاتیوں کو آپ سے صند ہوگئ ۔ ان کی صندیہاں سک بعدیہ ہواکہ نوجوانی کی عمر بیں آپ کے سونینے بھاتیوں کو آپ سے صند ہوگئ ۔ ان کی صندیہاں سک بہو بخی کہ وہ ایک روز آپ کو دور حبکل بیں ہے گیے اور آپ کو ایک اندھے کنویں میں ڈال دیا۔ بظاہر بدایک زبردست ناکامی کا واقعہ نفا ۔ مگر اس ڈِس ابٹروا نیج میں ان کے لیے ایک ایڈوانیج نکل آیا ۔ وہ ایک تجارتی مت الدے ہائے لگ گیے جومھر کی راجدھانی کی طوف تجارت کے یہ جارہ تھا۔ آپ کی پرکشش شخصیت کو دیکھ کر ان تاجروں کو دل جیبی ہوئی ۔ کیول کہ انفیس امسید ہوئی کہ وہ آپ کو مقربے بازار میں فروخت کر کے کچور تم حاصل کرسکتے ہیں ۔ چنا بخد انفوں نے حضرت یوسف کو اپنے قافلہ میں سنال کر لیا اور ان کو لے جاکر مصر کی را جدھانی میں ایک سرکاری افتر کے ہائے فروخت کردا۔

حصرت یوسف کاکنویی میں ڈالاجانا بنظام ایک ناپسندیدہ واقعہ تفارگراسی ناپبندیدہ واقعہ تفارگر اسی ناپبندیدہ واقعہ اور کے اندر سے یہ امکان نکل آیاکہ وہ معمولی دہب ت سے نکل کرترتی یا فقہ شہر میں بہو بجبیں۔ اور اس طرح ان کی صلاحیتنوں کے استعمال کے لیے زبادہ وسیع میدان عاصل ہو۔ چنا بچریہی ہوا۔ اپنے گؤں بیں وہ صرف بکریاں جبرایا کرتے تھے۔ گرمصریں آخر کا روہ ملک سے اقتداد تک بہو بجادے گے۔

حصرت یوسف علیه السلام کا دافته بتا تاہے کہ اس دنیا ہیں اسود القصص سجی احسن افقصص بن سکتاہے ۔ بشرطبکہ آدمی نفوی اور صبر کا ثبوت دے ۔ نفویٰ آدمی کو سنجیرہ بنا تا ہے ۔ اور صبر سے سم آدمی کے اندر انتظار کی طاقت پیدا ہوتی ہے۔ اور یہی دونوں چیزیں زندگی میں فیصلہ کن چیزیت رکھتی ہیں ۔ سنجید گی آدمی کو حقیقی اور درست رائے قائم کرسنے میں مدد دیتی ہے اور انتظار کی طاقت آدمی کو اس قابل سناتی ہے کہ وہ بے فائدہ فسم کے عاجلانہ افدام سے بچیار ہے۔ یہاں تک کہ وہ محفوظ طور پراپنی منزل تک بہو بخ جائے ۔

### تبت شعور کی صرورت

یہ ایک حقیقت ہے کہ ہر ناموا فق صورت حال میں ایک موا فق امکان جیمیا ہو اہوتا ہے۔ یہ ایک ایسا کلیہ ہے جس میں کوئ است نثار نہیں ، خداکی اس دنیا میں ایسا ہو ناممکن نہیں کہ آدمی کوصرف ناموافق حالات گھیرے ہوئے ہوں ۔ اور کوئی موافق امکان اس کے لیے سے موجود رہ ہو۔

مگراس موافق ببهلوکوپائے اوراس کو استعال کرنے کے لیے مثبت شعور کی مزورت ہے۔ جب آدمی کسی ناموافق صورت حال میں گھر جائے نو عام طور پر وہ اس سے اتن متاثر ہوجاتا ہے کہ وہ اپنے قریبی حالات میں اور برا کھ کرسوچ نہیں پاتا۔ اسس کا نیتجہ یہ ہے کہ ناموافق حالات بیشر آدمیوں کو صرف ایک ہی نخفہ دیتے ہیں اور وہ ہے ردعمل میں مبتلا ہوجا نا۔ جب آدمی ردعمل کی نفس ببات میں مبتلا ہوجائے تو وہ اپنے حالات سے صرف ما بوسی اور نفرت کی ندا ہے گا۔ وہ اس سے کبھی مثبت فکر کی عن ذا نہیں ہے سکتا۔

ناموافق حالات میں چھپے ہوئے موافق امکان کو جاننے اور اس کواستعال کریے کے بیے صروری بے کہ آدمی فریبی حالات سے الگ ہوکر سوچ سکے ۔ وہ اپنے آپ کو فکری اعتبار سے اس معت ام پر لے جال وہ عیر مت از ذہن کے ساتھ رائے قائم کرنے کی پوزیشن میں ہو۔

آدمی ہرتاریکی میں روشن باسکتا ہے۔ وہ ہرناموا فق صورت حال میں اپنے ہے ایک موافق بہلو ڈھونڈ سکتا ہے۔ مگرسٹ رط بہ ہے کہ وہ اپنے آپ کو حقیقت پند بنائے۔ وہ جمنجہ لاہٹ کی نفسیات سے دور رہے ۔ وہ دشمن کو بھی عیر دشمن کی نظرسے دیکھے۔ وہ اپنے آپ سے الگ ہو کر ا بینے آپ کو پڑھ سکے۔ اسی کانام مثبت طرز فکر ہے اور اس دنیا ہیں بلاٹ بہ مثبت طرز فکر ہی کے اندر متسام کامیابیوں اور ترقیوں کا داز جھیا ہو اہے۔

# احسلاق

اس وقت ہماری بات چیت کا موضوع اسلامی اخلاق ہے - اخلاق کو اسلام کاسب سے اونجامعیار بتایا گیاہے۔ صدیت میں ارشاد ہواہے: اِنَّ مِنْ خِکیارِکُمْ اَحْسَاتُکُمْ أخَه لاَ قَاَّ (متفق عليه بحواله رياض الصالحين صفحه ١٨٥)

اسلامی اخلاق کی حقیقت تواصع ہے ۔ اسسلامی اخلاق توامنع والے انسان کے کردار كادور رانام - قرآن بي ارشاد بواب: وَجِبَادُ السَّحَمُ فِي اللَّذِيْنَ يَمُشُونَ عَلَى الأَرْضِ هَوَنَّا وَإِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُونَ فَالْزُلِسَلَامًا رَضِ الْحَ بندے وہ ہی جوز مین برعا جزی سے ساتھ چلتے ہیں) یعیٰ جو**لوگ خدا**کے واقعی بندے بن جائیں وہ جب زمین پر چلتے ہیں تو ان کا چیانا مجز کا جیلنا ہوتا ہے۔ جولوگ خداکے مقابلے میں اپنی بڑائی کا احساس کھودیں وہ انسانوں کے درمیان بھی بڑے بن کرنہیں رہتے ۔ خداکی نبت سے جس کیفیت کوخشوع کہاجا تاہے وہی کیفیت جب بندوں کی نسبت سے ظاہر موتو اسی کومتواضع اخلاق کہتے ہیں اور متواضع اخلاق ہی کا دوسرا نام اسلامی اخلاق ہے۔

صرت عیاض بن حار کی ایک روایت صحح مسلم میں ان الفاظمیں آئی ہے:

أحك

إِنَّ اللَّهَ تَعَسَالِي اَوْجِلِي إِنَّ اَنْ التّرتسالِينَ مِهِيرِيهِ وحي كَ كُمْمُ لُوكُ تَواضَ عُواحَتُ مِي لا يَصْغِي آحَدُ قواصَعُ كاطريق اختيار كرو- يهان تك كه عكلى أحكي وكايفن وكايف وكالكالك كون شخص كسى دوسر مضخص برزيادتي نہ کرے ۔ کو بی شخص کسی دوسرے شخص پر فخزنہ کے۔

1

#### فداسے پانے کے لیے

اسلامی اخلاق کانہایت گہرا تعلق خدا کی معرفت سے ہے۔ جب ایک شخص حقیقی معنوں ہیں خداکو دریا فت کرتا ہے تو اسس پر برحفیقت کھلتی ہے کہ اس دنیا میں وہ آزاد نہیں ہے کہ جو چاہے کرے - وہ یہاں حالتِ امتخان میں ہے - خدانے اس کومحدود مّدت کے لیے یہاں رکھاہے۔ اس کے بعداس پرموت طساری کرسے وہ اس کو اپنے پہاں بلائے گا۔ اور اسس کے عمل کے مطابق اس کو یاجنت کے باعوں ہیں بسائے گا یاجہت می آگ ہیں ڈال دے گا۔

جب آ دمی پر زندگی کی بیحقیقت کھلتی ہے تو اس کا سب سے برط اسکہ یہ بن جا تاہیے كموه موت كے بعد آسے والى زندگى ميں اسے آپ كو خداكى كيراسے بيائے - وہ آخرت بيں خداکی رحمت اورمعافی حاصل کرکے ۔ اس کا یہ مزاج اس کی زندگی بیں اسس طرح دا خل ہوتا ہے کہ وہ دوسے روں کے بیے حد درجہ زم اورمہر بان بن جا تا ہے ۔ وہ لوگوں کو معاف کرتاہے تاكه خدااس كومعات كرب - وه لوگول كےسائة وسعتِ ظرف كامعامله كرتاب تاكه خدااس کے ساتھ وسعت اور رحمت کا معاملہ فرمائے۔

اسمومنا بنسلوك كو صربيت بيس مختلف اندازس بيان كب أكياب - بها سهم اسسلسله میں جیت رحدیثیں نقل کرتے ہیں:

بے ٹنک الٹراپنے بندوں میں سے مہر مان

بندون پرمهربان کرتاہے

تم لوگوں سے درگزر کرو، تمہارے ساتھ بھی

در گزر کی جائے گا۔

اِنْ مَ مَن فِي الْلاَرْضِ يَرْجَمُ لَكُ مَن مَن مَن والول يررحم كرو، أسمان والاتمهارك اویررحم کرے گا

اِنْكَا يَرْجَهُ اللَّهُ مِنْ عِبَادِهِ الرُّحَمَاءَ

( الجامع الصغير)

إستمحوا يستنه ككم

(الجامعالصغير)

في التشماء

(المباثع الصغير)

مَنْ لَا يَرْجَمُ لَا يُرْجَمُ ومَنْقَ طَيِّهِ جورهم نہیں کرتا اس بررهم نہیں کیا جائے گا

حفزت الومررية سے ايك لمبى صديث مروى ہے جس بيں يہ الف الله بي :

جوشخص ایک مومن کی دنیا کی مصیبنوں میں ہے ابک معیبت کو دورکرے گانو الٹرانس کی فیامت کی معینتوں میں سے ایک معیدے کو دود كرك كارجوشف ابك تنكدست كوآسافي دے گا توالٹر دنیااور آخرے میں اسس کو آسانی دے گا۔ جوشخص ایک سلم کی بردہ پوسٹی كرے گا تو اللّٰر دنیا اور آخرت ہیں اسپ کی یرده پوشی کرے گا۔ اور التربندہ کی مددبررتها ہے جب تک کہ وہ اپنے تھائی کی مدد بر رہے۔

مَن نَفْسَ عَن مُؤْمِن كُرُبُةً مِن كُرَبِ الدُّنْيَا نَفْسَ اللَّهُ عَنْهُ كُرْيَبَةً مِنْ كُرُبِ يَوْمِ ٱلقِيَامَةِ وَمَنْ يَسَرَ عَلَىمُ غَسِرِيَتَ رَاللَّهُ عَسَلَيْهِ في الدُّنْيَا وَالْاخِــرَةِ - وَمَنْ سَــتَّرَ مُسَّدِمًا سَسَرَقُ اللَّهُ فِي السَّدَّنِيَا وَالْاخِيرَةِ - وَاللَّهُ فِي حَرْفِ الْعَبْدِ مَسَاكَانَ الْعَبْدُ فِي عَسَوْدِ

د صجح مسلم

عَنْ حَسَرِيْ رِينِ عَبْد اللَّهِ قَالَ تَالَ حَرْتُ جَرِيْ كِنْ بِي كَدريولُ لِتُرسَى اللَّمالِيولَم وَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّهِ مَا لَكُم مَا يَاكُم اللّٰرَاسَ مُعَصَى بِرَحْمَ لَكُرِك لَا يَرْجَمُ اللَّهُ مَنَ لَا يَرْجَمُ النَّاسَ كَاجُولُولُ يرَمِم مَ كُلِّ مِنْ اللَّهِ عليه )

ایک شخص نے ٹیکسی کراید برلی -جب وہ سفر بورا کرے انزا تو ٹیکسی والے نے پیاس روبیہ کراید بتایا ۔ اب اگرمیا فر کی جیب ہیں صرف پچاس رویبے ہوں تو وہ ٹیکسی وابے سے حبگڑا کرے گا۔ کیونکہ وه و الديكاك اس كو دے كرمين فالى بوجاؤل كا داس كے بعدمبرے ياس كجيئني رسي كا دو الكي والے سے کے کا کہ تم نے کرایہ زیادہ بت ایا ہے ۔ مگرجس شخص کے بیگ میں بچاس ہزار روبیہ کے بولوں کے بنڈل بھرے ہوئے ہوں وہ کبھی پیاس روبیہ کے لیے حمار انہیں کرسکتا ۔ وہ فوراً ٹیکسی دانے کو اسس کا کرایہ ا دا کر کے آگے بڑھ جائے گا۔

یہ ایک مثال ہے جس سے اندازہ ہو ناہے کہ جوشفص بڑی چیز پائے ہوئے ہو وہ کہی جھوٹی چیز ے یے جبکرا انہیں کرتا ۔ کم ظرفی حیوٹی یا فت کا نیتجہ سے اور عالی ظرفی بڑی یا فت کا نیتجہ ۔ خدا بلاشبرسب سے بڑی حقیقنت ہے ۔ وہ تتسام خوبیوں اور کمالات کاخزارہ ہے ۔جوشفر

خدا کویا تاہے وہ گویاسب سے بڑی جیب زکویا تاہے۔ اس کانتیم یہ ہوتاہے کہ اس کا دل سب سے برادل بن ما تاہے۔ اس کے اندر کھونے کو ہر داشت کرنے کی است ما قت بیدا ہو جاتی ہے۔ اس کے اندر بیمزاج آجا تا ہے کہ وہ او بنی سطح سے لوگوں کے ساتھ معاملہ کرسکے ۔ اس کے اندر سے تنگ طب رنی کامزاج ختم ہوجا تاہے۔ لوگ اس کے ساتھ معاملہ کرنے میں اس کو اعلیٰ ظرف یاتے ہیں۔ وہ کردار اور اخلا ف کے اعتبارے ایک اونیا انسان بن حب تاہے۔

بیغمبراسلام صلی الشرعلیه و سلم کے بارہ میں فرآن میں ارشاد ہواہد ؛ اِنگاک کعکلی خُصِّلِقِ عَظِيْمٍ (القسلم) يقينًا تم اعلى اخلاق بربو - اعلى اخلاق جوابى اخلاق نهين بوتا- بلكه وہ اصول کی بنیا دیر نبتاہے ۔ آدمی دوسروں کے ساتھ جو کیدکر تاہے بر دیکھ کر نہبیں کرتا کہ دوسرے لوگ اس کے سابھ کیا کررہے ہیں بلکہ یہ سوچ کرکر تاہے کہ بہ اعتبار اصول اس کاروبہ کیا ہونا جاہیے اور کیا نہیں ہونا چاہیے۔ لوگوں کے درمیان اسس کا سلوک لوگوں کی روش کے تابع نہیں ہوتا بلکہ خود ایسے معیارا خسلاق کے تابع ہوتا ہے۔

یمی بات ہے جو حدیث میں ان الفاظ میں آئی ہے:

ان سے اجھا سلوک کریں گے اور اگروہ بڑاسلوک کریں نوہم خو د ان کے سائڈ برائی نہیں کریں گئے۔

عَنْ حُدَدُيْفَةً قَالَ قَالَ رَيسُولُ اللهِ صَلَّى الله صَلَّى الله صَلَّى الله صلى السُّر مِن الله عن السُّر عَلَيْهِ وَدِيسَلَّمُ : لَا تَكُوْدُوْ المَسْعَسِةُ عليه وَلم نے فرمایا۔ لوگو، اِمَّعَه نه بنو۔ تم پر كہنے لكو تَقُوْلُوْنَ إِن احْسِنَ النَّاسِمُ اَحْسَنَا وَ ﴿ كَالْرُلُوكَ اجِيَاسِلُوكَ كُرِيرِكَ تَوْمِم مِبِي احْيِيا إِن أَسَاقًا ٱلْطَلَمْنَا وَلِكِنَ وَطَيْنُواْ ٱلْفُنْسَكُمْ لَا سَلُوكَ كُرِسِكَ - اوراكر لوگ برا برتا وُكربِسِكَ إِنْ اَحْسَنَ النَّاسَ أَن تُحُسِب نُوْلِ وَإِنْ ﴿ نَوْهُم بَهِى بِرَا بِرْنَا وَكُرِي كُ مَ بِلَكُمْ البِياّ آبِ كُو اَسَمَا وَالْفَكَ تَخْسَلِهُ وَالْمُعُواة ، بابالظلم ، تباركروكه اكرلوك احبا سلوك كري نب بحي مم

اس بات کو ایک اور صدیت میں اس طرح بت یا گیا ہے : عَنُ هُقَبَةَ بِن عَامِرِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ تُحضِرت عَفْيَةُ لَكِتْ بِس كررسول التّرصلي لتّرعليه صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَصَلَّمْ: اللَّا أُخُهِرُكَ بِ وَسَلَّم نَهُ وَمَايا: كيا بِسِ ثَمْ كو دنيا اور آخرت ك

بِٱفْضَلِ ٱخْسِلَاقِ اَحْسَ الدُّنيا وَالْحَجَرَة قَالَ نَعَمُ - قَالَ تَصِلُمَنُ قَطَعَكَ وَ تُعُطِى مَنْ حَرَمَكِ وَلِتَعْفُواعَةً نُ كرے تم اسے دو - اور ج شخص تم برظلم كرے ظَلَمَك (البيهقي)

لوگوں کا بہترین اخلاق بزیتا ؤں کہا کہ ہاں ۔ فرمايا كه جوتم سے كيط تم اس سے مجرط و بحو نم كومحروم اس کوتم معیا پ کردو ۔

اسی ہے ندکورہ آبت ( اِنَّكَ لَعَلَى خُلُقِ عَظِيْمٍ) كى تشريح يه كى گئے ہے كه اس سےمراد خداکے اُس حکم پر تبائم ہوناہے جو دوسرے مقام پر ان انفاظ میں آیا ہے : عفو و درگذر کا طربیت اختیاد کرواورمعروف کی تلفین کرو اورجا ہوں سے اعراض کرو (قبیل هوما امرو الله تعالیٰ به في قوله : خذ العفو وأمريالعوف واعسرض عن الجاهلين ، تفيرنفي ملد ۳ ، صفحه ۲۷۹)

یعنی جہاں لوگ دوسے روں سے بدلہ بیتے ہیں وہائم دوسروں کو معاف کردو۔جہاں لوگ دوسروں سے درمیان برائی پھیلاتے ہیں وہاں تم نبکی بھیلاؤ۔جہاں لوگ دوسروں سے الحجه جانتے ہیں و ہاں تم نظرانداز کرے گزرجاؤ۔

# اخلاف کی دفسیں

اسلامی نقطه نظرسے اخلاق کی دوتسیں ہیں۔ بیت اخلاق اور اعلیٰ اخلاق۔ بیت اخلاق كاكوى متقل اصول تنبين موتاجس كالمبيته لحاظ كب عائر وه حالات ك لحاظ سے بنتاہے اسی لیے وہ کہمی کیم ہوتاہے اور کہمی کیمہ جس موقع پر حس قسم کے جذبات آ دمی کے اندر انجرے وہی احسلاق اور کردار کی صورت میں وط صل کے ۔

کسی کواینے سے کم دیکھا تو اس کوحقت رسمجہ لبا اورکسی کو اینے سے زیادہ پایا تواسس کے فلا ف حد کرنے لگے ۔ کسی سے فائدہ نظر آیا تو اسس کے دوست بن کیے اور کسی کو دیکھاکہ اسسے اپناکوئی فائدہ وابستہ نہیں ہے تواس سے ہے رُخی اختیار کرلی کسی نے اچیاسلوک كياتواس كے ليے اجھے بن كيے - اوركسى نے براسلوك كيا تواس كے سائة برائ كرنات روع كردما . اتفاق سے کوئی بڑی حیثیت حاصل ہوگئ نو گھنٹریس مبتلا ہو گیے اور اگر کوئی بڑی حیثیت نہیں ملی نو ما یوسی کاشکار مہو گیے ۔ کسی سے نوس ہو گیے تواس کے ساتھ فیاضی کرنے لگے اور اگر کسی م سے ناخوش ہوے تو اسس کے لیے اپنے دروازے بندکریا ۔ کسی کو اپنے موافق پایا تو اسس کی تعربین کرمے لگے اور اگر کسی سے نامو افقت ہو گئی توسیجہ لیا کہ اسس سے زیا دہ برا کوئی آ اَ دمی نہیں ۔

یرسب بیت اخلاق کے طریقے ہیں ، اور مومن کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ بیت طریقے سے بچے اور اعسلیٰ اخلاقی طریقے اختیار کرے -

## ا خلاق کی بلندی

رسول الترصلى الترعليه و لم خود بهى اعلى اخلاق بروت الم محقة اور آپ كا يهى مشن كقاكه لوگول كو اعلى اخلاق اختنيار كرنے كى تلقين كريں - ايك روايت كے مطابق آپ نے ارشا وفر واليا : عَنْ مَا للهِ اَنَّهُ بَلَغُهُ اَنَّ وَيَسُولَ اللهِ حَرْتِ المَ مَالَكُ كَبِيّة بِيلُ كَهُ اَنْهِي بِهِ بِي ك صَلَّى اللهُ عَكَيْهُ وَوَسَلَّهُمْ قَالَ ، بعيشَتْ ہے كرسول السُّصلى السُّعلية ولم نے فر وايا كہيں اس لاُسَيِّهُمَ حُسَّسَنَ الْحَذُ لَاقِ

(موطب الامام مالك)

یہ روایت مختلف طریقوں سے آئ ہے ۔ کسی میں حسن الاخلان کا لفظ ہے ، کسی میں صابح الاحت لاق اور کسی میں مکارم الاخلاق کا ۔ وہ مکارم اخلاق کیا ہیں جن کی دعوت اور اقامت سے لیے رسول الٹر صلی الٹر علیہ و سلم بھیج گیے ۔ اس کی دھنا حت دوسری روایت سے ہوتی ہے :

گیا اعلیٰ اخت لاق وہ ہے جس میں آدمی فریق ٹانی کی روسٹس سے بلند ہوکر اس سے معالمہ کرے ۔ وہ فریق ٹانی کے رویہ سے مت انز ہوئے بغیب راس سے اچھی طسرح بیبن آگئے ۔ اس کا افلاق متبت اخلاق ہونہ کہ جوابی اخلان ۔

#### قابل اعتمادا خلاق

ایک انجنبر جب او ہے کا بیل بنا تاہے تو اس کو یقین ہوتا ہے کہ لوہا اُس بوجہ کو بھر لوپر طور پر سبخھ لے گاجس کو سنجا لینے کے بیے بُل بنا یا گیا ہے ۔ انجنیئر کو اگر لوہے کی اس خصوصیت پر یقین نہ ہوتو وہ کبی لوہے کا بیل بنانے کی ہمت نہ کرہے ۔ اسی طرح تمام ما دی چیزوں میں کچیمتعین خواص (Properties) ہیں ۔ یہ خواص انتے بقینی ہیں کہ نہایت صحت کے ساتھ ان کی بیشین گوئی کی جاسکتی ہے ۔ ما دھے کے نواص کی اسی قطعیت کی بنا پر تمدن کا سارا نظام جبل رہا ہے ۔ اگر ما دی چیزیں ایسے خواص کو کھو دیں تو النانی متدن کا سارا نظام درہم ہوجائے گا۔

ماده کے بیے خواص کی جو حیثیت ہے وہی جیٹیت اننانی زندگی کے بیے اخلاق کی ہے۔ اخلاق کی مصبوطی ہی وہ واحد چیزہے جس پر سماجی زندگی کا نظام کھڑا ہوتا ہے۔ اگر لوگوں کے اندر اخلاقی مصبوطی باتی مذر سہے تو کہجی اننانی زندگی کی تھوسس تعبیر ممکن مذہو ۔

بہترسابی زندگی کے بیے صروری ہے کہ اس کے افراد قابلِ بیٹین گوئی کردار کے مامل ہوں۔ ایک شخص سے معاملہ کرتے ہوئے یہ بقین کیا جاسکے کہ دہ جو کہے گا اس کو وہ صرور پوراکرے گا۔ ایک شخص سے معاملہ کرتے ہوئے یہ بقین کیا جائے تو ہمیں اس پوزلین میں ہونا چاہیے کہ ہم پیٹگی طور پریہ یقین کرسکیں کہ وہ اس کو صرور قبول کرے گا۔ ایک شخص سے شکا بیت اور اختلاف ہوجائے تو یہ فضا ہوئی چاہیے کہ ہم یہ یفنی اندازہ کرسکیں کہ وہ الفیاف سے ہمطے کر کوئی کارروائی نہیں کرے گا۔ ایسے ساج کا انسان گویا لو ہا انسان دلوہ پرشنس ) ہے۔ وہ صریدی کردار کا حامل ہے۔ اس سے از روئے حق جو امید کی جاتی ہو وہ اس میں پورا اثر تاہے۔ جس ساج کے افراد ایسے ہوں اس ساج کی ترقی کو کوئی جیزروک نہیں سکتی۔

جس سماج کی حالت اس کے خلاف ہوجائے وہ ایک برباد سماج ہے۔ جہاں افراد کا حال یہ ہوکہ وہ اپنے وعدوں پر پورے نہ اتریں ۔ ان کے سامنے حق آئے گروہ اس کو قبول نہ کریں ان کو کس سے شکایت ہوجائے تو وہ اس کے خلاف ہرکارروائی کرنے ہے تیار ہوجائیں خواہ وہ کستی ہی زیادہ انصاف اور النائیت کے خلاف کیوں نہ ہو ۔ جس سماج کی احت لاتی حالت ایسی ہوجائے وہ اُس دنیا کی مان در النائیت کے خلاف کیوں نہ ہو ۔ جس سماج کی احت لاتی حالت ایسی ہوجائے وہ اُس دنیا کی مان در جہاں ہوجائے وہ اُس دنیا کی طرح ہے جہاں لوہے نے ایب او با بن کھو دیا ، جہاں بہتر بہتر نہتر نا ، بلکہ وہ دیمک زدہ لکرلی کی طرح ہوجان ہوگیا ۔

#### قدرت کے باوجود

سب سے زیادہ سخت امتحان آدمی کا اس وقت ہوتاہے جب کہ وہ ایسے مخالف پر قابو یا جائے۔ جب اس کا دشمن پوری طرح اس کی گرفت میں آجیکا ہو۔ ایسے مواقع پر آدمی اپنی سادی طاقت استعال کرکے اپنے مخالف کو بیس ڈالت ہے۔ ایسے دشمن سے معاملہ میں آدمی اپنی کو فی آ اخسلاقی ذمه داری نہیں مجتابو بوری طرح اس کے قبصنہ میں آجکا ہو۔

مگرالٹرسے ڈرسنے والے النان کا حال بر ہوتا ہے کہ اس وقت بھی خدا اس کے سائنے آگر کھرا ہوجا تلہ ۔ خداکی طاقت کا احساس اس سے ذہن پر اس طرح حیا تاہیے کہ انسان کی کمزوری اسے بھول جاتی ہے۔ وہ ایسے دشمن کومعاون کردنتا ہے۔ کیوں کہ وہ جانتا ہے کہ یہی وہ موقع ہے جب کہ وہ اپنے دشن کومعاف کرکے اپنے آپ کوعبدیت سے بلند ترین مرتبہ ہر سیونیاسکتہے مدیث کی ایک روایت ان الفاظیس آئی ہے :

حَن ابی هُ رَبِيقَ قَالَ قَالَ رَبِيسُولُ النِّسبِ ﴿ صَرَتَ ابُومِ دِيرٌ أَنْ كَبِتَ بِينَ كَرَسُولَ النَّرْصلي النُّسر خَفَرَ (السيقي)

صكى الله عَليْه وصلكم قَالَ مُوسى بن عليه وسلم نع فراياكموسى عليه اسلام ن الترتعالي عِمْرَانَ عَلِيْهِ السَّلَام يَارَبِ مَسَنَ اَعَزَّ سَكَهَاكُ السمبردرب ، تيرب بندول ميں تيرب عِبَادِكَ عِنْدَكَ - قَالَ مَنُ إِذَا قَدَرَ لَ نُرُدِيكُ سب سے زیادہ معزز بندہ کون ہے ۔ التّر في فرايا ، وه تعض جو قدرت يانه كے بعد معاف

جوچیزاخلاق کی سب سے بڑی قاتل ہے وہ عفتہ ہے۔ عام حالات بیں اکٹرلوگ میج رہتے ہں ۔ گرجب ایک آ دمی کوکسی بات برعفہ آ جائے نواسس سے بعدوہ قابوسے باہر ہوجا تلہے۔ اس وقت وه بعول جاتا ہے کہ کوئی اخلاقی اصول ہے جس کو اسے ہر مال میں برتنا جاہیے۔

اس دنیا میں صرف ایک ہی چیزہے جوغصتہ اور اشتعال کی حالت میں آدمی کوحد کے اندر رکھسکتی ہے۔ اور وہ خداکا خوف ہے۔ اگرآدمی کے دل میں واقعتہ خداکی عظمت بیٹے جائے اور وہ مان ہے کہ خدا اس سے اس کے نمنے ام اعمال کا حیاب ہے گا تو یہ احساس اس کے اوپر ایک

قم کی لگام لگادیتاہے۔ خدا کا ڈر اسے مجور کرتاہے کہ وہ اپنے آپ کو ایک مدسے آگے مزجانے دے ۔ اسی لیے قرآن میں خدا کے مومنین کی صفت یہ بتائی گئے ہے :

وَإِذَامَا غَصِنْهُ وَاهْمٌ يَغْفِرُونَ (الشورى) جب أخيس غصد آتاب توده معاف كرديته بي فداسے ڈرسنے والوں کا حال یہ ہوتا ہے کہ انفیں جب انسانوں کی طرف سے عفیہ آتا ہے توخی ماکا تصورسائے آکران کے عضہ کودبادنیاہے۔ وہ النان کے روپہ سے متنعل ہوتے ہیں مگر نداکی پکڑکا انديسة الفيل طفال ديناهے - غصه كے سلسلے ميں چند حديثيں به ہيں:

عَنْ أَبِي هُرَبُرَة أَنَّ رَجُه لا قَالَ لِلسِّنَّبِي حضرت الوهريرة كيت بيرك ايكت تعفل في صَكَى اللَّهُ عَكَيْهِ وَلِيَكُمُ ٱوْجِينِي حَسَالَ رُسُولُ التُّرْسَلُى التُّرْعَلِيهِ وَلَمْ سِي كَهَا كَسَمِعِ نَفِيحت لَا تَغُضَبْ - فَسَرَدً خُالِكَ مِسسَواداً قَالَ كَيْجَ - آبِ فَرَمِا يَا عَصدهُ كر - آدمى في بادباد یوچیا۔ آپ نے ہر بار فرمایا کہ غصہ نہ کر۔ لأتَغُضَتُ رضي بخارى حَنُ اَبِيُ هُ رَيْرَةً قَالَ قَالَ دَيسُ وَلُ النُّهِ الرُّهِ الرُّحِينِ اللهِ مِرِيَّةُ كَهِتَهِ بِي كدرسول التُّرصلي السُّر صَلَى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمُ لَيْسَ السُّدُّي دُيدٌ عليه وللم فرماياكه ببلوان وه نهي ب جوريف بالصَّرَكَةِ - إِنَّمَا النَّسُدِ سِيْتُ مُ مَنَى ﴿ كُوبِكِيالُ وَصِيدِ بِوعَفْدِ كَ السَّرَكَ النَّسُدِ النَّ يَّمُلِكُ نَفْسَهُ عِنْدَ الْعَصَسِبِ وَقت اسِينَ آبِ كُو قابوبي ركه ر (میحیم کم)

إِذَا غَضِبَ اَحَدُكُمُ فَلْيَسَكُتُ جب تم میں سے کسی کو غصت پر آ ہے تواکس کو جاہیے کہ دہ جیب ہو جائے۔ (العبامع الصغير)

عضہ در اصل ردعمل کا دوسرا نام ہے۔ ان آینوں اور مدیثوں سےمعلوم ہوتاہے کہ مومن کاطریقة ردعمل کاطریقہ نہیں ہوتا۔مومن کوکسی کے خلاف عصد آتا ہے تواس کے جواب میں وه اس کومعانی لوٹا تاہے۔ وه منفی نفسیات سے اوبراکھ کرلوگوں سے معاملہ کرتا ہے۔ وہ غصہ اور النی کوظاہر منہیں کرتا بلکہ اندرہی اندر اس کو بی جا تاہے۔ مومن اس دنہیا ہیں بھو ل کی طرح رمتاہے ۔ اسس کوٹرا کہیں تب بھی وہ برا کہنے والے کونوسٹبو دیے گا۔ اس کوپیخر ماریں تب بھی اس کاسکون بھنگ بہیں ہوگا ۔

#### غلطی ہو جانے کے بعد

النان خواہ کتناہی احیاہو، دوسسرول کے درمیان رہنے ہوئے بار بار اس سے غلطیاں موتی ہیں ۔ بار بار لوگوں کے حقوق کے اداکرنے ہیں کو تاہی ہوجاتی ہے ۔ ایسے موقع کے یہے یہ اخلاق سنتا یا گیاہے کہ جب کوئی بھرائی ہوجائے توفوراً بھب لائی کرو۔اس سے تمہاری برانی کا اثر دهل کرختم موحب ائے گا۔ چنا بچہ حدیث میں ارت او ہو اہے:

کومٹا دے گی۔ اور لوگول کے درمیان اسچھے ا نلاق کے سیاتھ رہو ۔

اِتِّقِ اللّٰهَ حَيْثُ مَا كُنْدَ وَاتَّبِعِ مَمْ جَهَالَ بَي بُواللَّهِ وَرَحْدِ وَرَجِبِ السيّعَةَ الْحَسَنَةَ تَمْعُهَا وَخِسَالِتِ بران بمومائة تواسس كے بعد نيكى كراو ، ده اس الناسَ بِخُلْقِ حَسَسِين (الجامع الصغير)

برائے کے بعد اجھائی کرنے کی مختلف صورتیں ہیں۔مثلاً جس کے سابھ برائی ہوئی ہے اس سے معافی مانگنا۔ اسس کے حق میں خداسے اچیی دعائیں کرنا۔ اس کو بریہ دینا۔ اسس کا ذکر پوگوں کے درمیان اچھے الفاظ سے کرنا ۔ مختلف مواقع پر اس کی خب برخوا ہی کرنا ۔ وغیرہ جنّت والے

قرآن میں بنایا گیاہے کے جنّت میں کوئی لغوبات یا گٹ ہ کی بات یہ سنائی دیے گی روا تعه ۲۶) معلوم بهواکه جنّت کا ماحول اعلیٰ اخلان کا ماحول بهوگا ۔ و بان حجو ط، ننهمت، غیبت ، بے ہودگی ، گالی ، طنزوتمسخراورفضول بانبی نہیں ہوں گی ۔ ویاں ہر ایک کے دلیں دوسرے سے بیے سلامتی اورخیزحواہی سے جذبات ہوں گئے ۔ ویاں سرایک ؤہبی بو لے گاجو اسے بولنا چاہیے اور وہ نہیں بولے گا جو اسے نہیں بولنا جاہیے ۔ جنّت بداخلاق لوگوں کی سوسائى نەببوگى ـ جنت سەرىين انسابۇل كامعاشرە ببوگا ـ

د نیاییں اجھے اخلاق والا بننا در اصل اسی جنتی سماج کا اسب دوار بناہے ۔ جوتنحص دنیا میں جنتی اخلان کا تبوت دے وہی آئندہ جنت کے ماحول میں بایا حائے گا۔ ماقی تمام لوگ رد کر کے جہتم کے کوڑا خانہ ہیں ڈال دیئے جائیں گے تاکہ ہمیشہ کے لیے اپنی بدکر داری کی

# حصّب دوم

اخلاق ایک طاقت ہے۔ بلکہ اخلاق سب سے بڑی طاقت ہے ۔ ایک احیاسلوک دیشمن کو دورت بناسكتا ہے ۔ ايك مليطابول ايك سركت آدمى سے اس كى سركتى جين سكتا ہے ۔ ايك ہدر دانہ برتا کہ ایک ایسے جھگڑے کو ختم کرسکتا ہے جس کو ختم کرنے کے لیے لاہی اور گولی کی طافت نا کام ہو یکی کھی ۔ یہی وہ بات ہے جو قرآن میں ان نفظوں میں بست ان گئے ہے :

لَا تَسْتَوِى الْعَسَنَةَ وَلِا السَّيْتُةَ - إِدُّ مَنْعُ اور نيكى اور بدى برابرنهي بوسكى - تم جواب بَيْنَ وَهُ مَكَ اوَةً كَا مَنْ فَ وَلِي حَمِيهِ مَ لَمَ مِن اور حس مِن وشَنى مَن وه ايسا مِوكِيا ہے <u>جسے کو</u>ئی دوست قرابت دالا۔

بِالَّتِيُّ هِيَ اَحْسَنُ فَإِذَ الَّذِي بَيْنَكُ وَ مِين وه كهوجواس سے بہتر بور بھرتم د كيو ك (حم السحيده)

استلام میں تالیفت قلب کا اصول بھی اخلاق سے تعلق رکھتاہیے ۔ قرآن میں زکوہ کی رقم کی کئی مدیں بتائی گئی ہیں ۔ ان ہیں سے ایک خاص مدتالیف قلیب (التوب) کی ہے ۔ اس مدے تحت ان لوگوں کی مالی اعسانت کی جاتی ہے جن کے دل کو اسسلام کے بیے نزم کرنا مطلوب ہو۔ اس اصول کے تحت رسول الٹرصلے الٹرعلیہ وہلم نے عرب کے منعد دسرکش سر داروں کو رقبیں دیں اور اس کانتیجہ یہ ہواکہ اس سے بعد وہ لوگ بالکل طفیظہے بڑے ہے۔ اسسلام کی یہ تعلیم اس بات کی ایک کھلی ہوئی تھدیق ہے کہ اللہ تنسالی سے اخلاق کے اندر زبر دست تسخیری طاقت

اخلاق ایک طاقت ہے ، اس کی مثالوں سے اسانی تاریخ عمری ہوئی ہے ۔ جس شخص یاقوم نے بھی اس دنیا میں کوئی کامیابی حاصل کی ہے۔ اس کی گہرانی میں جاکر دیکھیں تواس کے یتھے اخلاق کی طاقت کام کرتی ہوئی نظرائے گی ۔ یہاں ہم اسلام کی تاریخ سے جندمث لیں بیشش کریں گے ۔

انھیں میں سے ایک مثال صفوان بن امیہ بن خلف کی ہے ۔ وہ قریش کے بڑے سر داروں

میں سے تھے۔ ان کا خاندان مکہ کا ایک متاز خاندان تھا۔ رسول الٹرصلے الٹرعکیہ وسلم کی بعثت ہے بعد یہ فاندان آپ کا زبر دست مخالف ہو گیا ۔صفوان کے والد امیہ بن خلف جنگ بدر ہیں آپ کے مالف الشكريس سف السلق وه آب كے خلاف الاتے موسے مارے كيے .

جب کم قتح ہوا توصفوان بن امیہ مکہ سے باسرنکل کے اور بھاگ کر مدہ یہو نج گیے ۔ ان کے چازاد عبائی عبر بن ومب نے رسول الرصلے الله عليه وسلم سے ان کے بیے امان کی درخواست کی۔ آپ نے ان کوا مان دیدی مربدیہ کرآپ نے اپنی حب در کھی ان کوعلامتِ امان کے طور پرعطا فرمانی ۔عمیر بن وہب جدہ گیے اورصفوان کو جا در دی اور امان کی خبر ست ای مصفوان ان کے سابھ ککہ واپس آئے۔

صفوان بن امیہ مکہ وابس آگیے مگر ابھی انھوں نے اپنے اسسلام کا اعلان ہنیں کیا۔ انھوں نے دسول الٹرصلے الٹرعلیہ وسسلم سے کہاکہ مجہ کو سوچے کے بیے دومہینے کی مہلت دبیجے ۔ آپ نے فرمایا کہ تم کوچار میں کے مہلت ہے۔ اس سے جلد ہی بعد مہوازن کی جنگ میں کا فی مال غنیمت ملا۔ آب نے اس میں سے صفوان کو ایک سو اونٹ دیہے ۔ اسس کے بعد یمی آب ان پر اخلاقی مہر بانی کرتے رہے يهال تك كه الهول تے اسلام قبول كرايا ـ صفوان بن امبہ خود اسے باره بي كہتے ہيں :

سب سے زیا دہ مجبوب شخص بن گیے ۔

لَقَكَ أَعُكَا إِنْ رَبُّ وَلُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَكَيْهِ إِسَّمَ مُرسول السُّرصِلِ السُّرعِليهِ وسلم نع مجع عطيه دياجب وَإِنَّهُ لَا بُغَضُ النَّاسِ إِنَّ فَهَازَالُ كَهُ وه ميرے بيے سب سے زيا ده مبغوض شخص عقر يُعُطِينِيْ حَتَى إِنَّهُ لَاَحَبُ السَّاسِي ﴿ مُكُرُوهُ مِعِ ويتِّربِ - يَهَالَ مَكَ دُهُ مِيرِ لِهِ إِلَىٰ (تفسيرطبري)

اس مثال میں واضح طور برنظر آر باہے کہ صرف اخلاق نے ایک سطیر دشمن کو قریبی دوست بنادیا۔ ایک شخص جس کو مادی طاقت مہیں جھکا سکی تھی اس کو اخلاقی طاقت نے جھکا دیا۔ تلعہ کے دروازے کھل گیے

کمدے ہے میں فتح ہوا ۔ اس کے بعد دوبڑی بستیوں کامسئلہ یا قی بھا۔ ایک حنین ،اور دوسرے طائف ۔ ان دولؤلبستیول ہیں ہوازن اور تفتیف نامی قبیلے آیا دیتے جو ایک دوسرے کے ملیف تھے ۔ حنین والوں کو اپنی جنگی قابلیت پر بہت ناز تھا۔ چنانچیہ انھوںنے مکہ کی فتح سے باوجود اطاعت نہیں کی ۔ ان کاسر دار مالک بن عوف ، ۲ ہزار آ دمیول کی جمعیت سے کر مکہ کی طرف روانہ ہوا تاکہ آپ کے اوپر حملہ کرے ۔

رسول الترصلی الشرعلیہ وسلم کوخبر مونی توآپ بھی ۱۲ ہزار آدمیوں کو ہے کر اس کی طرف بڑھے حنین کی وادی ہیں مقابلہ ہوا۔ ابتدارٌ مسلما نوں کوشکست ہوئی ۔ گرمسلمان دو بارہ جم گیے۔ اورانخوں نے ہوازن کو فیصلہ کن سنگست دی ۔ ان کے ۲ ہزار آدمی گرفتار کر بیے گیے ۔

اس شکست کے بعد ہوازن کا سردار مالک بن عوف اور اس کے سابھی بھاگ کر طائف میں قلعہ بند ہوگیے سنظے ۔ اس لیے آپ نے اموال غینمت کوجِعرانہ کے مقام پر رکھااور پھر وہاں سے روانہ ہو کرطائف بہونچے ۔ مگر طائف والوں نے زبر دست سرکتی دکھا تی ۔ طائف عرب کا واصد قلعہ بند شہر سنا۔ ان کے نیرانداز قلعہ کی فصیل پر ببیط گیے اور مسلمانوں کو اپنے نیروں کے نشانہ پر لینا شروع کی ا ۔ اس میں بارہ مسلمان شہید ہو گئے ۔ حصزت خالد بن ولید نے پکار کرکہا کہ بنیج اثرو اور دست بدرت مقابلہ کرو۔ اکھوں نے جواب دیا کہ ہم کو قلعہ سے اُتر نے کی صرورت ہندیں ۔ ہمارے پاس کی سال کی صرورت کا فلہ موجود ہے ۔ جب بین حتم ہوجائے گاتو ہم کوالی کے کوائر ہیں گئے۔

طائف کی جنگ ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم خود بھی شریک عظے۔ یہی نہیں بلکه علا بھی آب نے اس میں حصہ لیا۔ سیرت اور تاریخ کی کتابوں سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے طفیل بن عمر الدوسی کی تیادت میں ایک وفد شام کے علاقہ میں بھیجا عظاجہاں اس وقت کے اعلیٰ جنگی ہے تیار تیار ہوتے ہے۔ وہ لوگ وہاں سے ایک دبابہ اور ایک منجنیق لے آئے۔ ان لوگوں کی واپسی میں کسی قدر تاخیر ہوئی ۔ جنانجہ وہ لوگ طائف کے معاصرہ کے چار روز بعد طائف پہونچے (زرمت انی ، جلد س)

اس سلسلمیں ابن مشام کی ایک روایت ابن کثیرنے ان الفاظیر نقل کی ہے:

حَدِّ شَنَى مِن اَتَقَ بِهِ اَن السَّنَى وَمِلَى مَعِيسِ بِإِن كِي جِس بِرِ مِن اعتَّا وَكُرْ تَا بُول كُونَى مَعِيسِ مِنْ وَمِلَى مَعِيلِ وَسَلَّم بِيهِ فَضَى بِيهِ مِن السَّرِعِلِيةِ وَسَلَّم بِيهِ فَضَى بِيهِ مِن السَّلَم بِيهِ وَسَلَّم بِيهِ فَضَى بِيهِ مَن وَمِلَى وَمِلْ مِن السَّلَم بِيهِ وَسَلَّم بِيهِ فَضَى السَّلَم بِيهِ وَسَلَّم بِيهِ وَمَلِي مَن وَمَن وَمِل مِي الْمَنْ مِن وَمَلِي اللَّهُ عَلَيْنَ مِن وَمَلِي اللَّهُ عَلَيْنَ مِن وَمَلِي اللَّهُ عَلَيْنَ مِن وَمَلِي اللَّهُ عَلَيْنَ مِي الْمُن وَمِل مِن وَمَلِي اللَّهُ عَلَيْنَ مِن وَمَلِي اللَّهُ عَلَيْنَ مِن وَمَلِي اللَّهُ عَلَيْنَ مِن وَمَلِي اللَّهُ عَلَيْنَ مِن وَمَلِي اللَّهُ عَلِي اللَّهُ عَلَيْنَ مِن وَمَلِي وَمِن وَمِن وَمِن وَمِن وَمِن وَمِن وَمِن وَمَا عَلَيْنَ مِن وَمَا وَمُن وَمِن وَمِن وَمِن وَمِن وَمِن وَمِن وَمِن وَمِن وَمَا وَمُن وَمِن وَمِن وَمَالِي مِن وَمَا وَمُن وَمِن وَمِن وَمِن وَمِن وَمِن وَمِن وَمِي وَمِن وَمَا وَمُن وَمِن وَمِن وَمِن وَمِن وَمِن وَمِن وَمِن وَمِن وَمُن وَمِن وَمُن وَمِن وَمُن وَمِن وَمُن وَمِن وَمُن وَمِن وَمُن وَمِن وَمُن وَمِن و

مگرطا نفن کے لوگ اتنے سرکش کنے کہ پھر بھی وہ قبعنہ ہیں نہیں آئے۔ اکفوں نے فیبل کے اوپر سے لوہے کی گرم سلاخیں پھیڈکنا سٹے دع کیا جس کی دجہ سے متعدد مسلمان ہلاک ہوگئے۔ آپ اکٹارہ دن تک طائف کا محاصرہ کیے رہے مگر کوئی ہیتجہ نہ لکلا۔ حصرت عمر فاروق نے کہا کہ اے خداکے دسول ، آپ طائف والوں کے لیے بد دعا کیجے۔ آپ نے فرما یا مجھے اس کی اجازت نہیں دی گئ ہے۔ اس کے بعد آپ نے کا کھ اکٹا اور فرما یا ؟

اللهُمُّ الهُدِ تَقَيْفاً وَائِتِ بِهِمُ اللهُمُّ الهُدِ تَقِيف كوبدايت و اوران كومير ياس الهُمُّ الهُدِ تَقَيف كوبدايت و اوران

کی شخص کے حق میں دعاکر ناکوئی سادہ سی بات نہیں۔ یہ اس کے حق میں خیر خواہی کا آخری عمل ہے۔ جب آدمی کسی کا اتنا زیا دہ خیر خواہ ہوجائے کہ اس کی ہدایت اور سخب ہے کے یہ خدا سے دعاکر نے گئے اس وقت اس کو وہ اعلی اخلاقی تدبیریں سوجھتی ہیں جن کے اندر نسخیری صلاحیت ہوتی ہیں جن کا اپنے فریق کے لیے بددعا کریں ، جن کا سینہ ان کی نفریت اور بدخواہی سے بحرا ہوا ہو وہ لوگ نفسیاتی ہے جیدگ سے آزاد نہیں ہوتے، اس لیے وہ نہ اعلی اخلاقی تدبیریں سوچ سکتے اور دنہ اس پر عمل کرسکتے۔

آخرکارصحابہ نے رائے دی کہ بظام رموجودہ حالت میں طائف کی تسخیر مشکل ہے اس لیے واہیں جینا جا ہے۔ مگریہ شکل صرف تلوار کی راہ میں بھتی۔ جنانج بے المجان میں کوئی مشکل حائل نہ بھتی۔ جنانج بہتے ہے۔ مگریہ شکل حرف تلوار میان میں کرئی اور اخلاق کی طاقت کو استعمال کرنے کا فیصلہ کیا۔

یہ سلوک قدیم نرمانہ کے آ داب جنگ کے سراسر خلات تھا۔ کیوں کہ وہ لوگ قدیم رواج کے مطابق بہتمجھے ہوئے سے کہ وہ سب کے سب غلام بناسے جائیں گے یا قتل کیے جائیں گے۔ ناممکن تھا کہ اننابڑا اخلافی سلوک انھیں مت انڈ نہ کرے ۔ چنا بچہ اس نے متاثر کیا اور وہ سب مہد

ے سب اسلام ہے دائرہ میں داخل ہو گیے۔

بواذن کی جنگ بیں زبر دست بال غیمت بات آیا تھا۔ روایات کے مطابق اس کی مفدار ہم ہم ہزاد اونے ، ہم ہزاد بریاں ، ہم ہزاد اوقیہ چاندی اور دوسرے سامسان سخے۔
دسول التّرصِلے التّرعلیہ وسلم نے مزیدیہ کیا کہ ان کیٹر اموال ہیں سے نہ توخود کچولیا اور نہ انھیں مسلمانوں کے در میان تقییم کیا۔ بلکہ ان کو نہایت فیاصنانہ طور پر کمہ کے عیز مسلموں اور مشرک سردادوں کے در میان تقییم کر دیا۔ یہ اضلائی سلوک بھی قدیم رواج کے اعتبار سے انہائی غیر معمولی تھا۔ اس لیے ناممکن تھا کہ اس کا اثر نہ ہو۔ جنانچہ اس کا زبر دست از ہوا اور بہت بڑی فیر معمولی تھا۔ اس لیے ناممکن تھا کہ اس کا اثر نہ ہو۔ جنانچہ اس کا زبر دست از ہوا اور بہت بڑی فیر میں واضل ہوگیے ۔ رسول التّرصلی التّرعلیہ وسلم نے اخلاق کے ذریعہ ان کے دلوں کو جیت لیا۔ ہاری ہوئی قوم سے ساتھ بڑا سلوک کیا جائے تو وہ دو بارہ نخریبی سرگرمیوں کی طرف مطرحانی ہے ۔ اس کے برعکس اگر ہاری ہوئی قوم سے ساتھ احباسلوک کیا جائے تو وہ وہ فاتے قوم کی وفا داد بن کر اس کی طاقت ہیں اصافہ کرتی ہے۔

رسول الشرصلے الشرعلیہ وسلم نے جو اخلائی تدہیری اس کا اتر براہ راست طور پر طائف سے لوگوں پر بڑا۔ اس سے ذریعہ آپ نے طائف کے لوگوں کو ان سے ملیف رہوازن) اور دوسرے قبائل سے کا طب دیا ہتا۔ طائف کے لوگ اب عرب ہیں اکیلے رہ گئے ۔ بہ خبر حب طائف کے قلعہ بند تنہر ہیں بہونچی تو الفول نے محسوس کیا کہ ان کی سرکتی عرب ہیں ہے زبین ہوکر رہ گئی ہے۔ جنانچہ رمفنان کے وفد نے مدینہ حاصر ہوکر اطاعت قبول کرئی ۔ ابن ہشام سے اسے موقع پر

محدبن اسحاق کے یہ الفاظ نقل کیے ہیں:

تُمَّاقًامَتُ تَقِيفُ بَعَثَ كَاقَتُلِ عُسْرُوةً اَشُهُ رَا تُمَّ اِنَهَ مُ اِئْتَمَرُوا بَيُنَهُ مُ مَ وَدَاُو اَتَ لَهُ لَا طَاقَتَهُ لَهُ مُ بِحَربِ مَنْ حَوْلَهُ مُ مِنَ الْعَرَبِ وَقَلُ بَايَعُول وَاسَدُ لَمُوا

(سيبرة ابن يشام جلديم اصفحه ١٩٥)

عروہ بن معود کے قتل کے بعد قبیلہ تقیقت کے لوگ چند مہینے کھم ہے ۔ کھراکھوں نے آپس میں مشورہ کیا اور محسوس کیا کہ اچنے گردع ب کے متام قبائل سے جنگ کی ان کے اندر طاقت نہیں ہے جب کہ اکھوں نے رسول الٹر پر بیعث کرلی ہے اور اسلام قبول کرلیا ہے ۔

اس مثال میں مادی طاقت کے استعمال کے با دجود قلعے دروازے مند ہو گئے تھے۔ گر اخلاق نے بہ رشمہ دکھایا کہ فلعے بند دروازے دویارہ زیادہ دسعت کے سابھ کھل کے ا اخلاتی طاقت کے لیے کوئی دیوار روک نہیں بن سکتی۔ اخلاق کا اٹر دہاں تک پہونچ جاتا ہے جمال کی مادی طاقت کااڑنہیں پہونے سکتا۔ مادی طاقت اگر پیقری مانند کام کرتی ہے تو اخسلاتی طاقت ہواکی مانند۔ اور آپ جانتے ہیں کہ ہوا کے نفوذ کے بیے اس دنیا میں کوئی روک روک نہیں ۔

# تخزیبی سسرگرمیا نختم

مكريس رسول الشرصلي الشرعليه وسلم نے توحيد كى دعوت دى . آپ كى دعوت سراسر ميامن تھی ۔ مگروہاں کے لوگ آب کے سخت دشمن ہو گیے ۔ انھوں نے آپ کو اور آپ کے ساتھیوں کو مِقْم کی تکلیفیں دیں ۔ حتیٰ کہ آپ کے قنل برآیا دہ ہوگیے ۔ آپ مکے چیوڑ کر مدینہ چلے گیے نب بھی وہ خاموت نہ ہوئے اور آپ کے خلاف با قاعدہ جنگ جھیڑدی۔ مکہ کے لوگ این انھیں مخالف انہ سرگرمیوں میں منتفول رہے ۔ یہاں تک کہ وہ وقت آیا کہ مکہ نتج ہوگی ۔

اس وقت آپ سے کیا کیا ۔ آپ سے سب کو بلا تشرط معا ف کر دیا۔ سیرت کی روایات ہیں آتاہے کہ رسول الٹرسلی الٹرعلیہ وسلم فتح مکہ کے بعد کعبے دروازے پر کھڑے ہوئے ۔ آپ نے الوگول کے سامنے ایک فصل نفزیر کی ۔ اس سلسلہ بیں روایت کے الفاظ یہ بیں ؟

متال رسول الله صلى الله عليه وسلم رسول الله صلى الله وسلم في كهاكه ال یامعشرقربیش ساترون انی مناحل قریش کے لوگو، تہاراکیا خیال ہے ، بینتہارے بكم قالواخيوا، اخ كريم وابن اخ سائة كياكرون كا ـ الفول نه كهاك آي يوسف لاخوته لاتنزيب عليكم اليوم آپ نے كها، يس تم سے وہى كمتا ہوں جو يوسف اذهبوإفانتم الطلقاء دنادالماد

كريم - قال فانى احتول لكم كما حتال شريين عبائ بي اور شريين عبائ كى اولاد بي ـ نے اپنے بھائیوں سے کہا۔ آج تم برکوئی الزام نہیں۔ جاؤنم سب آزاد ہو ۔

رسول الشرصلي بشرعليه وسلم كايه اخلاتي سب مله لوگون كومتا تزكيه بغير تنبي ره سكتا خفا

جنائج اس نے نہایت گہرائ کے ساتھ لوگوں کو متا تڑکیا۔ لوگ کڑت سے اسلام قبول کرکے آب، سے ساتھ بین داخل ہو گیے۔ اگر آپ فتح کے بعد اپنے دشمنوں پر سختی کا سلسلہ سر وع کر دیتے تو وہ لوگ اسلام کے خلاف دوبارہ تخریج سرگرمیوں میں مشغول ہوجاتے۔ وہ ساز سنوں کا جال بچیاتے۔ وہ خفیہ تحریکیں چلاکر اسلام کی راہ میں ایسی مشکلات بیداکرتے کہ اہل اسلام کی ساری طاقت ان سے مدافعت ہیں خرچ ہونے گئی اور اصل تعمیری کام عظی ہوکررہ جاتا۔

### کھونے کے بعدیا لیا

سمرقند وسط ایشیاکا نہایت قدیم شہرہے۔ آسطویں صدی عیسوی کے آغاز میں وہ عربوں کے قبصنہ میں آیا۔ اس سے بعدوہ مختلف انقلابات کاشکار ریا۔ اب ۱۹۲۳ سے وہ اشتراکی روس کے قبصنہ میں ہے۔

بہلی بارحسزت امیرمعاویہ کے زمانہ بیں خراسان کے مسلم گورنر نے اس برجرا صائی کی تھی بہاں کے رئیبیول نے سات لاکھ درہم سالان کے عوض ان سے امان حاصل کرلی۔ اُس وفت بہاں بدھ مت کو ملنے والوں کی آبادی تھی۔ اس کے بعد مسلم فوج والیس جلی گئ اور مقامی رئیس نے در امان کے عوض اپنی ریاست سمر قند میں باقی رکھی۔

ولیدبن عبد الملک اموی نے سلامی میں خلافت کاعہدہ سنجالا۔ اس کے زمب انہیں قتیبہ بن مسلم اببا ہلی کو خراسان کا گور نرمقرر کیا گیا۔ اس وقت معلوم ہوا کہ سمر قند اور دریا گیا۔ اس وقت معلوم ہوا کہ سمر قند اور دریا گیا۔ اس جیجون کے اُس پارے دوس رے علاقے بغاوت پر آما دہ ہیں ۔ چنا نچ قتیبہ کو یہ کام سبر دہواکہ وہ ان ملاقوں پر جراهانی کرکے انھیں مخرکریں اور ان سے زرامان کے معاہدے ختم کر سے انھیں راہ داست خلافت کی ماتحتی ہیں ہے آئیں۔

سمر قند کے سرداروں کو قتیبہ کی فوج کشی کی خبر ہوئی تو الفوں نے بھی اپنی فوجیں جمع کیں۔
دو بون میں زبر دست مقابلہ ہوا۔ آخر کا رفتیبہ کو فتح ہوئی ۔ سمر قند کی بقیہ فوج سنہر بنیاہ کے اندر
دافل ہوگئی اور اس کے درواز ہے بند کر لیے قتیبہ نے منجین سے ذریعہ شہر سے کنارے بنی
ہوئی دیواروں بر بہتر کے گولے ما دنے شروع کیے ۔ اس کے نیتجہ یں دیوار میں اتنا بڑا شگاف

ہوگیا کہ قتیبہ کی فوج اس راستہ سے اندر داخل ہو جائے۔

سمرقند کے سردار اس صورت حال سے گھرا گیے۔ اکھوں نے خیال کیا کہ اگر قتیبہ کی فوج اندر آگئ توزیا دہ بڑا نقصان کرے گی۔ چانچ اکھوں نے سلح کی بات جیت شروع کی۔ یہ بات چیت کئ دن تک جاری رہی۔ آخر کا رسلح کی دفعات طے ہوگئیں۔ جس کا خلاصہ یہ تقاکہ سمرفند کے لوگ بارہ لاکھ درہم سالانہ با قاعدگی کے ساتھ اداکریں گے۔ شہریں ایک سبحہ بنائی جائے گی فقیبہ مع اپنے فوجیوں کے اس مبحد میں نماز اداکریں گے اور پھر شہر چھوڑ کر چلے جائیں گے۔ کی فقیبہ معاہدہ قتیبہ ابن مسلم چار مزار آدمیوں کی فوج لے کر شہریں داخل ہوئے۔ وہاں اکھوں نے شہر نہیں چھوڑا۔ جب شہر کے سرداردں منوں نے لوچھاتو ان سے کہ دیا کہ شہر سے باہر جانے کا ہماراکوئی ادادہ نہیں سے ۔ میرے ساتھ میری فوج بھی شہریں رہے گی ۔ یہ واقع سمر قند والوں کے لیے بہت تکلیف دہ تھا تا ہم اس وقت فوج بھی شہریں رہے گی ۔ یہ واقع سمر قند والوں کے لیے بہت تکلیف دہ تھا تا ہم اس وقت وہ خاموش ہوکر رہ گئے۔ یہاں تک کہ کئی برس بعد انھیں معلوم ہوا کہ عمر بن عبدالعزین (۱۰۱–۱۹۷۷) اس می خلیف مقرر ہوئے ہیں۔ اور یہ کہ وہ بے عدشتی اور عادل خلیف ہیں۔

اب سمرقندوالوں کو دوبارہ ہمت ہوئی۔ انھوں نے اپنائمائندہ و فد دمشق بھیجا۔ وفد نے حضرت عمر بن عبدالعزیز کی خدمت ہیں حاصر ہوکر شکایت کی کہ قتیبہ بن سلم طے شدہ معاہدہ کے خلاف شہر کے اندر داخل ہوگئے اور وہاں ایسے فوجیوں کو آبا دکر دیا ۔

اس وقت اس وا تعد پر تقریباً سال گزر چکے کتے اور قلیہ بن سلم کابھی انتقال ہو چکا نتقال ہو چکا نتقال ہو چکا نتا ان کی جگہ پر دوسرا شخص سم قند کا حاکم ہتا۔ بظا ہر سے یاسی مفاد کا تقاصا تھا کہ اس دفتر کواب منکو لاجائے ۔ موجودہ زمانہ کے قوم پر ست لیڈر اس وفت ہوتے تو وہ کہتے کہ اگر ہم نے اس بند دفتر کو کھولا تو بھر تمام مفتوحہ ملکوں سے وفود آنا سٹر وع ہوجائیں گے اور ہم کو پہا ہوتے ہوتے مدیبۂ لوط جانا ہوگا۔ مگر حفرت عمر بن عبد العزیز خداسے ڈرینے والے النان کتھے۔ ان کی نظریس مفاد کے مقابلہ بیں اصول کی زیا دہ اہمیت تھی یسے یاسی تقلصنے کے مقابلہ بیں اخلاتی تقت صاف ای اور کی قابل کا ظریف اللہ کا نظریا ۔ قوراً وفدکی درخواست کو قبول کر لیا ۔

حفزت عمربن عبدالعزیز نے خراسان کے گورٹز کولکھاکہ ایک قاصی مقرر کیا جاتے ہو وفد کی ۵۸ شکایت کی جانچ کرے ۔ چنا بخبہ گور نرینے قاصی بھیع بن حاصر کو اس کی تحقین کے بیے مقرد کیا۔ اکفوں نے فراً فرست ہے ۔ اکھوں نے فوراً فرست ہے ۔ اکھوں نے فوراً حکم دیدیاکہ مسلم فوج سنہرکو مکمل طور برخالی کر دے اور شہرسے باہر حلی جائے ۔

اس فیصلہ کے تخت بظاہر مسلمان سم قند کو کھور ہے سے مگر اس قسم کا اخلاقی عسل محص ایک سا دہ عمل شہیں ہوتا۔ وہ اپنے اندر زبر دست طاقت رکھتا ہے ۔ مسلمانوں نے اس بات کا مظاہرہ کیا کہ وہ اس قدر پابٹ بروگ ہیں کہ محض ایک اصول کی خاطر وہ سات سال پرانادفتر کھول سکتے ہیں اور صرف ایک اخلاقی تقلصنے کے سخت فتح کے باوجود واپس جانے کے بے تیار ہیں۔ سمرقند کے لوگوں نے جب اس کو دیکھا توان کے دل بھیل گیے ۔ انھوں نے سوچا کہ اس سے زیادہ لائق اور الفاف پند لوگ کہاں ملیں گے ۔ چنا نچہ انھوں نے اعلان کر دیا کہ آپ لوگ شہر سے باہر نہ جائیں بلکہ یہیں قیام کریں ۔ آپ کا قیام میم کو خوشی سے ساتھ منظور ہے ۔ (فتوح الب لدان للبلا ذری)

حصزت عمر بن عبدالعزیز کا فیصله بظام ملک کو کھور ہاسھا۔ مگر اخلاقی طاقت نے ملک کو دوبارہ زیادہ قوت کے ساتھ آپ کی طرف لوٹا دیا۔

# يك طرفيه اخلاق

اخلاق میں بلاشہ فتح کی طاقت ہے۔ گرفتح کی طاقت صرف اُس اخسلان میں ہے جو کی۔ طرفہ ہو۔ یعنی دوسرے آدمی نے آپ کے ساتھ برائ کی ہو بھر بھی آپ اس کے ساتھ بھلائی کریں ۔ آپ بھلائی کریں ۔ آپ بھلائی کریں ۔ آپ بھلائی کرین کے میاسے بھوں اس کے باوجو د آپ ایسے فریق کے ساتھ بھلائی کابرتاؤ کریں ۔ دوطرفہ اخلاق میں معاملہ برابر ہوجا تا ہے اس لیے اس میں غلبہ کی شان بیدا نہیں ہوتا اس لیے اس کے مقابلے میں آدمی دینے کے لیے مجبور ہوجا تا ہے۔ اس کے مقابلے میں آدمی دینے کے لیے مجبور ہوجا تا ہے۔

جب بھی آپ یک طرفہ طور پر بہتر سلوک کرنے کی پوزلیشن میں ہوں توسم جو لیجئے کہ آپ تلوار اور بہت دوق سے بغیر جنگ جیننے کی پوزلیشن میں ہیں ۔ آپ خون کا ایک قطرہ بہائے بغیر فریق ٹانی برغالب آسکتے ہیں ۔ اِس دہنیا میں اس سے بڑا نا دان کو کی شخص نہیں جو یک طرفہ مو

# حن سلوک کامو قع پائے اور بھر بھی اسے استعمال کیے بغیر ضائع کر دے ۔

اخلاقی فتح میں ایک خاص صفت ہے ہوکسی دوسری فتح میں موجو دہنیں۔ فتح کی دوسری قتم موں میں فتح اس قیمت برحاصل ہوئی ہے کہ ایک مئلہ ختم ہوکر دوسرا مسئلہ پیدا ہوجا تاہے۔ مثلاً جنگ کے ذریعہ فتح میں طرفین کی بربادی ، فاتح میں بے جانخراور مفتوح میں بے جانفرت ۔ وغیرہ ۔ مگرا فلاقی فتح مسئلہ کو مکمل طور برحل کر دیتی ہے ، بغیر اس کے کہ اسس نے کوئی نیا مسئلہ بیدا کیا ہو۔

اظلاق ایک ایس طاقت ہے جو دشمن کواندر سے زیرکر دیتی ہے ۔ جو دشمن کوھیق دوسی میں تبدیل کر دیتی ہے ۔ وہ سرکشوں کی سرکتی کوختم کرنی ہے اورخون بہائے بغیر فلعہ کے درواز سے کھول دیتی ہے ۔ ا خلاقی تدبیر میں آدمی بظام ردیتا ہے گروہ اس کو دوبارہ زیادہ بڑے ہیں نہ بر ماصل کرلیتا ہے ۔ ا خلاقی فلاقت حریف کو اس طرح مغلوب کرتی ہے کہ وہ اس سے یہ حوصلہ جھین ہے کہ وہ غالب کے خلاف این تخریبی سرگرمیاں جاری رکھے ۔

د بلی یکم اکتوبر ۱۹۸۵

# الخساد

قرآن اور حدیث میں اتحا د پر بہت زیادہ زور دیاگیا ہے۔ شخصی اعتبار سے ایک آدمی کے بیے سب سے اہم چیز ایمان ہے۔ اور اختاعی اعتبار سے اہل ایمان کے مجموعہ کے بیے سب سے اہم چیز انحاد ۔ ایمان کے بغیر اختاع کی سے اہم چیز انحاد ۔ ایمان کے بغیر اختاع کی کوئی قیمت سہیں ۔ اسی طرح اتحاد کے بغیر اختاع کی کوئی قیمت سہیں ۔ اسی طرح اتحاد کے بغیر اختاع کی کوئی قیمت سہیں ۔ قرآن میں ارسٹ دہوا ہے :

واعتصموا بحبل الله عليه منبوط بكر الوادر تم سب مل رالله كايرات كو اعتصموا بحب الله عليه منبوط بكر الوادر تفرق نه و - اورالله كاير النمام المكنتم اعداءً فالف بين قدو بكم البخاويريا در كوكم تم آك ك كرا ه ك المحات المعام بنعمته اخوانا وكنتم كناره من قو الله نعمته اخوانا وكنتم المنار فانقذكم بكايا - اسس طرح الله تمهاره يه ابن منها كذالك يبين الله لكم اياته نئائه تم مدايت العكم تهندون (آلمران ۱۰۳) باؤ -

اُس آیت میں اہل ایمان کو اتحاد کی تاکید کی گئے ہے ۔ اتحاد کے بغیر کوئی بڑا کام نہیں کیا جا سکتا۔ اتحاد ہر اسلامی عمل کے بیے لازمی طور پر منروری ہے ۔

اسلام میں اتحاد کی اہمیت اننی زیادہ ہے کہ نہ صرف عام اجتماعی معاملات میں اتحاد برزور دیا گیا ہے کہ اس برزور دیا گیا ہے کہ اس کور براداکریں ۔ کوسب مسلمان مل کر اجتماعی طور براداکریں ۔

نماز ابین حقیقت کے اعتبار سے ایک انفرادی فعل ہے ۔ ننماز کامطلب یہ ہے کہ ایک الا ننحض النّرے آگے جبک جائے۔ ایک شخص اللّرکو یا دکرنے والابن حب لئے۔ مگراس قسم سے انفرادی اور روحانی عمل سے سیے میم دیا گیا ہے کہ اسس کو اجتماعی طور بر ایک امام کی قیادت بیں اداکیا حب ہے۔

زکواۃ بھی اپنی حفیقت کے احتبارے ایک انفرادی فعل ہے۔ ایک شخص اپنی کمائی کو باک کرنے کے بیے اپنی کمس بی کا ایک حصہ خدا کی راہ میں نکالتا ہے۔ اس کا نام زکواۃ ہے۔ گرز کواۃ کے بیے یہ حکم ہے کہ ہرآدمی الگ الگ ابنی ذکواۃ نہ خرچ کرے۔ سب کی ذکواۃ ایک مرکزی بیت المال میں جمع ہو آوکا و ہاں سے اسس کو اجتماعی طور پر خرچ کسی اجائے۔

اسی طرح روزه ایک خالص انظرادی اور روحانی نوعیت کاعل ہے۔ گرایسا نہیں ہواکہ ہرایک سے یہ کہہ دیا حب کے کتم اپنے طور پرسال ہیں ہر دن سے روزے رکھ لیا کرو۔ بلکہ اس کے لیے سال کا ایک خاص مہینہ مقرر ہوا۔ اور تمام لوگوں کو حکم دیا گب کہ اسی خاص مہینہ ہیں ایک سابق روزہ رکھیں اور ایک سابھ افطار کرس۔

جے خدا کی بیکار پر ایک بندہ کاخدا کی طرف دوڑ پڑناہے۔ اس اعتبارسے جے بھی ایک انفرادی عبا دت ہو ایک انفرادی عبا دت کو اسے بیانے پر اختاعی سنایا گیا کہ حکم ہوا کہ ساری دنیا کے مسلمان ایک وقت بیں مقامات جے پرجمع ہوکرا کی سائھ جے کے مراسم ادا کریں۔ جے بین اجتماعیت کا پہلو ہے مدیمنایا ں ہے۔ برٹا نبیکا بیں اس کا اعتراف ان الفاظیں کیا گیا ہے:

About 2,000,000 persons perform the Hajj each year, and the rite serves as a unifying force in Islam by bringing followers of diverse background together in religous celebration (Vol. IV, p.844).

تقریبً دوملین آدمی مرسال حج کرتے ہیں۔ اور بیعبا دت مختلف ملکوں کے مسلمانوں کو ایک مذہبی تقریب میں اکھٹا کرکے اسلام میں انتحادی طاقت کا کام کرتی ہے۔ اختلاف کا انز دین پر

امام بخاری نے حضرت عبا دہ بن صامت کی ایک روایت نقل کی ہے کہ رسول الٹرصلی الشرعلی الشرعلی الشرعلی الشرعلی الشرع نکلے کہ ہم کو شب قدر کی خبر دیں ۔ بھرمسلما نوں ہیں سے دو آ دمی حفظ اکر سے گئے نورسول الشرصلی الشر علیہ فلم نے فرمایا کہ میں نکلا بخفا کہ تم کو شب فدر کی خبر دیدوں نو فلاں اور فلاں حجاکم براسے بیس اسس کا علم الطالياكي (قال نعرج رسول الله صلى الله عليه وسدّم ليخبرنا ببيلة القدر فتلاحى رجلان من المسلمين فقال : خرجت كلخبركم بليلة العتدر فتلاحى فلان وفلان فرفعت ، تفيرابن كثير. جلاتان ، صفر ٢٩٢)

اس حدیث کونقل کرنے کے بعد مفسر ابن کیٹر لکھنے ہیں: باہمی جھگڑا فائدہ سے محروم کردنیا ہے اور نفع بخش علم جا تاریخا ہے جیباکہ دوسری حدیث ہیں ہے کہ بندہ گناہ کے باعث رزق سے محروم کردیا جا تاہے (ان المحماراة تقطع الفائدة والعدم النافع کما جاء فی المحدیث ان العبد لیبحریم الوزق بالذنب یصیب ک

حقیقت یہ ہے کہ اتحاد کا بہت گہرا تعلق دوسرے اسلامی اعمال اور عبادات سے ہے۔
مثال کے طور پرمسجد میں اگرا مامت اور تولیت کا جبگڑا جیٹر جائے تو مسجد کے اندر عبا وت اور ضدا کی مثال کے طور پرمسجد میں اگرا مامت اور تولیت کا جبگڑا جیٹر جائے تو مسجد ہیں دوجماعت طرف رجوع کی فضاختم ہو حب ئے گ ۔ حتیٰ کہ بہ توبت بھی آسکتی ہے کہ ایک مسجد ہیں بند ہوجائے۔ دبین مدرسہ میں اگر ذمہ داروں کے در مسبان برائی ہوجائے تو مدرسہ میں نعلیم کا ماحول باتی نہیں رہے گا۔ گروہ بندی اورسیاست بازی میں ساری طاقبیں صرف ہونے لگیں گی۔

مسلم ملکوں کے درمب ان اگر لڑائی جھڑ جائے نواس کابراہ راست انڑ جج کی عبا دت پر پڑے گا۔ کننے حاجی حجاز کے سفرسے روک دیئے جائیں گے ۔جولوگ جائیں گے ان کی اننی تلاننی ہوگی اور ان کے ساتھ اننی سختی کی جائے گی کہ وہ جج کے بیے جانے سے گھرانے لگیں ۔ اببی فصن بنے گی کہ سکون کے ساتھ جے کے تمام مراسم اداکرنا مشکل ہو جائے گا۔

مسلم ممالک اگر بہم انتلاف کرکے الگ الگ دھڑوں بیں تقیم ہوجا بیں تو دنی بھرکے مسلمان کھی اسی کے سابخہ تعقیم ہوجا بیں گے۔ کچھ لوگ ایک مسلم ملک کے سابخہ والبتہ ہوجا کیں گے اور کچھ اسی کے سابخہ اور کھر سرایک دوسرے خلاف محافہ آرائی نظروع کر دے گا۔ ایک طرف کے افراد دوسری طرف کے افراد کے لوگ ایک طرف کے لوگ دوسری طرف کے لوگ ایک طرف کے لوگ دوسری طرف کے لوگ دوسری طرف کے لوگ ایک طرف کے لوگ دوسری طرف کے لوگوں کو مرفتم کا نقصان بہنچا نا اپنے بیے جائز کر لیں گے۔ پوری امت میں دین ماحول ختم ہوکر اکھیڑ بچھاڑکا ماحول بیدا ہوجا نے گا۔ لوگوں کو مسلمان بنا سے کے بجائے ماحول ختم ہوکر اکھیڑ بچھاڑکا ماحول بیدا ہوجا نے گا۔ لوگوں کو مسلمان بنا سے کے بجائے

# لوگوں کو کا فربن نے کاعمل شروع ہوجائے گا۔ ہوا اکھڑجا

قرآن میں آپس کے اختلات کا ایک نقصان یہ بنایا گیا ہے کہ اس کے بعد دوسری اقوام کی نظرمیں تمہارا ورزن گھٹ جائے گا۔ دوسسری قو میں تمہارے اوپر جری ہو جائیں گی۔ قرآن کے الفاظ یہ ہیں ؛

واطبیعوالیته وریسوله و کلانت انهوا اوراطاعت کروالٹری اوراس کے رسول کی۔
فتفشلوا و تن هب ریجکم واصبول اور آپس ہیں جبگران کرو - ورن تمہارے اندر
ان الله مسع الصاب دین کمزوری آجائے گی اور تمہاری ہوا اکھ طبائے گی اور تمہاری و الوں کے ساتھ ہے۔

اور صبر کرو بے شک الٹر صبر کرت والوں کے ساتھ ہے۔

تقریبًا اسی صنون کی آیت سورة آل عمران (۱۵۲) میں آئی ہے جہاں عزوہ آصد کے واقعہ برتبھرہ کرتے ہوئے فرمایا گیا ہے : حتی اذا فشلت موقت ان عتم فی الاحسر و عصیت من بعد ما اداکھ ما تحبون و ریہاں تک کہ جب تم کمزور برگے و اور تم نے حکم میں اختلاف کے اور تا فرمانی کی جب کہ اسٹرنے تم کو وہ جیز دکھا دی می جس کو تم چاہتے ہے ،

بن اع یا تنازع کے لفظی معنیٰ وہی ہیں جس کو انگریزی ہیں Controversy کہتے ہیں۔
یعنی باھے مجھ کونا کسی معاملہ ہیں اختلاف بر پاکرنا کوئی بات کہی جائے اور اسس ہیں ایک شخص ایک پہلونکال کر کوپراور رائے دے اور دوسے راشخص دوسرا بہلونکال کر دوسری رائے دے اور دوسے راشخص دوسرا بہلونکال کر دوسری رائے دے قواسی کونٹ ازع کہتے ہیں۔

بہی صورت عزوہ اُحد بیں بیبن آئی تھی۔ رسول الشرصلے الشرعلیہ ولم نے بچاس نیراندازوں کا ایک دستہ اُحد بیہا طرکے ایک درّہ بر بعظا دیا تاکہ دشمن پشت کی طرف سے حملہ نہ کر سے ایک درّہ بر بعظا دیا تاکہ دشمن پشت کی طرف سے حملہ نہ کر سے ایک درتہ بر بعظا دیا تاکہ دشمن پشت کی طرف سے حملہ نہ کو اسس دستہ کا امیر مقرر کیا اور فر مایا کہ جنگ بیں ہم کو فتح ہویا شکست کسی حال میں تیم بہاں سے نہ ہٹنا ۔ ہر حال میں بیبی شنا کم رمنا ۔ بعد کو جب مسلما نوں کو فتح ہوئے کہ لوگوں نے کہا کہ اب یہاں دہنے کی صرفورت منہیں ہے۔ کچھ لوگوں نے کہا کہ اب یہاں دہنے کی صرفورت منہیں ہے۔ کچھ لوگوں نے اصرار کیا کہ ہم کو بہیں جمے رمنا جا ہے ۔ یہ اختلاف دائے است بڑھا کہ دس آدمی کو سے امرار کیا کہ ہم کو بہیں جمے رمنا جا ہے۔ یہ اختلاف دائے است بڑھا کہ دس آدمی کو سے اور کیا کہ ہم کو بہیں جمے دمنا جا ہے۔ یہ اختلاف دائے است بڑھا کہ دس آدمی کو سے اور کیا کہ ہم کو بہیں جمے دمنا جا ہے۔

چور کر بقیہ لوگ و باں سے جلے گیاوراس کے بعد دشمن نے اسی در ہے عقی حملہ کرے فتح کوشکست بیں

اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اختلات کیا جیزے اور وہ کیسے پیدا ہوتا ہے ۔ اختلات اس طرح بیدا ہوتا ہے کہ مرکزی قیا دت کی طرف سے جو بات کہی جائے اس میں ہر آد می نئے نئے بہلولکال كرالگرائے دینے لگے اور اپنی رائے براس مدتک اصرار كرے كه وہ اسس سے مٹنے كے بيے نيار نہ ہو۔اس قسم کا اختلاف بدترین گمراہی ہے۔اجماعی معاملات میں ہر آ دمی کو انلہار رائے کاحق ہے۔ مگرا بنی رائے پر اصرار کرنے کا حق کسی کو نہیں۔ آ دمی کو رائے دینے کے ساتھ اس کے بیے بھی تبار رسنا چاہیے کہ وہ اسس پرکسی حال میں اصرار منہیں کرسے گا۔ حقیقت یہ ہے کہ رائے کی قربانی ہی کی بنیاد ہر اتحاد قائم ہوتا ہے۔جن ہوگوں کے اندر اپنی رائے کی قربانی دینے کا حوصلہ نہ ہو ان کے درمیان كبي حقيقي اتحاد وجودين نهي آسكتا- اور أكر وجودين آجائية نوقائم نهيس ره سكتا -

آدمی کو اپنی منفز درائے پر چلنے کا اختیار صرف ان امور میں ہے جن کا تعلق سرا سراسس كى اينى ذات سے ہو۔ دوسروں سے اس كاكونى براہ راست يا بالواسط نعلق نہو - اس كے علاوہ جوجاعتی امور ہیں ان میں افرا دکے لیے لازم ہے کہ وہ مرکزی فیب دت کے حکم کی بابندی کریں باپنے ذمنی ارتعاس کے تحت اجماعی امور میں نئے نئے شوشے نکا ننا سراسر نا جائزہے ۔

اختلات کالازمی نتیجه کمزوری اور کم ہمتی ہے ۔ ایک لاکھ آ دمیوں کی ایک جماعت اگر متحد ہوتواس کا ہرآدمی اینے کو ایک لاکھ کے برابر محسوس کرتا ہے۔ اس سے اسس کے اندر وصلہ بیدا ہوتاہے ۔ اس سے برعکس اگر اس سے افرا داختلاف کرے الگ الگ ہوجائیں قوہرآدمی بس ایک آدی ہوکررہ جاتاہے ۔ ایسے گروہ کے افراد مایوسی کا شکار ہوکر توصلہ کھو دیتے ہیں ۔ وہ نازک موا قع برا قدام کی جراً ت نہیں کرسکتے۔

ایک لاکھ آ دمیوں کے اندراگرا تا دہوتوان کے دشمن ان کو " ایک لاکھ "کے گروہ کی نظرسے دیکھتے ہیں ۔ ان سے دلوں بیں ایسے گروہ کی دھاک بیھی رہتی ہے ۔ وہ ان سے خلاف کسی کارروائی کی ہمت منہں کرتے ۔ اس کے برعکس جب گروہ کے افراد افتلاف کرکے ایک دوسرے سے الگ ہوجا بین توان کے دشمن ان برحری ہوجاتے ہیں۔ دشمنوں *کی نظرسے*ان کی ہیبت اکٹر جاتی ہے۔

#### اخت لاف كاسب

احادیث سے نابت ہوتا ہے کہ رسول الٹر صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے بعد مسلمانوں کو سبب سے زیادہ حصن نظرہ سے قرابیا تھا وہ آبس کا اختلاف تھا۔ یہ ندلیٹ آج مسلمانوں کے بارہ میں پوری طرح می خطرہ سے قرابیا تھا وہ آبس کا اختلاف آج کی دنیا کی واحد قوم ہیں جو سب سے زیادہ مرح میں بوسب سے زیادہ آبس میں بوشنے ہیں۔ جن کے درمیان سب سے زیادہ باہمی حجائے ابریار متاہے۔

مسلمانوں کے درمیان اس کمزوری کی ایک خاص نفسیاتی وجہ ہے ، اور وہ ہے حجوظا حساسس برتری مسلمان اسپنے مخصوص عقائد کی وجہ سے ہمینئہ اس وقت حجوثے احساس برنری بیں مبتلا ہوجاتے ہیں جب کہ خدا کا خوف ان کے دلوں سے نسکل گیا ہو۔

مسلمان کا عقیدہ ایک طرف بہ ہوتا ہے کہ حق صرف وہ ہے جواس کے پاس ہے۔ دوسری طرف اس کا عقیدہ اس کو بیجی باتا ہے کہ خدا ہی طاقت ورہ، باتی سب لوگ عاجر: ہیں۔اس طرح مسلمان بیک وقت دواحیا سات کے درمیان ہوتا ہے۔ بندوں کی نسبت سے سب سے ہتر ہونے کا احساس ، اورخدا کی نسبت سے سب سے کم نز ہونے کا احساس وہ صرف بیر سے پاس جن ہے ، میرے سواکس کے پاس جن ہنیں" یہ عقیدہ عین اپن فطرت کے مطابق آدمی کے اندرا پن برنزی کا احال میں راز تا ہے۔ دوسری طرف یہ احساس کہ خدا ہی، سرج سے زکا مالک ہے، میرے پاس اپنی کوئی چیز بید اکرتا ہے۔ دوسری طرف یہ احساس کہ خدا ہی، سرج سے زکا مالک ہے، میرے پاس اپنی کوئی چیز نہیں " یہ احساس اس کے اندر عجز کا جذب ا بھارتا ہے۔ اس طرح یہ دوسراا حساس پہلے احساس کومتواذ ن کرتا رہتا ہے۔ اپنی کو خیرامت سمجھ ہوئے بھی آدمی دوسروں کے درمیان اس طرح رہتا ہے گو یا اس کوئی حیثیت نہیں۔

گردب سلانوں کے اندربگا ڈربیداہ وتا ہے توان کے اندرسے جو چیزیکل جاتی ہے وہ ہی خداکا در سے دو چیزیکل جاتی ہے وہ ہی خداکا در ہے۔ اب سلان بے جان عفیدہ کے طور پر خداکو مانتے ہیں۔ خداکی عظمت اور کبریائی کے اصاس سے ان کا دل خالی ہو جیا ہوتا ہے۔ یہی وہ خاص نفیبات ہے جوان کے درمیان آبس کی لڑائی کو جنم دیتی ہے، جوان کے اندر عدد ان کا مزاج بیب داکرتی ہے۔

سندرکا بانی اگر الر جائے نو و ہاں صرف کک بانی رہے گا۔ اسی طرح دو میں حق پر مہوں ، کے احساس سے جب موب بین عاجز ہوں ، کا احساس شکل جائے نواس کے بعد آ دی کے اندر جو چیز بانی رہے گی وہ صرف اپنی برنزی کا جذبہ ہے۔ اور برنزی کا جذبہ عجزے خالی ہونے کے بعد ظلم ورف اد کے سوا کوئی اور چیز آ دمی کے اندر پر بیانہ بیس کرنا۔

# اتحا د کے بیے صبر کی اہمیت

اختلات سے بینا اور اتحادیر قائم رمنا کیسے ممکن ہوتا ہے ، اسس کاراز آیت میں صبر بتایا گیاہے۔ صبرتقریبًا وہی جیزے جس کوموجودہ زمانے بیں ڈسپان کہا جاتا ہے۔ ڈسپان سے مرادیے \_\_\_نظم، سلف كمنطول، حقائق كى رعايت كرنا، البين كوقا يومين ركه كرعمل كرنا -

یہی صبرے ۔ صبر دراصل منظم عمل کا دور را نام ہے ۔ جب آ دمی کایہ حال ہوجائے کہ وہ محض اینے ذاتی جذبے سے بھڑک مذاتھ بلکہ خارجی بہلووں کو پوری طرح ملحوظ رکھ کراپنے عمل کا نقشهٔ بنائے تو اسی کوصبر کہتے ہیں۔ بہ صبراتحا دے میے لازمی شرط ہے۔ جہاں صبر ہو وہاں لازگ اتحاديمي موگا اورجب الصبريذ مو و مال يفتين طور بيراتحا دسمي يا يا منهن جاسكتا -

#### اسخيا د اور دعو ت

رسول الترصل الترمليه والمهان ايك بارابين اصماب كوجع كيا - آب ف ان كو الماراك وه آب کے بیغام توحید کولے کر اکٹیں اور اسس کوتمام لوگوں تک بہنجا دیں ۔ اس سلط بیں روایت میں حسب ذيل الفاظ آئے ہن ؛

ان الله بعثنى رجمة للناس كافنة فادواحني وكانتخت لفواكما اختلف روفى دواية) فقال المهاجرون بيا ابدًا فمترفا وابعثنا -

الترنے مجھ کوتمام انسابؤں کے بیے رحمت بناکر بھیجاہے توتم میری طرف سے بوگوں کو دعوت الحواريون على عيسى بن مسريم بيخاؤ اورايسس اخلاف لكروص طرح واين نے عیسیٰ بن مریم سے اختلاف کیا۔ مہا جرین نے جواب رسول الله وانا كانختلف عليك في شيق وياكه الدالليك رسول، يم آب سي كبي كسي معاملين اختلاف نہیں کریں گئے۔ لین پہم کو کم دیجئے اور ہم کو سیسجے ۔

اسس روایت سےمعلوم ہوتا ہے کہ دعوت وتبلیغ کا کام کرنے سے بھی اتحا د لازمی طور پرصروری ہے۔ دعوت حن کاکام ایک بہت بڑا کام ہے اسس کومو تزطور پر انجام دیسے کے لیے مشتر کہ جدّ وجہد بے مد ضروری ہے ایک دوسرے کے تعاون اور اتحادی سے بیکام انخبام یاسکتاہے۔

عارآ دمی کہیں تبلیغ سے بیے نکلیں اور راستریں وہ آپس میں اختلا ف کریس تو دوسے روں تک بہو پنے کی نوبت ہی نہیں آئے گی۔ وہ آبس ہی بیں را بھراکر الگ ہوجائیں گے۔ کوئی دعونی مهم شروع کی جلئے جس میں بہت سے لوگ کام کرنے والے ہوں - اب اگروہ ایک دوسرے سے اختلاف کرنے لگیں توادارہ کا کام معطل ہوجبائے گااور ساری لمانت آبس کے سائل نمٹانے برحر ف ہونے کگے گی۔ تبلیغ و دعوت کے کام کے بیے ایک ا دارہ قائم کسیا جائے ۔مختلف مقامات پر اسس کی بہت سی شاغیں ہوں ۔ اب اگر ہرسٹ اخ کے ذمہ دارے ذہن میں آزا دی کا خیال آجائے ،ہرشاخ مركزے الگ ہونے كى بات سوچے لكے تو سارى لما تت اندرونى مسائل كو نمط نے ميں صرف ہونے لگے گی اور باھے۔ تبلیغ کرنے کا کام دھرارہ جائے گا۔

تبليغي عمل لازمى طور براتحا دجا متاہے -جہاں افرادے درمیان اختلافات بیدا ہوجائیں وبالموتر تبليغي كام نهيس كسي جاسكا ـ

#### تقوی سے انخسا د

اختلاف کی سب سے بڑی وجہ انانیت ہے ۔جولوگ الٹرسے ڈرینے والے ہوں ان کے درمیان کھی اخت لات اس بڑی مرتک نہیں بہونخ سکتا جو قوموں کو هسلاک کرنے والا ہو۔ حقیقت بیہ ہے کہ تقوی اختلات کا قاتل ہے۔جہاں تقویٰ ہوگا وہاں اختلا ن مہیں ہوگا اورجہاں اخت لا من ہوگا و ہاں تقویٰ نہیں ہوگا ۔

ایک بار مجھے ایک اختاع بیں شرکت کا اتفاق ہوا ۔ پر علمار اسلام کا اجتماع تنفا۔ اور اس ہیں ملی اداروں کے مسائل پر گفتگوم ورسی تھی۔ ہرآدمی ایک انگ خیال ہے کر اٹھتا اور اس پرانفاظ کا دریا بہانا شروع کردیتا ۔ جتنے مقررین تھے اتنی ہی رائیں تقیں ۔ ہرآدمی کو اپنی رائے پر اتنا شدید اصرار تھے کہ وہ کسی طرح اینی رائے جیوڑنے پر تیار نہ تھا۔

میں خاموش بمیلها ہوا توگوں کی بانیں سن رہا تھا۔میرے دل پر ایک عنم کی کیفیت جھیائی ہوئی تھی۔ کچرلوگوں نے اصرار کیا کہ آپ بھی بولیے ۔ میں کھڑا ہوا تو ہیں نے کہاکہ میں زیر بحسنہ مسائل پر کوئی برا و راست کلام نہیں کروں گا۔ بلکہ ایک اصولی بات کہوں گا۔ اور وہ یہ ہے کہ ہماری ملت کا اصل مسلداسس وفت یہ ہے کہ ہم نے تقوی کو کھو دیاہے۔ ساری قوم بے خوتی کی نفسیات میں مبتلا ہوگئی ہے۔ اس کے مختلف نتائج میں سے ایک وہ ہے جس کامنظر میساں دکھائی دے رہا ہے۔

بجریں نے کہاکہ اگر ہمارے دل اللہ کے ڈرسے کا نینے والے ہوں تورایوں کی کتر ت اور بحتوں

کاطوفان اپنے آپضتم ہوجائے گا۔ کیوں کہ یہ ایک حقیقت ہے کہ ۔۔۔ تندت خوف رایو سکے تعدد کو ختم کردستاہے ۔

ایک مثال بیجے کچھ لوگ بیٹھے ہوئے ہیں۔ اننے میں انہیں سانپ کی شکل کی ایک چیز نظراً تی ہے۔اگروہ بالکل بے حرکت ہوا در بنطب اھراس سے کوئی خطرہ محسوس منہ موتا ہو تواس کو دیکھ کرلوگ طرح طرح کی طبع آزمانی کریں گے ۔ کوئی شخص کے گاکہ یہ ایک مرا ہوا سانپ ہے ،کوئی مارکر اس کو پہاں ڈال گیاہے۔ دورسراآدمی کے گاکہ منہیں یہ پلاسٹک کابنا ہواسانے ہے۔ اور اسس کے بعدوہ بلاسٹک صنعت کے بارے میں اپنی معلومات بھیرنا شروع کرے گا۔ کوئی اور شخص بولے گاکہ نہیں یہ ایک اسٹف کیا ہوا سانپ ہے بعن اصل سانپ کی کھال میں بھیس وعیرہ بھر دیا گیا ہے۔

ببطرح طرح کی دائیں اس وقت ہوں گی جب کہ سانپ بالکل بے حس وحرکت بڑا ہوا ہو۔ لیکن اگر صورت حال اس کے برعکس ہو بینی وہ سانپ اپناخوفناک بھین نکال کرکھڑا ہوجائے تو اس وقت اچاتک رایوں کی کرت رایوں کی وحدت میں تنب ریل ہوجائے گی ۔ سب لوگ بیک زبان کہدا کھیں سے کہ سانی، سان ۔ اسی حقیقت کو ہیں نے ان تفظوں میں کہا ہے کہ ۔۔۔ تندت خوف رایوں کے نغد دکو ختم کردتیاہے۔

مديث بي ارت دبوله كه ؛ وإسى الحكمة مخافة الله (التركاور وانان كاسرام) یہ ایک حقیقت ہے کہ انسان کے لیے سب سے زیادہ طافتور نفسیات نوٹ کی نفسیات ہوتی ہے ۔ انسان کی اصلاح جتنی زیا دہ خوف کے ذریعہ ہوتی ہے کسی اور جیز کے ذریعہ نہیں ہوتی ۔ بھیریہ خوف جسب خدا وند ذو الجلال کا خوف ہوتو اسس کی تا نیربے بناہ حد تک زیادہ بڑھ حاتی ہے ۔

ہر آ دمی کے اندر پیدائشی طور برایک انا ہے۔ ہر آ دمی اپنی بڑائی چاہتا ہے۔ ہرآ دمی چاہتا ہے کہ اس کی بات دوسسروں کی بات سے اوپررہے ۔ انسان کی یہی نفسیات ہر قسم کے اختلاف کا اصل سبب ہے۔ جہاں ہرآدمی بڑا بننا جا ہتا ہو وہاں جننے آدمی ہوں گے اتنی ہی رائیں ہوں گے - ایسی حالت میں لوگوں کے درمیان انتے داور اتفاق کیوں کر سیدا ہوسکتا ہے ۔

اگرالتربرآدمی کا ایمان اتناگرا بوکه وه تقوی بن جائے - بینی التربرایمان آدمی کوالترسے جرے والا بنا دے تو اببی عالت میں متدر نی طور پر ابسا ہوگاکہ آدمی کی اتا اس سے جین جائے گی۔ اس ۱۹۹

ے اندرگھنڈے بجائے تواضع کی نفسیات پیدا ہوجائے گی۔ وہ دوسروں کے احتساب سے زیا دہ خود اپنا اعتساب كرنے لگے گا۔ وہ اپنے آپ كوخدا كى نسبت سے ديكھے گاجس كانيتچہ يہ ہوگاكہ أسس كواپنا دو دہمشہ جھوٹا نظرائے گا۔ کیوں کہ خداکی نسبت سے کوئی بھی انسان بڑا نہیں۔خدا کی نسبت سے سارے انسان حھوٹے ہیں ۔

سچامومن اسی قسم کے اصابات میں جیاہے اور انہیں احساسات کے نقد انجام کا نام اتحا دہے۔ قرآن وحدیث بین بار باربتا یا گیا ہے کہ اگر تم الترسے ڈروے توالتر تمہاری مدد کرے کا وہ تمہارے سب کام بنا دے گا اس کامطلب ایک اعتبارے پہنے کہ اگرتم النسے ڈروگے تو تمہارے اندر وہ خصوصیات پیلیوں گی جو د نباکی زندگی میں آدمی کوطاقت ورسناتی ہیں ۔ اس سے تمہارے اندروہ کردار ابھرے گاہودنیامی مصنبوط زندگی نعیرے لیے صروری ہے۔ اس سے تمہاری قوم وہ قوم بن جائے گیب سے لوگ ہیبت زدہ ہوں اور حس کے حسف لاف اقدام کی جرأت مذکر سکیں -

اسلامی تاریخ میں مسلمانوں کو چوغیر معمولی فتو حات حاصل ہو تی ہیں ان میں سے ایک نمایاں فتح وہ ہے جوصلاح الدین ایوبی ( ۱۱۹۳ -۱۱۳۸) کے زمانہ میں حاصل ہوئی۔ اسس زملنے میں سارا پورپ فلسطین کومسلما یوں سے واپس لیسنے پر آبادہ ہوگیا اور عملاً ہے لیا ۔ صلاح الدین وہ شخص ہے جسے پروشلم پرمیمی پورپ سے ۸۸ سالہ فیصنہ کوختم کیا اورمیمی اقوام کوشکست دے کر۱۱۸۷ع يس اس كو دوباره ملم سلطنت بيس شامل كيا - صلاح الدين كي اسس كاميا بي كاراز انحاد اسا -انسائیکلویٹیا برٹانیکا (۱۹۸۸) کامقالہ نگار مکھتاہے:

Saladin succeeded in turning the military balance of power in his favour — more by uniting and disciplining a great number of unruly forces than by employing new or improved military techniques (16/177).

صلاح الدین فوحی طاقت کے تواز ف کو اپنے موافق سنانے میں کامیاب ہوگیے ۔ پیکامیا بی ان کو زیادہ تر منتشر قولوں کو جوڑنے ادر منظم کرنے ہوئی نذکہ نئی یا ترقی یا فنت، فوجی تدہروں کواختیار کرنے سے ہے۔ تاریخ کاسبق ہے اور تاریخ سے بڑی کون سی چیز ہے جو اسس معاملہ ہیں آدمی کو سبق دے۔

# حصب دوم

اتحادایک اجماعی واقعہ ہے جو انفرادی قربانی کی زمین پرست ائم ہوتا ہے ۔ جس گروہ کے افراد ابینے آپ کو ہیجھے کرنے پر راصنی کرلیں وہی گروہ اس دنیا میں وہ گردہ بنتا ہے جو متحدہ طاقت سے آگے بڑھ سکے ۔ جماعت کا آگے بڑھ منا افراد کے ہیچھے ہٹنے کی قیمت ہے ۔ ذاتی شکایتوں کو پی جانا سرکتنی کا موقع ہوتے ہوئے تواضع اختیار کرنا ، جزئی اختلاف کو کلی اختلاف نہ بب نا ، قومی تقلصف کو انفرادی تقلصف کے اوپر رکھنا ، اجماعی مفاد کی خاطر ذاتی رائے کو دفن کر دینا یہی وہ خصوصیا ت ہیں جو کسی گروہ میں اتحاد بیب راکرتی ہیں ۔

# ذاتی شکایت سے ادیرا کھ جانا

حصزت خالد بن ولیداسلامی تاریخ کے بہت بڑے سببسالار گرزے ہیں۔ ابت ان کر زان کی اسلامی فتوحات میں ان کا بہت بڑا حصہ ہے۔ حصرت عمر فاروق بعض اغتبار سے ان سے مطمئن رہے ہے۔ جنا پخ جب وہ خلیفہ ہوئے تو انہوں نے حضرت خالد کو سرداری کے معتبام سے معزول کر دیا اور ان کو حصرت الوعبیدہ بن انجراح کا مانخت سباہی بنا دیا۔

اسس وقت حصزت خالد بن ولید ابران میں تھے اور فقوحات بر فقوحات کیے چلے جارہے سے محصرت عمر فاروق کا یہ حکم عین امہیں فقوحات کے زمانہ میں بہونچا جب کہ حصرت خالد نے ایک ہمیرو کا درجہ حاصل کرلیا تھا۔ عام رواج کے مطابق اس واقعہ کے بعد فوجی بغاوت ہوجانی چاہیے تھی۔ گر حصرت فالد نے کسی قسم کی کوئی بجوابی کارروائی نہ کی۔ انہوں نے نہایت برسکون طور بر سرداری کا عہدہ حصرت نالیا۔

حضرت خالدبن ولید چوں کہ ا بینے کارناموں کی وجہ سے فوج میں بہت زیادہ مقبول سے اسس خبر کے بچیلئے کے بعد فوجیوں میں ناراضگی بیدا ہو گئ ۔ بہت سے فوجی ان کے خیمہ بیں جمع ہوئے اور کہا کہ آب خلبفہ کے حکم کو نہ مائیں ، ہم سب آپ کے ساتھ ہیں ۔ مگر حصرت خالد نے نہا بیت بے نیازی کے ساتھ سب کو والیس لوٹا دیا۔ اس وقت انہوں نے جوجملہ کہا وہ تا ریخ نے ان الفاظ میں محفوظ رکھا ہے :

انی لا اقاتل فی سبیل عمرولکن میں عمرے راست میں ہیں لاتا ، بلکہ میں عمرے اقاتل فی سبیل رب عمر است میں لاتا ہوں ۔ اقاتل فی سبیل رب عمر

حضرت خالد اگرخلیفہ کے اس حکم پر نگرطباتے تو فوراً ایس کی لڑا نی حجرط جاتی اور اسٹلام کی تاریخ جہاں پہنچی تھنی و ہیں ٹرک جاتی ۔ نگر حب حصرت خالد نے اسس حکم کو مان لیا تو انہوں نے اسلامی تاریخ کو آگے بڑھا دیا ۔

اس نازک موقع پر بہ جملہ بلاست بہ ایک عظیم الثان جملہ ہے۔ ایسے موقع پر ایسا جملہ بولن ہمالیہ بہاڑ کو اکھانے سے بھی زیا دہ مشکل کام ہے بگر بہی اتحاد کی اصل قیمت ہے۔ یہ گویاالنان کی طرف سے بیین آسے والی شکایت کو الٹرکے خانہ بیں ڈالناہے۔ ایسا جملہ وہی شخص کہہ سکتا ہے جس نے الٹر کو اتنی بڑی چیز کی حیثیت سے پایا ہو کہ اسس کے بعد ہر دوسری چیز اس کے لیے چیوٹی ہو جب نے دائے ہی چیو وہ ہی ہی قربانی بھی وہی لوگ دے باتے ہی جیو وہ ہی بین جو ابنے بیے اننی بڑی چیز یا چکے ہوں کہ اسس کے بعد ہر چیز ان کو جیو کی معسلوم ہونے گئے۔ ان کی وجیو کی میں جو ابنے لیے اننی بڑی چیز یا چکے ہوں کہ اسس کے بعد ہر چیز ان کو جیو کی معسلوم ہونے گئے۔

صحابہ کرام کا ایمان ان کے لیے یہی جیٹیت رکھتا تھا۔ ان کو ایمیان سب سے بڑی چیز کے طور پر ملا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ وہ بڑے سے بڑے نقصان کو برداشت کرسکتے سے ۔ وہ بڑی سے بڑی تنکایت کو سے بلا دیتے تھے۔ بڑی سے بڑی قربانی بھی انہیں بلکی معلوم ہوتی تھی۔ان کے بڑی تنکایت کو سے بلا دیتے تھے۔ بڑی سے بڑی قربانی بھی انہیں بلکی معلوم ہوتی تھی۔ان کے ایمان نے ہر چیز کو ان کی نظر میں جیوٹا کر رکھا تھا۔ بھر انہیں کسی جیز کے کھونے کا عم ہونا توکیوں ہونا نوکیوں ہونا ۔ صحابہ کرام کا بے مثال اتحاد ان کے ایمان کی نقد قیمت تھی۔ آئندہ بھی اگر کسی گردہ بیں حقیقی اتحاد بیدا ہوگا تو اسی و قت بیدا ہوگا جب کہ اسس کے اندرصحابہ والا ایمان بیدا ہوجائے۔ انتخاد بیدا ہوگا قو اسی و قت بیدا ہوگا جب کہ اسس کے اندرصحابہ والا ایمان بیدا ہوجائے۔

اتحادکتی بڑی طاقت ہے اور اس سے کیا فائدہ ہوتا ہے اس کو سمجھنے کے لیے اسلامی تاریخ کی ایک مثال لیجے۔
حصزت علی حب خلیفہ مقرر ہوئے اس و قت حصزت امیر معاویہ ملک شام کے حاکم سخے۔
بعن غلط فہمیوں کی بنا پر دولوں کے درمسیان شکایات پیدا ہوگئیں۔ یہ نشکا بیتیں بڑھتی رہیں۔
یہاں تک کہ جنگ کی نوبت آگئ ۔مسلمانوں کی جماعت دوبڑے مسلم رہنما کوں کے ساتھ بھے کر

آیس میں ارکے لگی -

یہ وہ وقت مقاجب کر مسلانوں نے رومی (باز نظینی) سلطنت کابرا احصہ فتح کر لیا مقا۔
رومی شہنتاہیت کے مشرقی حصہ کو باز نظینی سلطنت (Byzantine Empire) کہا جاتا تھا۔
باز نظینی سلطنت سس سر عیسوی میں قائم ہوئی۔ اس کا دارالسلطنت قسطنطنیہ (استانبول) مقا۔
بانجویں اور جھیٹی صدی عیسوی میں اسس کو بہت بجیلا و حاصل ہوا۔ ساتویں صدی عیسوی سیس مسلمانوں نے مصروت ام سے لے کرشمالی افریقہ تک اس کا بیشتر حصہ فتح کر والا۔ اس کے بعد باز نظینی سلطنت قسطنطنیہ اور اس کے آخری طور براسس کا میں مصور ہوکر روگئی۔ اسس ساحلی حصہ میں وہ دیر سک باتی رہی یہاں تک کہ ۱۳۵۳ء میں عثمانی ترکوں نے اس کوفتح کرے آخری طور براسس کا خاتمہ کر دیا۔

دوی سلطنت کا وارث قسطنطین جو اسس وقت سمندر کے کنارے قسطنطینہ کے قلعین بوجود مقااس کوجب معلوم ہواکہ مسلمان دوگرو ہوں میں بط کر آپس میں اطرب ہیں اور خلیف وقت رحمزت علی کی تمسام توجہ داخلی محاذ پر لگی ہوئی ہے تو رومی بادت اہ کے اندر نیا حوصلہ پراہوگیا اس نے سوچا کہ یہ بہترین موقع ہے جب کہ وہ اپنی کھوئی ہوئی سلطنت کو دوبارہ ماصل کرسکت ہو اس نے تعطنطنی میں بڑھے پیمسان پر فوجی تنیاری شروع کر دی تاکست مواسطین کے علاقہ پر محملہ کرے ۔

حصزت معاویہ کوکسی طرح بیمعلوم ہوگیا کہ رومی بادشاہ مسلم دنیا برحملہ کرنے کی شیاری کررہاہے۔ انہوں نے معاملہ کی نزاکت کو محسوس کیا اور فورًا ایک خطاتیار کرکے خصوصی قاصیب کے ذریعہ قسطنطنیر دوانہ کیا۔ اسس خط کامصنمون مختصر طور بریہ تھا ؛

اے روی احمق، اگر تو یہ سمجھتاہے کہ ہمارے باہمی اختلاف سے فائدہ اٹھا کر تومسلم دنسیا ہے۔ حملہ کرے تو تھے کو جاننا جا ہیے کہ جب تو ایسا کرے گا نو اسس دقت تیرے مقابلہ کے لیے علی کا جو نشکر آگے بڑھے گا ، معاویہ اس نشکر کا ادبیٰ سیاہی ہوگا ۔"

ینی جب تم مسلم دنیا برحملہ کروگے توہم اینے اختلاف کوختم کردیں گے اور متحد ہوکر تمہالا مقابلہ کریں گے ۔ اسس خط کا قسطنطنی بہنچنا کتا کہ رومی بادیث او کی سمب ہوگئی ۔ اس نے ساب فوجى تياريوں كوبندكرنے كاحكم دے ديا اورمسلم دنسيا برحمله كا ارا دہ ترك كرديا -

یہ واقعہ بتا تاہے کہ اسما و تو در کنار انتحاد کی خبر بھی اسنے اندر عظیم الشان طافت رکھتی ہے ۔ مذکورہ واقعہ میں جو چیز بیش آئی کھنی وہ صرف خبر استا دسمتی مذکہ انحاد - اس کے باوجودرومی بادشناہ کے قدم مل گئے۔ اس نے مسلمانوں کے فلاف جارحیت کا ارادہ ترک کر دیا ۔

## اختلاف کے باوجودمتحدرسنا

اتحاد میشد ایسے لوگوں کے ذریعہ قائم ہوتا ہے جوانے عالی حصلہ ہوں کہ یک طرفہ طور پر ایسے اختلات کو ختم کرییں ۔حقیقت بہ ہے کہ ۔۔۔۔ اتحاد نام ہے اختلا من کے باوجود متحد ہونے کا۔ اخت لا من کے بغیر اتحاد نہ النانی دینا ہیں کہی مت ائم ہوا ہے اور نہ آئندہ کہی مت ائم ہوسکتا ہے۔ ہوسکتا ہے۔

رسول الشرصلی الشرعلیہ وسلم کے زمانہ میں جوعزوات بیش آسے ان میں سے ایک وہ ہے جس کوغزوہ ذات السلاسل کہا جا تاہے۔ جمادی الثانی شریع میں رسول الشرصلی الشرعلیہ وسلم کو خرطی کو تبدیلہ بن قضاعہ سلمانوں کے خلاف جارجیت کا ارادہ رکھتا ہے۔ یہ قبیلہ شام کی سرعدبہ آباد کا آباد کا اس کی سوصلہ شکنی کے لیے حصرت عمروبن العاص کی سرداری میں ایک دست موانہ کیا۔ اسس میں تین سوآدمی کے۔

یہ لوگ جب سُنسُ نامی جگہ بربہو پنے تو معلوم ہواکہ دشمنوں کی تعداد ہوت زیادہ ہے۔ جنا بنہ عمروبن العاص بہاں عظیر کے اور دافع بن کینٹ کے ذریعہ رسول الٹرصلی الٹرعلیہ وسلم ہی پاسس یہ بیغام بھیجاکہ مدد کے طور پر کھیے اور آدمی بھیجے جائیں ۔ اس کے جواب میں رسول الٹرصلی الٹرعلیہ وسلم سنے حصرت الوعبیدہ بن انجراح واکوروانہ کیا ۔ ان کے ساتھ دوسو مہاجرین سخفے ۔ ان ہیں حصرت الوعبیدہ بن انجراح واکوروانہ کیا ۔ ان کے ساتھ دوسو مہاجرین سخفے ۔ ان ہیں حصرت الوعبیدہ بن انجر میں میں سنامل سنے ۔

یہ لوگ مقام مُنگئل پر پہنچ توسوال پیدا ہواکہ ان کی امارت کا نظم کیا ہو۔حصرت ابوعبیدہ کے ساتھ جو مہاجرین سنے امہوں نے حصرت عمروبن العاص سے کہاکہ آپ اپنے آدمیوں کے امبررہیں اور ابوعبیدہ ہمارے امیرر ہیں گئے۔اسس کے جواب ہیں حصرت عمروبن العاص نے کہاکہ ہیں دونوں دستوں کا امیر ہوں۔ کیونکہ دوسرا دستہ میری ہی مددے ہے جیجا گیا ہے۔

اختلاف برطها توحفرت ابوعبیده بن انجراح نے کہا: اسے عمرو، جان لوکدرسول الشرصلی المیطید ولئے مجھ کو جو آخری نصیحت کی وہ یہ تھی کہ جب تم اپنے آدمی کے پاسس بہنچ تو مل کرکام کرنا، ایک دوسرے سے اختلاف نہ کرنا ۔ خدا کی قیم اگر تم میری بات نہ بانو تب بھی میں تمہاری بات مانوں گا.

(تعلم یا عمرو آن انصر ماعہد اتی رسول الله صلی الله علیه وسلم ان قال ؛ اخدا قدمت علی صاحبات فتطاوع اولا تختلف ا وانتھ والله ان عصیت نک افدا قدمت علی صاحبات فتطاوع اولا تختلف ا وانتھ والله ان عصیت کی حال کہ طیعت کی امارت معزت عمرو بن العام کے حوالہ کردی ۔

اکبمسلان دو مکولی تعداد با بخ سوم و گئی۔ حصرت ابوعبیدہ اگرابی رائے کی قربانی رہ دسیتے تو مسلان دو مکولی مہوکر آبیس میں رہتے۔ جوکام ان کا دشمن کرنا جا ہت استفااس کویہ لوگ نود ابینے ہا مقوں انجام دے لیتے۔ مگر حب حصرت ابوعبیدہ نے ابنی ذاتی رائے کو دفن کر دیا تو وہ باپنے سوکی متحدا ورمضبوط جماعت بن گئے۔ جنانچہ تاریخ بت ای کے یہ مقدہ گروہ جب آگے برطھا تا دین میں کے سوگے اور خود ہی مجاگ کھراسے ہوئے۔ برطھا تا دین میں کے دہ ہوگے اور خود ہی مجاگ کھراسے ہوئے۔

صحابے اندر بے شمار اختلافات سفے۔ مگریہی عبالی توصلگی سفی جسنے تمام اختلافات کو دبا دیا ۔ وہ اختلاف کے باوجود متحدر سے ۔ انہوں نے یک طرفہ قربانی کے ذریعہ اسسلامی اتحاد کو برقرار رکھا ۔

## اسسسلاى اتحا دكامقصد

اتحاد بلاست ایک طاقت ہے۔ گریہ طاقت اس لیے نہیں ہے کہ سلمان متحد ہوکرکسی کے خلاف جارحیت کریں۔ وہ صرف اس لیے ہے کہ سلمانوں کے اتحاد کو دیکھ کر دوسرے لوگ اپنی جارحیت سے بازر ہیں۔ اسلامی اتحا دکامقصد دوسروں کو جارحیت سے روکناہے نہ کہ خود حارحت کرناہ۔

قرآن مجید میں مسلمان کو کم دیا گیا ہے کہ وہ اپنے اندراجتاعی قوت فراھسم کریں ، دواعدہ ولیم مااستطعتم سی قوق بھراسی آیت میں آگ یہ بھی بنادیا گیا کہ قوت فراہم کرنے کامقصد کیا ہے ۔ قرآن کے الفاظ میں وہ یہ ہے ؛ قرهبون به عد والله وعدو کم م

داسس کے ذریعتم اپنے وشمنوں اور خدا کے وشمنوں کو ڈراؤگے، گویاکہ اسلام میں قوت سے مراد قوت مرہبہ ہے نہ کہ قوت جارح ۔ اسلام ہر شم کی قوت فراہم کرنے کی تاکید کرتا ہے گر اسس لیے ہندی کہ دوسروں کے خلاف جارحانہ اقدام کیا جائے بلکہ صرف اسس لیے کہ دوسرے لوگ خوفزدہ رہیں اور سلمانوں کے خلاف جارحانہ افدام سے رک جائیں

اسسلام کاجواصل مقصد سے اس کاطافت آزمائی یا ٹکراؤسے براہ راست کوئی تعلی نہیں اسلام کامقصد دعوت ہے۔ اسسلام لوگوں کے دلوں کی گرمیں کھولنا جا ہتاہے۔ تاکہ لوگ دین عنی کو سمجیں اور ا پینے آپ کو الٹر کی پیندوائے راستے پرچلائیں۔

یہ مقد ایک بڑا من مقصد ہے۔ یہ مقصد تفہیم اور تبلیغ کے ذریعہ ماصل کیا جا تاہے مذکہ لڑائی محرط ای کے ذریعہ تاہم اسلام یہ چا ہتا ہے کہ مسلمان بقدر استطاعت اپنے گرد وہ چیز مجی فراھسم کریں جو لوگوں کی نظر بیں طاقت کا درجہ رکھتی ہے ۔ ناکہ شرلیب ندلوگ اس کے رعب سے دب رہیں اور اسسلامی دعوت کا تعمیری کام کسی خارجی رکا و ب ے بغیر جاری رہے۔ مظاہرہ کا فاقت بذکہ استعال طاقت

صدیت میں ادستاد ہو اہے کہ ؛ نصری جالد علی مسیرہ مشہر ( ایک مہینہ کی مافت تک کے رعب سے میری مدد کی گئے ہے) اسس کامطلب یہ ہے کہ دسول الٹرصلی الرعلیہ و کم کوالٹر تعالی نے جوعملی تدبیرا ورطریق کا رستایا وہ یہ بحت کہ ایب گرد ایسے حالات فراہم کرو کہ اس کا انٹر دور دور تک یہو ہے ۔ ناصرف قریبی وشن بلکہ دور ہے دشمن بھی مرعوبیت کی وج سے جازر ہیں ۔

رسول الشرصلى الشرعليه وسلم كى نبوّت ايك جارى نبوّت ہے - اسكا ايك مطلب يہ ہے كہ آپ كى خصوصيات آپ كى امت تك بھى بہو پخ رہى ہيں - آپ كو الشرننسالي نے جن انعامات سے توان ا ان كو الشرے آپ كى امت بك وسيع كر ديا -

بنوامیہ کی خلافت سے زمانہ کا واقعہ ہے۔ حجب آج بن یوسف عراق کا حاکم تھا۔ عراق کے ایک سرحدی علاقہ سے جرملی کہ ایک قبیلہ بغاوت پر آمادہ ہے۔ حجاج کے مشروں نے کہا کہ قبیلہ کی سرکوبی کے لیے ہمیں فوراً ایک فوجی دستہ رکتبہ بھیجنا بہا ہیے۔ حجاج نے جو اب دیا ؟

کتابی پینوبے حن کتائب (ایک خط فوجی دستوں کا کام کرے گا) اس کے بعد اس نے ایک سخت دھمکی کا خط لکھ کر قبیلہ کے سردار کے نام روانہ کیا ۔ خط پاکر قبیلہ کی ہمت پست ہوگئی۔ وہ بناوت کرنے سے ڈک گئے ۔

اسى واقعه يرت عرف يشعركها بخا:

اذاصا أرسك اللامراءُ جَيْتُ الى الاعداءِ آرسكُنا الكتابًا جب علم لوگ دشمن كى طوف فوج بهيجة بين تومم صرف ايك خط بيج ديتة بين -

مسلمانوں کی یہ مہیت اسس وقت بھتی جب کہ ان کے اندر استے و بھا۔ بب دہشن سمجھتا تھاکہ ایک مسلمان کونشار بنانا پوری مسلم قوم کے خلات اعب لان جنگ کرنے کے ہم معنی ہے۔ جب مسلمان سیح معنوں میں ایک واحدامت بینے ہوئے تھے۔

اس کے بعد جب مسلانوں کے اندراختلاف اور انتشار پیدا ہوگیا تو دشمنوں پر ان کی دھاکہ بھی ختم ہوگئ ۔ دشمن ان کے خلاف جری ہوگیے ۔ اسس کی ایک تاریخی مثال ابین کا واقعہ ہے۔ اسپین میں مسلانوں نے تقریبًا آکٹ سوس ال تک حکومت کی ۔ انہوں نے وہاں جدید سائنسی مخذن کی بنیا در کھی ۔ مگر بعد کو ان کے اندر اختلاف بیدا ہوگیا ۔ صوبوں کے مطم حکام مرکز کے حن لا ف بغاوتیں کرنے گئے ۔ جو شخص جس عسلاقہ کا حاکم مخااس نے چا ہا کہ اس کو ایک آزاد سلطنت قرار دے کر اسس کا خود مختار حکمراں بن جائے ۔ اس طرح کے اختلافات کی بہت پر عیسائی ان کے خلاف جری ہوگئے ۔ انہوں نے مسلم حکومت پر حملے سے روع کر دیے ۔ اس وقت مسلمانوں کا باہمی اختلاف اتنا برطیحا ہوا ہوا ہوت کہ مسلمانوں کا باہمی اختلاف جنگ کرنے گئے ۔ اس کا نیتجہ یہ ہوا کہ نہا بیت ذکت کے ساتھ اسپین سے مسلمانوں کا وجود مثالہ کے ۔ اس کا نیتجہ یہ ہوا کہ نہا بیت ذکت کے ساتھ اسپین سے مسلمانوں کا وجود مثالہ کے ۔ اس کا نیتجہ یہ ہوا کہ نہا بیت ذکت کے ساتھ اسپین سے مسلمانوں کا وجود مثالہ کیا گئی ۔

## اختلاف سبسے بوانحطرہ

ایک روایت الفاظ کے معمولی فرق کے سیاستہ حدیث کی مختلف کتابوں میں آئی ہے۔ مافظ ابن کتیرے سورہ انعام آیت ہو کی تفلیر کے تخت جوروایت نقل کی ہے اسس کا ترجمہ یہ ہے:
حضرت خباب بن ارت کہتے ہیں کہ ہیں اسس وفت رسول الٹر صلی الٹر علیہ وسلم کے ساتھ

تنا جب کہ آپ نے ساری دات نماز پڑھی۔ یہاں تک کوجب فجرکا وقت آگیا تو آپ نے سلام پھیرکراپنی نمازخم کی۔ ییں اے فعدا کے رسول آج کی دات آپ نے ایسی نماز پڑھی جیسی نمساز پڑھتے ہوئے اس سے پہلے آپ کو نہ دیکھا سے ۔ رسول الٹر صلی الٹر علیہ و سلم نے فرم ایل الٹر علیہ و سلم نے فرم ایل ، وہ ڈر اور اشتیا ق کی نمساز بھی ۔ میں نے اس میں اپنے رب سے بین باتیں مائکیں ۔ اس نے دوباتیں مجھ کو دے دیں اور ایک سے منع فرم ایا ۔ میں نے اپنے رب سے یہ مالگا کہ وہ ہم کو اس میں اپنے رب سے یہ مالگا کہ وہ ہم کو اس میں نے اپنے رب سے مالگا کہ وہ ہم اور ایک اس نے مجھ کو دے دیا ۔ بھر میں نے اپنے رب سے مالگا کہ وہ ہم کو گروہوں میں نہ بانے اس میں نے اپنے رب سے مالگا کہ وہ ہم کو گروہوں میں نہ بانے اس کی قبولیت سے اس نے ایکا درکہ دیا ۔

اس مدیت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ سلمان اگر دوسری غلطیاں کریں تو اس کا امکان ہے کہ اللّٰ کی رحمت کی وجسے وہ اسس کے برے انجام سے بیج جائیں لیکن اگروہ باہمی اختلاف کرے آپس میں لڑنے گئیں تو اس کے بڑے انجام سے وہ کسی حسال میں بیج نہیں سکتے ۔ مسلما نوں کو دوسرے معاملات میں خدا کی عصمت ماصل ہے ۔ مگر اختلاف کے معاملہ میں انفیس خدا کی عصمت ماصل ہے ۔ مگر اختلاف اور ماصل نہیں ۔ مسلما نوں کو سب سے زیا دہ جس معاملہ میں جو کئا رہناہے وہ آپس کا اختلاف اور آپس کا مخراف ہے ۔ ہراسس چیزسے انفیس دور رہنا ہے جو باہمی اختلاف نے پیدا کرے ۔ حتیٰ کہ اگر کسی وقت ان کی عقل باہمی اختلاف والے کام کو اجبا بنا کر دکھائے نب بھی ان پر لازم ہے کہ وہ اپنی عقل کو غلط سمجیں اور باھی اختلاف پیدا کرنے والی ہر بات سے کا مل پر ہیں کرو دنیا اپنی عقل کو غلط سمجیں اور باھی اختلاف پیدا کرنے والی ہر بات سے کا مل پر ہیں کو دنیا مسلمان اگر ان چیزوں میں پڑس ہو آپس کا اختلاف بید اگرے والی ہیں ان کو فدا کے خصنب میں بھی وہ اس کا سخت انجام بھگتیں گے اور اندلیت ہے کہ آخرت میں بھی ان کو فدا کے خصنب کا شکار ہونا پڑے ۔

باہمی اخت لات ہر حال میں قابل ترک ہے خواہ کسی کے پاس اسس کی بظاہر متقول وجد کیوں نہ موجود ہو۔ نذکورہ حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ امّت مسلم کا اصل مسکد صرف ایک ہے۔ اور وہ باہمی اخت لاف ہے۔ رسول اور اصحاب رسول کے ذریعہ التّر تعالیٰ نے اسس دین م

کو اسس مدتک قائم کردیا ہے اور اس کو انتامتحکم بنا دیا ہے کہ اب اسس کو کوئی بیرونی طافت کوئی نقصان نہیں بہونچاسکتی۔اس کوجب بھی نقصان بہوسنچے گا ابنوں کے ذریعہ بہوسیخے گا۔ اور ابنوں کا بیعمل وہی ہے جس کو اخت لاٹ کہا جا تاہے ۔

بہی وجہ ہے کہ حدیث میں باہمی الوائی کو مطلق طور برنا حب از قرار دے دیا گیا ہے۔ كثرت سے احادیث میں اسس كى ممانعت آئى ہے ۔ اور حصزت عمان كى شہا دت كى صورت میں بہ مثال بھی قائم کر دی گئی ہے کہ سلمان اگر نم کو قتل کرنے آجا کیں نب بھی تم ملانوں سے جنگ بذکرد ۔

## دین کاحنسلاصه

صیح مسلم میں حصرت ابو هر رہے کی ایک روایت ہے جس کے الفاظیہ ہیں:

ان الله بيرينى ككم سشلات ديرينى الثرتم سے بين باتوں بررامني ہوگا ، وہتم سے اس لكه أن تعب دوه وكانشركوابه يرامني بوكاكرتم اس كعبادت كرو اوراس كسالة

کسی جیز کونٹریک مذکرو ۔ اور بیر که تم سب سے سب وان تعتصم والبحبل الله جميعا التركيرسي بنده جادَ اورمتفرق ننهو - اوريه وكلا تفسرقول وإن تساصحوامن كمالترص كوتتهارك معالم كاذمه وارتاوك اکسس کی خیرخواسی کرو ۔

ولآه الله امركم \_

یہ مدیت پورے دین کا خلاصہ ہے ۔ اسس مدیث کے الفاظ پر عور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس میں تین باتیں بتائی گئی ہیں جن میں سے دو کا تعلق اتحاد سے ہے ، ایک براهِ راست اور دوسسري بالواسطه به

اس مدیت کے مطابق اسٹرتعالیٰ کا پہلامطالبہ ممسے بہے کہ ہم اسٹرکے عبادت گزارنیدے بنیں ، اس کے سرکش اور غافل مبدے مذہبیں ۔ ہم اسی کے آگے جھکنے والے ہوں اور اسی کی طرف دوٹے والے ہوں ۔

دوسسری چیزیه که سارے مسلمان ایک الله کی رستی میں بندھ جائیں۔ یعنی دین کی مرکزی دعوت برمتحد موجائين - وه اسس مين ذيلي اورضمني اختلافات نكال كرمنتشريه مون يرمندي سے مراد خدا کی کتاب کی واضح تعلیمات ہیں ۔ اسس کے مقابلہ میں غیرخدا کی رسی یہ ہے کہ لوگ دین میں خودساختہ مسئلے نکالیس اور ان پر الگ الگ لولسیاں بنانے مکیں -

تیسری چیز باہمی اتحا د قائم کرنے کا ایک ذریعہ ہے۔ بین جس شخص کو الشر سرداری کے معتام پر بیہو بچا دے ، اس کی سرداری کوتمام مسلمان سلیم کرلیں ۔ وہ اس کے ساتھ خیرخواہی کامعاملہ کریں نہ کہ اختلا ہے اور بغا وت کا ۔ قائم سندہ اجتماعی نظام سے بغا وست مسلمانوں کے لیے کسی حال میں جائز نہیں ۔ خواہ بظاہر بغا وت کر سنے والوں سے باس اس کی کتنی ہی خوبھورت تاویل کیوں نہ موجود ہو۔ قائم سندہ مسلم حکومت سے مکراؤکرنا سراسر غیر دین فعل نے ۔ اسس کو دین سے نام پر کرنا اس کو جائز نہیں قراد دبیت ا

تاریخ میں مسلمانوں کے اندر جتنے بڑے بڑے باہمی اخت لافات پیش آئے ہیں ان سب
کے پیچے بہی وج کا رفز مارہی ہے ۔ بینی ایک قائم سندہ حکومت کو غیرصالح قرار دے کر اس
کے حن لاف تخریک چلانا۔ مسلمان اگر اسس مدایت کو بکر طلبی اور قائم شدہ ملم حکومت کے فلاف «اصلاح سیاست "کی مہم چلانا حجوز دیں تو بیشتر با ہمی جگڑے اپنے آپ خت مہو جا بین گے۔ جس کام سے فعدا اور رسول نے بنغ کیا ہواسس میں کہمی سجلائی مہیں ہوسکتی ، فواہ بنطل ہروہ ہم کو کتنا ہی احمی المعلوم ہوتا ہو۔ خواہ اسس کے لیے ہم نے بطور خود کتنا ہی تو مورت نظریہ گھڑر کھا ہو۔

## دین کامل

قرآن کی سورہ نمبرہ (المائدہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ ولم کی زندگی کے آخر میں اتری - اس کے شروع یں کیوت اون احکام ہیں، اس کے بسارت دمواہے:

الیوم یشن السندین کفرواسن دیسنسکم آج انکار کرنے والے لوگ تمہارے دین کی طوف فَلا يَخْشُوهِم واخشُونِ - اليومَ اكملتُ سے الكِسس بوكيے ، بس تم ان سے باؤرو، تم مرف لكم دينكم وَاتْمَمتُ عَليكم نِعمَى ويفيت مجس دُروء آج بين في تمهاد سي تنهاي دین کو کامل کردیا اورتمهارے اوپراین نعت پوری لكم الاشسلام ديناً كردى اورتهار سي اسلام كودين كى جينيت سع دالمائده س

ييندكرليا -

اس آیت میں دبن کامل سے کیامرا دہے۔ اس سلسلہ میں تفسیروں میں دوقسم کے اقوال ہیں۔ (I) دین مشحکم، (Y) دین مکل - علّامه ابوالبر کات النسفی نے پہلے قول کو ترجیح دی ہے۔ وہ اپن تفسیر مين فكيفته بن :

(اليوم يتس اله بن كفروامن دينكم) يتسوا منه أن يبطلوه اويتسوامن ديسنكم ان يغلبوه لأنَّالله تعالى وفي بوعده من اظهاره على الله ين كلّه ومنسلاتخشوهم ) بعد اظها والسدين وذوال الخوف من الكف ادو انمت الابهم معت الوبين بعد الما كافاغالبين (واخشون) اى اخلصوالى الخشية داليوم اكملت لكم دينكم) بان كفيتم خوف عدوكم واظهريتكم عليهم ،كمايقول الملوك: السيوم كمل لنا الملاه اى كفيت خاص كردور ( آج بيس في تمهاد وين كوتمهار الملوك: السيوم كمل لنا الملاه الم

ا ج منکرین تمہارے دین سے مابوسس موسیے) تعیی وہ اس بات سے مابوس ہو گیے کہ وہ دین اسلام کو باطل کرسکیں۔ یا اس سے ایوس ہو گیے کہ وہ اس پر غالب آ جائیں۔ کیول کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو تمسام دينول يربالاكرف كااينا وعده يوراكرديا السان سے نہ ورو بعداس کے کہ دین بالا موگیا اور منکرین کی طرف سے ڈرکا خاتمہ ہوگیا۔ اور وہ مغلوب کردیئے كيبي، جب كه اس سے پہلے وہ غالب تقے - (اور مجھ سے ڈرو) یعن ڈراوراندیث کومر ف میرسے یے

لیے کا ف کر دیا اس طرح کہ تمہارے دشمن کے خوف کے مقابلہ میں میں تمہارے لیے کا فی ہوگیا۔ اور تم کو ان کے اور تم کو ان کے اور تمال کر دیا۔ جدیبا کہ با دست اہ کہتے ہیں کہ آج ہمارا افت دار کا مل ہوگیا، بین جس سے اندیشہ تقا اس کے مقابلہ میں ہم کا فی ہوگیے۔

مسن كنّا غنياضه \_ تفييراننفي . الجزيرالاول ، صفحه ٢ ٧٠

ایک اورمفسر قاصنی محتشف او انتفانی (م ۱۲۲۵هر) مذکوره آبیت کی تشریح کرنتے ہوئے ایک قول ان الفاظ میں نقل کرنے ہیں :

اورکہاگیاہے کرمیں نے تمہارے دین کوتمام دینوں پر غالب کر دیا اور تم کو دشمنوں سے امن دیے دیا۔

وقبيل اظهوبي دينكم على الاديبان كلها وامنتُنكُم سن الاعداء

د انتفبيرالمظهري ، المجلدالثَّالث ، صفحه ۲۵)

#### أيك حديث

اکال یا تکمیل کے معنی عربی زبان ہیں صرف گنتی پوراکر نے کے نہیں ہیں۔ اس سے مرادکسی بھی حقیقت کی تکیل ہوسکتی ہے جو زیر سجت کلام ہیں مقصود ہو۔ مثلاً حدیث ہیں آیا ہے کہ:

مَن احبُّ مِثْلَه وَابَغِضَ مِثْلُه وَاعطى الله بِمانَ جَسَ فِاللَّهِ كَلِيهِ مِحبَت كَى اور السُّرك لِيهِ وَسَمَى وَمَنَعَ مَثْلُهُ فَقَدُ السّنتكملَ الابيمانَ كَى اور السُّرك لِيه ديا اور السُّرك ليه روكاتواس (رواه ابوداؤد) في ايمان كوكابل كرليا -

اس مدیث بیں ایمان کاکا مل موناگنتی اور فہرست کے اعتبارسے نہیں ہوسکتا کیوں کہ بخاری وسلم کی روابت کے مطابق ، رسول الشرصلی الشرعلیہ وسلم نے فرایا ہے کہ ایمان کے سرّسے زیا دہ شعب ہیں (الایمان بھنے وسسبعون شعب نه اب اگر کا مل ہونے کا تعلق گنتی اور فہرست سے ہوتو رسول الشرصلی الشہ علیہ ولم کو سرّسے زیادہ یا نیس شمار کرکے فرمانا چاہئے تھا کہ جس تخص میں بہتمام با بیں پائی جائیں اسس کا ایمان کا مل ہوگیا۔ مگر مذکورہ روایت میں صرف چار باتوں کو ایمان کا مل کی پہچیان بتا یا گیا ہے۔ اس سے ایمان کا مل ہوگیا۔ مگر مذکورہ روایت میں صرف چار باتوں کو ایمان کا مل کی پہچیان بتا یا گیا ہے۔ اس سے طرح سورہ مائدہ (آیت س) میں بھی "اکمال دین " سے حقیقت دین کی تحمیل مراد ہے مذکہ فہرست دین

#### فاستند عرب

عربی کے مشہور لفت مسان العرب میں " کمل " کی تشریح کے تحت کہا گیا ہے:

اور الٹرتائی نے فرایا: آج میں نے تمہارے دین کو تمہارے دین کو تمہارے اور اپنی تفت تمہارے اور اپنی تفت ہوری کردی ۔ اس کا مطلب ، اور الٹر زیادہ بہترجانیا ہے ، یہ ہے کہ اب میں نے تمہارے دین کو تمہارے دیا اس طرح کر تمہارے دیشمن کے لیے میں تمہاری طرف سے کافی ہوگیا ، اور سم کو ان سے اور جو ہم جا ہے تھے وہ اور اس ہوگیا ۔ اور جو ہم جا ہے تھے وہ اور اس ہوگیا ۔ اور جو ہم جا ہے تھے وہ اور اس ہوگیا ۔ اور جو ہم جا ہے تھے وہ اور اس کے بیے ہم کیوں کر جن سے ہیں خوف سے ان کے بیے ہم کیا فی ہوگی ۔

وقال الله تعالى: اليوم اكملت لكم دينكم والتممت عليكم نغصتى (الآية) ومعناة والله اعلم - الان اكملت لكم الدين بان كفيت كم الله واظهرت عليهم كما تقول الان كسمل لمنا الملك وكسمل لنا مما نوييده بان كفينا من كمنا غناهنه ما نوييده بان كفينا من كمنا غناهنه لمان العرب لابن منظور ، طبع بروت

آیت میں "تمہارادین" کالفظ بتا تاہے کہ بیاں اذاول تا آخر تسام بیغیروں کی نبیت سے مطلق کمیل دین کا ذکر نہیں ہے ، بلکہ بہاں عرف اہل اسلام کی نسبت سے تکمیل دین کا ذکر نہیں ہے ، بلکہ بہاں عرف اہل اسلام کی نسبت سے تکمیل دین کا ذکر ہے۔ مطلب یہ ہے کہ تمہارا دین ، قرآن ) جو ابت دائر غار حراسے از ناشروع ہوا تھا ، وہ ۲۳ سال تک ارتے ارت الب میدان عوت میں آخری طور پر کمل ہوگیا۔ اب یہ تم آب بوری ہوگی ، اب اس میں کوئی مزید اضافہ ہونے والانہیں۔
آیت میں جس کمال یا غاہر کا ذکر ہے ، اس سے مراد محض سیاسی معوّل میں عرب میں ہونے والا غلبہ ہیں آنے والی وہ تبدیلی ہے جس نے بمیشہ کے بیے اسلام کو محفوظ کر دیا ، اور اس کو فکری حیثیت سے ایک برتر دین بنا دیا۔ اس سے مراد محدود طور پر ملک عرب میں حکومت قائم ہونا نہیں ، بلکہ اس سے مراد عالمی حالات میں بریا ہو نے والی وہ دور ریس تبدیلیاں ہیں جو خدا کے دین کے حق میں استحکام کی ایدی ضائت بن جی ہیں ۔

سياق كلام

سورہ مائدہ کی ندکورہ آیت میں دین کی تکمیل کا یہ مطلب نہیں لیا جاسکتا کہ فہرستِ احکام کے اعتبار سے دین کمل ہوگیا۔کیوں کہ آیت میں کل تکمیل کا جو فائدہ بتایا گیا ہے ، اس کا فہرستِ احکام سے کوئی تعلق نہیں۔ آیت کے مطابق دین کی تکمیل کا فائدہ یہ ہے کہ اب " خشیت " کا تعلق انسا نوں سے نرر ہا بلکہ صرف اللہ تعالی سے ہوگیا۔ جہاں تک فہرستِ احکام کا تعلق ہے ، وہ نازل ہونے کے بعد ہمیت کے بید محفوظ ہے ، باعتبار فہرست اس میں کوئی کمی ہونے والی نہیں۔ اب کمی کا امکان جس چیز میں ہے ، وہ خشیت اللہ میں ہے نہ کہ فہرستِ احکام میں ۔

آیت کہتی ہے کہ دین کا مل ہونے کے بعداب اہل کفر کی طرف سے تمہار سے لیے کوئی خطرہ ہو کچھ ہے وہ اسس میں ہے کہ خدا کے معاملہ میں تم بے خوف ہوجا ؤ اور دین کے تقلضے پور سے خطرہ جو کچھ ہے وہ اسس میں ہے کہ خدا کے معاملہ میں تم بے خوف ہوجا ؤ اور دین مستحکم ہے۔ اللہ تقالی کرنے میں کو تاہی کرو۔ آیت کا بیسیات بتا تا ہے کہ یہاں دین کا مل سے مراد دین مستحکم ہے۔ اللہ تقالی نے ابنی خصوصی مدد سے اسسالام کو دین مستحکم کی چیٹیت دیدی ہے۔ اب اغیار اس کو کوئی نفقیان نہیں بہونی اسکام کو توڑیں توالگ نہیں بہونی اسکام کو توڑیں توالگ بات ہے۔

اَلْيُوَمَ يَنْسِلَ اللَّذِيْنِ كَفَنُ 10---- يه انداز كلام تباتا م كه يها ت كميل باعتبار اعتداء كفار مراوسے - قديم زمان ميں دين كے سابھ وہ مراوسے - قديم زمان ميں دين كے سابھ وہ مالات جمع كر ديك كي اس قسم كا انديث اس كے ليے باتى نزد با -

ایک شخص کو فارسٹر دافسر جنگلات ) کے عہدہ پر مقرد کی جائے اور اس کو اسلحہ کے بیز جنگل کے علاقہ میں بھیجا جائے اور اس کو اسلحہ کے بینہ علاقہ میں بھیجا جائے تو ابتدائی حالت میں وہ جنگل جا نوروں کے حملہ کی ز دبیں رہے گا۔ گر اس کے بعد جب اس کو صروری اسلحہ دیدیا جائے تو گویا اس کا معالمہ کمل ہوگیا، اب وہ بوری طرح فارسٹری کی ڈیوٹی ا داکر نے کے قابل ہوگیا۔

اس مثال سے مدین کامل می کامطلب بوری طرح واضح ہور ہاہے۔ اس کامطلب یہ ہے کہ دین کا قافلہ پہلے اگر خشیت انسانی کے دور سے گزر رہا تھا تواب وہ خشیت فداوندی کے دور میں دین کا قافلہ پہلے اگر خشیت انسانی کے دور میں کامیاب ہوجائے سے ۔ اب ان داخل کر دیا گیا۔ پہلے مخالفین دین ، اہل دین کونقصان پہونچانے میں کامیاب ہوجائے سے ۔ اب ان مہم

کے بیے اس کا موقع باتی ندرہا۔ اب اندلیشہ کی بات صرف یہ ہے کہ اہل دین خود کو ٹی کو تا ہی کریں اور اس کی وجہ مصفط کی پیکھ میں بتلا ہوجائیں ۔

بینیراسلام کے ذرابعہ جو انقلاب لایا گیاہے اس کے بعد اب خداکا دین ہمیشہ کے لیے قائم اور سے کم ہوجکا ہے۔ اللہ تنالی نے ابنی خصوصی مددسے اب ایساکر دیا ہے کہ دعوت توحید کے ساتھ ایسے مزید معاون اسباب جمع کر دیئے ہیں جس کے بعدیہ دعوت من کرین کی دسترس سے باہر جا بجی ہے ، اب دہ اس کی دسترس سے باہر جا بجی ہے ، اب دہ اس کی اصل صورت میں محفوظ دہ اس کے یے کوئی حقیقی مسکہ بینے کی طاقت کھو چکے ہیں۔ اسلام کے اس کی اصل صورت میں محفوظ ہونے کی بنا پر اسس کو یہ جنیت حاصل ہوگئی ہے کہ وہ ہمیشہ کے لیے خدا کا بیسندیدہ دین ہے جو شخص اسلام ریکھڑا ہوگا ۔ اور جوشخص کا مل حق پر کھڑا ہو۔ اس کے لیے کامیابی کے سواکوئی اور چیز معت در نہیں ۔

حقیقت یہ ہے کہ انقلاب محمدی دو زمین دوروں کے درمیان حدفاصل ہے۔ اس انقلاب نے مذہب حق کے یہ اندلیث کا دورختم کردیا۔ اس سے پہلے منکرین حق کی طرف سے ڈر لگار متا تھا۔ مگراب اہل حق کو صرف خدا سے ڈرنا ہے۔ انھیں اب منکرین حق سے ڈرنے کی صرورت مہیں۔

فداسے ڈرینے کا مطلب یہ ہے کہ نئے دور میں اہل حق کو اپنا جو حصہ اداکہ ناہے اس کو وہ کمی اندلیٹہ کا لحاظ کیے بغیراداکرتے رہیں۔ وہ ہمینٹہ صرف داعی حق بے رہیں۔ اس کے سواکسی اور چیز کو وہ اپنے عمل کی بنیا دیذب الیں۔ وہ مرعوسے یک طرفہ طور پر اعراض کریں وہ ہرگز ان سے شکرا و کی فضانہ قائم ہونے دیں۔ وہ دوسری قوموں سے ہمینٹہ مرعو کا معاملہ کریں پذکہ حریف اور رقیب کا۔ بہی سب الشرسے ڈرنا ہے۔ مسلمان اگر اس " ڈر "کے تقلصے پورا کرتے رہیں تومنکرین حق کی کوئی ہمی سازش یا دشمنی انھیں ہرگز نقصان مہیں بہونچاسکتی۔

## ایک مشال

۱۸ ویں صدی میں پورسے پورپ میں با دستاہی نظام قائم تھا۔ اس وقت مختلف مسئکرین کی سخریوں کے زیراٹر جمہوریت کی تحریک اکھی۔ اکھیں میں سے ایک ممتاز نام فرانسس کے جے جو روسو (Social Contract) کا ہے۔ اس کی مشہور کتاب معاہدہ عمرانی (Social Contract) نے فرانس کے لوگوں پر گہرا اٹر ڈالا۔ اس کتاب میں شخصی با دشاہت کے مقابلہ میں عوامی جمہوریت کی و کالت کی گئی تھی بگر

وقت کا بادست ہی نظام اس کا سخت مخالف ہوگیا۔ یہاں تک کدوسوکو اپنا وطن چھوڈ کر سوئز رلینڈ مجاگ جا تا بڑا۔ گرسوئز رلینڈ میں کوسکون حاصل نہ ہوسکا۔ وہ نام بدل کر دوبارہ فرانس واپس آیا۔ یہاں وہ ہے کسی کی حالت میں ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہوتار ہا۔ اس کی بیوی پاگل ہوگئ اور خود روسو کا یہ انجام ہواکہ وہ ما بوسی کے عالم میں ۲ جولائی ۸ ۷ کا کو انتقال کرگیا۔

روسو اور دوسر سے مفکرین کی تحریروں شکے نتیجہ میں فرائنس میں جمہوریت کی تحریک اسمی اس وقت فرانسس کا آخری با دشاہ لوئی (Louis XVI) وہاں کا حکمراں تھا۔ اس نے جمہوری تحریک کی سخت مخالفت کی ۔ با دست ہ اور عوام کی اس جنگ میں نقریب ہس ہزار آ دمی ہلاک ہو گیے۔ بہت سے لوگوں کو ملک جھوڑ کر بھاگ جانا ہڑا۔ یہاں تک کہ مرد کا میں فرانس کا جمہوری انقلاب آیا۔ اور بھر سارے بورب میں جھاگیا۔

دوسوسال بیلے جمہوریت مرف ایک نظریہ کی حیثیت رکھتی تھی۔ اسس وقت اس کوسوت اجنبین اورمشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ مگر آج جمہوریت ایک قائم شدہ حقیقت ہے۔ اس کا نیتجہ یہ ہے کہ اب وہ اپنے آپ جیسل رہی ہے۔ جب کوئی " دین " قائم شدہ دبن کی جیٹیت اختیار کرلے تو اس کا حال بہی ہوتا ہے۔ اب وہ خود بخود کھیلتا ہے ، خواہ اسسس کو بھیلانے کی کوشسٹن کی گئی ہو۔

بهی معاملہ اسسام کا ہے۔ کی دور میں اسسام کی جیٹیت ایک نظری صداقت کی تھی۔ اس وقت وہ قائم شدہ دبن نہیں بناسقا۔ اسس لیے کی دور میں اسسام کوسخت مزاحمتوں کا سامنا کرنا بڑا۔ گرآج اسسالم ایک قائم شدہ دین بن جبکا ہے۔ اس کی کت ب ایک محفوظ کتاب ہے۔ وہ ایک سلّمہ نا رہبی حقیقت ہے۔ اس کے ماننے والوں کی تقد داد سادی دنیا میں ایک ارب تک بہونے جکی ہے۔ اس قیم کے حقیقت ہے۔ اس کے ماننے والوں کی تقد دین کی جیٹیت دیدی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اب وہ اپنے آپ حقائی نے اسسام کو اب ایک قائم شدہ دین کی جیٹیت دیدی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اب وہ اپنے آپ بھیل دہا ہے، وہ اپنے آپ لوگوں کو منے کررہا ہے۔ یہ عمل صدیوں سے تمام دنیا میں جاری ہے۔

دعوت دين ، اظهار دين

اسلام میں دواصطلاحیں ایک دوسے سے بالکل الگ ہیں۔ ایک ہے ، دعوت دین ۔اور دوسری ہے اظہارِ دین ۔ دعوت دین ۔اور دوسری ہے اظہارِ دین ۔ دعوتِ دین ایک عام حکم ہے ۔ اس کامطلب یہ ہے کہ ہر دور کے لوگوں کو خدا کے دوسری ہے اظہارِ دین ۔ دعوتِ دین ایک عام حکم ہے ۔ اس کامطلب یہ ہے کہ ہر دور کے لوگوں کو خدا کے دوسری ہے۔

دین سے آگا ہ کیا جائے اور اس کو اتمام حجت کے مرحلہ تک بہونچادیا جائے۔ دعوت کا یہ عمل تمام بیغیروں نے اپنے اپنے زمانہ میں کیا۔ اب امّت محدی کو یہ عمل قیب امت تک پیدا ہونے والی تمام نسلوں کے سامنے انجام دینا ہے۔

اظہار دین کا مطلب حکومت یا قانون کا نفاذ نہیں ہے۔ یہ ایک خصوصی اور استثنائی معاملہ جس کا تعلق خاتم النبیین سے تھا۔ آب کے ظہور سے پہلے اسلام یا توحید کو صرف ایک نظری حقیقت کی حیثیت حاصل تھی۔ وہ فکری اور نظریا نی انفت لاب کے مرحلہ تک نہیں بہونجی تھی۔ یعنی دین توحید کے ساتھ بھی تقریب وہی صورت قائم تھی جس کا ذکر دین جہوریت کے سلسلہ میں اوپر کیا گیا ہے۔ ببغیر آخرالزمال صلی الترعلیہ قیلم نے اللہ کی خصوصی مرد سے ایسا کمی کہ توحید کی دعوت کو نظری حقیقت کے مرحلہ سے آگے بڑھا کر فکری انقلاب کے مرحلہ تک بہونجا دیا۔

اظہارِ دین حقیقہ اسی واقعہ کا نام ہے جس کو دوسری جگہ اکمال دین (المائدہ ۳) کہاگی ہے۔
یہ کام بغیر آخرالزمال اور آ ہے کے اصحاب کے ذریعہ آخری طور پر انحب م یا چکا اب ہمارا کام برہے کہ نے
پر کام نیم موافق حالات کو استعمال کرکے خداکے ہیغام کو خدا کے تمام بندوں تک پہونچا دیں۔
بیداست دہ موافق حالات کو استعمال کرکے خداکے ہیغام کو خدا کے تمام بندوں تک پہونچا دیں۔
ابدی تکمیل

آیت کمیل کا ایک وقتی مفہوم ہے اور ایک اس کا ابدی مفہوم ہے۔ وقتی اور فوری اعتبار سے اس کا معلی بیر مقاکد سول اللہ سال سے اس کا معلی دعوت توجید کے خلاف ہو شدید مزاحمت کا مطلب پر متھا کہ سول اللہ سال میں اسس کا زور بالکل ٹوط گیا۔ اب شرک آخری طور پر معلوب کا مربو ٹی تھی، بنوت کے سام ویں سال میں اسس کا زور بالکل ٹوط گیا۔ اب شرک آخری طور پر معتدر مہوگئ ۔
موگیا اور توجید کے لیے نستے آخری طور پر معتدر مہوگئ ۔

ہ میں مگر قرآن ایک دائمی کتاب ہے جو نیامت تک رہنے والی ہے۔ اس اعتبار سے اس آیت کا ایک وسیع مفہوم ہے۔ ان الفاظ میں گویا خدا ماصی سے لے کرمستقبل تک کی پوری انسانیت کوخطاب فرماد ہے۔ وہ ایدی بین منظرین اینا ایک بیان دیے دہاہے۔

قرآن بین جود غوت توحید ہے، و ہی بیجیاتهم بیغیروں کی دعوت بھی بھی ۔ جس طرح بیغیراس الم کی مزاحمت کی گئی، اسی طرح ہر بیغیر کی مزاحمت کی گئی۔ اس مزاحمت بیں منکرین حق کو یہ کا میابی ہوئی کہ انھوں نے دعوتِ توحیب دکی تاریخ بینے نہیں دی ۔ جناسجیہ قرآن سے پہلے حتنی آسمانی کمن ابیں آئیں، سب معدوم یا غیر محفوظ موگئیں۔ خدا کا تصور میں جاتی ندرہا۔ انسانی تاریخ سے تمام بینمبرول کانام حذف کر دیاگیا ۔

اس تاریخی بین نظر کوسلمند رکھتے ہوئے سورہ مائدہ کی خدکورہ آیت (۳) کو پڑھیے تو محسوس ہوگا گویا ہزاروں برس کے درمیان پیدا ہونے والے حق دشمنوں پر تبھرہ کرتے ہوئے کہاجارہاہے کہاب ان کے لیے یہ موقع ختم ہوگیا کہ حق کے خلاف ایسے منفی عزائم کو پوراکرسکیں۔ اب دعوت توحید کی تاریخ ان کے لیے یہ موقع ختم ہوگیا کہ حق کے خلاف ایسے منفی عزائم کو پوراکرسکیں۔ اب دعوت توحید کی تاریخ ایک نئے مرحلہ میں داخل ہو جی ہے جب کہ چاہیے نے با وجود وہ اسس کو کوئی حقیقی نفقیان مذہبہ پونچیا سکیں گے۔ اب غلبہ ابدی طور پر دعوت حق کے بلے مقدر ہو جیکا ہے۔ اب اہل توحید کو اگر کوئی نفقیان بیش آئے گا، دشمنانِ حق کے منصوبے اور ان کی مخالفانہ کارروائیاں بیش آئے گا، دشمنانِ حق کے منصوبے اور ان کی مخالفانہ کارروائیاں اخصیں ہرگر کوئی نقصان بہونچانے والی نہیں۔

#### فتنه كاحت اثمنه

قرآن بین کہاگیا ہے کہ ۔۔ ہلاک ہو گیے خدق والے جس بین بھڑ گئے ہوئے ایندھن کی آگ تھی۔ جب کہ وہ اس پربیعظے ہوئے ہے۔ اور جو کچھ وہ ایمسان والوں کے ساتھ کر رہے تھے اس کو وہ دیکھ رہے ۔ عضے ۔ اور ان کے قشے ۔ اور ان کے مشاکسی اور وجہ سے بہ تھی کہ وہ لوگ ایمان لائے تھے اللہ بہر جو زہر دست ہے ، توریون والا ہے ۔ ایس کی با دست ہی آسانوں اور زمین بیں ہے ، اور اللہ مر چرکی و دیکھنے والا ہے ۔ ایس کی با دست ہی آسانوں اور زمین بیں ہے ، اور اللہ مر چرکی و دیکھنے والا ہے ۔ ایس کی با دست ہی آسانوں اور زمین بیں ہے ، اور اللہ مرح کے والا ہے ۔ ایس کی با دست ہی آسانوں اور زمین بیں ہے ، اور اللہ مرح کے اللہ والا ہے ۔ ایس کی با دست ہی آسانوں اور زمین بیں ہے ، اور اللہ مرح کے و دیکھنے والا ہے ۔ ایس کی با دست ہی آسانوں اور زمین بیں ہے ، اور اللہ مرح کے ایس کی با دست ہی آسانوں اور زمین بیں ہے ، اور اللہ مرح کے ایس کی با دست ہی آسانوں اور زمین بیں ہے ، اور اللہ مرح کے ایس کی با دست ہی آسانوں اور زمین بیں ہے ، اور اللہ مرح کے ایس کی با دست ہی آسانوں اور زمین بیں ہے ، اور اللہ مرح کے ایس کی با دست ہی آسانوں اور زمین بیں ہے ، اور اللہ میں کے دیں ہو گھے کے دو اور کی ہو کے دیکھے دیں ہو کے دو اور کے دیسے دانوں اور زمین بیں ہے ، اور اللہ میں کے دو اور کے دیست ہو کہ کے دو کھی کے دو کو کے دو کھی کے دور کین کی دور کے د

اسی طرح صدیت بین بتایا گیاہے کہ پچھلے زمانوں میں توحید کے داعی کے ساتھ بیصورت بیش آئ مقی کہ جب وہ لوگوں کو ایک اللہ کی پرسستنش کی طرف بلا تا تو اس کو سخت عذاب دیا جاتا۔ حق کہ گر طھا کھود کہ اس کا آدھا جسم زمین میں گاڑا جاتا اور اس کے بعد اس کے سرکے اوپر سے آرا جبلادیا جاتا۔ یہاں کے داس کا جسم دو محرط سے ہوکر زمین پر گرجاتا۔

یرایک یا دوخص کی بات نہیں ، یہ پورے ایک دور کی بات ہے۔ اس میں اس قدیم انسانی دورکی طرف اسٹ رہ جو بیغیر اسسالام سے پہلے ساری دنیا میں دائج تھا۔ اس زمانہ میں مذمبی جبر کا ت اون تمام حکومتوں کے نز دیک مسلم تھا۔ ہر صاحب افت دار کو یہ حق حاصل ہو تا تھا کہ وہ لوگوں کو بزور ابین اسم مذہب بنائے۔ اور جو لوگ سے رکاری مذہب سے الگ کوئی مذہب اختیار کریں ان برم قسم کا ظلم

کرے بہاں تک کہ انہیں مٹادے ۔ یہی وہ بات ہے جو قرآن کے ان تعظوں میں کہی گئی ہے کہ اور ان سے ان کی دشمنی اس کے سواکسی اور وجہ سے منعقی کہ وہ ایک الشربرِ ایمان لائے (البروج مر)

قدیم زمسانه میں وہ چیز ساری دنیا میں را بج کھی جس کو عام طور پر مذہبی عذاب رسان اللہ کا میں زمسانہ میں وہ چیز ساری دنیا میں را بج کھی جس کو عام طور پر مذہبی عذاب رسانی (Religious persecution) کہا جا تا ہے۔ انسائیکلو بیٹے یا آف ریلیجن اینڈ انتیکس میں تعنیا ہواہے (Persecution) کے عنوان سے ایک مفصل مقالہ ہے جو اس کے تقریب بر صفحات میں بھیبلا ہواہے اس مقالہ میں قدیم تاریخ کا مفصل جائزہ لیتے ہوئے بنایا گیا ہے کہ قدیم انسانی ساج بنیا دی طور پر مذہب کے معاملہ میں ہے برداشت سخا:

Ancient society was essentially intolerant (p.743).

ندمی جبریا مذہبی تعذیب کے اس رواج نے قدیم زمانہ میں مذہبی آزادی کو کمل طور پرختم کردکھا تھا۔ مذہبی جبریا مذہبی تعذیب کے اس قدر حوصلات کن محظے کہ سرکاری مذہب کے علاوہ کسی اور مذہب کی دعوت کے کراشنا اہنے آب کو آگ کے گرط ہے میں ڈالنے یا آزا کے نیچے کھڑا ہونے ہم معنی تھا۔ اس قدیم رواج کے بنا پر قدیم زمانہ میں ایسا ہواکہ توجید کی دعوت ابتدائی مرحلہ سے آگے نہ بڑھ کی ۔ توجید کے واعیول کا اسس طرح استیصال کیا گیا کہ مذان کی کتابیں معنوظ رہیں اور نہ ان کی تحقیقیں مدون تاریخ میں درج ہوسکیں۔

نزمی تغذیب کایسسلسله سزارول برس تک جاری را بیال تک که وه وقت آیا جب که خاتم النیین کی بینت عرب میں ہوئی مفوص مصالح کی بنا پر الشر تعالیے نے آپ کے ذمہ یہ کام کیا کہ آپ الشر کی مدوسے تعذیب ذہب کے اس دور کوختم کر دیں ، خواہ اسس کے لیے ظلم کرنے والول کے ساتھ جنگ کرنی بڑے ہے۔ یہی وہ حکم ہے جو قرآن میں ان لفظوں میں دیا گیا ہے : اور ان سے جنگ کرو بہال تک کہ فتنہ باقی مذر سے اور دین سب کاسب الشر کے لیے ہوجائے دالانف اللہ ۲۹)

نتنے کے عنی وہی ہیں جس کو انگریزی میں Persecution کہتے ہیں۔ اس آیت میں فلتہ کوختم کر سے سے مراد ندمی تعذیب کوختم کرناہے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وہم اور آپ کے اصحاب نے اس کے مطابق دعوت سے اپنے کام کا آغاز کیا۔ آپ کی دعوت کا ایک بنیا دی نکمۃ یہ میں کھا کہ دین میں کوئی زبرتن مہنیں۔ دلا اکراہ فی الدین اس کامطلب یہ نہیں ہے کہ ہر دین صحے ہے۔ اس کامطلب صرف یہ ہے کہ ہر دین میں دین کو جائے افتیار کرسے۔ بنزیہ کہ اگر وہ اپنے آبانی دین پرمطمئن دانے کو اس بات کی آزادی ہے کہ وہ جس دین کو جائے افتیار کرسے۔ بنزیہ کہ اگر وہ اپنے آبانی دین پرمطمئن

نہ ہوتو وہ اسس کے لیے ہی آزادہے کہ اپنے قدیم دین کو حبور گر دوسرا دین افتیار کر ہے۔

بینمبراسلام اور آپ کے اصحاب نے ایک طرف لوگوں کو اسس دین تو حید کی دعوت دی جس کو

وہ حق سمجھتے تھے اور دوسری طرف اس نظام کو عملی طور پرخم کرنے کی جدوجہد کی جو ند مبی جرکے اصول پر

قائم سقا۔ اس کے نیتجہ میں اس وقت کے حاکموں اور فرما نیز واوُں سے آپ کا مُکراوُ ہوا۔ آپ نے اور آپ کے

اصحاب نے دفاع میں لڑا نیاں لڑیں۔ چول کہ اس معاملہ میں آپ کو اور آپ کے بیرو وُوں کو اللہ نقالی کی ضوی 
مدد حاصل تھی ، آپ کو غیر معولی کا میا بی حاصل ہوئی۔ ایٹ یا اور افریقہ کی وہ بڑی بڑی شہنشا ہیتیں مطاکنیں۔

جنوں نے ند ہی جرکے اوپر این اقت دار قائم رکھا تھا۔

تاریخ اننان میں اس انقلاب کو مور خین نے مختف انداز سے سیام کی ہے۔ فرانسیسی مورخ منزی پرین نے اس کو مت دیم وجد یہ کے درمیان بنیا دی انفصال (Essential break) اور مطلق الونان با دست مسلق الونان با دیا ہے کہ اسلام نے زین کی صورت کو بدل دیا۔ تاریخ کا روا بتی فنام اکھا کرکہ سینیک دیا گئیا۔

Islam changed the face of the globe. The traditional order of history was overthrown.

اس انقلابی تبدیلی نے تاریخ میں پہلی بار اس بات کومکن بسن یا کہ دین حق کی دعوت کا وہ کام آزادانہ ماحول میں ہونے گئے جو بہلے صرف تشدد اور جارحیت کے ماحول میں انجام دینا ممکن ہوتا سفا۔ یہ کمیل دین کا نہایت ام بہاج ہے جس کو قرآن میں فتنہ کوختم کرنے سے تبیر کیا گیا ہے۔

بینبراسلام اورآپ کے اصحاب نے انسانی زندگی میں جو انقلاب برپاکی وہ اتناعظیم اور بہہ گیر کھا کہ وہ خود تاریخ میں شا مل ہوگیا۔ وہ انسانی فکراور انسانی تحرکیات کا ایک بمو ترعضر بن گیا۔ جناخیہ اس کے بعد انسانی تاریخ اسی رُخ پر سفر کرنے گئی۔ یہاں تک کہ وہ دور آگیا جب کہ مذہبی آزادی کو عالمی طور برایک ستمہ حق کی چیٹیت ماصل ہوگئ ۔ وہ تہذیب جدید کی نظریاتی بنیا دقرار بائی اور اقوام متحدہ کے منشور کے تحت شام دنیا کی قوموں نے اس پر اپنا کو شخط ثبت کر دیا۔ اب مذہبی آزادی ایک ایسا ما ناہوا حق ہے جس کا انکارکرناکسی کے لیے مکن نہیں ۔

## تشته دغير موثر

بیپویں صدی کے ربع آخر کے واقعات مزیدیہ بتاتے میں کہ انسانی تاریخ سفر کرتے کرتے اب ایک ایسے دوریں داخل ہوگئ ہے جب کہ تند دعملی طور پرغیر موڑ حینٹیت کے درجر پر بہو نیخ کیا ہے۔ اب سیاسی اور فوجی طاقت کی وہ سابقہ بوعیت ہی ختم ہوگئ ہے جو بہلے اسے حاصل تھی۔

اب نوجی طاقت ، ایک نیصلد کن طاقت کی چنمیت سے ، کوئی وجود نہیں کھتی ۔ اس اعتبار سے دوسسری عالمی جنگ تاریخ انسانی کی آخری جنگ سے کوئی فی مقدر ہوجیکا ہے کہ جنگ سے کوئی فیصلہ ہونے والانہیں ۔

ویت نام کی جنگ تقریب گیارہ سال (۵۱۹- ۱۹۵۵) تک جاری رہی ۔ گرامر کیہ اپنی زبردت فوجی طاقت کے استعمال کے باوجود کا میاب نہ ہوسکا اور یک طرفہ طور پر وہاں سے واپس جلاآ یا۔ سوویت روس نے دسمبر ۱۹۵۹ میں افغانستان پر حملہ کر دیا۔ اس کی فوجیں ہرقسم کے جدید ہتھیاروں سے لیس ہوکر مسال تک سارے مک میں نباہی و بربا دی مجاتی رہیں ۔ گرانھیں کوئی کا میابی نہیں ہوئی۔ یہاں تک کہ سوویت روس نے ۱۹۸۸ میں میک طرفہ طور پر اپنی فوجوں کو افغانستان سے واپس بلالیا۔ عراق اورابران کے درمیان ۸۸ ما میں جنگ شروع ہوئی۔ مسال تک وہ پوری خونسناک کے ساتھ جاری رہی جس میں دونوں طون کے درمیان ۸۸ ما میں جنگ شروع ہوئی۔ مسال تک وہ پوری خونسناک کے ساتھ جاری رہی جس میں دونوں میں سے کوئی ملک ایک طون کے تقریب دس لاکھ آدی بلاک ہوگیے ۔ بے شار بلین ڈالر خرچ ہوئے۔ گر دونوں میں سے کوئی ملک ایک فیصد کے بقدر سمبری کوئی فی ساتھ موال نہ کرسکا یہاں تک کہ ۱۹۸۸ میں دونوں کوراضی ہونا پڑا کہ وہ اپنی سابقہ پوزلیشن پر والیس چلے جائیں اور جنگ کوختم کر دیں ۔

زمان جدید کوسیمسے کے لیے ایک بڑی سبق آموز مثال جا بان کی ہے۔ دوسیری عالمی جنگ میں امر کیہ اور جا بان کے درمیان جنگ ہوئی جس میں فوجی اعتبار سے امر کیہ فتح یاب ہوا اور جا بان کو جنگ کے میدان میں محمل شکست ہوئی۔ اب جا بان کے بیے سباسی اور فوجی میدان میں کچھ کرنے کا موقع باقی نر دہا تھا۔ اس نے سائنسی اور اقتصادی میں اپنی ساری توجہ لکا دی۔ اس کی یہ کوشش اتنی کا میاب رہی کہ بم سال کے اغر خود تاریخ بدلگئی۔

اس لسله بب ایک دلیسپ واقعہ یہ ہے کہ امریکی میگزین ٹائم دہم جولائی ۱۹۸۸) نے ایک میفضل آرٹیکل ٹائع کیا جس کا عنوان تھا شپر جاپان (Super Japan) اس بین اس نے دکھایا کہ جاپان کی ۱۹ اقتها دی ترتی نے امریکہ کواب اقتصادی اعتبار سے تمہر م کی طاقت بنا دیا ہے۔ تمام اقتصادی میدانوں میں جابان کے مقابلہ میں امریکہ اب د فاعی پوزسین میں جلاگیا ہے۔ اس آڑیکل کو پڑھنے کے بعد ایک امریکی برائن مرسکی کے مقابلہ میں امریکہ اب د فاعی پوزسین میں جلاگیا ہے۔ اس آٹیکل کو پڑھنے کے بعد ایک امریکہ خط محتصر مہنے کے مقابلہ میں جہاہے۔ بہ خط محتصر مہنے کے باوجود انتہائی عبرت ناک ہے۔ اس نے مکھاکہ امریکہ نے اگرچہ جنگ جینی تھی مگر جابان امن جیب گیا:

Your article on Japan's economic success makes it obvious that although the U.S. won the war, Japan won the peace (p.2).

## تيسير كامعامله

فتذ (Persecution) کے خاتمہ سے دعوت کے حق میں جونے موافق حالات بیدا ہوئے میں ، اس کو قرآن میں تیسیر سے تبیرکیا گیا ہے۔ قرآن کی ایک کی سورہ میں اعلان کیا گیا تھا کہ ہم ہم کو آسان راستہ کی طرف سے جلیں گے ، بیس لوگوں کونسیمت کرو ، اگر انھیں نصیحت فائدہ بہنچائے ( الاعلیٰ ۸۔ ۹ ) اسی طرح قرآن میں صحابہ کرام کو یہ دعا سکھا فی گئی کہ اسے ہمار سے رب ، ہم پروہ ہوجہ نہ ڈال جیبا بوجہ تو نے پھیلے لوگوں پر ڈالا سخا ( البقرہ ۱۸۱ ) قدیم طرز کے ندمبی جبر کا خاتمہ اسی وعدہ اللہ کی تکمیل اور اسی دعار صحب بر کا بورا ہونا ہے۔

حققت یہ ہے کہ دعوتی ذمہ داری کے معاملہ میں اللہ تعالیٰ نے صرف تفویف کا معاملہ نہیں فرایا ، بلکہ تیسیر کا معاملہ نہی فرایا ہے ۔ بین اللہ تعالیٰ نے ایسا نہیں کیا کہ بس ایک ذمہ داری ہاں ہے والے کرکے خود الگ ہوکرمشا بدبن جائے ۔ بلکہ اس کا م میں وہ خود ہمار سے مدد گار کے طور پر شریک ہے ۔ اس نے ہرتسم کے موافق اسباب ہمار سے حق میں جمع کر دیئے ہیں تاکہ یہ کام کرنا ہمار سے لیے آخری حد تک آسان موجائے ۔ حق کہ اس کام میں ہمار سے لیے آسانی کو بدل دیا ۔

## التسام جحت

وعوت الی اللہ کا معاملہ کوئی سے دہ معاملہ نہیں ، اس کابراہ راست تعلق خسد اکے شخلین مضوبے (Creation plan) سے ہے۔ اس طرح اس کی اہمیت صرف بندہ کے اعتبار سے نہیں رمہی بلکہ خود خدا کے اعتبار سے اس کی اہمیت ہوجاتی ہے۔

موجودہ دسیا انسان کے لیے دارالامتحان ہے۔ قرآن میں بنایا گیا ہے کہ خدانے موت اور زندگی ۹۲ کو بیداکیا تاکہ تم کو آزمائے کہ تم میں سے کون اجھاعمل کرنے والا ہے (۲: ۹۷) تخلیقی مضوبہ کی پہ نوعیت لازمی طور پر جام ہی ہے کہ انسان کو اس سے بوری طرح با خرکر دیا جائے تاکہ قیامت بیں جب تمام لوگ حساب کے بیے جمع کیے جائیں توکسی کو یہ کہنے کاموقع باتی ندرہے کہ ہم سے ایک ایسی بات پر باز پرس کی جارہی ہے۔ جس کے بارہ میں ہمیں پہلے سے کیے معلوم ہی نہ تھا۔

اگرلوگوں کویے کہنے کاموقع ہوتو اس کامطلب بہ ہے کہ جبت لوگوں پر ہذرہی بلکہ جبت اللّہ کی طرف جلی گئی۔ یہی خاص مقصد ہے جس کے لیے اللّہ تعالیٰ نے وجی ورسالت کا نظام قائم کیا۔ کچہ لوگوں کو منتخب کرکے الحفیں ابیٹ امتند نمائی کہ مقرد کیا اور انحفیں خصوصی ذرائع سے حقیقت کا علم دیا اور ان کی یہ لازمی ذردادی قرار بائی کہ وہ تمام لوگوں کو حقیقت واقعہ سے باخر کر دیں۔ یہی وہ بات ہے جوقر آن کی اس آیت میں کہی گئ ہے : اللّہ نے رسولوں کو خوست خری ویسے والے اور ڈر اپنے والے بنا کر بھیجا تا کہ رسولوں کے بدلوگوں کے باس اللّہ کے مقابد میں کوئی جبت باقی نہ رہے اور اللّہ زبر دست ہے ، حکمت والا ہے (ہم: ١٦٥)

بیغبرکے بعد عین یہی ذمہ داری اب بیغبر کے بیروُوں پر ہے۔ اس ا عبار سے یہ کہنا می مح ہوگاکہ ختم بنوت کے بعد سلمان مقام بنوت پر ہیں۔ ان کا اہم ترین فریصنہ بہ ہے کہ وہ بیغام رسانی کے اس کا م کوہر دور میں لے کراکھیں اور اس کے تمام آ داب و سنرائط کے ساتھ دعوت کا کام کر کے اقوام عالم پر خداکی حبت تمام کریں۔ اسی کو قرآن میں دوکسر سے مقام پر ان الفاظیں بیان کیا گیا ہے ۔۔۔۔ اور تاکہ دسول نمہارے اور گواہ بنو (۲۲: ۲۲)

برکام وہ ہے جوخود فداکومطلوب ہے ، اسس بیے جولوگ اس کام کے لیے اٹھیں ان کے لیے اس بات کی نفینی فنمانت ہے کہ خداکی طافتیں ان کا ساتھ دیں گی۔ یہی بات ہے جو مذکورہ آیت کے ان لفظوں بیں کہی گئی ہے: وکان اللہ عزمین گھکیے گا (النساء ۱۱۵)

### دعوت سيع حفا ظت

قرآن سے معلوم ہوتا ہے کہ میغیر اسلام صلی الشرعلیہ ولم داعی الی الشر (۳۳ : ۳۳) بنا کر بھیجے گیے ہے ، یہی آپ کی اصل حیثیت تھتی ۔ آپ کاشن یہ تھا کہ قرآن کے بیٹ م توجید کوتمام انسانوں تک بہنمیا دیں ۔ بقیہ تمام چیزوں کا انحصار اسی ایک جیز کے اوپر تھا ۔ اگر آپ یہ کام کمل طور پر کر دیں توبقیہ تسب م جیزیں ا بہنے آپ خداکی طرف سے دیدی جائیں گی ۔ اور اگر یہ کام ایخب م نہ بائے تو بفیہ جیزیں بھی مطنے والی نہیں ۔ منا کی طرف کسی خف یاگروه کازندگی میں سب سے زیاده اہمیت حفاظت اور سجاؤکی ہوتی ہے۔ لوگ عام طور پر نحالفوا کی جارحیت اور دشمنوں کے مخالفا نہ منصوبے کو اپنا مسلمہ نمبر ایک سمجھتے ہیں اور ان کے خلاف جدوجہ کو ابیت بیے سب سے زیادہ صروری خیال کرتے ہیں. مگر قرآن میں سیمبر کو مخاطب کر کے کہا گیا ہے کہ اس قسم کے مسائل پر انگ سے طاقت خرچ کرنے کی صرورت نہیں۔ تم دعوت کا کام کرو اور اس کے بعداللہ تعالیٰ کی طرف سے ایسے حالات پیدا کیے جائیں گے کہ تمہار سے حفاظتی مسائل ابیے آپ حل ہوتے جلے جائیں۔ اس سلسلہ میں قرآن کی حسب ذیل آیت بہت زیادہ قابل غور ہے:

اے رسول، جو کھے تمہارے اوپر تمہارے رب کی طرف سے اتراہے، اس کو بہنجا دو۔ اور اگر تم نے ایسانہ کیا تو تم نے اللہ کے بینا م کو نہیں بہو نجایا ۔ اور اللہ تم کو لوگوں سے بچائے گا۔ بے تیک اللہ منکرلوگوں کو راہ نہیں دیت (۵: ۱۲)

آس آیت سے واضح طور پر ثابت ہو تاہے کہ عصمت من النکس جیسے مسلہ کا راز بھی تبلیغ ما انزل اللہ میں جیپا ہوا ہے۔ مذہر وف عام حالات میں ہمار سے بیے بیم پر کا اسوہ یہ ہے کہ ہم کیسو ٹی کے ساتھ اللہ کے بیغام کی بیغام رسانی میں بلکہ بنگا می حالات میں ، جب کہ وشہنوں کی طرف سے ہمارا و جود خطرہ میں بڑگیا ہو جب کہ تشفوا در دفاع کا مسکہ اہم ترین مسئلہ کی جینیت اختیار کر لیتا ہے ، اس وقت بھی اسی سنت نبوی (دفوت اللہ اللہ کے معاذ پر ابنی کو شش صرف کرتے رہیں۔ کیوں کہ دوسری جو چیزیں ہم چاہے ہیں ، اکس کے درواز سے بھی اسی جدوجہد سے تعلیں گے۔
درواز سے بھی اسی جدوجہد سے تعلیں گے۔

## فطری مذہرے

مطرعبدالاحد عمد ایک نومسلم بین جو ٹورانٹو (کن ڈا) میں رہتے بیں ۔ بیلے ان کا نام گاری طر (Garry Miller) مقا اور وہ بائبل ٹیچر سقے ۔ ۸ ، 19 میں اضول نے اتفاقی طور پرقرآن کو پڑھا وہ اس سے اتنا متا تر ہوئے کہ اضول نے اسلام قبول کرلیا :

He likes to call himself a "revert" to Islam. "I haven't converted to Islam but merely reverted to my birthright *deen* (religion). The Prophet said, every child is born a Muslim. (*Muslim Journal*, Chicago. June 21, 1985)

رہ میں بتا یا گیا ہے کہ اسسلام دین فطرت ہے ، اور اسی فطرت پرتنام انسانوں کو بیداکیا گیا مور ے ( ۳۰ : ۳۰ ) اب ایک طوف برحقیقت ہے کہ تمام انسان بید انسٹی طور پر خدائی ندمب کے طالب بیں ۔ دوسری طوف یہ حقیقت ہے کہ دوسر سے بینیروں کے ذریعہ جو خدائی ہرایت نامہ ہے جو اپنی اصلی اور ابتدائی ہو چکا ہے اور اب آسمان کے نیچے صرف اسلام ہی وہ واصد خدائی ہوایت نامہ ہے جو اپنی اصلی اور ابتدائی شکل میں کا مل طور پر محفوظ ہے ۔ اس طرح تمام طالب ان مذہب کے لیے ، اور برخص بیدائشی طور پر طالب مذہب ہے ہو وہ اپنی فطری طلب کی تحمیل کے لیے اسلام مذہب ہے ، اس کے سواکوئی میں دہا ہے کہ وہ اپنی فطری طلب کی تحمیل کے لیے اسلام کو اختیاد کہ ہے۔

موجودہ دنیا میں کامیابی کی سب سے تعینی بنیاد Monopoly ہے۔ اور ندہب اور آہمانی کتاب کے معاملہ میں اسلام کو بہی Monopoly ماصل ہے۔ بہ اسلامی دعوت کا ایک ایسا ایڈوانٹج ہے جو کسی جی دوسرے مذہب کو حاصل ہنیں ۔

## تاریخی ستمه

ڈاکٹرنٹی کانت جٹو با دصیاحیدر آباد (مندستان) کے ایک اعلی تعلیم یافتہ مندوسے۔اکفوں نے ہم، ۱۹ میں اسلام تبول کر بیا اور اپنا نیا نام محدعزیز الدین رکھا۔ اکفوں نے ۲۶ اگست سم، ۱۹کو حیدر آباد میں ایک ککیر دیا تھا جس کاعوان تھا :

#### Why Have I Accepted Islam

ڈاکٹرنٹی کانت چٹو یا دھیاکی ملی اورانٹرنیشنل زبانیں جانے کے۔ انھوں نے اپنے لکچرمیں تایاکہ وہ مزدو ازم کے احول میں پیدا ہوئے، گرانھیں بجین ہی سے اس شرکانہ ندہسب پر اطبیان نہ تھا۔ تعلیم کے حصول کے بعد انھوں نے سیجے ندمہب (True faith) کی تلاش شروع کی ۔ انھوں نے سمت معروف ندا ہب کا گہرامطالعہ کیا ۔ اسس سلسلہ میں انھوں نے دنیا کے مخلف ملکوں کے ملویل دورے محمول کے یہ ۔

گران کاعلی ذمین مریزمهب اور فلسفه کورد کرتار با - بهال یک که وه اسسلام بک بهرو نیجے - اسلام اضین علی معیاد کے مطابق نظر آیا - جنانجہ انفوں سنے اس کو فبول کر لیبا –

ڈاکٹرنٹی کانت جٹو یا دھیاکو اسسلام سے جن بہلو وں نے خاص طور پرمتا ٹرکیا ، ان میں سے ایک یہ تھاکہ یہ کمل طور پر ایک تاریخی مذہب ہے۔ اس کی ہربات تاریخی طور پرمعلوم اور ستم ہے۔ وہ کہتے ہیں ، م In the Prophet of Islam there is nothing vague and shadowy, mythical or mysterious, as, for instance, in Zoroaster and Sreekrishna, or even in Buddha and Christ. The very existence of those Prophets has been seriously doubted and even totally denied; but nobody, as far as I am aware, has ever ventured to reduce the Prophet of Islam either into a "Solar myth" or into a "fairy tale" as some eminent Savants of Europe have done with Buddha and Christ. Oh! what a relief to find, after all, a truly historical Prophet to believe in!

تمام موجوده ندابب مامنی بین بید ابوے - اس اعتبارے ان کی صحت و واقعیت کوجے کرنے کا پہلا میار صرف تاریخی معیار ہے ۔ آج کا ان ن کئی فدم ب کو اختیاد کرنے کے بیسب سے پہلے اس کا تا ریخی جا کرنہ نیز ہیا ہا ہے کہ جا کرنہ نیز ہیا ہا ہا کہ تا ہے کہ معیاد پر جے کرتا ہے تو اس کو معلوم ہوتا ہے کہ صرف اس سلام ہی وہ مذم ب ہے جو تاریخ کے مسلم معیاد پر پورا انرتا ہے - اس کے سواجو غراب ہیں وہ سب کے سب غیر تاریخی ہیں ۔ اور اس بنا پر وہ قابل تیم نہیں ہوسکتے ۔ ایک صحیح علی ذوق رکھنے والے آدمی سب کے سب غیر تاریخی ہیں ۔ اور اس بنا پر وہ قابل تیم نہیں ہوسکتے ۔ ایک صحیح علی ذوق رکھنے والے آدمی طور پر معتبر نہیں ۔ طور پر معتبر نہیں ۔ طور پر معتبر نہیں ۔

## علمی نائیب به

اسلام کواستی کام عطا کرنے والی باتوں میں سے ایک بات یہ ہے کہ موجودہ زبانہ میں جونے تھائی معلوم ہوئے، وہ ممل طور پر اسلام کی تقدیق بن گیے۔ اسلام ایک ایسے دور میں آیا جب کہ نے حصائی آجی فلا ہر منہیں ہوئے سے۔ ایسی حالت میں نے خفائق کا اسلام کی تعلیما ت سے نہ گرا نا اس بات کا بنوت ہے کہ وہ عالم النیب کا بھیجا ہوا کلام ہے۔ جب کہ دوسرے ذاہرب کا معاملہ بالکل مختلف ہے۔ ان کے بیا نا ت بعد کی دریافتوں سے کراگیے ، اس طرح تا بت ہوا کہ وہ یا تو عالم النیب خدا کا کلام نہیں ، یا اس میں خدائی کلام کی دریافتوں سے کراگیے ، اس طرح تا بت ہوا کہ وہ یا تو عالم النیب خدا کا کلام نہیں ، یا اس میں خدائی کلام کے ساتھ انسانی کلام کی آمیز سنس ہوگئ ہے۔ اور دولوں حالتوں میں وہ غرم جبرے ۔ بہاں اس کی ایک تعلیم مثال درج کی جاتی ہے۔

بائبل میں زمین کی بیب دائش کا اور اس کے اوپر آ دم کی آبا دکاری کا ذکر دِ نوں اور سالوں کے تعین کے ساتھ کیا گیا ہے۔ اسی طرح آ دم کے بعدسے لے کرموسی تک کی تمام نسلوں کا ذکر ان کی عمر کی قید کے ساتھ نا م بنام موجود ہے۔ ان تفصیلات اور اعداد کو لے کرعلاء بائب ل نے زبین اور انسانی نسلوں کی پوری عمر متعین کرنے بنام موجود ہے۔ ان تفصیلات اور اعداد کو لے کرعلاء بائب ل نے زبین اور انسانی نسلوں کی پوری عمر متعین کرنے بنام موجود ہے۔ ان تفصیلات اور اعداد کو لے کرعلاء بائب ل نے زبین اور انسانی نسلوں کی پوری عمر متعین کرنے بنام موجود ہے۔ ان تفصیلات اور اعداد کو اے کرعلاء بائب ل نے زبین اور انسانی نسلوں کی بوری عمر متعین کرنے بائب کی بیار کی بوری عمر متعین کرنے بیار موجود ہے۔ ان تفصیلات اور اعداد کو سے کرعلاء بائب کی جمہ کے تعین کرنے بیار کی بیار کردنے کی بیار کی کی بیار کی بیار

کی کوئٹش کے ہے۔ چیانچہ ۵۱۹ میں جو عبرانی کمی نظر (Hebraic calender) شائع کیا گیا۔اس کے مطابق ۵۱۹۱ کے زمین کی عمر ۲۹۹۵ مال کھتی ۔

جب کک جدید سائنس کاظہور نہیں ہوا تھا اور سارا معاملہ مفروصنہ عقا کہ برجب ریا ہوا، اس وقت کک زبن یا آدم کی عمر کے بارہ میں اس بیان برکوئی سوال نہیں اٹھا۔ گرموجو دہ زمانہ میں جب ارضیاتی تحقیقات ظہور میں آئیں اور مت دیم انسان کے متحر طبعا نجے برآ مدہوئے تومعلوم ہوا کہ زمین کی عمر یا انسان اول کازمانہ اس سے بہت زیا دہ ہے جو بائبل کے علایہ نے بائبل کے بیا نات کا حماب کر کے سمجھا نھا۔

بیمزیمن (James Hutton) اور بیارسس لائل (James Hutton) اور ایگرور دُّ بلائنظ (Edward Blyth) وغیرہ نے اٹھارویں صدی کے نصف آخراور انیسویں صدی کے نصف اول بب اس موصوع پر بے شار تحقیقات کیں اور بالآخر بہ ثابت ہو گیا کہ زمین کی مدت اور انسان اول کی عمر کے بارہ بیں بائبل کا بیان سراسر خلاف واقعہ ہے۔ تفصیل کے بیے ملاحظہ ہو:

Fred Hoyle, *The Intelligent Universe*, London 1983, pp. 28-30.

اس معامد میں قرآن کی مثال بالکل مختلف ہے۔ قرآن بیں کثرت سے الیے بیا نات موجود ہیں جو تاریخ، طبیعیات، ارصٰیات، فلکیات وغیرہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ گرسادے قرآن میں ابھی کسکسی ایک بھی ایسے بیان کی نشان دہی نہ کی جاسکی جو دورجد یہ کی تحقیقات سے ٹکرانے والا ہو۔ جونی دریافتوں کے بعد خلاف وافقہ بنات ہوجائے ۔ مران میں حصزت موسلی کے زمانہ کے فرعون کے تذکرہ علی سے تعالی گیا ہے کہ آج ہم بترے بدن کو بچالیں گے تاکہ تو اپنے بعد والوں کے لیے نشانی ہو (یولنس ۹۲) جس وقت قرآن ہیں اب کہ تاریخ ہم بترے بدن کو بچالیں گے تاکہ تو اپنے بعد والوں کے لیے نشانی ہو (یولنس ۹۲) وقت کوئی بھی تحض نہیں جانہ تا تھا کہ وعون موسلی کہ لاش کہیں محفوظ حالت میں موجود ہے ۔ گرزول قرآن کے بودہ موسل بد جب مصرکی تاریخ یا دگاروں کی تحقیقات کی گئی توجرت انگر طور پرمعوم ہوا کہ فرعون موسی کا مومیا ٹی کیا ہواجم موسل بد جب مصرکی تاریخ یا دکھر ہو تھی اس طرح موجود ہیں ۔ وہ اسلام کی خابت کی تصدیق خالص علی اعتبار سے کر دہے ہیں ۔ اس طرح وہ اسلام کو نیا استحکام عطا کرتے ہیں ۔

اسلام کے فکری اور عملی استحکام کے بیچند بہلو جواور بیان کیے گئے، وہ بطور احاط نہیں بلکہ بطور تأل ہیں۔ ان سے واضح ہو تاہے کہ بیغیر اسلام صلی الشرعلیہ وسلم کے ذریعہ جو الفت لاب آیا وہ محف ایک وقت یا سیاسی الفت لاب نہ تفا، وہ ایک دوررس تاریخی انقلاب تھا۔ اس نے انسانی فکر اور انسانی زندگی پر لیے دیر یا انزات و الیے جو ابدی طور پر تاریخ انسانی کا حصہ بن گیے۔ ان کے بعد دنیا ہیں ایسی نبد بیاں نام وزیر یا آئیں جفول نے مستقل طور پر اسلام اور اسلامی دعوت کے بیے ہرقسم کے مواقع پوری طرح کھول دئے ۔ آئیں جفول نے اسلام کے دبن کا مل ہونے کا۔



# سنت سول

ہماری اسس گفتگو کا موضوع سنت رسول ہے۔ رسول کی سنت دین میں بنیا دی اہمیت رکھتی ہے۔ آب کا قول اور آب کاعل تمام مسلما نوں کے لیے معیار اور نمونہ ہے۔ ہم کو اپنی زندگی سے ہرمعاملہ میں آب کا مفلد بننا ہے۔ سنت رسول کی بیروی ہی میں دنیا کی کامیا بی کاراز بھی ہے اور سنت رسول کی بیروی ہی میں آخرت کی کامیا بی کاراز بھی ہے اور سنت رسول کی بیروی ہی میں آخرت کی کامیا بی کاراز بھی۔

اس بات سے تمام مسلانوں کو اتفاق ہے۔ اس ہیں مسلانوں کے درمیان دورائے بہیں کہ رسول اللہ طلبہ وسلم کی سنت دین ہیں حجت کی چنبیت رکھتی ہے۔ گریہ سوال کہ خود سنت کہا ہے۔ اس بارے ہیں شعوری باغیر شعوری طور پرمسلانوں کے درمیان زبر دست غلط ہمی یا بی جانی ہے۔ ابی اصل حقیقت کے اعتبارے سنت ہر اس طریقہ کا نام ہے جورسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے تابت ہو۔ جو آب ہے کہ ایا کیا ہو۔ مگر ملا صورت حال یہ ہے کہ مسلانوں نے سنت کی ایک خودسا خذ فہرست بنالی ہے۔ دسول اللہ علیہ وسلم کی زندگی کی بعض نبناً صنی اور فروعی جیزوں کو انصول نے اپنی فہرست بیں لکھ لیا سے جو لوگ ان کا اہتمام کرنے ہیں وہ متبع سنت کے جاتے ہیں۔ حالاں کہ سنت کی اصل حقیقت کے اغتبارے وہ سنت کے اتباع سے بہت دور ہوتے ہیں۔

یہاں بیں ایک مثال دست ہوں جس سے اس بات کی بخوبی وصاحت ہوجاتی ہے۔ ایک مدیث کتابوں بیں الت الفاظمیں آئی ہے:

عن ام سلمة ان البني صلى الله عليه وسلم عفرت ام سلمه بيان كرى بين كه رسول الترصل الله على الله كان في بيتها من دئ وصيفة له اولها فابطأت عليه وكلم ان كريم بينها من دئ وصيفة له اولها فابطأت عليه وكلم ان كريم بينها من وجهه فقامت كوبلا ياجوآب كي متى يا مفرت ام سلم كي متى دفا دمه

ام سلمة الحالج جاب فوج الاصيفة تلعب ومعه السواك فقال لولاخشية القوديوم القيامة لاوجعت الحرب بهذا السواك

(الادبالمفرد، باب فصاص العيد، صفحہ ٢٩)

نے آنے میں دیر کی تو آب کے چہرے پر عفیہ ظام رہوگیا اس کے بعد حصرت ام سلمہ اکھیں اور پر دے کے پاس جاکر دیکھا نوا بھول نے پایا کہ خادمہ کھیل رہی ہے۔ اس وفت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہا تھ میں ایک مسواک تھی۔ آپ نے خادمہ کو مخاطب کرنے ہوئے فرمایا: اگر قیامت کے دن مجھے بدلے کا ڈر بنہ ہوتا تو میں تجھ کو اس مسواک سے مانا۔

اس روایت سے بر بات معلوم ہوتی ہے کہ رسول الٹرصلے الٹر علبہ دسلم جس وفت گھریں بیچھے ہوئے سے اس وقت آپ کے باتھ بیں معواک بھی ۔ اس سے کچہ لوگوں نے بر لکالاکہ معواک رسول الٹرصلی الٹرعلبہ وسلم کو اتنازیا دہ محبوب بھتی کہ آپ ہر وفت اس کو ایسے پاس رکھتے تھے ۔ جنائجہ ان لوگوں نے اتباع سنت کے جذبے کے تخت یہ اہتمام کیا کہ مواک کو اپنی جیب میں رکھنے لگے تاکہ جب بھی وصنو کہ نا ہو فوراً معواک کے جذبے کے تخت یہ اہتمام کیا کہ مواک کو اپنی جیب میں رکھنے لگے تاکہ جب بھی وصنو کہ نا ہو فوراً معواک کے حدیث کی تعبیل کرسکیں ۔ ایک باریمی ان سے معواک کی سدنت چھوٹنے نہ یائے ۔

مواک کاید اہتام بندات خود کوئی قابل اعتراض چیز نہیں ۔ یقیبنا مسواک سنت ہے حتی کہ رسول الشرصلی الشرعلیہ وسلم نے فرمایا کہ : لولا ان اشق علی اصتی لاصر بنہ م بالسواٹ (اگر مجھ اپنی امت برمثقت کا اندلیت ، نہ ہوتا نویس ان کو مسواک کرنے کا حکم دے دینا ) اس بنا پر کوئی شخص مسواک کو اہتام کرے تو وہ یقیبنا سنت کا اتباع کرے گا ۔ مگر سوال یہ ہے کہ کیا مذکورہ روایت میں صرف اسی ایک بات کا ذکر ہے ۔ حقیقت یہ ہے کہ روایت میں اسی کے ساتھ ایک اور سنت کا ذکر بھی موجو دہے ۔ مگر لوگوں نے ایک سنت کو لیا اور دو کے ۔ میں سنت کو چھوڑ دیا ۔ اور بذمہتی سے انھوں نے جس چیز کو اہمیت نه دی وی آپ کی ایم ترین سنت کو لیا اور دو کے اور اس کے مغر کو الگ کر کے بھینک دے ۔

اس روایت پرغور کیجے اس میں دوباتوں کا ذکر ہے۔ ایک یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس وفت اپنے گھریں بیسے موٹ سے اس وفت آپ کے با ہذیب ایک مسواک تھی۔ روایت کا دوسرا جرز یہ ہے کہ آپ کو اپنی خا دمہ سے شکایت ہوئی۔ آپ کا جی چا باکہ آپ اس کو مسواک سے ماریں مرا پ کو ایس کو ا

آخرت کی کیرا کا ندلیشہ ہوا اور اس بتا پر آپ نے اس کونہیں مارا۔ گویا ایک سنت ہے ، دانت صاف کرنے کے بیے مواک کو استعال کرنا۔ دورسری سنت ہے ، اللہ کے ڈرکا ذہن براتنا غلبہ ہونا کہ آدمی شکایت کے با وجود اور قابور کھنے کے با وجود دوسرے کو تکلیف پہونجانے سے رک جائے۔ وہ مسواک جبی معمولی جیز سے بھی کسی کونہ مارسے ۔ مسلما نول سے بہلی سدنت کو دورسے می سدنت سے الگ کر دیا۔ انھول نے بہلی سنت كوليا اور دوكسيرى سنت كوجيور ديايه

آج ملالوں کے اندر کروروں افراد ہیں جومواک کی سنت برعل کرتے ہیں گرشکا پتوں اور ناخوش گوارپوں کو ہر داشت کرنا اور فدرت رکھتے ہوئے دوسے سے خلاف کوئی کارروائی نہ کرنا، یر دورسدی سنت اتن کمیاب ہے کہ مشکل ہی سے چندایسے افراد مل سکتے ہیں جو وا فعتہ اس سنست کا اہتمام کرتے ہوں ۔

قراً ن میں مختلف الفاظ میں تنکرار بہ حکم دیا گیا ہے کہ رسول کی سدنت کو اختیا رکرو۔ مگر انباع سنت کے نام برہما رہے بہاں جن چیزوں کا زبر دست اہتمام ہوتا ہے ان کا قرآن میں کہیں ذکر نہیں ملتا۔ البت دوك رى قتم كى سنت كا ذكر قر آن ميس كترت سيسب اوريد دوك رى سنتيس وبى بين جن كومسلما نول نے این انباع سنت کی فہرست سے خارج کررکھا ہے۔ بہاں ایک شال پیجے ۔

سورهٔ احزاب قرآن کی ۳۳ ویں سور ہے۔اس سورۃ کے ایک حصہ میں غزوہُ احزاب پرنبھرہ ہے جورے چر بین ہین آیا۔ اس موقع پرعرب کے مشرکین سے نفریب اس مزار کی تعدا دمیں انتظام وکر مدیرز برچیطهای کی هنی- اس موقع پر اگرچه با قاعده لطانی نهیں ہوئی تاہم وہ لوگ تقریبًا ایک ماہ تک مربیز کا محاصرہ کیے رہے۔ اس محاصرہ کے دوران بڑے سخت حالات بیش آئے۔ جنائح خود قرآن میں اس کی بابت یہ الفاظ آئے ہیں کہ ۔۔۔ جب دشمن اوپرسے اور نیچے سے تم پر چیطھ آئے۔ جب دہشت سے أنكهيں بيخرا كينس اور كليج منھ كو آگيے اورتم التربے بارے ميں طرح طرح كى بدكما نياں كرنے لگے - اس وقت ایان والے سخن آزمائن میں الحالے کیے اور بری طرح ہلا مارے کیے ( ۱۱ – ۱۰ )

اس نازک موقع بر کمزودمسلما نول سے بہت سی کمزوریاں ظاہر ہوئیں ۔ وہ پوری طرح صبرواستقامت کا بڑوت نہ دے سکے۔ اس سورہ میں ایسے نوگو ن پر تبصرہ کیا گیا ہے۔ اس سلسلمیں ارشاد ہوا ہے ؛ ه اسوي حسنة لمركان يرجو الله والبوم الأخروذكوالله

کٹیرا (بے شک تمہارے لیے اللہ کے رسول میں بہترین تمور ہے ، اس شخص کے لیے جو اللّٰر کا اور آخرت کے دن کا امیدوار ہوا ور اللّٰر کو بہت زیادہ یا دکر ہے ۔

آیت کا مطلب یہ ہے کہ معاصر ہُ احزاب کے سخت مالات جس طرح عام مسلمانوں پر بیش آئے ۔ کیوں کہ دشمنوں کا اصل نشانہ اسی طرح وہ رسول پر بھی بیش آئے بلکہ رسول پر زیا وہ سخت انداز میں بیش آئے ۔ کیوں کہ دشمنوں کا اصل نشانہ تو آپ ہی سے مے مگر رسول کا حال یہ رہا کہ وہ پورے صبرا ور استقامت کے ساتھ حالات کے مقابلہ میں جے رہے ۔ ایھوں نے ہر کمنی اور سٹ ترت کو الٹری خاطر بر داشت کیا ۔ یہ کر دارجیں کا اعلیٰ نمویز رسول نے بیش کیا ، وہی تمام مسلمانوں کو بھی اپنی نزندگی میں اپنانا چا ہے بھی امنی اسی سنت بر بمت امسلمانوں کو جلی ایسی سنت بر بمت امسلمانوں کو جلینا چا ہیے بھا ، رسول کی اسی سنت بر بمت امسلمانوں کو جلینا چا ہیے بھا ،

کوبرداشت کرنا۔ ناخوسٹ گواریوں کے با وجود دین کے طریقے پر جھے رہنا۔ گرآئ کیا حال ہے۔ آج آپ سنت کے ذکرہ میں سنت سے دائی کیا حال ہے۔ آج آپ سنت کے ذکرہ میں سنت صبر یا سنت بر داشت کا لفظ بولیں ، توسنے والوں کوبڑا عجیب معلوم ہوگا۔ ان کویقین ہی نہ آئے گاکہ یہ بھی کوئی سنت ہے ۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ غلط رواج کے نیتجہ میں بس کچے خاص چیزوں کوسنت سمجھ لیا گیا ہے۔ مثلاً داڑمی ، مسواک ، دائیں ہا کھ سے پانی پینیا ، مسجد میں داخل ہوتے ہوئے دایاں یا وُں رکھنا اور نکھتے ہوئے بایاں یا وُں پہلے نکا لنا ، وغیرہ یا وُں رکھنا اور نکھتے ہوئے بایاں یا وُں پہلے نکا لنا ، وغیرہ

سنت کے نام سے موجودہ زمانہ میں لوگ بس اسی قلم کی کچھ جیزوں کو جائے ہیں ، اور ان چیزوں کا پورا اہتمام کرتے ہیں ۔ مگر دوسسری جیزیں سنتِ رسول کی چیٹیت سے ان کے ذہن کا جزر ہنیں بٹیں ۔ اس بیے اتناع سنت کے تحت وہ ان کو اختیار کرنا بھی صزوری نہیں سمجھتے ۔

آج امت ہیں بے شار لوگ ہیں جو انت کا با قاعدہ اہمام کرتے ہیں ۔ گرا تباع سنت کا با قاعدہ اہمام کرتے ہیں ۔ گرا تباع سنت کے نام سے عام طور پر جن جیزوں کا ہمام کیا جاتا ہے وہ دین کے بھرضنی اور جزئی آ داب ہیں ، ان کے علاوہ دین ہیں جو اصل اہمیت کی جیزیں ہیں ، جو دین ہیں رئیسی اور مرکزی حیثیت رکھتی ہیں ان کوشعوری یا غیر شعوری طور پرسنت سے خارج سمجہ لیا گیا ہے ۔ یہی وجہ ہے کہ اتباع سنت کے با وجود انباع سنت کے عور انباع سنت کے با وجود انباع سنت کے فوائد عاصل ہیں ہوتے ۔

یہاں میں ایک ذاتی تجربہ بیان کروں گاجس سے سنتوں میں اسس تفریق کی بخوبی وضاحت ۱۰۳

ہون ہے۔

ماہنامدالسالہ کے بیے ہم کو ایک مزید کا تب کی صرورت بھی۔ اس سلسلے میں ایک صاحب بلائے گیے۔ انھوں نے کہاکہ میں کام ہے کرجاؤں گااور گھر بر لکھ کر دیتار ہوں گا۔ چنانچہ انھیں چندمضامین دینے گیے۔ انھوں نے وعدہ کباکہ وہ بہندرہ دن میں یہ مصابین لکھ کر دے جائیں گے۔

کاتب صاحب جس وقت دفتریس تشریف لائے دہ کھانے کا وقت تھا۔ جنا بنجہ ان کے بیے کھانا منگایا گیا۔ کھانا میز پر رکھ دیا گیب اور ان سے درخواست کی گئی کہ کھانا تناول فر مائیں۔ مگریس نے دیکھا کہ وہ کچے تردداور پریشانی میں پڑگے ہیں۔ پوچھے پر انھوں نے بتایا کہ میز پر کھانا فلا ف سنت ہے اس بیے وہ کھا ہے ہیں۔ اس کے بعد ایک جیسا ٹی منگائی گئی۔ چٹائی بچاکر کھانا فرسٹس پر رکھا وہ کھا ہے ہیں۔ اس کے بعد ایک جیسا ٹی منگائی گئی۔ چٹائی بچاکر کھانا فرسٹس پر رکھا گیا۔ اس کے بعد انعوں سے کھانا تناول فر مایا۔ کھا ہے سے دراعنت کے بعد وہ الرسال کے معنامین سے کہ والیس گیے۔

ہم کو امید تھی کر حب وعدہ وہ دو ہفتہ ہیں مصنامین لکھ کر بہونچا دیں گے مگر دوہفتہ گزرگیا اور وہ والبی نہیں آئے۔ ہم انتظار میں رہے یہاں تک کہ دومہینہ ہوگیا۔ اس کے بعدان کی نلاش کے بیے ایک آدمی بھیجا گیا۔ بڑی مشکل سے اس گلی تک رسانی ہوئی جہاں دہ ایک مشترک کرے میں رہتے تھے۔ ان کے کمرہ کے ساتھی نے بتایا کہ وہ اپنے وطن گیے ہوئے تھے جو کمرہ کے ساتھی سے مزید بتایا کہ وہ اپنے وطن گیے ہوئے تھے جو ایک دیہات میں واقع ہے۔ وہاں ایک فاندانی جھگڑے میں ان کی آب میں لڑائی ہوگئ اسس میں وہ کانی زخمی ہوئے اور اسس بین لڑائی میں بڑے ہوئے بین ۔

اس کے بعدان کے وطن کے پننے پر خطالکھا گیا۔ جو اب کے ذرابیہ معلوم ہواکہ مذکورہ ربور ط صحے بھتی ۔ بالآخر کئی مہینہ کے بعد ہم ارا آ دمی ان کے گھر بربان سے طاقات کرنے بیں کا میاب ہوا۔ اوروہ مضامین کو اس حال بیں واپس لایا کہ کا تب صاحب نے ابھی ایک سطر بھی نہیں کہی تھی ۔

اب اس وافعہ پر عنور کیجے۔ میرے نز دیک یہ بات سیح نہیں ہے کہ میز برکھانا کھانا سنت کے فلاف ہے۔ تاہم بالفرن اگرمیز برکھانا کھانا سنت سے فلاف ہو تب بھی مذکورہ کا تب صاحب نے فلاف ہو تب بھی مذکورہ کا تب صاحب ایک سنت برعمل کیا اور دواہم ترسنت کو چپوٹر دیا۔ اپنے خیال کے مطابق الفول سے فرش پر کھانا کھاکر ایک سنت اداکی میں ہے تا دواہم ترسنیں سنت وعدہ اور سنتے صبر کی تعمیل وہ نہ ایک سنت اداکی میں ہے۔ ا

کرسکے ۔ اپنے وعدہ کے مطابق النفیں دو ہفتہ میں مصابین کی کت بت کر کے ہمیں بہونچا نا جاہیے سے ا اور بالفرنس اگر کوئی عذر لاحق ہوجائے نوان کے لیے صروری سخاکہ ہمیں اطلاع دیں۔ مگر النفول نے نہ ابنا وعدہ بوراکیا نہ اس کے بارہے ہیں کوئی اطلاع دی ۔ دوسری بات یہ کہ اپنے رشتہ دارول سے اگران کاکوئی جھگڑا تھا نو وہ صبراور اعراص کے طریقہ کو اختیار کر کے اس مسئلہ کوحل کر سکتے تھے ۔ مگروہ صبر اور اعراص کا طریقہ اختیار نہ کرسکے ۔ نیتے یہ ہواکہ انھیں زخمی ہوکر کئی مہینہ اسبینال میں رہنا پڑا۔

مذکوره کانب صاحب ایک عربی درسگاه سے فارغ ہیں۔ اکھوں سے سنت اور صدیت کاعلم عاصل کیا تھا۔ مگر سنت کے نام سے ان کا ذہن جن چیز وں سے بانوس تھا وہ چند ضمنی اور فروعی چیزیں تھیں مثلا ایک متنت داڑھی رکھنا۔ چٹائی پر کھانا کھانا۔ دائیں ہانند سے بانی بینا وغیرہ وغیرہ ۔ یہ بات ان کی شعوری دریا فت سے باہر تھی کہ وعدہ ہور اکرنا بھی سنت ہے۔ صبر کرنا بھی سنت ہے اور جھگڑوں میں اعراض کا طریقہ افتیارکرنا بھی سنت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انھوں سے چٹائی پر کھانا کھانے کی سنت پر سنت سے عمل کیا۔ مگر وعدہ اور صبر واعراض کی سنت پر عمل کرنے کی صرورت انھیں محسوس نہیں ہوئی۔

یمی پوری ملت کا حال ہے۔ آج بے شار لوگ ہیں جوسنت کی اہمیت کا قرار کرتے ہیں جوست کے اتباع کا زبر دست اہمام کرتے ہیں مگرسنت کے لفظ سے وہ جن جیزوں کو جانتے ہیں وہ بس چند آداب ہیں۔ ان جزئی آداب کے معاملہ میں وہ اسب ع سنت کا زبر دست اہمام کرتے ہیں مگرا ن کے علاوہ جو بڑی بڑی سنتیں ہیں جن کے بارے میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وہم نے بار بار تاکید فرمائی ہے ان کی اتباع کا متبعین سنت کے یہاں کوئی اہمام نہیں یا یا جاتا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ان جیزوں کو وہ سنت کے نام سے جانتے ہی نہیں۔

آپ کی مجلس میں معروف سنتوں کا ذکر کریں نوکسی شخص کو کوئی اجنبیت محسوس نہ ہوگی۔ لیکن اگر آب اس قتم کے الفاظ بولیں مثل ۔۔۔۔ سنت نفکر ، سنت اعتبار ، سنت صبر ، سنت ،اعراض ، سنت فضح ، سنت دعوت وغیرہ ، تولوگ آب کو عجیب نگاہوں سے دیکھیں گے ۔ان کو ایسامعلوم ہوگا جیسے آپ کوئی نیا دین بین کر رہے ہیں ۔

ایک روایت کے مطابق رسول الشرعلیہ وکم نے فرمایا: بدأ الاست لام عند بیب و سبعود کما ب و المبنی تقادیم دوبارہ وہ اجنبی سبعود کما ب و المبنی تقادیم دوبارہ وہ اجنبی اللہ میں دوبارہ وہ اجنبی میں دوبارہ وہ د

## موجلتے گا بیں اجنبوں کومب ادکی ہو)

اس صدیت میں دین کے اجنبی ہونے کا جو ذکر ہے اس کامطلب یہ نہیں ہے کہ نمام لوگ نماز پڑھنا جھوڑ دیں گے یاکوئی جج کرنے والا باتی نہیں رہے گا۔ دوسری احادیث سے بیٹا بت ہے کہ نما ز روزه کرنے والے لوگ آخروقت تک دنیامیں باتی رہیں گے یہاں تک کہ قیامت آجائے۔اس میں دین کے اجنبی ہونے سے مراد وہی جبرنے جس کی ایک مثال مذکورہ واقعات میں نظرا تی ہے۔ بعیٰ جائی پر کمپ ناکھاینے کی سنت لوگوں کے بیے معروف ہو مگرا یفائے وعدہ اورصبرواع امن کی سنت لوگوں کے کے لیے اجنبی بن جلئے ۔

بعض چیزیس ده بین جو با عتبار حقیقت سنت بین مذکه با عتبار ظامر - ایسے معاملات مین سلالوں مے بس طاہری صورت کو بکر ایا ہے اور سمجھتے ہیں کہ وہ سنت پر عمل کررہے ہیں ۔ حالاں کہ ان معاملات بیں سنت ایک حقیقت کا نام تھا نہ کہ ایک ظاہری صورت کا ۔

مثال سے طور پر ذکر کو ٹیجے ۔ موجودہ زمانہ میں بے شارمسلمان ہیں جو کچھ الفاظ کویا دکرکھیے و شام ان كى تكرار كرستة رسة بي اورسمية بيل كراس طرح وه مسنون اذكار "يرعل كررب بي حالالك مىنون اذكارمىنون كيفيات كانام بي مدم مص كيدالفاظ اور كيد جبلول كانام مىنون اذكارسے -رسول الشرصلي الشرعليه وسلم كا ذكر حقيقة خداكى يا دموتا عقار آب برم قت الشركى يا دكا غلبه رستا خفار اس كيفيت كے ایک ظاہری نیتجہ سے طور پر كھ الفاظ آپ كى زبان سے تكل يہتے تھے۔ برالفاظ بلانشبہ ذكر عقے . مگروه این اندرونی حفیقت کی بناریر ذکر کفے . مذکه محف اینے ظاہری تلفظ کی بنا پر

رسول الشرصلے الشرعليه وسلم كو الشرتغالى كى نهايت گرى معرفت حاصل مفى مصريت ميں آپ كو دائم الفكره كها كياس يعن آب مروقت خداك فكريس ووسي موس مست عقد آب كواللرك بے یا یاں نعمتیں یاد آتیں اور آپ شکر کے جذب سے سرت ار ہوجائے۔ آب اللری عظمتوں کا تصور كرتے اور آب كاسىنا الله كى برائى كے اصاس سے بھرجاتا۔ اس وقت بے اختيار آب كى زبان يربر الفاظ جارى موجلة : سبحان الله وبحدمه سبحان الله العظيم يه تقاليكا ذكر . آب كابر ذكر ايك قلبي حالت كاتر حب ان موتا نها ، اور ميي حقيقت به ان نام اذ كار كي جن كومسنون اذكار كهاجا تاہے۔

#### عفيدت مندي بإاطاعت

اردوزبان کے ایک بڑے شاع کے ۔ وہ نغت گوئی میں مشہور سے ۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نغت میں بڑے بڑے تھیدے کھنے سے اور نہا بت جوشس وخروش کے ساتھ ان کومتاع وں میں سناتے تھے ۔ مگران کا حال یہ تھا کہ وہ نہ نہاز بڑھتے سے اور نہ روزہ رکھتے تھے ۔ صاحب مال ہونے کے با وجود وہ زکواۃ ادا نہیں کرتے سفتے اور نہ انھول سنے کبھی ج کیا ۔ وہ اجبے آپ کوعاشق رسول کہتے سفے۔ اگرجہ اطاعت رسول سے انھیں کوئی سے رکھا رہ نھا۔

موجُوده زماره بین کنزن سے اس فتم کے مسلمان پائے جاتے ہیں۔ وہ رسول اللہ کی مشان میں ننا ندار الفاظ بولیں گئے ، آپ کے نام برمیلا دالبنی کے جتن منائیں گئے گرا تھیں رسول اللہ کے طریقہ کو اختیار کرنے میں کوئی قیمت نہیں۔ طریقہ کو اختیار کرنے میں کوئی قیمت نہیں۔ دین میں دہی مجبت رسول کی دین میں کوئی قیمت نہیں دہی مجبت رسول معتبر ہے جس کے ساتھ اطب عت رسول بائی جاتی ہو۔ قرآن میں اریث و مواسعے:

ن منتم تحبون الله فانبعون بيجب م المني مهوكداكرتم الله عمبت كرف به توقوميرى الله في الله في الله الله الله في الله في

اس آیت کی تنزیح میں مفسرین نے تکھا ہے کہ فدا ورسول کے سلسلے میں صرف اظہا دمجت کا دعوی کافی نہیں ۔ اسی کے ساتھ لازم ہے کہ آدی کاعلی بھی اس کے مطابق ہو۔ جوشخص مجت کا دعوی کرے اور اسی کے ساتھ وہ رسول فدا کی سنت کے فلا ف علی کرر ہا ہونو وہ حجوظا ہے (فسمن المدالت میں المدید میں اللہ علیہ وسلم فھو کے آدب التف المفاری، المجلد الشاقی، صفح سنة الدیسول صلی الله علیہ وسلم فھو کے آدب التف را لمفاری، المجلد الشاقی، صفح سنة ۱

میں نے ایک بارسیرت البنی کے ایک جلسہ میں تقریر کی رمیں نے اپنی نقر بر میں تفصیل سے بتایا کہ رسول اللہ صلے ارسار علیہ وسلم کا زندگی کا حریقہ کیا تھا۔ نقر بر کے بعد حاصر بن جلسہ میں سے ایک صاحب مجھ سے ماہ در کہ اگر ہے سیرت پر نو کچے بیان ہی نہیں کیا۔ میں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ کی زندگی کا طریقہ بتایا ، بہی نوسیر ت ہے ۔ الضوں نے کہا کہ نہیں سیرت نویہ ہے کہ آپ کے کرامات اور عجا سب بیان کئے جائیں ۔ وریہ آپ نے کیا ہمی نہیں ۔

یزبردست بھول ہے جس میں موجودہ زمانہ کے مسلمان بتلا ہیں انفوں نے عزر بیرت کوسیرت اور غیرسنت کوسیرت اور قبرسنت کوسنت سمجھ رکھا ہے۔ رسول اللہ کو رسول اللہ ملنے کا واحد مطلب یہ ہے کہ آپ کو مت بل اتباع اور آپ کی زندگی کو نمویۂ سمجھا جائے۔ الفاظ کے میدان میں جوست وخروش دکھانے سے رسول اللہ برایمان کاحق ادا نہیں ہوتا ۔

ایک روایت حدیث کی مختلف کت بول میں الفاظ کے تھوڑ نے تھوڈ سے فرق کے ساتھ آئی ہے۔ اس کا اکس حصد یہ ہے :

استت رحب من المسلمين ويصل من البيهود فقال المسلم والذي اصطفى عجد اعلى العلمين فقال المبيهودي والسن ماصطفى عجد اعلى العلمين وفع المسلم حند ذالك سيدة فلطم البيهودي ون فلسلم حند ذالك سيدة ولطم البيهودي ون فلسلم عند ذالك مولات الحليم وي وفي المسلم فاخبرة السنى كان من امرة واموالم المبيام وفع في في وجهه مثم فذال؛ لا تغضّ أو اسين انبيام الله و

(جامع الاصول ، جلسه ٨ ، صفحه ١١٧ - ١١١٥)

ملانول میں سے ایک شخص اور بہو داول ہیں سے ایک شخص (مرب میں) ہیں میں جھگڑ گئے۔ معلان نے کہا کہ اس ذات کی قسم جس نے محد کوتمام دنیا والول پر برگرنیہ کیا۔ میں دات کی قسم جس نے موسیٰ کو کیا۔ میں وقت مسلان نے اپنا کام دنیا والول پر برگزیہہ کیا۔ اس وقت مسلان نے اپنا کام دنیا والول پر برگزیہہ کیا۔ اس وقت مسلان نے اپنا کام دنیا والول پر برگزیہہ کیا۔ اس وقت مسلان نے اپنا مسل الشرعلیہ و کم کے پاس گیا اور اس معاملہ کو آب سے مسل الشرعلیہ و کم کے پاس گیا اور اس معاملہ کو آب سے بتایا جو اس کے اور سلان کے درمیان بیش آیا تھا۔ یہ سن کر رمول الشرصلی الشرعلیہ و کم خضب ناک ہو گیے یہاں تک کہ خصہ ایک ہو گیے یہاں تک کہ خصہ آب کے جہ رہے برطا ہم ہوگیا بھر آب نے فرفایا کہ اسٹر کے رسولول کو ایک دوسرے سے افضل نہ کھراؤ۔

کسی رسول کا جوم تبہ دمت م ہے اس کا تعلق اللہ سے ہے۔ اسس کا تعلق ہم سے نہیں۔ ہارے ذمہ جوکام ہے وہ یہ نہیں ہے کہ ہم ایک رسول کی افضلیت دو کرے رسولوں پر ثابت کریں اور بھر اس پر دو کرے دربیان فحر کریں ۔ ہماری ذمہ داری صرف بہ ہے کہ ہم وہ کریں جورسول نے کھیا۔ ہم رسول کو اپنی زندگی کے تمام معساملات کے لیے نمو نہ بنالیں ۔ اللہ کے یہاں ہم کو جوالعام ملے گاوہ رسول کی بیروی کی بنیا دیر ملے گار کہ اس بنیا دیر کہ ہم سے رسول کی عظمت پرسٹ ندار نقریریں کی محتیں اور اس کو ا چینے قومی فخر کا عنوان بن یا بھتا۔

اس وقت ہم چند حدیثیں بیش کریں گئے ۔ ان حدیثوں سے اندازہ ہوتا ہے که رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم كاطريقة كيا تقا ، اور زندگى كے مختلف معاملات ميں آپ نے ہمارے بيے كيا منور جبور اسے \_

موكه توصبح اورشام اس طرح كرك كرتبرك دل مبن کسی کے خلاف کیبنہ مذہوتوالیساکر سے آپ نے فرمایا کہ اے لڑے ، یہ میری سنت ہے اورس نے میری سنت سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور میں نے بچھ سے محبت کی وہ میرے ساتھ جنت ہیں ہوگا۔

عن انس قال لى سول الله صلى الله عليه من تصرت اس كبته إلى كرسول الترصلي الترعليه وسلم وسلم یا بنیان قلب ان تصبح و تمسی نے مجھ سے فریا اے لڑے ، اگر تواس پر قادر وليسفى قلبك غش الاحد فافعل ثم تال يا بنى وذلك من سنتى ومن احب سنتى فقل احبنى ومن احبنى كان معى في الجنة

رسول کی سنست کانعسلق صرف کیرا ، بال اورمسواک جیسی چیزوں سے نہیں ہے بلکہ ایک آدی کی زندگی کے پورے رویے ہے۔

لوگول کے درمیان آپ کیسے رہیں ،اس سے بارے ہیں سنت رسول یہ ہے کہ آسیا کادل لوگوں کے بارے میں برسے جذبات سے پاک ہو۔ جب بھی ایک آدمی دوسرے آدمیوں کے درمیان رمہتا ہے توطرح طرح کے باہمی معاملات بیش آتے ہیں۔اس کی وجہ سے باربار ایسا ہوتا ہے کہ ایک شخص کو دوسرے کے فلان خبش اور شکایت بیدا ہو جاتی ہے ۔ ایسا ہونا فطری ہے ۔مگر حندا کے رسول کی سنت یہ ہے کہ ایسے جذبات کو اپنے دل ہیں تظہرنے نہ دیاجائے بلکہ انفیس باہر نکال دیا جائے۔

نكايتول كونظراندازكرنا- رنخبيتو ل كو كهول جانا ،غلطيول كومعات كردينا ، كليف كو اييخ اوپرسہہ لینا بجائے اس کے کہ اس کو دوسرے کے اوپر ڈالا جائے ، بیپغیر کا طریقہ ہے اور حبنت انھیں لوگوں کے لئے ہے جو پیغربر کے طریقہ کو اختیار کریں۔

جولوگ بینمبر کے طریقہ کو حجمور کر ایسے نفس کی ترغیبات برچلیں ، جولوگ اپنے سینے کومنفی جذبات سے پاک کرنے کے بجائے اس کومنفی جذبات کا است یا نائیں۔ وہ اُخرت میں سیغمروں اور فدا کے نیک بب دول کی آبادی سے دور مہول گے ۔ کیونکدانہوں نے بیٹم ول اور نیک بندوں ک روسس کو ابنے لئے لیسندنہیں کیا۔

## رسول كحط يقه مين كاميابي

تماین و منمنوں پراس وقت تک غالب ر موگے جب کی میری سنت کو مکر طے ر موگے ۔ اور جب تم میری سنت سے تک خوا اسٹر تھا رہے اوبرا یسے کومسلط کر ہے گا جو نہ تم سے ڈررے گا اور نہ تم پرر تم کرے گا ، میہ ال کی تم میری سنت کی طرف ہوئے ۔ اگر و

لاذلتم منصورین علی اعل انگم ما دمتم متمسکین بسنتی فان خوجتم عن سنتی سلط الش علیکم من لا مخاصکم ولا بوحم کم حتی تعود واان سنتی (دواه مسلم)

رسول القد صلی التر علیه وسلم نے جودین جھوٹرا ہے اس میں کوئی کی نہیں حس کوکوئی بوراکرے۔ اس میں کوئی زیاد تی نہیں حس کوکوئی اس سے دور کر ہے۔ یہ بوری طرح ایک کا مل دین ہے۔ ہماری کا میبابی کی واحد صورت یہ ہے کہ ہم اس کی اسی طرح بیردی کریں جیسا کہ وہ ہے ، اگر ہم نے اس میں کی بیشی کی کوشنش کی تواس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ باہمی اختلات اور تصادم تنر وع موجائے گا ۔ اور با ہمی اختلات بی کا دوسرانام کردری اور خلوست ہے۔

رسول الشمل المستعليہ وسلم نے ہم کو کچے عقا کہ سکھا کے ہیں ۔۔۔ فدا ایک ہے۔ مرنے کے بعد جنت اور دوزخ ہے۔ نبیوں پر فدا اپنے فرشتے کے ذریعہ اپنا کلام ہیجتا ہے ، وغیرہ ان عقا کہ کو ہیں اسی طسرح ما ننا ہے۔ بن طرح وہ قرآن اور صدیت ہیں آئے ہیں۔ اگر ہم اپنی طون سے موشکا فیال کریں اور نئی نئی کلامی بحثیں چیطری نواس کا میتجہ صرف یہ ہوگا کہ ختلف کو گختلف با تیں نکالیں گے۔ رابوں کا اختلات امت کے افراد کو ایک ورسرے سے مخرادے گا۔ اسی طرح عیادت کے سلسلے ہیں آ پ نے کچے اکام ہبتائے اور ان کو کہ کہ دکھا دیا۔ اب ہیں چاہئے کہ ان کو حبیب ہے وہ بیا گر خرامت کی کم وردی کا باعث بنے گا۔ ایک سلمان کو دوسرے محلا ہوگا جو بالا خرامت کی کم وردی کا باعث بنے گا۔ ایک سلمان کو دوسرے محلا ہوگا ہو بالا خرامت کی کم وردی کا باعث بنے گا۔ ایک سلمان کو دوسرے محلا ہوگا ہو بالا خرامت کی کم وردی کا باعث بنے گا۔ ایک سلمان کو دوسرے کا محلول ورد اپنے کھا اور بالا خرسان کا اس کے کئے کا مزہ چکھا نے کے لئے کھوا ام جو باک تواس سے آپ کم منصب کی خواہش کرنے کیس کی دوسرے آ دمی سے بدلہ لینے اور اس کو ایک میں ہوگا۔ ملت کی امد و مست کے معاملات میں آپ نے انداز کے ہاتھوں بربا د کی منصب کی خواہش کرنے لیس کے بیت تو دا بنے افراد کے ہاتھوں بربا د کی مورک سے دیے لئے گل کہ بیت تو دا بنے افراد کے ہاتھوں بربا د کی مورک سے لئے گل کی کا برن مقلول کے لئے باہم لڑنا تربی جانوں کی کئی امید وار بنیں گے اور اس کے صول کے لئے باہم لڑنا تربی کا دراس کے تصول کے لئے باہم لڑنا تربی کے داس کے نتیج بیں پور اسلم معاشرہ حد رہنجف ، نفرت ادر استقام کی آگ ہیں جل شطے گا۔

# رسول الشركا انداز كلام

رسول التُرصِلِّ التُرعليه وسلم كابولين كاطريقة يه تقاكه آپ بهيشه واضح انداز بين بوليق تق اور الفاظ كو تظهر تظهر كرا دا فزمات تقل. آپ كى المهير محترمه حصزت عائشة رضى التُرعنها بن بعد كے زمان كے لوگوں سے فزمایا :

ما حان رسول الله صلى الله عليه وسلم يَسرُدُ كسردكم هذا - ولكن يتكلم بكلام بين فصل يحفظه من جلس البه وزاد المعادى

رسول الترسلی الترعلیہ ولم تم لوگوں کی طرح بترزیرز بنیں بولیے کے ۔ بلکہ آپ کے کلام میں فصل ہوتا کھتا، آپ کے باس بیٹھا ہوا آ دمی اسس کو یا دکر لیتا کھا۔

ایک اور روایت بین یه الفاظ آئے ہیں:

حديثًا لوحدٌ العادُّ لا حصاة (متفق عليه) كرت تق كدار كنن والاكن تواسس كوكن له-

مومن کاکلام ایک ایے شخص کاکلام ہوتا ہے جو الٹرسے ڈرسنے والا ہو۔ مومن کو یقین ہوتا ہے کہ اسس کام رلفظ فرشتے لکھ رہے ہیں۔ وہ اپنے ہر قول کے بیے خدا کے بہاں جواب دہ ہونے والا ہے یومن کا یہ یقین اس کے اندر ذمہ داری کا احساس پیدا کر دیتا ہے ۔ وہ جب بولتا ہے تو اللا ہے یومن کا یہ یقین اس کے اندر ذمہ داری کا احساس پیدا کر دیتا ہے ۔ وہ جب بولتا ہے تو الس کو ایسا محسوس ہوتا ہے گویا وہ حسدا اور فرشتوں کے سامنے بول رہا ہے۔ یہ تصور اسس کی زبان پرلگام لگا دیتا ہے ۔ وہ بولے سے پہلے سو چلہ ہے ۔ وہ جب بولنا ہے تو الفاظ تول کر اپنے مذہ لکا لئے ۔ فدا کا خوف اس سے تیز کلامی کا انداز جیبن لیتا ہے ۔ آخرت کی جو اب دہی کا احساس کی جوش تقریر کے بیے رکا و شبن جاتا ہے ۔

جونتی اس قیم کے سندیداحساسات سے دباہواہو وہ آخری عدتک سنجیدہ انسان بن جا تاہے اور سنجیدہ انسان کی گفت گوکا انداز وہی ہوتا ہے جس کانفتنہ حصزت عائت سنزکی مذکورہ روایت بیں نظر آتا ہے ۔

### مرایک کو اچھی دعی دینا

بہ طریقہ آپ کا اچھی دعا کے لئے تھا۔ لیکن اگر کوئی شخص بددعا کے لئے کہتا تو اس صورت میں اپ کا طریقہ دوسرا ہوتا۔ اب آپ آ دمی کی درخواست کے برعکس اس کے لئے بہتری کی دعا کرنے گئے۔ طفیل بن عمرو الدوسی مکہ میں آپ کے باتھ براسلام لا سے راس کے بعدا پنے وطن دالیں جا کرقبیلہ دوس میں تبلیغ کرنے لگے۔ مگران کی بیوی سے والد کے سواکوئی ایمان نہ لایا۔ وہ د دبارہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ سے اورکہا کہ اے ضول کے رسول، قبیلہ دوس کے لئے بد دعا فرما یئے ۔ آپ نے حصر طفیل مسلم کے پاس آ سے اورکہا کہ اے فرائ نا شروع کر دیا: اسے اللہ قبیلہ دوس کے لوگوں کو ہدایت دے اللہ ما ھی دوسا) اس کے بعد حضرت العمر برہ بھی تھے۔ اب میں دائیں آگر تبلیغ کی توسب کے سرب سلمان ہو گئے۔ ابھی بی سے ایک حضرت ابو ہر برہ بھی تھے۔

رسول الله صلی الله علیہ وسلم کے مذکورہ واقعات ہیں جوطریقیہ ملی ہے ہی مؤن کا اصل مزاع ہے۔ مون کے دل میں دوسروں کے لئے فیر خواہی ہوتی سہے۔ اس لئے وہ بھی ایک مون کے لئے دہی بہتر چیز چلہ خات کے دل میں دوسروں کے لئے جب دہ چلہ خلگتا ہے جس کا وہ مون خو دخواہاں ہو۔ مون دوسرے کی ہدایت کا حریقی ہوتا ہے ، اس لئے جب دہ دیکھتا ہے کہ کوئی شخص صحے راستہ اختیار کرنے برآ مادہ نہیں ہے تو وہ اس کے خلاف بد دعا نہیں کرتا ۔ ملکماس کے حق بیں خدا سے یہ درخواست کرتا ہے کہ وہ اس کاسینہ ہدایت کے لئے کھول دے۔

### مسلمان کون ہے

قال لنبى صلى لله عليه ويسلم: المسلمون سلم سلم الترصل الترصلي الترعلية وللم نے فرما باكم مسلمان وہ ہے المسلمون من لسانه و بيده جس ك زبان سے اور جس ك إن سے مسلمان مفوظ ديس.

آدمی جب حقیقی طور پر خداکو پا آہے تواس کی فدرت اور جلال کے آگے اس کی ہتی بالکل ت دب جاتی ہے۔ وہ مجبور ہو جا تا ہے کہ ابینے وجود کوخدا کے آگے ڈال دے۔ وہ اپنے آپ کو پوری طرح خدا کے حوالے کردے ۔

رسول النُّرِ عليه وسلم كايه ارشاد دراصل ايسے بى انسان كے طرزعمل كو بيان كرتا ہے۔ جو شخص اس طرح مسلم بنتا ہے وہ ايسا انسان ہوتا ہے جو ضدا كو ہر آن اسپے آپ پر طارى كئے ہوئے ہو۔ اس كا پورار و په اس احساس كے تحت متعین ہوتا ہے كہ خدا اس كو دیكھ رہا ہے ۔ اگر وہ خداكى مرضى كے خلاف جلے تو وہ خداكى پر اسے نہج نہيں سكنا ۔

براحساس مسلمان کی زبان سے برصلاحیت ختم کر دینا ہے کہ وہ کسی کے خلاف استعمال ہو۔ براحساس مسلمان کے ہاتھ سے برطاقت چھین لیتا ہے کہ وہ کسی سے خلاف دست درازی کرے۔ اس کی زبان کھلتی ہے توضیح ہات کہنے کے لئے کھلتی ہے ۔اس کا ہاتھ اٹھنا ہے توانفہاف کو فٹ ائم کرنے کے لئے اٹھنا ہے ۔وہ ہمیشہ اپنے آب کوحق کی جانب کھڑا کرنا ہے نہ کہ ناحق کی جانب ۔

موجودہ دنیا دارالامتحان ہے۔ یہاں آدمی کو آزمائٹس کے لئے رکھاگیا ہے۔ آز مائش ہمیشہ اس وقت ہموتی ہے جب کرآدمی دوجیزوں کے درمیان ہو۔سورج چاند حالت ِامتحان ہیں ہیں ہیں۔ کیونکہ وہ ایک ہی متعبین انداز میں سفر کرسکتے ہیں۔ اس کے برعکس انسان حالت ِامتحان میں ہے۔ کیونکہ وہ اختیار رکھتا ہے کہ چاہے تو ایک رخ پرحرکت کرے اور چاہے تو دوسرے رخ پر۔

اس حقیقت کی روشنی ہیں دیکھئے تو مذکورہ حدیث کا مطلب بہ ہو گاکہ مسلمان وہ ہے جس کو ہوقع ہوکہ وہ اپنے بھائی کے خلاف اپنی زبان کھو لے مگراس کے باوجود وہ خداک خاطراپی زبان کو بند کر لے مسلمان وہ ہے جس کو یہ موقع ہوکہ وہ اپنے بھائی کے خلاف ہاتھ اٹھائے مگر خداکا خوف اس کے اوپر اتنا غالب ہوکہ اس کا ہاتھ اس کے بھائی ہر الحظنے سے رک جائے۔

موجودہ رنبابیں آدی ہراک انصاف اور بے انصافی کے درمیان ہے مسلان وہ ہے جس نے ہے انصافی کو چھوٹ کرانصاف کا راستہ بھی اس سے لئے پوری طرح کھلا ہوا تھا۔ کو چھوٹ کرانصاف کا دامنہ افتیار کیا ، اگر چہ بے انصافی کا راستہ بھی اس سے لئے پوری طرح کھلا ہوا تھا۔

### نصیحت کے پیے ایک بات کافی ہے

صعصعه بن معاوی شهر رشاع فرزوق کے چیا تھے۔ وہ رسول النّرسلی النّرعلیہ وسلم کے پاس آئے۔ آپ نے ان کوسورہ زلزال سنانی۔ یہاں تک کہ آپ اس آیت پر سینچے؛ فَمَنْ تَیْعُمَلُ مِنْ قَالَ ذَدَّ ہِ حَیْراً بَرُ ہِ وَمَنْ تَیْمُلُ مِنْ قَالَ ذَدَّ ہِ حَیْراً بَرُ ہِ کہ وَمَنْ تَیْمُلُ مِنْ قَالَ ذَدَ ہِ حَیْراً بِرافی کی ہے مِن اس کو دیکھ لے گارجس نے ایک فررہ برابر برافی کی ہے موہ اس کو دیکھ لے گارجس نے ایک فررہ برابر برافی کی ہے موہ اس کو دیکھ لے گار میں کے بعد میں کچھا ورزیر نول میں موہ ان اور اس کے بعد میں کھا ورزیر نول بن کہ میں موہ ان اور اور اس کے بعد میں موہ ان اور اور اس کے بعد میں موہ ان اور اور اس کے بعد میں موہ ان اور اس کے بعد میں کہا ، حسب می ان لا اسمع غیر میں موہ ان اور اور اس کے بعد میں موہ ان اور اس کو دیکھ کے کہا جو اس کو دیکھ کے اس کو دیکھ کے اس کو دیکھ کے کہا کے دیا کہ کو دیکھ کے در اس کو دیکھ کے کہا کہ کو دیکھ کے دیا ہے کہ کو دیکھ کے کہ کو دیکھ کے دیا ہے کہ کو دیا ہے کہ کو دیا ہے کہ کی کے دیا ہے کہ کیکھ کے دیا ہے کہ کو دیکھ کے دیا ہے کہ کو دیا ہے کہ کو دیکھ کے دیا ہے کہ کے دیا ہے کہ کو دیا ہے کو دیا ہے کہ کو دیا ہے کو دیا ہے کہ کو دیا ہے کہ کو دیا ہے کہ کو

تب بھی یہ مسرب لئے کا فی ہے) رواہ الامام احر
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ تھا کہ سے اسلام لانے والوں کوسی صحابی کے سپر دکر دیتے تا کہ وہ ان کو
دین کی باتیں سکھا دیں ۔ اسی طرح ندکورہ صحابی کو آب نے حضرت علی شکے سپر و فرا دیا ۔ وہ چند دن آکے اوراس کے بعد
ان کا آنابند ہوگیا ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کئ دن تک ان کوسے دیں نمازیں نہ دیکھا تو آپ نے حضرت علی شان کا تابند ہوگیا ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کئ دن تک ان کوسے دیں نمازی نہ دوہ میرے یا سری نہ سی سے ان کے بارے ہیں دریا فت کیا جن کے میسردان کی تعلیم ہوئی تھی ۔ انھوں نے کہا کہ کئ دن سے دہ میرے یا سری نہ سی س

آئے ہیں ۔ آپ نے نوگوں سے کہاکہ ان کا بہتہ کرے تبائیں۔ آخرا بک روز ایک شخص کی ان سے ملاقات ہوگئی۔ وہ لکڑی کا گھا سربر دکھ کراس کو بیجنے کے لئے بازار چارہ ہے تھے۔ انھوں نے ان سے کہاکہ رسول الند صلی الندعلیہ وسلم تھا رے بارے میں

یو چه رہے نتھے، چل کرملاقات کرلو۔ وہ تیزی سے بازاد گئے اور دکھڑی کا گھھاکسی کے ہاتھ میچ کرآپ کی خدمت میں حاضر ہوئے، آپ نے کہا کہ تم کئی روز سے اِ دھر نہیں آئے۔ ایھوں نے کہا: میں اس سئے نہیں آیا کہ میں نے سمجھا کہ میری تعلیم پوری ہوگئ ۔ آپ نے فرمایا: ایجی توجید ہی دن گزرے تھے، پھر تھھاری تعلیم پوری کیسے ہوگئی۔ انھوں نے کہا: میرے سائے فرآن کی یہ آبت آئی:

نه ن بيسم المنتفال وَدَة خَبُرُ السَّرَة وَمَنْ تَعَمُّلُ مِنْ عَكُم لُ مِنْ عَكُم لَ مِنْ عَكُم لَ مِنْ عَكُم عا - جودره برابر برائ كرے گا وہ اس كوديجه سے گا) اس آيت كوجا ننے كے بعداب ميرا يہ حال ہوگياہے كرجب هي كوئى كام

ہے گا۔ جو قدرہ ہرا ہر برانی کرے گا وہ اس کو دیکھ ہے گا) اس آیت کو جاننے کے بعد اب میرایہ حال ہو گیاہے کہ جب بھی کونی کام کرنا ہوتاہے نویہ خیال آجا تا ہے کہ قیامت میں اس کا انجام کس صورت سے سامنے آئے گا۔اگر دل کہنا ہے کہ وہ اچھا کام ہے

ا وراس کا انجام اچی صورت میں سائے آئے گا تواس کو کرتا ہوں اور اگراس اعتبار سے کھٹک بید اہوتی ہے تورک جا آ ہوں پھر وہ کام مجھ سے نہیں ہوتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیس کرفرایا : بھر تو بھار سے لئے بین کا فی ہے۔

تابی اس کو کہتے ہیں میں نے صحابہ کو دیکھا ہو۔ ایک تابی نے ایک بار اپنے ناگر دوں کے سلسے صحابہ کی خصوصیات بتائیں۔ ان کھوں نے کہا کہ صحابہ اتنازیا دہ نمازر وزہ نہیں کرتے تھے جتناتم ہوگ کرتے ہو۔ ان کی نضیلت یکھی کہ ایک جیسیا نان کے دلوں میں بیچھ کئی تھی ( دلکت وسٹی دقری فی مسلوبھم) یہ جیز جوصحابہ کے دلوں میں بیچھ کہ تھی وہ اللہ کا نون تھا۔ اللہ کا نون اگر آدی کے اندر بیدا ہوجائے تو گویا ہر جیزاس کے اندر بیدا ہوگئی اور اگر وہ بیدا نہ ہوتو کوئی جیز بیدا نہیں ہوئی ۔ اللہ کا فوت اگر آدی ہے اندر بیدا ہوجائے تو گویا ہر جیزاس کے اندر بیدا ہوگئی اور انسا ن کار دیے اختیار کرتا ہے۔ ادر اللہ حی ہر معاملہ میں تو اضح اور انسان کا معاملہ تھے کے تو کوئی چیز اس کوظلم اور گھمنڈ سے دو کئے والی ٹابت نہیں بوسکتی ۔

## اسلامی زندگی پا نبدزندگی ہے

رسول الله صلی الله علی الله علیه وسلم نے فرایا : مون کی مثال اور ایمان کی مثال ایسی ہے جیسے رسی ہیں بندھا ہوا گھوڑا ،
وہ گھومتا ہے پھراپنے کھونے کی طرف واپس آجا تاہے۔ رحش الموجن وحتل الا بیمان کمش الف س فی آخیت نے بحل تنمریب جع الیٰ آخیت کی جانور ایک ظاہری رسی ہیں بندھا ہوا ہوتا ہے۔ مگر ایمان اس طرح کی کوئی ظاہری رسی نہیں ہے۔
یہ رایک نظر ندا نے والی رسی ہے۔ جانور مجبور ہوتا ہے کہ وہ اپنی رسی سے آگے نہ جائے۔ مومن ہی کام اپنے اداو وہ سے کرتا ہے۔
ادمان کی پکڑکا اندیشہ اس کے لئے ایک نہ دکھائی دینے والی رسی ہی تاہے۔ جوہروقت اس کو اندر سے تفاعے دہتا ہے۔ وہ دہ اللہ کی بات جان ہوا ہوا جانور ہوتا ہے نہ کہ آزاد چھوڑا ہوا جانور۔
سے ۔ وہ اللہ کا ایک بندھا ہوا بندہ ہوتا ہے نہ کہ آزاد چھوڑا ہوا جانور۔

دنیایں ا دمی کا امتحان یہ ہے کہ وہ افتیار رکھتے ہوئے بے اختیار ہوجائے۔ وہ آزادی کا موقع پاتے ہوئے لینے کو پابند بنا ہے ۔ وہ ایک ا دمی پرعفعہ کرنے کی فدرت رکھتا ہو مگر وہ اس کومعا ت کر دے ۔ ایک حق بات اس کے سامنے آ کے اور وہ اس کو جھٹلانے کے ساتھ ظلم کرنے پرقا در ہو اس کے جھک جائے ۔ وہ ایک خفس کے ساتھ ظلم کرنے پرقا در ہو اس کے باوجود وہ اس کے ساتھ انصات کا معا ملم کرے ۔ وہ ایک شخف کا مال طرب کر لینے کی طاقت رکھتا ہو مگر وہ اس کا مال اسے لوگا دے ۔ وہ ایک شخص کو نظر انداز نہ کرد ہے ۔ مال اسے لوگا دے ۔ وہ ایک شخص کو نظر انداز کرد بنے کی جیٹنت میں ہو مگر المنڈ کے خیال سے اس کو نظر انداز نہ کرے ۔

انتدنے ہر معاطبیں آ دمی کے لئے ایک حد تفر کردی ہے۔ آ دمی کو اسی حدکے اندر رہنا ہے، اس کے باہر نہیں جانا ہے۔ دوسرے کے بارے میں رائے قائم کرنے اس لئے آ دمی کو بہ خوسرے کے بارے میں رائے قائم کرنے اس لئے آ دمی کو بہ شہیں کرناچا ہے کہ دہ قیاس ا در گمان کی بنیا دہر دوسرے کے بارے میں رائے زنی کرنے لگے۔ تلاش محاش کی حدیہ ہے کہ آدمی محنت اور دیانت واری کے ساٹھ کما کر جو جیز بائے اس کو اپنی چیز سجھے، اس لئے آ دمی کو ایسا تہیں کرنا چا ہے کہ دھو کا اور وٹ کھسوٹ کے ذریعہ حاصل کئے ہوئے مال کو دہ اپنا مال سمجھے کے ۔ تنقید کی حدیہ ہے کہ واضح دلائل کی بنیا دبرکسی کا ردکیا جائے اس لئے آ دمی کو ایسا نہیں کرنا چا ہے کہ وہ دلیل کے بغیرسی کو برا مجل کہنے لگے ۔ گفتگو کی حدیہ ہے کہ آدمی سنجیدہ انداز میں اپنی بات دوسرے کے ساخے رکھے اس لئے آ دمی کو ایسا نہیں کرنا چا ہے کہ وہ گا کا گوچ کی ذبان میں ہو لئے گئے۔ کمی کو برا سمجھا جائے ، اس لئے آدمی کو ایسا نہیں کرنا چا ہے کہ وہ کو ایسا نہیں کرنا چا ہے کہ وہ کا رہے میں براخیال قائم کرنے ۔

رسی سے بندھا ہوا گھوڑا رسی کی لمبائی تک آزاد ہوتا ہے اور اس کے بعد پا بند موسی فداکی اجا زنت کے دائر سے ہیں آزاد ہے اور خداکی ممنوعات کے دائر سے بیں پا بند۔ جوشخص اس حد بندی کو قبول کر سے زندگی گزار سے وہی مومن ہے اور اسی کے لئے آخرت کی جنتیں ہیں ۔ جوشخص اس حد بندی کو قبول نہ کر سے وہ خداکی نظر میں مجرم ہے اور آخرت ہیں اس کے لئے جہنم کی آگ کے سوا اور کچھ نہیں ۔

### . تڪليفون برصبر

اس واقعه سے پیغیر کا اندازا ورطری کارمعلوم ہوتا ہے۔ بوگوں کی طوف سے پیغیر کوخواہ کتنی ہی تکلیف پہنچے وہ سفی نفیسات ہیں مبتلانہیں ہوتا ،اس کے اندر نفرت اور اُتقام کا جذبہ نہیں پھڑکتا۔ وہ حال کے بجائے مستقبل کو دکھتا ہے۔ اس کی نظری سامنے کے واقعات کے بجائے ان واقعات پر ہوتی ہیں جو آئندہ ظہور میں آسکتے ہیں۔ وہ آف والے بہرامکان کی امید میں آج کی ناخوش گواریوں کو نظر انداز کر دیتا ہے۔ فرد سے تعلق کا معاملہ ہویا قوموں سے تعلق ت کا معاملہ میں بیغیر کا طریقہ یہ مہوتا ہے کہ وہ جذبات سے اوپر اٹھ کر سوچے اور شکا بیوں اور تکلیفوں سے بلند مہوکہ معاملہ کرے۔ و

ایک حدیث کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نکاح میری سنت سے ہے اور جومیری سنت سے اعراض کرے وہ مجھ سے نہیں ۔ یہی بات یہاں بھی صادق آتی ہے۔ انتقام ندلینا اور سنقبل کی امید میں حال کی تلخیول کو نظرانداز کر دینا بیغیر کی سنت ہے ، اور جو بیغیر کی سنت سے اعراض کرے وہ بیغیر سے نہیں یہ حقیقت یہ ہے کہ اگر ہم بیغیر کی اس سنت برعمل ندکریں تو ہم کو نہ بیغیر کے امتی ہونے کا حق ہے اور نہ بیغیر کی شفاعت میں صحب دار بننے کا۔ وہ شخص حس کو آج کی زندگی میں بیغیر کی ارفیق کس طرح بن سکتا ہے۔ وہ شخص حس کو آج کی زندگی میں بیغیر کا دفیق کس طرح بن سکتا ہے۔

### صحابی کی نصیحت

تین مواقع پرتم اپنے دل کو تلاش کرو۔ قرآن سننے کے وقت، ذکر کی محلبول میں اور تنہائی کے اوقات میں۔ اگر ان مواقع پرتم اس کو مذبا و تواللہ سے دعاکروکہ وہ تم کو ایک ول ویدے۔ کیوں کہ تمھارے پاس ول نہیں ہے۔ المُحَلَّثِ تَلْبُكَ فِي ثَلَاثَةِ مَوَاطِنَ عِنْلُ سَمَلِعِ الْقُلَّاتِ الْحَلْثِ قَلْ سَمَلِعِ الْقُلَّاتِ الْحَلْثِ قِ خال لَهُ مَ فَي اَذَا إِلَّهُ اللَّهُ اللْمُلْمُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللْمُنْ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللْمُلْمُ اللْمُلْمُ الْمُنْ اللْمُلْمُ اللْمُلْمُ اللْمُلْمُ اللْمُلْمُ اللْمُلْمُ اللْمُلِمُ اللْمُلْمُ اللْمُلْمُ اللْمُلْمُ اللْمُلْمُ اللْمُلْمُ اللْمُلْمُ اللْمُلْمُ اللْمُلْمُ اللَّهُ اللْمُلْمُ اللْمُلْمُلُول

ان ن کے بینہ میں ول اس سے رکھا گیا ہے کہ وہ خوا کی نجلیات کامسکن ہے ۔ ول گویا خدا کا گھرہے۔ اس لیے جب خوا کا کلام پڑھا جائے تو چاہیے کہ انسان کا ول اس سے دہل اسطے۔ جب خدا کا چرچا کیا جائے تو ول اسس کی عظمت کے احساس سے ترطب اسطے ۔ جب آ دمی اپن تنہا یُوں میں ہو تو اس کا ول خدا کو اپنا ہم نتین پائے اور اسس پر وہ تجربات گزیں جو خدا کی یا وسے قلب انسانی پرگزدتے ہیں ۔ اگر ایسا ہو تو یہ اس بات کا بنوت ہے کہ اسس کا ول زندہ ہے ۔ وہ فی الواقع صاحب ول ہے ۔ اور اگر ایسا نہ ہوتو اس کا مطلب یہ ہے کہ اسس کا ول مرحکے ہے ۔ اس کو وہ دل حاصل بنہیں جو خدا کی تجلیات کا مہد با بن سکے ۔ وہ لمحات جب کہ دل کے نا وصوی طور پر جاگ اسطے تیں ، اسس وقت بھی اس کے دل کے نار نہیں جاگئے ۔ وہ یا د دلا نے والے مواقع جب کہ انسان خدا کے بہت قریب بہو نجے جا تاہے ، وہ مواقع بھی اس کو خدا کی یا ددلا سے والے ثابت نہیں ہو سے دیا دہ ایسان خدا کے بہت قریب بہو نجے جا تاہیے ، وہ مواقع بھی اس کو خدا کی یا ددلا سے والے ثابت نہیں ہو سے دیا دہ ایسان خدا کے بہت قریب بہو نجے جا تاہیے ، وہ مواقع بھی اس کو خدا کی یا دولا ہے والے ثابت نہیں ہو سے دیا دہ ایس کو جا ناچا ہے کہ وہ اپنی سب سے تیمتی مت اع دول سے محوم ہوگیا ہے ۔ اس کو سب سے دیا دہ ایس جس چرنی دعا کر فی چا ہے وہ یہ کہ کے اس کو دوبارہ ایک دل عطا کر دے ۔

كيم من ١٩٨٩

# حكمتِ است لام

حافظ ابو خیشمہ زہیر بن حرب النسائی (۲۳۴ – ۱۹۰هم) ہے اپن سکتاب العلم سیب ایک روایت ان الفاظ یں نقل کی ہے :

عن ابی عبد الرحلن ان علیاً علیه السلام مرتبعات فقال: انعرف الناسخ من المنسوخ - قال لا - قال هلکت و اهلکت (صفره)

حضرت ابوعبدالرحمان عبدالی بن جبیب السلمی
تابعی کہتے ہیں کر حصرت علی رضی الشیعند ایک شخص
کے پاس سے گزرے جو لوگوں کو جمع کرے تقریر کردہا
کقار الحفوں نے اس سے کہا : کیا تم جانتے ہوکہ منسوخ
کیا ہے اور ناسخ کیا ۔ مقررے کہا کہ نہیں ۔ آپ نے
فریا تم خود بھی ہلک ہوئے اور دوسرد ل کو بھی
ملاک کیا ۔

صزت علی بن ابی طالب رصی الشرعہ: سے ناسخ اور منسوخ کا لفظ یہاں اس میدود مفہوم پیں استعال نہیں کیا ہے جو موجودہ زمانہ بیں عام طور پر سمجاجا تا ہے ، بلکہ اس سے وسیح ترمعنوں بیں استعمال کیا ہے جو کہ اس لفظ کا حقیقتی مفہوم ہے ۔ اس دیسے ترمفہوم کے لیا لازی طور پرصروری ہے کہ وہ ناسخ اور منسوخ کے معاملہ کوجائے ۔ جو شخص ناسخ اور منسوخ کے مدالا کو گرائی کے ساکھ مذجائے وہ مصلح نہیں مفدہے ۔ وہ اگر دعوت و اصلاح کے لیے اکھتا ہے تو یقینی طور پر وہ خود بھی ہلاک ہوگا اور دوسروں کو بھی ہلاکت میں ڈالنے کا ذریعہ بنے گا۔

غیرمبدل ہے ۔ ناسخ اور منسوخ ایک متقل شرعی اصول ہے ۔ اسس کا تعلق اس اہم جبز سے ہے جس کوعملی حکت (Practical wisdom) کہا جاتا ہے۔ اور وہ پورے دین سے متعلق ہے نہ کرمحف چند احکام سے متعلق ۔ اس اصول کے تحت کسی ایک حکم میں تدریج کا طریقہ اختیار کیا جاتا ہے ۔ جبیسا کرشرا ب کے معامله میں کیاگیا ۔ چنا بخدست راب کو تین مرحله میں حرام قرار دیاگیا رسمی ایسا ہوتا ہے کہ حالات کی رعابیت سے ایک طرح کا حکم مطلوب ہوتا ہے اور کھی مدلے ہوئے حالات کے اعتبار سے دوسراحکم مطلوب

حصرت علی رضی اللہ عنہ کے قول کا مطلب یہ ہے کہ داعی کویہ فریعند انجام دینا ہوتا سے کہ وہ اسلام کے تقامنوں کو وقت کے عملی حالات پرمنظبق کرے ۔ وہ لوگوں کوعین نقا صائے وقت کے مطابق صحے دین متوره دے، اب جوشف ناسخ اورسنوخ ، بالفاظ دیگر دین کی عملی مکمتوں اور صاعتوں کو مائے گا و ہی شخص لوگوں کو میح رہنمائی دے سکتاہے۔ جوشخص دین کے میکمان پیلو کون حباسے وہ دین کے نام پر بے دین کی بات کرےگا۔ وہ لوگول کوغلط راہول میں دوڑا ناکشروع کردےگا۔

رسول النرصل الترعلية ولم كى زندگى حكرت اسسلام كانها يت عظيم اوركامل منون ب - آبي یکہ بیں صبر کے اسول ٹیرعمل کیا اور مدیبیت میں وفاع اور قتال کے اصول پر۔ پیھی نسنے ہی کا ایک معاملہ تھا۔ یعن مکد کے حالات کے بخت وہاں آپ کے لیے صبر کا حکم تھا۔ ہجرت کے بعد مدین سے مالات کے تخت صبر کا حکم منسوخ ہوگیا اور د فاع اور قت ال کاحکم دے دیاگیا۔ نگراس کا مطلب پر نہیں کہ صبر کا اصول بمیشے لیےمتروک اور منوخ ہوگیا۔حقیقت بیے کہ صبر ایک اصولی حکم کے طور پربیستور باتی ہے اور حب بھی اور جہا ل بھی مکہ جیسے مالات باستے جائیں گے صبر کا حکم و ہال دوبارہ اسی طسرح مطلوب موجائے گاجس طرح وہ ابتدار مکی دور میں مطلوب تھا۔

اسى طرح رسول الترصل الترعليه وسلم العنوده أحديب مديب سع بالرنكل كرمقا بلدكيا اورعزوة خندق میں مدیب میں رہ کرمقابلہ فزمایا۔ بدر سے موقع پر آپ سے اپنے دشمنوں سے جنگ کی اور حدیب بیر كه موقع يرائخين دشمنول سے يك طرف سنسرا كط پرصلى كرلى عزوة حمرارالاب رمين آب بن اعلان و اظهارے ساتھ سفرکیا اور فتح مکہ سے موقع پر کامل ضاموٹنی کے ساتھ سفرکیا گیا ججۃ الوداع میں آپ سے اعلان فرمایاکہ ایک ان نی گردہ کو دوسرے اسانی گردہ پرکوئی فضیلت منہیں ۔ مگر اپسے بعد خلافت

کے لیے آب نے ہدایت فرمائ کہ امیرالمومنین صرف قبیلة قرین بین سے بنا یاجائے۔ ایک قسم کے باغبوں کے لیے قرآن میں آپ کو حکم دیا گیا کہ ان سے جنگ کرویہاں تک کہ وہ اطاعت قبول کرلیں (تقاتلانیم ادیسلمون) دوسری طرف آپ کی ہدایت کے مطابق خلیفہ سوم حضزت عنمان نے اپنے باغبول کے خلاف بائے نہیں اٹھایا، یہاں تک کہ بلامقا بلہ شہید ہوگیے۔ ایک طرف آپ نے فرمایا کہ افضل الجبھا د کلیت خت عن دسلطان جائل۔ دوسری طرف آپ نے اپنے صحابہ کو نندت سے یہ تلفین کی کمیرے بعد متم ارب وغیرہ وغیرہ و

بوشخص دعوت واصلاح کے کام کے لیے اسطے اس کوناسخ اور بننوخ کے اس شرعی حکم سے باخر مہونا چا ہیں۔ اس کو اس حکمت بالغہ کو اچھی طرح جاننا چا ہیں جس کے تحت رسول الٹرصلے انسٹر علیہ وسلم نے ایک طرح کے حالات میں ایک طریقہ اختیار فربایا ، اور دوسری طرح کے حالات میں اس کو چھوڈ کر دوسرے طریقہ پرعمل کیا۔

جوشخص اس رازسے واقف نہ ہواوراس کے با وجود وہ خطیب اور قائد بن کر کھڑا ہوجا کے دہ اصلاے کے نام برصرف بگاڑ بیدا کرے گا۔ مثلاً وہ لوگوں کو ایک مسلم حکمراں سے شکا وُ پر انجب رے گا۔ جب کہ اسلام کاحقیقی نقامنا اس وقت یہ ہوگا کہ سیاسی شکرا وُسے الگ رہ کر کام کیا جائے۔ وہ ایک مسلم گردہ کو یہ مشورہ دے گا کہ وہ اپن حربیت قوم کو نقصان بہو نیا کراس سے اپنے لیے زندگی کاحی وصول کریں جب کہ اسلامی حکمت اس وقت یہ جائم ہوگی کہ حربیت قوم سے لیے نفع بخش بن کر اسس کے درمیان اپنے بیے عزید کی بائہ عاصل کی جائے۔

الیاننخص مسلم نوجوانول کوپرجوش طور پر بلنین کرے گاکہ تم خالد سیف الٹر بنوجب کہ حالات بیکار رہے ہوں گے کہ مسلم نوجوانوں کو داعی الی انٹر بینے پر انجار اجامے ۔ وہ مسلمانوں کو اسلام پر فخر کرنا سکھلے گا جب کہ با متبار واقعہ اصل منر ورت بہ ہوگی کہ مسلمانوں کے اندرتواضع والااسالی پیدا کیا جائے۔ وہ است ام و اللہار کی بات کرے گا جب کہ حالات کا تقامنا ہوگا کہ مسلمانوں سے وہ بات کہی جائے جورسول انٹر صلے انٹر علیہ وسلم سے کم ہیں مطالبہ اظہار پر حفزت عمرف اوق سے فرمانی کھتی : یا عدم را نا دیا لہ (اے عمر ) ہم متورث میں )

ایسے لوگ صبر کے حالات من کراؤی سے یاست چلائیں گے۔ جہاں جیپ رہنا چا ہیے و ہاں

وہ بولنے کا کمال دکھائیں گے۔ سب موقع کے لیے خداکا حکم ہوگا کہ خود اپنا احتیاب کرو وہاں وہ احتیاب اور احتیاب کا کنات کا جنڈ انے کر کھ طیسے ہوجائیں گے۔ یہی وہ لوگ بیں جو خلیف جہا رم حضرت علی رصنی التّرعند کے الفاظ بیں: خود بھی ہلاک ہوئے اور انفوں نے دوک رول کو بھی ہلاک کیا۔

موجودہ زمانہ کے مسلم قائدین تقریبًاسب کے سب حضرت علی ہے اس قول کے مصداق نابت ہوئے ہیں۔ وہ " ناسخ اور منوخ " کی حقیقت سے بے خبر کتے ۔ چنا بخبہاں ناسخ پرعمل کرنا بھا وہاں النوں نے منوخ پرعمل کیا۔ امس کا نیتجہ یہ ہواکہ النوں سے ایسے اقدا مات کیے جوعیر حکیمانہ ہونے کی وجہ سے مسلما بذرے یہے صرف بربا د کا کا مبب ہے ۔

المار المار المار الكريزول سے جنگ كرنائى اسى كى ايك مثال ہے علمار کے اس فيصلہ کے مطابق ہزادوں مجا ہیں علمار ہندكا انگریزول سے جہاد كى مطابق ہزادوں مجا ہیں تقانہ بھون دسہاران پور) ہیں جمع ہو گئے ، اور انگریزول کے خلاف مسلح جہاد كى باتیں ہوئے ۔ اس مہم کے مخالف سے ۔ باتیں ہونے لگیں۔ اسس وقت حرف ایک عالم (مولانا شیخ محدصا حب) اس مہم کے مخالف سے ۔ اس سلسلہ میں مولانا حسین احد مدنی نے اپنی سوائخ عمری میں لکھا ہے :

کے مخالفوں کے درمیان اسباب کا جوفرق مقاوہ تر مقدار کے اعتبار سے مقانہ کہ نوعیت کے اعتبار سے مقانہ کہ ہوتے پر مسلانوں اور ان کے مخالفوں کے درمیان اسباب کا فرق تود نوعیت کے اعتبار سے پایا جارہا تھا۔ مین بدر کے موقع پر تلواد کا مقابلہ تلواد (دستی مقبار کا مقابلہ دستی مقبار) سے تقارب کہ مہ اکے موقع پر تلواد کا مقابلہ بندوق (دستی متعبار کا مقابلہ دور مادم تھیاد) سے تقار آب اسباب کی مقارا میں فرق کو جرانت کے اصافہ سے پورا کرسکتے ہیں اگر آسباب کی نوعیت کے فرق کو جرانت کے اصافہ سے پورا تہیں فرق کو جرانت کے اصافہ سے پورا کرسکتے ہیں اگر آسباب کی نوعیت کے فرق کو جرانت کے اصافہ سے پورا نہیں مسلانوں کو کا میابی ہوئی اور کے مقابلہ میں مخلص اور متعنی ملانوں کی باسکی ۔

اس معاملہ کومزیر سیخے کے بیے عزوہ خین اور عزوہ طالف کا مطالعہ کیجے ۔ فتح کہ کے فوراً ابد بہدواوال عزوات بیش آئے۔ مگر تاریخ بتائی ہے کہ دولوں عزوات بیس رسول الٹرصلے الٹرعلبہ ولم ہے دوالگ الگ طریقے اختیار فرملئے۔ حنین کے موقع برآپ سے مغالفین سے باقاعدہ جنگ کی ۔ اس کے برعکس طائف کے موقع پرصورت حال کا اندازہ کرنے بعد آپ لاائی کیے بغیروالیں چلے آئے۔

قرین کے بعد عرب میں دو بڑے قبیلے ، ہوازن اور تقیت سے ۔ وہ ایک دؤسرے کے حلیت سے ۔ فتح مدی کے بعد علی دو برے کے حلیت کا سے ۔ فتح مدی بعد ان قبائل نے اطاعت قبول نہیں کی بلکہ انھوں نے مسلمانوں کے خلاف جارجیت کا منصوبہ بنایا۔ رسول الترصلے اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ملی توآپ مکہ سے چل کر حین بہو ہے ۔ یہاں قبیلہ ہوازن کے ساتھ آپ کا مقابلہ ہوا۔ یہ مقابلہ کھلے میدان میں تھا۔ اس مقابلہ میں آخر کا رمسلمانوں کو فتح صاصل ہوئی۔

اس کے فوراً بعد آپ نے قبیلہ تعیف پرچڑھائی کی گریماں صورت یہ بھی کہ قبیلہ تعیف طاقت بی رہتا تھا۔ جو کمل طور پر حصار میں تھا۔ شہر طاقت کے چاروں طرف بھتر کی اونجی دیواریں کھڑی ہوئی تھیں۔ مسلمانوں کے لیے براہ راست معت بلہ میں یہ دیواریں حائل ہوگئیں۔ قبیلہ تعیف کے لوگ دیواروں کے اوپر مورچ سنجا ہے ہوئے کے اورم سامان دیوار کے نیچے میدان میں کھے۔ تعیف والوں دیواروں کے اوپر مورج سنجا ہے ہوئے کے اوجود دیوار کی بہونے گئے۔ تو ایخوں نے اوپر سے گرم کی ہوالو باگران شروع کیا اس کی وجہ سے بہت سے مسلمان شہید ہوئے کے جنائی رسول الٹر صلے الٹر علیہ وسلم فوجوں کو والی کا حکم دے دیا۔

تبیله ہوار ن سے سلماً نول کا مقابلہ برابری کا مقابلہ سختا۔ اسس لیے دہاں بولامقابلہ کیا گیا۔ اس

کے برعکس تبید تغیف سے مقابد کے وقت دولؤں فراق برابر کی چینیت میں نہیں ہے۔ ایک فراتی زمین پر سفا اور دوسرا فراق تلعہ کی دیوارول پر۔ ایک فریق کے بیے کارروائی کرینے کے راستے بند کتے اور دوسرا فریق اپنی کارروائی کرینے کے بیے لوری طرح آزاد متنا۔ یہی وہ فرق ہے جس کی بنا پر قبیلہ ہوازن سے مقابلہ کیا گیا اور قبیلہ تفیف سے مقابلہ نہیں کیا گیا۔ ایک قبیلہ کے مقابلہ میں جوچیز " ناسخ "کی چینیت رکھتی کھتی وہ دوسرے قبیلہ کے معاملہ میں "منسوخ "قراریائی۔

قرآن میں فکر وعمل کا جومدیار بتایا گیاہ وہ بلات بمتقل ہد ۔ گرعملی تقلصے ہمیت کیال نہیں ہوتے شخصی مزاج اور اجتماعی احوال میں فرق کا یہ تقاصا ہوتا ہے کہ اسی کے اعاظ سے سراجیت کے انطباق میں بھی فرق کی جائے۔ یہ فرق ابدی نہیں ہوتا بلکہ حالات کی بنا پر صرف وقتی ہوتا ہے ۔ دین میں اگر یہ حکمت موجود نہ ہوتو وہ ابدی دین نہیں ہوسکتا اور نہ اس کی دعوتی مہم کو نیتجہ خیر طور پر موجودہ اسباب کی دنیا میں جلایا جا سکتا ہے ۔

مثلاً قبید ہوازن اور قبید تقیف دونوں کے معاملہ میں کیساں طور پر بیہ مطلوب تقاکہ انھیں اسلام کے ماتحت لایا جائے۔ گر انھیں اسلام کے تقت لائے کے ایجت لایا جائے۔ گر انھیں اسلام کے تقت لائے کے ایپ نے دوالگ الگ طریقے اختیار فرمائے۔ ہوازن کے معاملہ میں جنگ منسوخ قرار پائی۔ اسی طرح تعیف کے معاملہ میں اگر جنگی طریقے کا رمطلوب تقابق ہوازن کے معاملہ میں وہ متروک قرار دیدیا گیا۔

و الكرين بولد (Dr. Reinhold Niebuhr) عن ابنى ابك بنديده دعا لكمى به جس كالغاظ يربي ابك بنديده دعا لكمى به جس كالغاظ يربي : خدا مجه وه متانت وسه كه مين النجيزول كوقبول كرسكول جن كويس بدل نهين سكتا وه مجه حوصله ده كمين النجيزول كويب بدل سكتا بول - اورحن دا مجه وه عقل دسه كهين فرق كوحب ان سكول :

God grant me the serenity
To accept the things I cannot change;
The courage to change the things I can;
And the wisdom to know the difference.

ڈاکٹردین ہولڈسے اسی بات کوفطرت کی زبان ہیں کہاہے جس کو حصرت علی شئے شربیست کی زبان ہیں فرمایا۔ اجتماعی زبان میں فرمایا۔ اجتماعی زبان میں فرمایا۔ اجتماعی ندری ہے سے بھر اور دوسری چیرنے فرق کوجلے۔ اسی " فرق "کوجانے ہیں نمام اجتماعی کامیا ہیوں کا داز چیبیا ہو اسے ۔

## تدريج كى صرورت

اگریسوال کی جائے کہ گھر کی ہوتا ہے تو گھر کی پوری تصویر اس کے تمام اجزار سمیت بیک وقت آدمی کے سامنے رکھ دی جائے گئے۔ سب کن اگر سوال یہ ہو کہ گھر کیسے بنتا ہے تو جواب کا شکل دوبرہ ہوگی۔ اب کہا جائے گا کہ پہلے زمین کی فراہمی ، پھر بنیا د ، اس کے بعد دیواریں ، اس کے بعد چیت وغرہ۔ اسی طرح اگر سوال کیا جائے کہ درخت کیا ہے تو جواب دینے والا بیک وقت پورسے درخت کا تعارف کرائے گا۔ لیکن اگر سوال یہ ہوکہ درخت کیسے وجو د میں آتا ہے تو جواب دینے والا دوبارہ ایک ترتیب کے سامۃ اجزار درخت کا ذکر کرے گا ۔ سب پہلے زمین ، اس کے بعد سے ، پھر پان اور حفاظت ، یہاں تک کہ دھرے دھیرے بولا درخت ۔

میں معاملہ اسلام کا بھی ہے۔ اگر سوال یہ ہوکہ "اسلام کے احکام کیا ہیں " تواس کا جواب یہ ہوگاکہ قرآن وحدیث ہیں جن احکام کا ذکر ہے ، ان سب کی نہرست تیار کرکے رکھ دی جائے کی نیرست تیار کرکے رکھ دی جائے گئین اگر سوال کرنے والا یہ سوال کرنے کہ "اسلام کی اشاعت کیسے کی جائے " توجواب کی تشکل بدل جائے گئی۔ اب " الات م فالات م " کے اصول پر جواب دیا جائے گا۔ اب تیا یا جائے گا کہ اسلام میں مہت سے احکام ہیں گراس کے کھا جوار ایسلے مرحلہ میں مطلوب ہیں اور کچھ اجزار بعد کے مرحلہ میں۔ میں مہت سے احکام ہیں فہرست مطلوب ہوئی ہے اور است اعتباد کام میں ترتیب ۔ ایک صورت میں تمام احکام ہیں وقت بتانے ہوتے ہیں، جب کہ دوسری صورت کا تقاصا ہوتا ہے کہ احکام کو تمدر کے بعد ایک ساخت لایا جائے۔ " تدریج سے ساخة ایک کے بعد ایک ساخت لایا جائے۔

تمام کتب نعة "بیان احکام" کے اسلوب پر کھی گئی ہیں ، اس سے ان میں ایک ہی کتاب میں نمام احکام کی تفصیل دیسنے کی کوسٹ ش کی جاتی ہے۔ گر دعوت واشاعت کے مصالح اس سے الگ ہیں۔ فقہ میں اگر فہرست بندی کی اہمیت ہے تو دعوت واشاعت میں ترتیب و تمریخ کی ۔ دعوت واشاعت کے کام کی مہی حکمت ہے جو اسس حدیث میں بیان ہوئ ہے ترصیاح سے ترکی تمام کتا ہوں میں مختف طریقوں سے منقول ہوئی ہے :

قال البخارى ؛ حدثنا حبّان ، اخبرنا عبدالله ، عن زكريا بن ابى اسحاق ، عن يحيى بن

عبد الله بن صيفى، عن ابى معبد مولى ابن عباس، عن ابن عباس، قال ؛ قال رسول الله على الله عليه على الله عليه عن ابى معبد مولى ابن عبنه الى اليمن ؛ " انلث ستاتى فق ما احل كتاب ، فاذا جئتهم فادعهم الى ان بشهدوا ان لاالله الآ الله وان محمداً رسول الله ، فان هم اطاعوالك بذالك فاخبرهم ان الله فرض عليهم خمس صلات فى كل يوم وليلة ، فان هم اطاعوالك بذالك فاخبرهم ان الله فرض عليهم صدقةً توحذ من اغنيائهم فنرد على فعتد رائهم ، فان هم اطاعوالك بذالك فاياك وكرائم اموالهم ، وانتى دعوة المطلوم فائده ليس بينها وبسين الله حجباب "

حضرت عبد الله بن عباس کے کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و لم نے جب معاذبن جبل کو یمن کی طرف جوارہے ہوجو اہل کتاب ہیں۔ جب تم ان کے پاکسس بہونچو تو ان کو دعوت دو کہ وہ اس بات کی گوا ہی دیں کہ اللہ کے سواکوئی معبود منہیں اور یہ کہ محمد اللہ کے رسول ہیں۔ پس اگر وہ تمہاری یہ بات ہی مان میں تو ان کو بت وکہ اللہ نے ان کے اور ہر رات اور دن میں پانچ نمازی فرض کی ہیں۔ بیس اگر وہ تمہاری یہ بات بھی مان لیں تو ان کو بتاؤکہ اللہ نے ان کے اور زکوا ق فرض کی ہیں۔ بیس اگر وہ تمہاری یہ بات بھی مان لیں تو اس سے بچوکہ ان کے دولت مندول سے لی جات ہی دولت مندول سے لی جات بی ان کا مرف احب مال کو ۔ اور منطلوم کی پیکارسے ڈرو، کیوں کہ اسس کے اور اللہ کے دوسیان کوئی حجاب نہیں۔

رسول الشرصل النرعلية وسلم كى زندگى بين اس كى متعدد مثالين موجود بين كه آپ نے بيان اوكام اور على مطالبه بين فرق فرما يا ہے۔ حكم بيان كرتے وقت تو آپ نے تام صرورى احكام بيان فرمائے۔
گرعل کے مطالبہ کے معاطر بين آپ نے نزمی اور زخصت كا اور ترتيب و تدريج كا كاظ فرما يا۔
مثلاً قبيلة نقيف (طالف) كا وفد رمضان سے ہم بين مدينہ آيا۔ يه لوگ چية آدمی ہے۔
اور ان کے سردار عبد ياليل سے ۔ يه لوگ مسجد نبوی بين سطم ائے گيے۔ وہ كئ دن تك قرآن كو سنتے رہے اور اسلام كے احكام و مسائل كى بابت دريا فت كرتے رہے۔
اس سلسله بين جو تفصيلات سيرت وصريت كى كت بون بين آئى بين ، ان سے معملوم

ہوتاہے کہ احکام اسلام کو بیان کرنے کے معاملہ میں ان سے کوئی کمی نہیں ک گئی۔ تمام احکام پور ک طرح سنائے جاتے دہے اور بیان کیے جاتے دہے۔ گرا حکام کے علی مطالبہ کے معاملہ میں ان سے حسیب گنجائش رخصت کا اور تدریج کا طریقہ اختیار کیا گیا۔ اس سلسلہ میں ایک روایت ان الفاظ میں آئی ہے:

قال الامام احمد: حدثناعفان، حدثنامحمد بن مسلمة، عن حُميد، عن الحسن، عن عثمان بن العاص، ان وحدث ثقيف قدموا على رسول الله صلى الله عليه وسلم فأنز لهم المسجد ليكون ارق لقلوبهم، فاشترطوا على رسول الله صلى الله عليه وسلم دالآيصلوا) والآ يحتثروا ولا يعشروا ولا يجبوا ولا يستعمل عليهم غيرهم، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: " لكم الآ تحشرو ولا تعشروا ولا يستعمل عليهم غيركم، ولا خير في دين لا كوع فيه "

تعین کا وفد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و مے پاس مدینہ آیا۔ آب نے ان کومسجہ میں ممہرایا تاکہ وہاں کے ماحول سے ان کے دل زم ہوں۔ انھوں نے اسلام قبول کرنے کے بیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و کم سے یہ شرط لگائی کہ انھیں جہا دکے بیے جمع نہیں کیا جائے گا۔ اور اُن سے عُشر نہیں سیا جائے گا اور ان بر کسی غیر کو حاکم نہیں بنا یا جائے گا اور ان سے کہا کہ تم سے جہا دمیں شرکت کے بیے اس کے جواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ و کم نے ان سے کہا کہ تم سے جہا دمیں شرکت کے بیے نہیں کہا جائے گا اور تمہارے اور کسی غیر کو حاکم نہیں بنا یا جائے گا اور تمہارے اور کسی غیر کو حاکم نہیں بن یا با جائے گا اور تمہارے اور کسی غیر کو حاکم نہیں بن یا با جائے گا اور تمہارے اور کسی غیر کو حاکم نہیں بن یا با جائے گا اور تمہارے اور اس دین میں کو بی غیر نہیں جس میں اللہ کے آگے جھکنا نہ ہو۔

ایک اور روایت ان الفاظ میں آئ کے ہے:

قال الوداؤد: حد شنا الحسن بن الصباح ، حد شنا السماعيل بن عبد الكريم ، حد شن الراهب بن عقيل بن معقل بن معند وهب ، سالت جابراً عن شان تقييف اذ با يعت قال ؛ اشترطت على رسول الله عليه عليه وسلم ان لاصدت عليها ولاجها د ، واسنه سمع رسول الله صلى الله على رسول الله عليه وسلم يقول بعده ذالك : "سيتصد قون ويجاهد ون اذا اسلموا " عليه وسب كيت بين كد بين سيت حصرت عا برسة تقيف كى بابت يوجها جب كر انفول ني بيعت كى متى و مسب كيت بين كد بين سيت رسول الله صلى التعليم ولم سه يه تشرط لكا لى كد ان يرزكواة نه وكى اوران المعول يه المدالة

برجها دید ہوگا۔ اور بہ کہ (رسول اللہ سلی اللہ علیہ وسلم نے بہ نشرط مان لی) اور اس کے بعد انھول نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہ نشرط مان لی) اور اس کے بعد انھول سنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے ہوئے سناکہ جب وہ اسسلام قبول کر لیں بھے تو آئندہ وہ ذکوا ق بھی دیں گئے اور جہا دبھی کریں گئے۔

اس رخصت یا حکمت تدریج کے بیے کوئی ایک ہی لگا بندھا اصول مقرر منہیں کیا گیا ہے۔ اس کا تعلق زیا دہ تر حالات سے ۔ جن لوگوں کے ساتھ رخصت برتی جارہی ہے ، یا جن کے ساتھ تدریج کا معاملہ کیا جارہ ہے ، ان کی استعداد اور حالات کی روشنی میں اس کا فیصلہ کیا جائے گا ز کر کسی مطلق اصول یا کسی متعین فہرست کی بنیا دیر۔

اس نظریہ کے حق میں ایک ثبوت یہ ہے کہ تُقیقت سے سا عذصد فذ اورجہ و کے معاملہ میں رخصت کا معاملہ اختیا رکیا گیا۔ مگراسی صدقہ اورجہا دکی رخصت ایک اورشخص نے طلب کی تواس کو اس کی رخصت نہیں دی گئے۔ یہاں ہم اس سال ایس واقعہ نقل کرتے ہیں۔

عن بسنسير الخصاصية رضى الله عنه قال: اتيت رسول الله عليه وسلم بداة فقال: تشهد إن لا اله الرّالله وحده لا شربيك لمه وتصل العسلوات الخمس لوقتها وقودى الزكوة المغروضة وتصوم دمنان وتعج البيت، وتجاهد في سبيل الله " قلت بإرسول الله ، كلاً نظيق الآ اننتين فرد اطيقهما الزكوة ، والله ملى الرّعشر دَوه هن رسيل الله " قلت بإرسول الله ، كلاً نظيق الآ اننتين فرد اطيقهما الزكوة ، والله ملى الرّعشر دَوه هن رسيل اهلى وحسولتهن . واما الجهاد فانى رجل جبان ، ويرحسون اتبه من وله فقد باد بغضب من الله ، وإخاف ان حضر الفت المان اخشع بنفسى فاضر فابوع بغضب من الله ، في خاص رسول الله عليه وسلم بده تم حركها، شم قال ؛ فاضر فابوع بغضب من الله . فقبض رسول الله عليه وسلم بده تم حركها، شم قال ؛ ساب شير ، لاصد قة ولاجهاد ؛ فب م اذن ت مغل الجنة ؟ " قلت ؛ يارسول الله ، ابسط يدك ابايعك ، فبسطي ٥ فبايعت ه عليهن كلهن كذا فى كذا

بُشِر بن خصاصیہ میں کہ میں رسول الشرصلے اللہ علیہ و کم کے پاس آیا تاکہ بیت کروں داور اسکام میں واخل موجاوُں) میں سے کہاکہ اسے خدا کے دسول ، آپ مجہ سے کس چیز پر بیت لیس اگے۔ رسول الشرصلے الشرعلیہ و کم سے اپنا ہا سے بڑھایا اور کہا کہ تم گوا ہی دو کہ الشرکے سواکوئی معبود کے۔ رسول الشرکے الشرعلیہ و کم سے اپنا ہا سے بڑھایا اور کہا کہ تم گوا ہی دو کہ الشرکے سواکوئی معبود

قرآن کے متعلق معلوم ہے کہ وہ بیک و قت ایک کا بل کتاب کی صورت ہیں نہیں اترا، بلکہ مقور المقور المرکے ترتیب وار اترا۔ اسس طرح اس کے نزول ہیں ۲۳ سال لگ گیے۔ قرآن کے اس طرح نازل ہونے کا سبب کیا مقا، اس کا جواب حصرت عائشہ کی ایک روابیت میں ملتا ہے جو کہ حب فیل سے ،

ا منعائن ل اول ما نزل سورة من المفصل، فيها ذكرالجنة والسنار-حتى اذا ثناب الناس الى الاسسلام نزل الحيلال والحرام- ولوسنزل اول ما نزل الانتشربوا الخسس لقالوا للمندع الخسرابداً- ولوسنزل المخترن والمترن الغرائل ) لم تنزنوا لقالوا لامندع المزنيا اجداً (بخارى، باب تاليف القرآن)

قرآن میں بینلے وہ مکی سور ہیں اترین جن میں جنت اورجہتم کا ذکرہے۔ یہاں کہ کہ جب لوگ اسسلام کی طون ماکل ہوگئے تب طلال اور حرام کے احکام اتر ہے۔ اور اگر بینلے ہی یہ حسکم اترتاکہ زناکہ شراب مذیبے تو یقنینالوگ کہتے کہ ہم سمجھی سنداب مذجھوڑیں گے۔ اور اگر بینلے ہی یہ حکم اترتاکہ زنانہ محمولی سے کہ تو یقینالوگ کہتے کہ ہم ہر گززنامذ مجھوڑیں گئے۔

بيانِ احكام ميں ہميشہ فہرست بندى مطلوب ہوتی ہے اور نفاذِ احكام میں ہمیشہ ترتیب و تدریج -۱۲۸

### نسخ كى حقيقت

ہندستان ٹائمس رسم اکتوبر ۱۹۸۵) میں صفحہ ۹ پرمسٹر اندرسین کشسرما کا ایک خط چیپاہے۔ وہ مسلم نقط منظر کے بارہ میں ایک مطبوعہ خط کا جواب دیتے ہوئے مکھتے ہیں :

Syed Shahabuddin's letter is misleading. He says that an injunction in the Quran is unchangeable and could not be changed by the Holy Prophet. This is far from truth as many revelations (Ayat) were cancelled and replaced in the changed circumstances.

سبدشهاب الدین کاخط غلط فہمی پیدا کرنے والاہے۔ وہ کہتے ہیں کو تر آن کا ایک حکم نا قابل تغیرہے اور خود پیغمبراسلام بھی اس کوبدل نہیں سکتے۔ یہ بات حقیقت سے بہت دورہے۔ کیوں کو قرآن کی بہت سی آیتیں بعد کو منوخ کردی گئیں اور بر ہے ہوئے حالات میں دوسری آیتیں ان کی جگر پر خدا کی طرف سے جیجی گئیں۔

قرآن کی آیتوں میں نننے کی به تت ریج صبح نہیں۔ نننے کا مطلب کینسل کرنا نہیں ہے۔ یہ تدریج (Gradation) کی ایک صورت ہے۔ یہ دراصل حکتِ اصلاح ہے نہ کہ کسی حکم کومنتقل طور پر کینسل کردیت ا

قرآن کاطریقہ تدریجی اصلات کاطریقہ ہے۔ اس بنا پر ایسا ہوتا ہے کہ قرآن جب کسی برائ کی اصلات کرنا چا ہتا ہے۔ اس ابتدائی حکم کا مقصد ذہن تیا ہے۔ اس ابتدائی حکم کا مقصد ذہن تیا ہے۔ اس ابتدائی حکم کا مقصد ذہن تیا کرنا ہوتا ہے۔ اس کے بعد جزئ عمل کا حکم آتا ہے جوگویا قرآن کا در میائی حکم ہوتا ہے۔ اس کے بعد اس معاملہ کی آخری آیت انڈ تی ہے اور پورے عمل کا حکم دے دیا جاتا ہے۔

اس تدریجی قانون سازی کی ایک مثال شیراب ہے۔ قرآن میں ابتدار جب شراب کے بارہ یہ جکم
آیا توصر حت اتناکہا گیا کر شیراب کا گناہ اس کے فائدہ سے زیادہ ہے رائبقرہ ۲۱۹) اس کے ایک عرصہ بعد
دوسرا حکم ان الفاظ میں آیا کہ جب تم نشہ کی حالت میں ہوتو نمنساز کے لیے مسجد میں نہ آور السنار ۲۲۸)
اس کے ایک عرصہ بعد قرآن کا آخری حکم آیا اور یہ کہا گیا کہ شیراب ایک شیطانی فعل ہے ، اس لیے تم اس
سے مکمل پر مہز کرو رالمس کدہ ، ۹)

قرآن میں نسخ کی یہ ایک بہت وا منح مثال ہے۔ مگریہ پورامعاملہ حکمتِ تدریجے سے تعلق رکستا ۱۲۹ ہے ، ندید کہ آئزی عکم کے سوا بقیہ تمام آیتیں ہمیشہ کے لیے منسوخ ہوگئیں بہت راب کے بارہ میں قرآن کا میاری عکم کے سوا بقیہ تمام آیتیں ہمیشہ کے لیے منسوخ ہوگئیں بہت راب کے بارہ میں قرآن کا میاری عکم یہ وہ کمل طور برجرام ہے ۔ گرجب کسی سماج میں اسس حکم کونا فذکرنا ہو تو دوبارہ سماج کی حالت دیکھی جائے گا اور حکم کے نفاذ میں دوبارہ اسس تدریج کو ملحوظ رکھا جائے گا جو ابتدارہ شارع نے اختیار فرمایا سے ا

#### لفا ذست ربعت

قرآن کتاب ہدایت بھی ہے اور کتاب دعوت بھی۔ ہدایت ہونے کے اعتبار سے قرآن میں وہ سب باتیں اپنی کامل صورت میں درج ہیں جو النان کی حقیقی صلاح و فلاح کے لیے صروری ہیں۔ اس اعتبار سے قرآن سے کسی جیز کو ا دصورا نہیں جیوڑا ہے۔ بلکہ ہر جیز کو کامل طور پر بیان کر دیاہے۔

گردعوت کامعاملہ اسس سے مختلف ہے۔ کیوں کہ دعوت میں برعوسے حالات کی رعابیت بھی صنروری ہوجاتی ہے۔ یہی دوسرا پہلو ہے جس نے قرآن یں "نسخ "کامئلہ پیدا کیا ہے۔ بیان ہدایت کے بہلوسے قرآن معیار اعلیٰ کوس اسنے رکھتا ہے۔ گردعوت واصلاح کے بہلوسے اس میں یہ ابدی بہمائی کھی ملحوظ رکھی گئے ہے کہ لوگوں کے مزاج کی رعابیت ہے کس طرح تدریجی اصلاح کا طرافقہ اختیار کیا جائے۔ اور حالات کے فرق سے کس طرح احکام سے نفاذین فرق کیب جائے۔

موجودہ زمانہ بیں اکٹرمسلم ملکوں بیں یہ مہم چل رہی ہے کہ سنے ربیت کے قوا بین کو حکومت کی طاقت سے جاری ونا فذکیا جائے۔ مگراس قسم کی تمام کوسٹشیں اب تک سراسر بے نیتے ٹا بت ہوئی ہیں اس کی اصل وجہ یہی ہے کہ یہ تمام تخریکیں " نسخ " کی حکمت کو ملحوظ رکھے بغیر حلائی جارہی ہیں ۔

اسلامی قانون کونا فذکر نے کا سشرعی طریقہ یہ ہے کہ پہلے اس کے حق میں ذہنی فضا تب ارکی جلے ۔ جب معاشرہ کی قابل کا ظائفداد ذہنی طور پر اس کے لیے تیار ہوجائے تو قانون کو جزئی طور پر نا فذکیا جائے ۔ بھر جیسے جیسے استعداد میں اصنافہ ہو قانون کے مزید اجزار نا فذکیے حب کیس ۔ بہاں تک کہ دھیرے دھیرے یورا قانون این آخری شکل میں نا فذکر دیا جائے۔

تشریعیت کی بہی خاص حکمت ہے جس کو حضرت عائشہ رحنی النّہ عنہائے ان لفظوں میں سبب ان فرمایا:

انها نزل اول ما نزل سودة من الطفصت ل قراکن یم پیلے وه منصل مورتیں اتاری گئیں جن میں اسلام میں اسلام میں اسلام

ب جنت اورجہنم کا بیان ہے۔ یہاں تک کہ جب مام کے لیے ہموار ہوگیے توطلال وحرام کے بسر احکام الرب راور اگر پہلے ہی یہ الرتا کہ شراب نہ چھوٹریں گے۔ اور اگر پہلے ہی شراب نہ چھوٹریں گے۔ اور اگر پہلے کہ ہم کہی نٹا کہ ازتا کہ زنا نہ کرو تو یقینًا لوگ کہتے کہ ہم کہی زنا نہ کرو تو یقینًا لوگ کہتے کہ ہم کہی زنا نہ کرو تو یقینًا لوگ کہتے کہ ہم کہی زنا نہ حموثریں گے۔

فيها ذكرالجنة والنارد حتى اذا تاب الناس الى الاسسلام نزل الحيلال والحدام ولونزل اول ما نزل لا تشتر بواالخدم لقانوا لان مع الخدمراب دًا ولوب نل لا مت زنوا لقانوا لا ندع الزنا ابدًا -(بخارى باب تاليف القرآن)

شربیت کی یہ حکمت قرآن سے اور سیرت رسول سے انتہائی واضح ہے۔ گرموجودہ زمان کے پرجوش اسلامی قائدین اس نشرعی حکمت کو لمحفظ نہ رکھ سکے اور اسی لیے وہ ناکام رہے۔

ستمبر۱۹۸۳ میں سوڈان میں سابق صدر نمیری اور الاخوان المسلمون نے ملک میں کا ل سنراب بندی کا علان کیا ۔ انھوں نے بعض دکا نول پر جیابی مارکر شراب کی کچے بوتلیں حاصل کیں ۔ اور ان کو توڑکر ان کی سفیداب دریائے نیل میں بہا دی ۔ مگراس کے بعدیہ منظر دیکھنے میں نہیں آیا کہ دور بنوت کے مدین نہی طرح سوڈ ان کی سٹرکوں اور گلیوں میں بھی سفیداب بہائی جانے لگے ۔ اس فرق کی وجہ یہ تھی کہ بینیم براس لام نے تدریج کے اصول پر شراب کو بند کیا تھا ۔ جب کہ سوڈ ان کے اسلامی لیڈروں سنے اچا نورچندون کی اخباری سرخیوں کے سوا کچے اور میں میں میں ایک سرخیوں کے سوا کچے اور سے موا کچے اور سے کے ساتھ اسس ماصل نہ ہو سکا ۔ صرف ایک سابھ اس کی "اسلامی حکومت "ختم ہوگئی ۔ اور اسی کے ساتھ اسس کے اسلامی احکام بھی ۔

یهی حال موجوده زمانه بین ان نمت مسلم ملکول کا بهوا بے جہال انقلابی مسلم لیڈرول نے اسلامی نوانین کو نافذکرنا چاہا۔ اسلام کی حکمت ننج کو ملحوظ ندر کھے کی وجہ سے ان کی تمام کوسٹ شیس صدنی صدنی صدنی صدنی میرنا کام بہوکررہ گئیں۔ لفظی نہنگا مول کے سوا ان کے حصہ میں اور کھیرند آیا۔

## سيداحدشهيد كى مثال

ملان پھلے تقریبًا ڈیڑھ سوس ال سے اسی ناکام کہانی کو دہرار ہے ہیں۔ وہ "نسخ "کے قرآنی اصول پرعمل کیے بغیرا قدام کرتے ہیں اور بھر سراسرناکام رہتے ہیں۔

اس سلسله کاپهلانمایا ب واقعه سیداحدشهید بربلوی (۱۳ ۱۸ - ۱۷۸۵) کی وه تحریک بختی جس کو اس سلسله کاپهلانمایا ب

عام طود پر تحریک مجا ہدین کہا جا تاہے۔ وہ یو پی بہارا ور بنگال سے اپنے معتقدین کولے کر پنجاب بہو پنے۔ وہاں انفول سے پشا ورکو" فتح "کیا اور اس بیں اسسلامی قانون کی حکومت قائم کر دی ۔

مگریہ اسلامی قانون کی حکومت بہت مقور اسے عرصہ میں ختم ہوگئ۔ اس کی وجدیہ کفی کہ جن لوگول کے اوپر اسلامی قانون کی حکومت قائم کی گئ وہ اگرچہ سنی طور پرمسلان کے مگر اسلامی قانون کو قبول کرنے کا مزاج ان کے اندر بالکل پیدا نہیں کیا گیا تھا۔ چنا نچہ مقامی مسلم آبا دی سیدصا حب کے عمال کی باغی ہوگئ۔ وہاں کے قبائلی سے دارول نے سیدصا حب کے آدمیول کو قتل کر ڈالا، اورخود سیدصا حب کا بہ حال ہوا کہ انفول نے مہاراج ریخیت سنگھ سے انتہائی غیر کھیا نہ جنگ چیڑ دی اور اس میں لڑتے ہوئے 4 مئ اسم ۱ کوقتل کر دیے گئے۔ اسلامی حکومت بننے کے ساتھ ہی ختم ہوگئ۔

ایک مورخ نے سیدا حد شہید بر بلوی کے حالات لکھتے ہوئے آخر میں حسب فیل الغاظ لکھے ہیں:

« مجاہدین کی اکثریت صرف نغرہ جہا د پر جمع ہوگئ تھی۔ ان کی تربیت نہ ہوسکی تھی۔ اس لیے اسلامی حکومت کو جلاسے کی ذمسہ داری سنجالنا ان سے بس کا روگ نہ تھا۔ انھوں نے جس علاقہ بب اسلامی حکومت تفائم کی و ہاں سے عوام سے فہن کو پہلے اس سے لیے تیار نہ کیا۔ سیدصاحب کی حکومت نے اسلامی قانون کو نا فذکر دیا۔ اس سے عوام کے اندر اضطراب اور ہے جینی بھیل گئی "

تاریخ پاکستان و بهند ارتشخ محدرفیق ایم اے، لاہور ۲۱، صفحه ۳۳۵ مسلا مسلانوں کے پرجوش لیٹروں کون قرآن و سنت سے بدایت بلی اور رنامی اور حال کے واقعات ان کی آنکھ کھولنے والے نابت ہوئے۔ وہ ایک ہی ناکام کہانی کو ڈیٹھ سو سال سے مسلسل دہرائے جلے جارہے ہیں۔

نبوت اورخم ببوت

کچہ لوگوں سے خم نبوت کے اسسالامی عقیدہ پرگفت گوہوئی۔ یس نے کہا کہ بیغیر عربی جھر است محمد صلی الترعلیہ ولم پر نبوت کا سلسانہ خم ہوگیا۔ اب قیامت تک کوئی اور نبی آنے والا نہیں۔ انھوں نے کہا کہ اس کی دلیل کیا ہے۔ آپ اس کی دلیل کیا ہے۔ آپ اس کی دلیل کیا ہے۔ آپ اس موضوع کی کت ابوں کا مطالعہ کرکے اس کو جان سکتے ہیں۔ اس وقت میں مخقر طور پر صرف ایک بات بیان کرتا ہوں جو اس معالمہ میں فیصلہ کن دلیل کی حیثیت رکھتی ہے۔

نبوت کیا ہے۔ نبوت ابدی اصولوں کے اظہار کا نام ہے۔ جس طرح سائنس اصول فطرت کو بتاتی ہے ، اس طرح نبوت اصولِ انسانیت کو بتاتی ہے۔ یہ دولوں ہی ابدی ہیں۔ اصولِ فطرت کسی تبدیلی کے بغیر ابدی طور پرکائٹ ت میں قائم ہیں۔ اسی طرح اصول انسانیت بھی جب ایک بارمستند طور پر دریا فت ہو جائیں توہر وہ مستقل ہوجاتے ہیں۔ اس کے بعد ان میں دوبارہ کسی تبدیلی کی صرورت نہیں۔ اس کے بعد ان میں دوبارہ کسی تبدیلی کی صرورت نہیں۔ اس کی معدور سے انسان کو باخر کر سے۔ ہر سیفیر نے اصلاً مہی کام انجام دیا ہے۔ بینمبروں نے بتایا کہ انسان کاعرصہ حیات دومختلف صوں میں بٹا ہوا ہے۔ الک ، موت سے پہلے والی مخفر زندگی۔ دوسری ، موت کے بعد آنے والی طویل اور ابدی زندگی۔ ایک ، موت سے پہلے والی مخفر زندگی۔ دوسری ، موت کے بعد آنے والی طویل اور ابدی زندگی۔ افلاتی اصولوں اور ان انسان کی آخری منزل نہیں ، وہ آخری منزل کی تیاری کا ابتدائی مرحد ہے۔ بینمبر نے ان اخلاتی اصولوں اور ان انسانی قدروں کو بتایا جن کو اختیار کرکے آ دی ابدی کا میا بی حاصل کرتا ہے اور جن کو چھوڑ دیسے سے وہ ابدی محرومی کے گوئے میں گرجا تا ہے۔

تدیم زماند میں بار بار نبی کے آنے کی صرورت اس میے تھی کہ ایک ہیمبرکی لائی ہوئی ہایت اس سے تقریم زماند میں بار

کے بعد کے زمانہ میں محفوظ منہیں رہی۔ لوگوں کی سے کتنی نے اسے بدل دیا ، یا صائع کر دیا۔ اسی لیے بار بار صرورت بیش آئی کہ دوبارہ بنی آئے اور از سر لو لوگوں کو صبیح حقیقت سے باخبر کرہے۔ بیغیبر عربی الشد علیہ ولم سے بعد یہ امکان ختم ہوگیا۔ آب کے ذریعہ عالمی سطح پر جو انقلاب آیا وہ اس بات کی صافت بن کھیا کہ خدائی ہدایت دائمی طور پرکسی تحریف و نغیر کے بغیر باتی رہے ۔ اب پرلیس کی ایجا دمزید ایک تائیدی انتہا سے جس سے بعد قرآن میں تبدیلی خود ظاہری اسباب کے اعتبار سے ناممکن ہو جبی ہے۔ واقع ان تثوت واقع انتی تو ت

نظری ولائل کے علاوہ ، یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ بینیبراسسلام کے بعد دنیا میں کوئی اور پیغیبر ظاہر نہ ہوسکا۔ یہ واقعہ بذات خود ختم نبوت کا نبوت سے ۔ یہ ایک واقعاتی شہا دت ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ بینیبراک لام صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا سلسلہ علی طور پر منقطع ہے ۔

بعرب نے کہاکہ پنیر ہونااس قسم کی کوئی سا دہ ہی بات نہیں جیسے ایک خص خطیب یا نتاعر بن جاتا ہے کسی انسان کا پنیر ہوناانہ سائی غیر معولی بات ہے۔ جس طرح ساری تا رہنے ہیں کبھی کوئی شخص میں نہ کہ سکاکہ میں کا گنات کا خالق ہول ۔ اسی طرح کوئی غیر بیغیر یہ کہنے کی ہمت بھی نہیں کرسگنا کہ میں خدا کا بیغیر ہول ۔ بیغیری کا دعوی یا تو کوئی پاکل شخص کرے گا جو واقعت میں خدا کا بیغیر ہول۔ بیغیر ہو۔

اسلامی بیا ایک واتی بخر بست یا میں نے اپنا ایک واتی بخر بست یا میں نے کہاکدایک با باجی سے جن کے پیروؤں پیروؤں کی تعدا دلا کھوں تک بنتی ہے۔ ۱۹۸۰ میں ان کا انتقال ہوگیا - ان کے کچھ بیروؤں سے ایک بار میری ولا فات ہوئی ۔ انعوں نے کہا کہ ہا دے با باجی (Prophet of the time) دوفت کے پیمیر بین ۔ بین نے بلا بحث ان سے کہا کہ آپ مجھے اپنے با باجی کے پاسس لے چلئے اور ان سے کئے کہ میرے سامنے وہ اپنی زبان سے بیمبلہ وہرائیں کہ" میں وقت کا پیغبر ہوں " اور ان سے کئے کہ میرے سامنے وہ اپنی زبان سے بیمبلہ وہرائیں کہ" میں وقت کا پیغبر ہوں " کئی لوگوں کی موجو دگی میں با باجی سے ملاقات ہوئی۔ میں تقریب ٹویٹ ہوگھنٹے تک ان کی عبس میں شہر یک رہا۔ گھ با باجی سے بیا افاظ وہرائے کی ہمت نہ کوسکے کہ" میں وقت کا پیغبر ہوں " میں وقت کا پیغبر ہوں " وہ صوف دوس ری دور مری با نہیں کرنے درجے۔ ہیں نے با باجی سے بیروئوں نے مجھے وہ صوف دوس ری دور مری با نہیں کرنے درجے۔ ہیں نے با باجی سے ہیروئوں نے مجھے وہ صوف دوس ری دور مری با نہیں کرنے درجے۔ ہیں نے با باجی سے ہیروئوں نے مجھے میں دوس ری دور مری با نہیں کرنے درجے۔ ہیں نے با باجی سے ہیں کوئوں نے مجھے میں دوس ری دور مری با نہیں کرنے درجے۔ ہیں نے با باجی سے ہیں کوئوں نے مجھے میں ہوئی دوس ری دور مری با نہیں کرنے درجے۔ ہیں نے با باجی سے ہیں کوئوں نے مجھے میں ہوئی کوئوں کی میں دوس ری دور مری با نہیں کرنے درجے۔ ہیں نے با باجی سے کہا کہ آپ سے بیروئوں نے مجھے میں دور میں بانیں کرنے درجے۔ ہیں نے با باجی سے کہا کہ آپ سے بیروئوں کے میں میں دور کی دور کوئیں کے دور کوئیں کیں کوئیں کی کوئیں کی دور کوئیں کی کوئیں کوئیں کوئیں کی دور کی کوئیں کی کوئیں کیں کوئیں کی کوئیں کوئیں کی کوئیں کی کوئیں کوئیں کی دور کی کی کی کوئیں کی کوئیں کی کوئیں کی کوئیں کوئیں کوئیں کی کوئیں کی کی کوئیں کی کر کی کر کی کی کوئیں کوئیں کی کوئیں کوئیں کوئیں کی کوئیں کی کوئیں کی کوئیں کی کوئیں کی کوئیں ک

تا یا ہے کہ آپ یہ کھنے ہیں کہ میں وقت کا پیغبر ہوں، گر با باجی نے اسس کا کوئی بر اہ راست جواب نہیں دیا۔ یہاں تک کہ میں وہاںسے والیس چلا آیا۔

جن لوگوں سے پرگفتگو ہور ہی تھی ،انھوں نے دو بار ہ کہاکہ گرمزا غب لام احمدت دیا نی

۱۹۰۸) نے تو اپنے بارہ بیں پینیبر ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ بیب نے کہاکہ مرزا غلام احمد
قاد بانی کے حالات بت اتنے ہیں کہ وہ خلل ذہنی کاٹ کار تھے، وہ کوئی صبح الد ماغ آ دی نہ تھے۔
ایسا شخص کوئی بھی لغو بات کہ سکتا ہے۔ حتیٰ کہ ان کا غیر فیسے کلام خود اس بات کا نبوت ہے کہ یہسی بینیبر
کا کلام نہیں ۔

بناہم اس سے قطع نظر، ان کے اصل دعوی پرغور کیئے۔ مزد اغلام احمد قادبانی کا دعوی برخف کہ دفل یا بروزی بیغیبر ہیں۔ بینی وہ محمد عربی الشرعلیہ وسلم کا بروز (Reappearance) ہیں۔ ان کا یہ قول اپنی نتر دید آپ ہے۔ جب وہ محمد صلی الشرعلیہ وسلم کے بروز ہیں توت در نی طور پرمحد صلی الشرعلیہ وسلم کے بروز ہیں توت در نی طور پرمحد صلی الشرعلیہ وسلم کی صوت یا عدم صحت کا فیصلہ کہ بیانا مسل الشرعلیہ وسلم کو ابنے اوبر جج ماں لیا۔ بالفاظ دیگر جا ہے۔ بہ کو این کی نبوت کو جا بنے کا معیار خود وہ ذات قرار پائی جو اپنے بعد کسی اور نبی کا پیشگی الکارکر چکی ہے۔ بہ کہ کی بیوت کو جا بخے کا معیار خود وہ ذات قرار پائی جو اپنے بعد کسی اور نبی کا پیشگی الکارکر چکی ہے۔ بہ کہ کہ بیت تر دید ہے جومرز اغلام احمد قادیا نی نبوت کو بائی خود ہی اپنے خلاف فرا ہم کر دی ہے۔

اب مزراغلام احمد قادیانی کو پینیبراننے کی شرط اول نیر ہوگی کرمی اللہ علیہ دسل کی اپنی تعلیمات سے یہ نابت کیا جائے کہ آپ کے بعد طلق یا بروزی پینیبرآئیں گے۔ گرمی اللہ علیہ وسلم کے کلام کے پورے دفیرہ (نیز قرآن) میں اسس کے حق میں کوئی دلیل موجو دنہیں۔ قرآن میں آپ کو فائم النبیین بت یا گیا ہے دالاحز اب میں) اور محمد سلی اللہ علیہ وسلم نے صراحة بیفر او یا ہے کہ میرے بعد کوئی اور بنی آنے والانہیں۔ میرے بعد نبوت کے ایسے دعو بدار تواط سے تیں جن کا جو طا ہو نا عیا نا شابت ہو، گرمیرے بعد کسی سے نبی کی آ مرکم نہیں:

 یزعم اندنسبی ، و انلخاتم النبین لانبی گان کرے گاکروہ نبی ہے۔ مالال کربی آخسری بعدی ( ابرداؤد ، کتاب الفتن ) بنی مول۔ میرے بعد کوئی اور نبی نہیں۔

مرنداغسلام احمد فادیانی کا پنے آپ کوممدعر بی کا بروزی بینیبر کہنا ایک خود تردیدی دعوی ہے۔ بدا پنی تردید آب کرر اسے حجب بینیبر اسلام نے خود بیر نہا ہوکہ میر اید میرا بروز ہوگا۔
یا آئندہ میرا بروزی بینیبر کے گا تو کیے بہا نا جاسکتا ہے کہ آپ کا بروز ہوا۔ ایسی حالت میں توبیہ دعوی اینے آپ کٹ جا تا ہے۔

اسی داخلی تصناد کا یہ تیجہ کے مرزاغلام احمد قادیانی کی وت کے بعد ان کی جماعت میں توجیه و تعبیر کا اخت ان کو ندکورہ و تعبیر کا اخت ان کو ندکورہ معنوں بیں نبی کہا۔ اور دو سرے فرقہ رلا ہوری فرقہ ) نے کہا کہ وہ صرف مجدد تھے۔ معنوں بیں نبی کہا۔ اور دو سرے فرقہ رلا ہوری فرقہ ) نے کہا کہ وہ صرف مجدد تھے۔ تاریخ کی تعبد ان

بیغبر عربی صلی استرعلیہ سیم کے ظہور پر جلد ہی ڈیڑھ ہزارسال بورے ہونے والے ہیں۔ گراب یک ساری دنیا میں کوئی ایک بھی قابلِ ذکر شخص پیدا نہیں ہوا جو متنقل نبوت کا دعوی کرہے، اور اس کا دعوی تاریخ میں برقراد رہے۔

آپ کے ڈانٹی عرب کے سیانی دم ۱۹۳۴ سے نبوت کا دعویٰ کیا۔ گراس کا دعویٰ صرف یہ تفا کہ میں محد کے ساتھ کا دِنبوت میں سنریک کیا گیا ہوں (افق قدہ اسٹرکٹ فی الا سروے یہ) آپ نے اس کے شرکی بنوت ہو کر دہ گیا۔ عراق کے المتنبی اس کے شرکی بنوت ہو کا انکاد کیا ، اس لیے اس کا دعویٰ بے بنیا دہوکر دہ گیا۔ عراق کے المتنبی (۹۶۹۔ ۹۶۹ء) نے جزئ کی نبوت کا دعویٰ کیا ، گراپی ذندگی ہی میں وہ اپنے دعویٰ سے دست برداد ہوگیا۔ بنجاب کے گردنائک (۳۹ ما۔ ۹۹ ماء) کو ان کے کچھ معقت دین اپنے طور پر بینم کہ دیتے ہیں۔ مگر نود انفوں نے کبھی اپنے آپ کو بینم برکی چینت سے بیش نہیں کیا ۔ ان کے اپنے کلام کے مطابق ، اخیں مون ایک فرمی یا روحانی بیشوا کہا جا سکتا ہے۔ ایران کے بہا ، الشر (۹۲ ما۔ ۱۸۱۷) کا معالم بھی بہی صرف ایک فرمی یا روحانی بیشوا کہا جا سکتا ہے۔ ایران کے بہا ، الشر (۹۲ ما۔ ۱۸۱۷) کا معالم بھی بہی مطابق ، با رہواں امام جو رسول کی جگہ آئے گا ۔ گویان کا دعویٰ جانٹین رسول ہونے کا تھا ذکر درول ہونے کا مطابق ، بارہواں امام جو رسول کی جگہ آئے گا ۔ گویان کا دعویٰ جانٹین رسول ہونے کا تھا ذکر درول ہونے کا اس طرح بندستان کے غلام احد قادیانی (۱۹۰۰–۱۸۲۹) سے اپنے آپ کو ذیلی بنیم کی چیشیت سے بیش کیا۔ اس طرح بندستان کے غلام احد قادیانی (۱۹۰۰–۱۸۲۹) سے اپنے آپ کو ذیلی بنیم کی چیشیت سے بیش کیا۔ اس طرح بندستان کے غلام احد قادیانی (۱۹۰۰–۱۸۲۹) سے اپنے آپ کو ذیلی بنیم کی چیشیت سے بیش کیا۔ اس طرح بندستان کے غلام احد قادیانی (۱۹۰۰–۱۸۲۹) کے اپنے آپ کو ذیلی بنیم کی چیشیت سے بیش کیا۔

مستقل بنمبری حیثیت سے وہ ایسے آپ کوسیٹس کرنے کی ہمت ناکرسکے .

بینی اسلام سفر مایا تھاکہ میرے بعد کوئی بنی نہیں آئے گا۔ اب ایک مورخ مزید آگے بڑھ کریہ کہنے برجور ہے کہ آب کے دابد کی حیثیت رکھتی تھی ،آج وہ برجور ہیں گوئی کی حیثیت رکھتی تھی ،آج وہ ایک تاریخی واقعہ بن چی ہے۔ کسید اس کے بعد بھی یا گھائی سے کہ آب کے خاتم الرسل ہونے پرتنبہ کی جائے۔ حقیقت یہ ہے کہ اہل ایمان کے لیے آب عقیدہ کے اعتبار سے خاتم الرسل میں ، اور دوسرے لوگوں کے لیے تاریخی واقد کے اعتبار سے خاتم الرسل ۔

پیغراس الم صلی الله علیہ وظم کو قرآن میں خاتم النبین (Seal of the prophets) کہا گیاہے۔
یعنی نبیوں کی مہر۔ اس کا مطلب بہے کہ آب نے نبوت کے سلسلہ پر آخری مہر لگا دی۔ اب اس فہرست
میں کسی ننے نام کا اضافہ ہونے والا نہیں۔ اسی بات کو آپ نے ان لفظوں میں بیان فرمایا کہ الجنت

الخرالانبياء ( يس آحنسرى نبى مول )

نزول قرآن سے لے کر اب تک کے زمانہ کو دیکھنے تو ایسامعلوم ہوتاہے کہ قرآن اور بیغیراب الم کے یہ الفاظ تاریخ کا فیصلہ بن گئے۔ اس طویل مدت میں کوئی ایک شخص بھی نہیں جو بجنیت نبی کے اسٹھا ہو یا واقعی معنوں میں اس نے اپنی بنوت کا دعوی کیا ہو۔ آ ب سے بعد کی ناریخ کا پورا ذخیرہ ایسے کسی شخص کے تذکر سے سے خالی ہے۔

اصل یہ ہے کہ ہر خدہ بیں بھن مصلح قسم کے افراد کے اعظمے کی جردی گئ ہے ۔ اسی امکان کو کھی افراد نے اپن شخصی حوصلہ مندی کے لیے استعال کیا ۔ مثلاً حدیث میں ایک " مہدی "کا ذکر ہے جس کوستی مسلمان سا دہ معنول میں اور شیعہ حضرات مبالغہ آمیز معنی میں چیتے ہیں ۔ اس کے حوالے سے کمچہ لوگ مہدی ہونے کے دعو بدار بن گے ۔ مسیمیت میں نیز اسلام میں حصرت میسے کی آمرانی کا ذکر ہے۔ اس بنا پر کھے لوگ کہ میں سیح موعود ہوں ۔ اسی طرح مندو دھرم میں محبکوان کے اوتار لینے کاتصور بایا جاتا ہے ۔ چنا بچہ کھے لوگوں نے اچنے آپ کو اوتاد کے دوب میں پیش کرنا سروع کر دیا۔ بیغیر اسلام کے بعد اسلام معیوں کام ماملہ ، ایک یا دوسری صورت میں بہت کرنا سروع کر دیا۔ بیغیر اسلام کے بعد اسلام معیوں کام ماملہ ، ایک یا دوسری صورت میں بہت کہ ۔

بینمبراسسلام کے بعد جن مرحیان بنوت کانام لیاجا تہہے، وہ غلط طور پرلیاجا آہے۔ حقیقت بہہے کہ یہ لوگ بنوت کی زمین پر مہمیں اسکٹے بلکہ دوسسری زمینوں پر اسکٹے۔ بنوت کی زمین آپ سے بعد ۱۳۷ ایک ممنوعہ زمین بن گئ ، اور حملاً وہ آج تک ممنوعہ زمین بنی ہو تی ہے۔ نبوت ، کارِ نبوت

اس معاملہ میں حیرے بات بہ ہے کہ نبوت کا تسلسل ختم ہوگیا ، گرکار نبوت کا تسلسل جاری ہے۔
ایک انبان کا نبی کی چنیت سے منتخب کیا جا نا اور فرسند کے ذریعہ اس کا با قامدہ ربط فداسے قائم ہونا،
یہ ایک انبائی غیر معمولی اور استنتائی واقعہ ہے۔ اس قسم کا واقعہ صرف اس وقت طور میں لایا جا تا ہے جب
کہ فداکی ہایت محفوظ صورت میں موجود نہ ہو۔ یہی واحد فیصلہ کن سبب ہے جو نبی کی پیدائش کو خروری قرار دینا ہے۔ مگر اب قرآن کی صورت میں فداکی کتاب کمل طور پر جمفوظ ہو گی ہے ، اسس لیے اب کسی نئے فرار دینا ہے۔ مگر اب قرآن کی صورت میں فداکی کتاب کمل طور پر جمفوظ ہو گی ہے ، اسس لیے اب کسی نئے بینے برکا انتظار نہیں کرنا ہے بلکس غیر سبب برکی آدر کا سبب بھی باقی نہیں رہا۔ اب طالب ان حق کو کسی نئے بینے برکا انتظار نہیں کرنا ہے بلکس غیر سبب بھی باتھ وہ کی روشنی میں فدا پر ستی کہ تقاضے پور سے کرنا ہے ۔

یہ صیحے ہے کہ زندگی کوئی عظم کی ہوئی چیز نہیں ، وہ ہمیشہ بلتی رمتی ہے۔ اس بنا پر بار بار صرورت
ہوتی ہے کہ بدلے ہوئے حالات کی روشنی میں از سران فدا کا حکم معلوم کیا جائے ۔ گر حالات کی تبدیل کے ممئلہ
کا حل اجتہا دہے نہ کہ نئی نبوت ۔ قرآن اور حدیث میں نمام صروری اور بنیا دی احکام بنا دیں گیے ہیں۔
اب ہادا کام یہ ہے کہ حالات کو قرآن وحدیث کی تعلیات کی روشنی میں جانجیں ۔ اور اصل کے ذرائعیہ فرع
کا اور کگ کے ذرائعہ جز وکا حکم معلوم کریں ۔ اب ہمیں نئی نبوت کی صرورت نہیں ۔ اب ہمیں صرف اس عالمانہ
بھیرت کی صرورت ہے جو " قدیم " احکام کو سمجھ اور " نئے "حالات پران کا انطباق (Application)
در ما فت کرسکے ۔

### ايك وضاحت

قرآن میں بن ایا گیاہے کہ کچھنے زیانوں میں لگا تارپنی بھیجے گئے دالمومنون ۱۲۳ پنیروں کی یہ کرتے ہے۔ المومنون ۱۲۳ پنیروں کی یہ کرتے دین کے نیزول میں کسی ارتقائی ترتیب کانیتجہ دتھی۔ بلکہ اسس کامقصد حقیقت توحید کا اعلان متا۔ واقعہ بیسے کہ تمام نمبول کا دین ایک تھا اور اسی ایک دین کے اعلان و تبیلغ کے لئے وہ مختلف زیانوں ہیں دنیا ہیں آتے رہے۔

قدیم زیانہ بیں بار بار ایس ہونا تھا کہ قوموں کی غفلت یا کرش کی بنا پر فداکی طرف سے آئی ہوئی ہدایت اپنی اصلی اور ابتدائی صورت میں باتی نہیں رستی تھی ۔ طرح طرح کی غلط تعبیرات میں باتی نہیں رستی تھی۔ طرح کی غلط تعبیرات میں باتی نہیں دستی تھی۔ طرح کی غلط تعبیرات میں باتی نہیں دستی تھی۔ طرح کی غلط تعبیرات

اور انسانی الحاقات کی وجہ سے اسل دین ہی شتبہ ہوجا آ۔ اورکسی بندہ خد اکے لئے سیجھن نامکن ہوجا تا کہ فدا کا واقعی منتاکیا ہے۔ اسس وقت دوبارہ بیغیر بھیجا جاتا تاکہ وہ ت کونا ت سے جد اکر دے۔ اور خدا کے حکم کواز سرنولوگوں کے سامنے بیان کرے۔

قرآن میں بہت یا گیا کہ لوگ ایک امت سے ۔ پھرانھوں نے اختلاف کیا تو اللہ نے بیغیروں کو بھیجا خوسٹس فہری دینے والے اور ڈر انے والے ، اور ان کے ساتھ کا برائی حق کے ساتھ تاکہ وہ ان ہاتوں کا فیصلہ کر دیے جن میں لوگ اخت لاف کر دیے ہیں۔ اور براختلا فات انھیں لوگوں نے کیے جن کوحق دیا جا جبکا ہمت ا۔ (البقو ۱۳۳) ہیں بات سورۃ الزخرف (آبیت ۱۳۳) میں حضرت میں علیہ السلام کے من میں بہت ان گئی ہے۔ اس طرح کی آبات سے معلوم ہوتا ہے کہ اگلا بینی برا بینے کھیلے بیغیر کا بیات ان برتا ہے کہ اگلا بینی برا ہے کہ پھیلے بیغیر کا بیان ارتقائی۔

خود بینیرآخرالزمان صلی انته علیه وسلم کامعامله بھی ہیں ہے۔ قرآن میں آب کو ناطب کرتے موے ارت اد ہواہے: اور ہم نے تم ہر برکاب صرف اسس لئے آناری ہے کہ تم ان کووہ چیز کھول کر مبتاد وسرے منفام ہران فقطول کو مبتاد وسرے منفام ہران فقطول میں کہی گئی ہے: بے نمک بہتران بنی اسسرائیل پرمہت سی ان چیزوں کو واضح کر رہا ہے جن میں وہ اختلاف دکھتے ہیں دانتمل ۲۷)

قران کے مطابق ، تمام بیغیرول کا دبن ایک تھا اور تمام بیغیراسی ایک دین کولے کر د بنایں آتے رہے دالشوری کی گربدر کے دور کے کچونخر ب ندسلمانوں نے اسس واقعہ کی توجیہدایک اورا نداز سے کرنی ننروع کردی ۔ انھول نے کہا کہ پچلے دور میں بیغیروں کی بار بار بعث ت کا سبب بیغیری کاغیر کا بل سے کا مل کی طرف سفرکر نا تھا۔ ان کے نز دبک بیغیری نئی بعثت کا ایک سبب یہ ہوتا ہے کہ " بیسے گزرے ہوئے بیغیر کے ذریعہ کل تعسیم وہدایت لوگوں کو نہلی ہو، ہاندا تھیل دین کے لئے مزید پنچیر کی مدضروری ہوجائے " گرسارے قرآن میں کہیں میں یہ نظریہ موجود نہیں ۔

اس ارتقائی نظریہ سے ایک حامی "خستم نبوت ، اتمام نعتِ شربیت دین حق" پر کلام کرتے موے کھتے ہیں کہ" بعثت محمدی کازبانہ نوع انسانی کی تاریخ کا وہ دورہے سی سے نسل انسانی گوبائید طفولیت سے نسکل کر بلوغ یمک بہنی تھی ۔ ۔ ابعقل انسانی اپنی کی گئی تھی ۔ اور انسان 184

بھیٹیت انبان جو کھ سوچ سکتا تھا سوچ چکا تھا۔ اسس لئے ساتویں صدی ہی موزوں ومسئ اسب صدی تھی جب کہ نوع انسانی کے لئے آخری اور کمل رہنمائی بیمج دی جائے "

اس ارتفانی نظریه کی بنیا و دو چیزوں پرہے۔ اول ، ساتویں صدی عیسوی بی عقل انسانی کا بلوغ کے مرحلہ کک بہنیا۔ دوم ، اسس بلوغ کی بنیا و بریمل آسانی ہدایت کا نزول ۔ گریہ دونوں باتیں مرامر غروضہ ہیں ، وہ تابت شدہ واقع نہیں۔

متعلقہ ان نی علوم" بلوغ " کے ذکورہ نظریہ کی بالکل تائید نہیں کرتے۔ مشلاً فلسفیا نظم کور یہجے۔ یہ کہنا صبحے نہ ہوگا کہ ستویں مدی عیبوی یک فلسفیا نہ علم اپنے بلوغ کی ننرل بک بہنے چکا تھا۔ کیوں کہ فلسفیانہ نعقل کی تاریخ بناتی ہے کہ فلسفہ اُس وقت قیاسی منطق کے دور میں مقاجب کہ بیویں صدی میں ، موزمین فلسفہ کے زدیک ، وہ سائنسی منطق کے دور میں بہوئے گیا ہے۔

" بلوغ "کا دوسرا بہلوخود انسان کی عقلی صلاحیت سے تعلق رکھتا ہے۔ گراس بہلو سے بھی صورت حال ندکورہ نظریهُ بلوغ کے مطابق نہیں۔ کیوں کہ علم الحیات اور علم الانسان واضح طور پر تباتے ہیں کہ دس ہزارسال بہلے کا انسان بھی عین وہی ذمنی صلاحیت رکھتا تھا جو آج کے انسان کومسلم طور پر حاصل ہے۔ میں ہزارسال بہلے کا انسان بھی عین وہی ذمنی صلاحیت رکھتا تھا جو آج کے انسان کومسلم طور پر حاصل ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ بلوغ اور ارتف اکا مذکورہ نظریہ نصرف غیر قرآن اور خیسے علی ہے بکہ وہ نہایت مخدوث میں ہے۔ یہ نئی نبوت کا در وازہ کھولنے والاہے، چنا نچہ موجودہ نہا نہیں بہا ن مذہب اور قادیا نی مذہب دونوں اسی مفروضہ تصور کی زبین پر ابھرے ہیں۔ دونوں کا کہنا ہے کہ پوئی زباندار تفائی من زل کے کرتے ہوئے ایک نے تمدنی دور بیں بیخ گیا ہے اس لئے صروری ہوگی ہے کہ نئے حالات کے اعتبارے رہالت خدا و ندی کا نیا ظہود کی اس کے دعقیقت یہ ہوگی ہے کہ اگر آپ بیغر کے ظہود کو بلوغ انسانی کے مذکورہ ارتقائی نظریہ کے ساتھ جو ڈبی تواسس کے بعد نئی نبوت کے دعوی کو نطقی طور پر غلط قرار دبین امشکل ہوجائے گا۔ کیوں کہ خالص علی اعتبار سے تاکم اس نظریہ کے مطابق، نیا بیغر رہ بھی جا جا کہ دنیا " سائنسی دور" سے گزرر ہی ہے تو کوئی وج نہ یں کہ اس نظریہ کے مطابق، نیا بیغر رہ بھی جا جا کے۔

حقیقت یہ ہے کہ ختم نبوت کا تعلق تمام زحفاظت نبوت سے ہے ، اسس کاعقلی بلوغ یا دینی ارتقاء کے مفروضہ نظریہ سے کوئی تعلق نہیں۔ پیغیرانہ ہدایت جب محفوظ ہوجائے تواسس کے بعد نہا

بغيركي مدكاسك المعى موقوف موجاتا ب- اج قرآن اور بغيركى لائى موئى بدابت كامل طور برمحفوظ میں۔ یہی کانی وجہ ہے کہ اب مزید کوئی بنی نہ آئے۔ حفاظت کایداً بتمام گویاسل انبوت کے اوپر اخری مہرہے۔ اسس کے بعد خدائی نقشہ کے مطابق ،کسی نئے بینم کو بھینے کی کوئی ضرورت نہیں۔

# بيغمبرأخس الزمال كأظبور

پیمبراسلام صلی للرعلیہ ولم کے ایک صحابی حصرت جیربن مطعم کہتے ہیں کہ آپ نے فرما یا کہ میر سے محتی تام ہیں۔ ان میں سے بیہ کہ میں مٹانے والا ہوں ، اللہ تعالیٰ میر سے فر لیمہ سے مسلسے کہ میں مٹانے والا ہوں ، اللہ تعالیٰ میر سے فر لیمہ سے مسلسے کہ میں مٹانے والا ہوں ، اللہ تعالیٰ میر سے فر لیمہ سے مسلسلہ کی سیمہ حواللہ بی الکہ سفر، منت علیہ ) (ان بی اسسلہ عاء ۔۔۔۔ والا المسامی اللہ ی سیمہ حواللہ بی الکہ سفر، منت علیہ )

فداک طون سے بہتے آنے والے بینمبروں کی جیشیت " داعی " کی تھی۔ بینی خدالے دین سے بہتے آنے والے بینمبروں کی جیشیت " داعی " کی تھی۔ بینی خدالے دین سے بخوبی طور پر لوگوں کو با خرکر دینے کے بعدان کی ذمہ داری ختم ہوجا تی تھی۔ گر مینمبراسے کام داعی کے ساتھ احی بھی سے دعوت توصید کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ اللہ تعالیٰ اللہ تعالیٰ اللہ تعالیٰ اللہ تعالیٰ کی خصوصی مدوسے آب توصید کی دعوت کے ساتھ ایک تاریخ موسی نادیا جائے۔ بھی نادیا جائے۔

یہ دوسے اوا قعہ کا مل طور رہ انجام پایا، حق کہ وہ تاریخ کا سب سے بڑا واقعہ بن گب ۔ تما م مورضین نے تسلیم کیا ہے کہ بینیم اکسے لام صلی اللہ علیہ وسلم سے ذریعہ جو انقلاب آیا وہ انسانی تاریخ کاسب سے بڑا اورسب سے الوکھ انقلاب تھا۔

#### إصرواعسسلال

اصحاب رسول بورسے عالم انسانی کے بیے بمنزلہ مقدمۃ البیش کھے۔ اکفوں نے اپنے بیے اور لینے بیا اور لینے بیا اور لین مقدمۃ البیش کھے۔ اکفوں کے اپنے بیا ارسے رسب ، بران میں اللہ تعالیٰ سے یہ وعاکی کہ اسے ہمارے رسب میں ہمارے اوپر وہ بوجھ نہ ڈال ہو تونے بھیلے لوگوں پر ڈالا ہمت۔ «البقرہ ۲۸۱) اس کے جواب میں مصم مملم کی روایت کے مطب بق ، اللہ تعالیٰ نے فروایا : حدہ فعلت مدہ فعلت ( بیس نے ایساکر دیا ، بیس نے ایساکر دیا ، بیس نے ایساکر دیا ، اس سے مسلوم ہوتا ہے کہ نبوت محدی کا طہور انسانی تاریخ بیس نئے دور کا آغاز ہے جب کہ انسان کے اوپر سے اس بوجھ کو آخری طور پر آثار دیا گیا جو اس نے ایسا و جو کو آخری طور پر آثار دیا گیا۔ ایسان کے اوپر سے اس بوجھ کو آخری طور پر آثار دیا گیا۔

بینمبراسسلام کا دبن بھی عین وہی سفاجو بھیلے نمام سنجیب رول کا دبن تھا۔ اصل دبن کے اسلام کا دبن تھا۔ اصل دبن کے ا

اعتبارسے آپ میں اور دوسر سے بینیروں میں کوئی فرق نہیں۔ البتہ یہ فرق ہے کہ بچھلے بنیروں کے زمانہ میں فدل کے دین رحمت کی دعوت مرف دعوت مرف دعوت کے مرفلہ کا کہ بہا ہوا کہ اللہ تقالی کی خصوصی مدد سے کہ سنہیں بہوئی۔ بینیراسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے معاملہ میں ایسا ہوا کہ اللہ تقالی کی خصوصی مدد سیے آب کی دعوت توحی تبدیلی اور فکری انفت الب کے مرفلہ تک بہنچاد یا گیا۔ قرآن میں بنیرابلام کے معاملہ کو تبات ہوئے ادست دمواجہ:

وبيضع عنهم اصرهم والاعتسال ادروه ان يرسه وه بوجم ادرود أيدي أأرتاب التي كانت عليهم د الاعرات ١٥٠) جوان يركتين -

اسس آیت کے مطابق میغیراسیام نے انسانیت کو دو چیزوں سے نجات دی ہے۔ ایک اصر، اور دوسرے امنسانیت کو دو چیزوں سے نجات دی ہے۔ ایک اخری رسول کے فرادیہ انسانیت کو سخات دلائی۔ یہاں ہم اسس کے جس بہاوکا فرکر رہے ہیں، اسس کے نما طسعے ، اِصرسے مراد وہ نوتہ سات (Superstitions) ہیں جو قدیم زمانہ میں انسان کے نما طسعے ، اِصرسے مراد وہ نوتہ سات (Superstitions) ہیں جو قدیم زمانہ میں انسان کے اوبر جہائی ہوئی تحفیں اور جن کی وجسے وہ اس چیزسے محروم ہوگیا تھا جس کو موجو دہ زم انہیں مانشک نقط نظر کہا جا ناہے۔ اور اعمن لال سے مراد قدیم طرز کا وہ با دشامی نظام ہے جس کو مزی برین نے مطلق شہنشا ہیت (Emperical absolutism) سے تعیر کیا ہے۔ ساسی جرکے اس نظام برین نے مطلق شہنشا ہیت کے اوبر ہم شمل کے دوانتہا کی طقول ہیں با نظ دیا تھا دور انسانیت کے اوبر ہم شمل کی ترفیوں کا وروازہ بند کرر کھا تھا ۔ بیغیر اسلام طال شرعلیہ وکم اور آپ کے اصحاب کے ذرایب ران

ماتتنى دوركاآعناز

شرک دراصل مظاہر فیطرت کی پرستنٹ کا دوسرا نام ہے ۔ فطرت کی پرستٹ کا بدذہن تھیا کی راہ بین رکا وسط بنا ہواستھا کیوں کہ ترتی کا آغاز اکسی وقت ہوتا ہے جب کہ مظاہر فیطرت کو تحقیق کی راہ بین رکا وسط بنا ہواستھا کیوں کہ ترتی کا آغاز اکسی وقت ہوتا ہے۔ دور آ دمی جس جیسے نہ کو بہتش اور تنظیم کا موصوع بنایاجائے۔ دور آ دمی جس جیسے نہ کو بہتش اور تنظیم کا موصوع بنایا ہے ہوئے ہوتا ہوتا ہوتا ہے۔ دور آ دمی جس بناسکتا۔

سائنسی طرز فکریاصنعتی انفلاسیدگی طرف انسان کاسفراس وقت نثروع مواجب که و نیاسے ساما شرک کے علہ کو ختم کیا گیا اور توحید در کے دور کا آغاز ہوا۔ بین انسان نے بیجانا کہ زبین واسمان میں ہو کچہ ہے وہ سب کا سب مغوق ہے در کہ معود روہ قابل تعظیم نہیں ہے جلک محت بل تسخیر ہے۔ یہ چریں انسان کے علیم میں نہ کہ انسان ان جہ بین نہ کہ انسان کو میمی سخفہ دیا۔ اور یہ کا دامہ وہ ہے جو سب سے بہلے بینمبر اسلام صلی انشر علیہ وہ کم کے ذرایہ انجام ہایا۔

ماضی میں خدا کے مطاب کے سب اس لیے آئے کہ انسان کو سف کرک کی گراہی سے انکالیں ۔ اس کو مفوق کی پرستن کے بہائے خدا کی پرستن کر سے انکالیں ۔ اس کو مفوق کی پرستن کے بہائے خدا کی پرستن کر ہوئے ۔ مثان کی کوششیں اس معاملہ میں فکری اعلان تک میں ، وہ من کہ کا ابطال اور قومید کا اثبات ۔ گران کی کوششیں اس معاملہ میں فکری اعلان تک رمیں ، وہ من کری انتظاب تک مہیں بہو نجیں ۔ چول کہ اللہ تعالی کو محرصلی لئر علیہ وہ ابطال بست کی اسک نہ میں ہو نہا یا جائے ، وہ صرف نظریاتی اعدال بست کہ اور اثبات نہیں کہ کہ کا ایک انتظاب کے درای میں انتظاب کے درای کا کا میں انتظاب کے درای میں انتظاب کے درای میں انتظاب کے درای کا کہ انتظاب کے درای میں انتظاب کی درای میں انتظاب کے درای کی میں کر درای میں کر انتظاب کے درای میں کر درای میں انتظاب کی درای میں کر درای میں کر انتظاب کے درای کر درای میں کر درای کر درای میں کر درای کر

مثال کے طور پر انسان اسپے گردو پہینس جومظام و کھتاہے ان ہیں۔ سے ایک مظم وہ ہے جس کو سورج گرمن اور حب انداز کے انسان کومتے کر سے دہے ہیں۔ فدیم زمانہ کے انسان کومتے کر سے دہے ہیں۔ فدیم زمانہ کے انسان سے ان کے بادہ میں بڑے جمیب عجمیب نظریات قائم کر ہے تھے۔ مثلاً ایک خیال یہ تھاکہ زمین پر جب کسی بڑے وی دمثلاً با دستاہ ) کی موت ہوتی ہے تو اس کی وجہ سے آسمان ہیں سورج گرمن میں درجب ندگرمن واقع ہوتے ہیں۔ محصطے لٹر علیہ وکم جس زمانہ میں عرب کے عمر ان ہوچکے تھے۔ آب اور جب ندگرمن واقع ہوتے ہیں۔ محصطے لٹر علیہ وا۔ اتفاق سے عین اسی دوڑ سورج گرمن بیڑا۔

اس دقت قديم ذمن كے تولت كيد لوگوں سنے كہا كہ سينبر ( با دست ، ہ عرب ) كے لوك كا انتقال ، واست ، وى تو فرداً لوگوں كو جمع كيا ، واست ، مولئ كو فوداً لوگوں كو جمع كيا اور تقرير كرستے ہوئے كو فوداً لوگوں كو جمع كيا اور تقرير كرستے ہوئے اعلان مسندوا يا :

ان الشمس والسقم است است الميات سورج اورحب الدالترى نشابنول ببرسط ونشابيل الله من وجب المدالترى نشابنول ببرسط ونشابيل الله من وجب المدين المدي

ولا نسيات د کی رجسے نہيں ہوتا۔

می میں ایک دعظ نہ میں ۔ بلکہ دہ ایک عکومتی ہا ہیت نامہ میں ۔ دہ ملک کے با دست ہستے۔ اس سے آپ کی یہ نقر پر محف ایک دعظ نہ میں ۔ بلکہ دہ ایک حکومتی ہا ہیت نامہ میں ۔ دہ صرف اظہار مسکلہ نہ متھا ، بلکہ دہ اعلانِ انفت لاب تھا ۔ جہانچہ اردھرآپ نے بہا علان کیا ، اُدھر الرسخ بدنیا نٹروع ہوگئ ۔ ساحی انفیت بلاپ

بینمبر خسال الله کاله و ایک طرف توجید کا علان کیا - دوسری طرف الله کی خصوصی مدرسے خلاف توجید نظام کو عمسلاً توظویا - آب کے مشن کی اس خصوصی نوعیت کو قرآن و حد بیت میں مختلف الفاظ میں سبب ان کیا گیا ہے ۔

قرآن میں آپ کو اور آپ کے اصحاب کو مکم دیتے ہوئے برکہا گباہے کہ ان سے جنگ کرو بہان کک کہ نتنہ باتی نہ رہے اور دبن سب کا سب الٹر کے بیے ہوجائے ( وہت آ تاوہ مستیٰ لات کون فہ تن ہ وہ کون اللہ میں کلمہ بیٹے ہ

بیغیر آخر الزمال کی بعثت کی نوعبت کو بتات موئے قرآن میں کہا گیا ہے کہ ، اللہ ہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے سامۃ بھیجا تاکہ وہ اس کوتمام وینوں پر غالب کر دسے (موالدنای ارسال رسولیہ بالعدہ کی وہین الحق لیظ کی وہ علی المسدہ ین کاتھ

روایات بین آتا ہے کہ فادسیہ کے معرکہ کے دوران حضرت ربعی بن عامرا ہے ساتھیوں کے ہمراہ سپسالار رستم کے دربار میں گیے۔ رستم نے گفتگو کے وقت پوچھا کہ تم لوگ بیہ ال کبول آئے۔ انھوں نے جواب دیا کہ ہم کو اللہ نے بھیجا ہے۔ اور اللہ ہم کو بہاں لا یا ہے تا کہ جو جاہے اس کو انسانوں کی عب اوت سے نکال کر اللہ کی عبادت کی طون سالور دنیا کی تنگی سے اسس کی وسنت کی طون اور ذنیا کی تنگی سے اسس کی وسنت کی طون اور ذاہب کے ظلم سے اسسلام کے انصاف کی طون لائیں (حتال: الله ابتعثنا والله جاء بنا لسنخ جو سن سنداء سن عبادة العسباد الی عبادة الله وسن حین الدنیا الی سنت عبادة الله وسن حین الدنیا

تاریخ کے بین دور

یور بی مورخین عام طور بر تاریخ کو بین دورول میں تقبیم کرتے ہیں۔ اول ، روی شہنشا ہیت ۱۴۵ کے سفوط سے بہلے کا دور۔ ردمی شہنشا ہے بعد عربی صدی عیسوی میں آخری طور پرردی قبائل نے ۲ ، ۲ م عربی کرور کیا۔ اس کے بعد عربوں نے ساتویں صدی عیسوی میں آخری طور پرردی قبائل نے ۲ ، ۲ م عربی کرور کیا۔ اس کے بعد عربوں نے ساتویں صدی عیسوی میں آخری طور پرردی شہنشا ہیت کا خاتمہ کر دیا جو بحر متوسط (Mediterranean Sea) کے دونوں طرب بھیلی ہوئی تھی اس کے ملہ سے منوبی تاہم جرمن قبائل کے ملہ سے منوبی دومی شہنشا ہیت کو صرف محدود نوعیت کا نوجی اور سیاسی نقصان ہوا تھا۔ جب کرع ب فتو حات کے متبدیت کری شہنشا ہیت کو صرف ایک حکومت نظم منہیں ٹوٹا بلکہ وقت کی غالب تہذیب (یونانی دومی متبذیب) کے بیر میں خاتمہ ہوگیا۔

رومی سلطنت اور رومی تهذیب کے سقوط سے بے کر ۱۵ دیں صدی کے آخر تک کے زمب انہ کو قرونِ وطی سلطنی (Middle ages) کہا جا تاہے۔ یہ وہ درمیب انی زبانہ ہے جب کہ مغربی دنیا قدیم دور سے نکل کرجدید دور کی طرف آئی۔

تبسراد ورسولهوی صدی کے آغازسے لے کراب کک کاہے۔ اس کو عام طور پر دورجد بدکہاجا تہے۔ یہی وہ زبانہ ہے جب کہ منر نی دنیا ہیں سے یسی اور سنعتی انقلاب آیا اور دنیا روایتی دورسے نکل کر ہوری طرح سائنسی دور میں مہونی۔

تاریخ اور ساجیات کا مطالعہ بتا تاہے کہ قدیم دور بین ساری دسیا کا سب سے بڑا مذہب توہم بہت (Superstition) تفاد ساری دسیا بین توہائی عقائد جھائے ہوئے تفے۔ اس دور کی تفام حکومتیں توہائی عقائد جھائے ہوئے تفے۔ اس دور کی تفام حکومتیں توہائی عقت ٹربر قائم تھیں۔ ان میں سے دوحت کومتیں سب سے بڑی حکومتیں شار ہوتی تفییں۔ ایک ایرائی حکومت (Sassanid Empire) اور دور مری دری حکومت (Byzantine Empire) در حکومت بن ہوئی تھیں۔ کیوں کہ ان تو ہمات کے بقابر ہی ان کے بقابر ہی ان کی بقاکا ان تو ہمات کے بقابر ہی ان کی بقاکا ان تو ہمات کے بقابر ہی ان ادر کی بقائی ان تو ہمات محض رعایا کی جھتی ترمطلق طور پر صرف وقت سے شاہی خاندان کو حاصل ہیں۔ عوام کی جینیت محض رعایا کی جہتی خست ندان کی ایدی خدمت کے سوا ان کا ادر کوئی حق نہیں۔

اب دنیا میں علم اور روشنی کا دور لانے کے بیے ان حکومتوں کا توٹ نا سروری تھا۔ان حکومتوں کے رہتے موسئے۔ کے رہتے میں منا کہ ونہ اور ازادی اور سیا واست کی فدروں سے اُ شنا ہوسنگے۔ ۱۳۳۱

یبی دہ ایم کام ہے جو صحابہ اور تابعین کے ذریعہ انحب م پایا۔ یہ ایک مقدس خدائی فوج تھی جس نے ان حکومتوں کو توڑ کر انسانیت کے لیے ہوسم کی ترقیات کا دروازہ کھولا۔ اگر شکست در کجنت کا بیمل نکیا جا تا تو آج بھی دنیا انھیں تاریک ادوار (Dark Ages) میں پڑی رہی جہال وہ اس انقلاب سے بہلے بڑی ہوئی تھتی ۔ یہ ایک ایسی تاریخی حقیقت ہے جس کا احتراف خود غیر سلم محقیق نے مختلف انداز میں کیا ہے۔ مثال کے طور پر شہور مورخ ہزی پرین کی کتاب "تاریخ یورو سیب " اس سلسلہ میں خصوصی طور پریت بی مطالعہ ہے۔ مثال کے طور پر شہور مورخ ہزی پرین کی کتاب "تاریخ یورو سیب " اس سلسلہ میں خصوصی طور پریت بی مطالعہ ہے۔ ۔ مثال کے ایفاظ میں ہونے فلے پیش کیا ہے اس کا خلاصہ انسائیکلو پٹریا بڑائیکا رہے ہوں کے معت انداکار کے الفاظ میں ہی ہے :

(According to) the widely discussed theory of Henri Pirenne, the essential break between the ancient and medieval worlds came with the destruction of the unity of the Mediterranean world not by the Germanic but the Arab invasions (13/155).

ہنری بین کانظریہ جو کافی بحث کاموضوع رہاہے ، اس کے مطابق قدیم و نیا اور متوسط دنیا کے درمیان بنیا دی انفصال اس وقت طہور میں آیا جب کہ بحر متوسط کی دنیا کے اتحا دکو توڑویا گیا۔ یہ واقعہ جرمن قبائل کے ذریعہ نہیں بلکہ عرب معلول کے ذریعہ بینن آیا ۔ ہمنری برین (۱۹۳۵ –۱۹۲۱) قرون دطیٰ کی تاریخ کا مماز ترین عالم تھا۔ اس کاکہناہے کہ مشر ف ہمن وی کہ ذریعہ تھا۔ نسطنطنیہ کو ردوی سلطنت کے تحت ) دنیا کے مرکز ک جینیت واصل تھی۔ یہ و بیا کے طبعی حالات، ابنی نوعیت کے اعتبار سے اس سے حیثیت واصل تھی۔ یہ م میں صفے ۔ قدامت کی روایات سے انفصال کا سبب اسلام کی نیز اور غبر مغرف منوفع توسیع تھی۔ اس تھی مراز کی مغرب سے آخری عالمہ گی اور سیجر روم کے انتحاد کا خاتمہ تھا!

The Orient was the fertilizing: Constantinople, the centre of the world. In 600 the physiognomy of the world was not different in quality from that which it had revealed in 400. The cause of the break with the tradition of antiquity was the rapid and unexpected advance of Islam. The result of this advance was the final separation of East from West, and the end of the Mediterranean unity.

Dr Henri Pirenne, Muhammad and Charlemagne, 1937, p.284

خدائی آبرسیت ن

روی اور ایرانی شہنشا ہیت کے خلاف سی بہ اور تابعین کے ذربیہ جوکارروائی گیگی۔
اس کی توجیہ موجودہ زمانہ کے کیے مسلم مفکرین اس طسیرے کرتے ہیں گویا کہ دہ کوئی ایدی اور سنقل منمونہ ہے۔ بہتی دہ عمل ہے جوہر ملک سے منمونہ ہے۔ بہتی دہ عمل ہے جوہر ملک سکے مسلمانوں کو ہرزمانہ میں وہراتے دہاہے۔ گریہ خدائی معجزہ کو انسانی نضب العین قرار دینا ہے جو بلک شہری ہے۔ گریہ خدائی معجزہ شخا جو سیاسی قالب ہیں ظاہر کیا بلک شہری مشن سے براہ راست کوئی تعلیٰ نہیں۔

اقب ال کا ایک شراس معاملہ میں سلم مفکرین کے نفط انظر کو بخوبی طور پرسیان کرتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ رجز خواتی کے ذریعہ بہلے مجام بین کی ایک ٹیم شیب ارکر و ، اور جب یہ ٹیم شیب ارکر و ، اور جب یہ ٹیم شیب سوجائے نواس کے بعد اسس کو باطل حکومتوں کے خلاف شکر او و ۔ اس فکر کے ایک حامی کے الفاظ بیں ، پہلام رحلہ بڑامن کومشش (Passive resistance) کا ہے ، اور دوکس رام رحلہ مسلح شکر او (Armed struggle) کا ایک اور دوکس رام رحلہ مسلح شکر او (Armed struggle) کا ایک مسلح شکر او کا میں ایک مسلح شکر او کا میں ایک کا ب

بانت دروسی برساز دما دم زن چول پخته شوی خو درا برسلطنت جم زن کرابندائی اسلان برسی از دما دم زن چول پخته شوی خو درا برسلطنت جم زن کی بر تشریح مهی به سید حقیقت برسید که رسول اور اصحاب رسول کے زمانہ بین روم اور ایران کی سلطنتوں کے خلاف جو کمچہ بیش آیا وہ نمونہ نمبیں بلکہ مجرزہ تھا۔ بید ایک مستقل روک بن ایک ضمائی آ برسین تھا۔ قدیم طرز کی سلطنتیں ہر قسم کی انسانی ترقی کے بیے ایک مستقل روک بن گئی تھیں ۔ ندیبی آزادی ، انسانی مساوات اور سائنسی ترقیوں کا خواب ہزاروں برس سے بے تجبیر بنا ہوا شما ۔ اور اسس کا واحد سب سے بڑا سبب بہی وت دیم طرز کی ننہ نشامیتیں سھیں ۔ جوگویا دروازہ آپ کی اندانسانی ترقیوں کے سے بڑا سبب بہی وت دیم طرز کی ننہ نشامیتیں سھیں ۔ جوگویا دروازہ آپ کی اندانسانی ترقیوں کے سے بڑا سبب بہی ویت دیم طرز کی ننہ نشامیتیں سھیں ۔ جوگویا دروازہ آپ کی اندانسانی ترقیوں کے سے بڑا سبب بھی میں میں ۔

تمام ترقیوں کا واحد وروازہ آزادی دائے۔ ہے۔ گرقد میم طرزی مطلق انعنان کومتوں کے بور بیں انسان کے لیے آزادی دائے کا کوئی سوال مذسخار ایرانی با دست ہونشیرواں کے دربار بیں ایک شخص نے با دست احتلاف دائے کی توبادشاہ نے حکم دیاکہ اس شخص کو اسپنے علم برناز موگیا ہے ، اس کے سرکوست مدان سے تورادیا جائے۔ جیانجہ یا دست ہے کا میکن کی دربایوں نے قلم دان باتھ میں ہے کر اس کے سر پر ارنا سندوع کیا ۔ بیہاں کے کہ اس کاسر ٹوٹ گیا اور دہ و بیں

يهى حال رومى شهنشا بول كانتقاء ان كيهال اخت لات رائد اتنا بى سنكين جرم تفاحننا کے ملک ما اسٹر طے میسے غداری ۔ اگر کوئی ننخص شہنشا ہ سے اختلاف رائے کی جراُت کرتا تو اس کی كم سے كم سزاير سفى كه اس كو تنيت ركا سے بين الله كر اس كے اوبر جينے اور سجير سے جيور ديسے حالیں جواس کو مجنبو دینے دہیں ، یہاں تک کہ اسے مار ڈوالیں ۔ بہی مت رہم زماً نہ کے بہت م با د نثا ہوں کا طریقہ تھا اور اس طب رخ کی مطلق شہنشًا ہمیت کی فضاً ہیں یہ ناممکن سقا کہ ان کی علم ادرانیا فی تهذیب نرتی کی طریب اینا سفر شروع کرسکے -

مزارون سال مع بغیمراور صلحبن اس صورت حال کی اصلاح کی کوششش کونے رہے۔ مگران کوئششوں کے نتیمہ کو دیکھ کریہ نابت ہوگیا کہ مروجر سیاسی نظام کے با فی رہتے ہوئے انسانی اصلاح کا کام اسجام یا ایمکن نہیں۔ اس وقت الشرتعالیٰ نے وہ فیصلہ فریایا جس کو قرآن میں تال فنن ، البقره ، الانفال ، سے تعبیر کیا گیا ہے۔ یعنی خلافی آبر سینٹ کے ذرابعہ اس سنسہنشا ہی نظام كوسميشه سمے بيے توط ديا جائے جوہر اصلاحي على اور ہر ترتنب ان كام كى راه بين نا قابل عبور رکا وٹے بنا ہواسہے ۔ نواہ اس اصلاح کاتعلق مذمہی امورسے ہو باسٹیکولرامورسے ۔

اسلام کے دور اول میں روم دایران کی سلطنتوں سے جورٹائسیاں موئیں۔ وہ انتہائی طور پرغیرمساویا نه مختیس . به بلامبالعنب کیے سروسامان انسانوں کا باسروسا مان طاقتوں سے لاجاً ناتھا۔ اس کے باوجود اسٹ مفابلہ میں انتہائی کم مدت میں ایسی عظیم کا میا بی حاصل ہوئی جو بوری انسانی تاریخ میں ابنی کو بی مثال مہیں رکھتی ۔

اسب وافعه کی مہی انو تھی صفت ہے جس کی بہن پر ولفرڈ بلنط نے کھاہے کہ انسانیت کی اوری طویل تاریخ میں اسسلام کی تیزرفنت راشاعت سے زیادہ عجیب 

سنری پرین ہے اس کی اسی نوعیت کی بنایر اسٹس کو محصن ایک اتفاقی وا تعد قرار دیدیا ہے۔ اس سے لکھاہے: In a certain sense, the expansion of Islam was due to chance, if we can give this name to the unpredictable consequence of a combination of causes.

Mohammed and Charlemagne, p.148

فردوسی کے نزدیک بروا قدات متبعد تفاکہ اس نے اپنے شاہنا مہ ہیں لکھیا :

زشیر شتر خور دن و سوسم اس عرب را بجائے رک بیاست کار

کم شخت کمیں را کسن د اور و سوسم بیان خور داں تفو

مور خین عام طور پر ان نتوحات کا ذکر نا قابل فہم جیرانی کے ساستے کرتے ہیں ۔ گرا صل حقیقت

کے اعتبار سے ان ہیں تعجب کاکوئی مہلو نہیں ۔ اسس لیے کہ با عتبار حقیقت ، یہ انیا نی واقعات مذکر نے بلکہ خوائی واقعات کے اعتبار سے دائی واقعات کے اعتبار سے دائی کا بری صورت بیں وہ "عرب" کی "عجم" کے ساتے میں مار کائی کھی ۔ گرابین اصل حقیقت کے اعتبار سے وہ ایک قسم کا خدائی آپریٹ ن سما جوع بوں کے ذرایع شہنشا ہی فتنہ کے حسل ان استجام ویا گیا ۔

بائیں ہیں پیمبراسسلام کے بادھے ہیں جو پیشین گوئیاں ہیں ان میں کہاگیا ہے کہ "اس کا حلال اسمان پر جباگیا اور زمین اس کی حمدسے معمور ہوگئی ۔ اسس کی جگرگا ہٹ نور کی مانند کھی۔ اس کے باتھ سے کر میں نسکلتی تقیب اور اس ہیں اس کی وت درت بہاں تھی۔ و با اس کے آگے مابقی تھے۔ وہ کھرا ہوا اور زمین مقراگئی ۔ اس نے ملکے مبتی تھی اور تو میں پر اکس کی قدمول سے نسکتے تھے۔ وہ کھرا ہوا اور زمین مقراگئی ۔ اس نے نسکاہ کی اور تو میں پر انگست دہ ہوگئیں ۔ ازلی بہاڈ پارہ پارہ ہو گیے ۔ قدیم شیلے حجک گیے ۔ اس کی دا میں از حبق قرق ، باب بیر)

مورخبن کے نکورہ الفن الله اور بائبل کا مذکورہ ببیان ، اس قسم کی تمام چیز بب اپنے اپنے انداز میں اس بات کا اعراف ہیں کہ بیغیر اسسالام صلی الشرعلیہ دیم کے ذریعہ جو واقعہ انجام ہا با وہ خدائی واقعہ مقال عرف خدائی طاقتوں کے ذریعہ موسکتا تھا۔ است ان کے بس میں نہیں کہ دہ ابیسے عظیم اور بےمث ال واقعہ کوظہور میں لاسکے ۔

ابیسے عظیم اور بےمث ال واقعہ کوظہور میں لاسکے ۔

زدائے کے سابی

بینمبراکسسلام کے ذریعہ جوخلالی آپریشن کوایا گیا ، اس کے لیے آپ کو وہ بہترین افراد دیئے۔ ن ۱۵:

كيے جواس خدمت خاص كے ليے موزوں ترین سے ، حقیقت برہے كه بدالیسے رباتی افراد سے جیسے افراد انسانی تاریخ میں نداسس سے پہلے پائے گیے اور نداس کے بعد ۔ بالبل میں سجا طور پر ان کو ہزاروں قدیسیوں (Saints) کے نفظ سے تعبر کیا گیاہے (استثناء، باب س

بينمراس الم كرائق فتح مكه ك وقت دس مزار اصحاب عقد - حجة الود اع ك وقت ال كى ننداد ايك لاكه سيدا وېرېوكى مى - بعدكو نابعب بن كى صورت، بى اس مقدس تعدا دىي مزېداضافه موا۔ بیمروان کارگویا خداکے سیامی سفے۔ انھوں نے ناقابل یقین صریک خدائی احکام کا پابند

ره کراس خدای آیریششن کو انحام دیا ۔

ان كا حال بيسقاك جنگ كے دوران اگردشمن كے كسى فردين ان كے اور يحقوك دبا نو فزراً وہ اس کو جھوڑ دبیتے سے کہ اب اگر مارس کے تو وہ اسس کو نفساً نی محرک سے سخت ماریں گے، جب كه خدا بي حكم كے مطابق رضائے اللی كے سواكسی اور محرك كے شخت كسی انسان كو مارنا جائز منیں ۔ ان کا یہ حال تھا کہ دستن سے انتہا فی سے جگری کے ساتھ لڑتے سے مگرجس لمحراس نے م تصارة النه كا اعلان كسيساني الفوروه ابني تلواركونسيام بين كريبية سقة وه اس سيفطعاً نا استفے کہ انتقامی جذبہ کے تحت کسی کا خون بہائیں۔ وہ ایک قوم سے جنگ کرتے تھے مگرجب وه قوم اطاعت برا بنی رضامندی طام کردیتی نواس کے مکسے کا انتظام خود اسی کے حوال کردیتے ادر کہتے کہ ہم تو صرف تمہاری سے کشی کو نور اسنے استے سطے۔ ہمب سمہار سے مال اور اقتدار سے کو فی مطلب مہیں۔

یہ وہ لوگ تھے جن کا حال پر تھاکہ اکھوں نے "ارسخ کی سب سے طری سلطنت بنائی ۔ مگر ان کومتوں تک رسانی نے موسف ان کی ذمہ داری کے احساس میں اصنا فہ کیا۔ ان کامعیار زندگی اوسنجا موسنے سے سبحائے اور نبیجا سوگیا۔ ان کی رعایا بادست ہوں کی طرح رمہتی مگروہ خود نقیروں کی طرح زنداً ، گزارتے ۔ دوسے وگ رکتنم اور تمخواب کے کیرائے گران کے جسم بر ہو یو ندیگے ہوئے کیوے وکھائی دبیتے۔ دوسے رکے لوگ شا ندار گھوڑوں پرسفز کرنے مگران کا سفراس طرح طے ہوناکہ فادم اونسط پر سوارہے اور نحود اونسٹ کی سکیل بیچھ کرسیب مل راستہ طے

حقیقت یہ ہے کہ یہ بے نفس ان اول کا ایساگر وہ نفاجس پرفرشتے بھی رشک کریں۔ جب ایران فتح ہوا اور ساسانی سلطنت کا سب بسالار اعظم اداگیا تو ایک مسلمان فوجی کو لا شوں کے ڈبیبر میں اس کا تاج ہا تھ آیا۔ یہ تاج سونے اور جوا ہرات کا بنا ہوا سقا اور اس کی قیمت کروروں روپ سے بھی زیا دہ تھتی۔ مگر اس فوجی نے اور جوا ہرات کا بنا ہوا سقا اور اس کی قیمت کروروں روپ منہیں کیا بلکہ اس نے یہ کھی پیند منہیں کیا بلکہ اس نے یہ کہ اس تاج کو واپس کر دیا ہے۔ رات کی تاریخی بہر میں کہا کہ وہ اس جنہیں کہا اور اس کو ایک کہا ہوئے میں البیل اور اس کو ایک کر خاموشی سے سر دار کے خیمہ میں بہر با اور اس کو اسلامی فوجی کے مردار کے جوالہ کر دیا۔ تاج سے جب کیڑا ہٹا یا گیا تو ہیروں کی جگرگا ہٹ سے خیمہ روشن ہوگیا۔ اسلامی اشکر کے سے دار سے بوجیا کہ تمہمارا نام کیا ہے۔ اس آدمی نے خیمہ کی طوف رخ کرتے ہوئے کہا ؛ "جس کی خاط میں نے ایسا کیا ہے وہ میرا نام اچھی طرح جانتا ہے گراف رخ کرتے ہوئے کہا ؛ "جس کی خاط میں نے ایسا کیا ہے وہ میرا نام اچھی طرح جانتا ہے گرکہا اور خیمہ کے باہر رات کی تاریخی میں خائے ہے۔

انسانی تاریخ کارجب ٹراس فوجی کا نام نہیں تبا نا۔ گرفداکے رجبطریں بلاست اس کانام شاندار طور پر درج ہے ۔۔۔ یہ سطے وہ مقدس ترین ہوگ جن کو خدانے ابنے بہائی کی حیثیت سے جنا ادر جن کے ذریعہ ایک انتہائی مقدس خدائی آبرسیٹن کرایا۔ ان ہوگوں نے خدا کے خصوصی حکم کے تخت قدیم فقد مشہنشا مہیت کے خلاف قتال کیا اور ہمیشنہ کے بیے اس کا فائم کر کے انسانیت کے ادبر مرتسم کی ترقیوں اور سعا و تول کا ابدی دروازہ کھول دیا۔

یہ لوگ بلات بہ نصلے ہا ہی سے۔ ندائے اپنے بندیدہ بہا ہیوں کے ذراجہ ایک بار کے لیے بیمزوری فوجی اُ پر سین کرایا اور معجزات طور براس کو آخری کا میں ابی بہونجایا۔ اس مقدس گروہ کے سواکوئی اور گروہ اتنا ہے نفس نہیں ، اس بیے دوبارہ کو بی گروہ اس قسم کی کارروائی کا مجاز بھی نہیں ۔ اگر کوئی دوسے ماگروہ " قبال نتہ "کا نغرہ بلند کر کے لوگوں سے جنگ کرنے لگے تو یقینی طور بروہ زمین میں فیا د بریا کرسے گا نہ کہ اصلاح۔

#### ایک بار

بینمبراسلام صلی الله علیہ وسلم ابنی امت کے بیے اسوہ ستھے۔ تاہم آب کی زندگی کے تعیق افعال صرف آب کی ذات سے تعاق رکھتے ہیں۔ ان افعال ہیں امت آب کی سند کی ۔ مثلاً ۱۵۲ عام امت کے لیے نکاح کی آخری حدیا رعور تیں ہیں۔ گر آپ کے لیے خصوصی مصالے کے تحت اس سے
زیا دہ تعدادی اجازت دی گئی ، عام امت کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ انکار ایمان کی بنایک کو قسل
کرے ، گریبغیر اسسال م کو اپنے مخاطبین اول (بنواساعیل) کے حق میں یہ ہدایت دی گئی کا تمام
حجت کے بعد آپ ان سے کہدیں کہ وہ یا تو ایمان لائیں وریز قتل کر دیئے جائیں گئے ۔ فتح مکہ کے موقع
پر وقتی طور پر آپ کو حرم میں خون بہلنے کی اجازت دی گئی جب کہ امت کے لیے ابدی طور پر حرم میں خون

بهانا حرام ہے. وغیرہ ۔

اب کا روم وایران کے خلاف جنگ چیٹر نابھی اسی قسم کا ایک معاملہ تھا۔ بینیراسلام صلی للر علیہ ولم اور آپ کی تبعیت میں آپ کے اصحاب نے وقت کی شہنشا ہیتوں کے خلاف ختم فدتہ کے علیہ ولم اور آپ کی تبعیت میں آپ کے اصحاب نے وقت کی شہنشا ہیتوں کے خلاف ختم فدتہ کے لیے جو جنگی کا دروائی کی ، وہ آپ اور آپ کی تبعیت میں صحابہ کی ذات تک مخص تھی۔ یہ ایک خصوصی حکم تھا نہ کہ عمومی حکم ہے ایک خصوصی محکم تھا نہ کہ عمومی حکم ہے بعد اس مے بعد اس معاملہ میں صرف و و نمو نے ہیں جو امت کے لیے عمومی طور پر باتی ہیں ہے۔ محمومی مشن سے کوئی تعلق نہیں رکھتا۔ مساح کے عمومی مشن سے کوئی تعلق نہیں رکھتا۔

صحابہ کوام نے ہزی پرین کے الفاظ میں، شاہی مطلق العنانی (Empirical absolutism)

کے جابرانہ نظام کو ختم کرنے کے بیے جو غدائی آپریشن کیا، اس کے متعلق وہ بخوبی طور برجانے سنے کہ یہ ایک بارکاعل ۔ بعنی وہ مستمر کا رنبوت نہیں ہے جو ہرنسل اور مردور میں امرت مختری کو دہراتے رہنا ہے ۔ یہ ایک وقتی آپریشن مرف میں امرت مختری کو دہراتے رہنا ہے ۔ یہ ایک وقتی آپریشن مراب موجانا ہی اس بات کی صفمانت ایک بارکھیا جا اے ۔ اس خدائی آپریشن نے ایک طرح کامیاب ہوجانا ہی اس بات کی صفمانت ہے کہ دوبارہ اسے دمرانے کی صفرورت بیش نہ آئے ۔

صمایی کی تشریح

بہاں تک کہ فتنہ باقی نہ رہے اور دین سب الٹرکے یہ ہوجائے، تھراگروہ باز آ جائیں تو ہے شک اللہ دیکھنے والا سے ان کے عمل کا رالانفنال سوم)

"بہمال بک کہ فتنہ مذرہے " بعنی سنٹ رک ہزرہے ۔ بہی قول ابن عبسس ، ابوالعالبہ ، مجا ہدر الحسن ، فتا دہ ، الربع ، منفائل بن حبان ، السدی اور زید بن اسلم کا ہے ۔

اور آبت " مجراگروہ باز آجائیں تواس کے بدسخی مہیں ہے گرظ کموں پر المبسسہ ہوں اس کامطلب یہ ہے گر المبسسہ از آجائیں اورسلمانواں سے جنگ نہ کریں توان سے اس کامطلب یہ ہے کہ اگروہ ایسے نٹرک سے باز آجائیں اورسلمانواں سے جنگ نہ کریں توان سے کرک جاؤ۔ اور اسس کے بعد جوشفص لولے تو وہ ہو اظا کم ہے ۔ مجا مدکا قول ہے کہ جنگ نہ کی جائے سوااس سے جو خود جنگ مرہے (ان لایقائشل الاصن حداثل)

نافع کہنے ہیں کہ ایک شخص مصرت عبداللہ بن عمر کے پاس آیا۔ اس سنے کہا کہ اسے ابوعبار الممن کباسب ہے کہ آپ ایک سال جج کرتے ہیں اور ایک سال سطہرتے ہیں۔ مگر آپ جہا دنی سببال سر ۱۹۴۰ کو چھوڑے ہوئے ہیں۔ حالال کہ آپ کو معلوم ہے کہ السّر نے کتنی زیا دہ اس کی رفیت دلائی ہے ۔
حصرت عباللّہ بن عمر نے کہا کہ اے میرے بھتے ، اسسلام کی بنیا دیا ہے چیزوں پر ہے۔ السّر برایان
اور رسول پر ایمان اور پانچ وقت کی نماذ اور رمضان کے مہینہ کاروزہ اور زکوۃ اداکرنا اور جج
کونا۔ انھوں نے کہا کہ اے ابوعب الرحمٰن ، کیا آپ کو قرآن کی یہ آب بنیں معلوم جس میں کہا گیا
ہے کہ اگر سیانوں کے دوگروہ آپ بی میں لاجا کیں توان کے درمیان صلح کواؤ۔ بھراگر ان میں
کا ایک گروہ دوسرے گروہ برزیا دتی کر سے تواس گروہ سے لاو جو زیا وتی کو تا ہے۔ یہاں یک
کہ وہ السّر کے حکم کے تحت لوٹ آئے۔ (الحمب الت و)

اور اسی طرح قرآن بیں ہے کہ ان سے لڑو یہاں مک کہ فتذ نہ رہے۔ حصرت عبار شرب عمر سے کہا کہ ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ بیں بہ کام کرچکے ۔ اس وقت اسلام قلیل سفا۔ بیس آدمی اجینے دین کے بارے میں اُر مائٹ میں ڈوالا جا تنا تھا۔ لوگ اس کو یافتل کر دیتے یا اس کو سے نت کہا ہے نہونجا تے بہال بک کہ اسسلام کیٹر ہوگیا اور فتنۂ یا تی نہ رہا۔

تفييراً بن كثير، الحرز الاول ، صفحه ۲۸ - ۲۲۷

الم بخاری نے حصزت عبداللہ بن عمرے بارہ میں ایک روایت نقل کی ہے کہ د فقتہ ابن الزبیر کے زمانہ بیں ) ایک شخص ان کے پاس آیا اور کہا کہ اسے ابوعبدالرحمٰن ، کیا آپ کو تنہیں معلوم جواللہ نے ابنی گاب میں دومومن گرو ہوں کے قبال (الحجرات ہو ) کے بارے میں فرمایا ہے ۔ پھر آپ کو کیا چیز روکتی ہے کہ آپ کتاب النہی کے مطابق جنگ تنہیں کرتے ۔ حضرت عبداللہ بن عمر نے کہا کہ اسے میر سے بھتیجے ، میں جنگ نہ کروں اور مجھے اس سے فریا دولائی جائے ، یہ مجھے اس سے فریا دہ محبوب ہے کہ مجھے اس دوسری آبت سے عار دلائی جائے جس میں اللہ تعالی نے فرمایا ہے کہ جس شخص نے وبان ہو جہ کرکسی مومن کو قبل کیا اس کا شھکا نہ جہنم ہے دالنساد عبد اللہ فرمایا نے والے شخص نے دوبان کہا کہ اللہ نف فرمایا ہے کہ مقرت عبداللہ بن عمر نے کہا :

وكان الرجل يفتن في دينه إسبان كياركين أزمائش بي دالا جا تاتها اس كويانو يقتلوه وإما ان يوتفتوه حتى كست الوك قتل كردية عق ياس كو ما نده ديت عقر بهال مک که اسسلام زباره بوگبا ، بس فتنه

الاسسلام ضلم تكن فستنة

ایک اور روایت کے مطابق حصرت سعید بن جبر کہتے ہیں کہ حصرت عبدالسّربن عمر ہمارے پاس آئے۔ ان سے کہا گیا کہ قت ال فتنہ کے قرآن حکم سے بارے میں آپ کی رائے کیا ہے۔ اکھوں في كماكه كماسم حاسنة موكة فتنه كمياسه - محمصك الله عليه وللم مشركين سع الإست سخة اوران برداخل رونا فتنه تقا، نُدكه تمها لا افت مارك يد المنا ( نيس بفت تكم على الملاه)

ا كما ورروايت كے مطابق نا فع كہتے ہيں كه فتندابن الزبركے زمايذ بين دوآدمى حضرت عدالسُّرين عمر کے یاس آسے انھوں نے کہا کہ لوگ جو کو کہ کررسے ہیں اس کو آپ دیکھ رہے ہیں ،اور آب عمربن خطاب کے صاحرا دیے ہیں اور آب رسول الٹر صلے الٹرعلیہ کے صحابی ہیں۔ بھرآ ب کو کیا چیز روکتی ہے کہ آب نہیں مکلتے -حصرت عبداللربن عمرنے کہا کہ مجھے یہ بات روکتی ہے کہ اللہ نے میرے اورمسلم بھائی کانحون حرام محرد باہے۔ انھوں نے کہا بھی الٹرنے قرآن میں بینہیں فرما با ب كران سے جنگ محروميهاں بك كەفتنە باقى ندرسے اور دبن الشركے بلے ہوجائے و حصرت عبداللر بن عمر نے اس کے جواب میں فرمایا:

حسّال حدّه قاسّلناحتی دم تکن فستند و انهول نے کہاکہ سم نے جنگ کی یہاں تک که فتنه تذربا اور وین سب الشرکے لیے ہوگیا۔اور تم كان السدين كلمه ولله ، وانتم ترميدون ان تقت اتنا واحتى شكون خستندة وكيون عيامة موكه جنگ كرويهال كك كرواده فنتنه بیدا مو اور دین غیر خدائے لیے موجائے۔ الدين لعنسيرالله

الدب بن عبدالله مخی کہتے ہیں کہ میں حصرت عبداللّٰرین عمرے باس تھا - استے ہیں ایک آدمى آيا اس سنے كہاكہ الله تعالى سنے فرما يا ہے كہ ان سے جنگ كرويہاں تك كہ فتنہ نہ رہے اور دین سب الٹر کے بیے ہوجائے ۔ سجراب کیوں نہیں جنگ کر ستے ۔ حصرت عبدالٹرن عمر فرایا که مهم نے جنگ کی بہاں تک کہ فتنہ ندر ہا۔ اور تنم جا ہتے ہوکہ جنگ کرو بہال تک

کہ بھرفتنہ ہوجائے اور دین غیرالٹر کے لیے موجائے۔

عما دبن سلم کی ایک روایت ہے ۔ وہ کہتے ہیں کہ (ان سے رائے نے کہا گیا ) نواخوں نے فرما یا کہ بب اور میرے اصحاب رائے ۔ یہاں تک کہ دبن اللہ کے بیے ہوگیا ۔ اور شرک چلا گیا ۔ اور فتنہ باتی ندر ہا۔ مگر تمہارے سامنی جنگ کررہے میں ناکہ دو بارہ فتنہ سبیدا ہو اور دین عیراللہ کے لیے موجائے ۔

صخاک نے کہا کہ عبداللہ بن عباس نے آیت ( لاسکون فننذ) کی تفیر لا میکون شرف سے کے ہے۔ یہی قول ابوالعالیہ ، مجاہد ، الحسن ، قت دہ ، الربع ، ابن انس ،السدی ، مقاتل بن حیان اور زیدین کے ہے۔

محدبن اسمان کہتے ہیں کہ مجرکو الزهری اور دوسرے علمارسے یہ بات بہو نجی ہے کہ: حتی لاشکون فسند کا مطلب یہ ہے کہ: حتی لاشفتن مسلم عن دین ہو ریہاں کک کوئی مسلمان اینے دین کے بارے میں از مائش میں رہ طحالا جائے۔

تفییرابن کثیر، الجزءالثانی ،صفحه ۳۰۹ – ۳۰۸

#### معجزه نه که تموینه

بینبراسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے ذرایعہ شق القرکا واقعہ بیش آیا۔ کوئی مسلمان اس کی بنیا دپرینہ یہ کہنا کہ جا کہ جا کہ جا کہ ہوئے کہ ہم دوبارہ چاند کہ دو دو گرائے کرنا امت ممدی کامشن ہے۔ اور ہم کو یہ کوشش کرنا چاہیے کہ ہم دوبارہ چاند کو دو گرائے ہے کہ کو دو گرائے ہے کہ کو دو گرائے ہے کہ کو دو گرائے ہے اور آپ کے اصحاب نے جولڑا کیاں کیس، اس کو مسلمان اپنے لیے نمونہ سیمستے ہیں۔ کے خلاف آپ نے اور آپ کے اصحاب نے جولڑا کیاں کیس، اس کو مسلمان اپنے لیے نمونہ سیمستے ہیں۔ مسلم مفکرین یہ کہتے ہیں کہ اسی طرح ہمیں ہم دور دے " روم و ایران میسے کراگر ان کا خاتمہ کرنا چاہیے۔ دو واقعات کی تعیر میں اس فرق کا سبب یہ ہے کہ شق القرکا واقعہ فوق الطبیعی سطح پر ہموا، اور روم و ایران کی شکست طبیعی سطح پر انجام پائی ۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ جس طرح بہلا واقعہ ایک معجزہ تھا، اسی طرح دو سرا واقعہ بھی ایک معجزہ ہے۔ جانچہ قرآن ہیں ارشا د ہموا ہے : حاسلوں میں تھا، اسی طرح دو سرا واقعہ بھی ایک معجزہ حجے۔ جانچہ قرآن ہیں ارشا د ہموا ہے : حاسلوں میں دیکہ یہ بینی ان سے جنگ کرو، الشر تمہارے ہا تھوں سے ان کو عذا ب دے گا (التو بہ ہما) کہ ہا تہ ایک ارائے ہا تھوں ہے اور با لواسط طور پر روم و دیا کہ وا

ایران سے متعلق۔ دونوں میں مزیدیہ فرق ہے کہ بنواسماغیل سے لاز اسلام مطلوب تھا، جب کہ دوسروں سے صرف اطاعت ۔

پھیے بینیبروں کو جومعبزے دیئے گئے، وہ سب فوق الطبیعی انداز میں سفے ۔ اس بیان کے بارے میں بوگوں کو غلط فہمی منہیں ہوئی ۔ مگر بینیبراک لام صلی الشرعلیہ وسلم کو جومعبرہ دیا گئیب، وہ سیاسی انداز میں تھا۔ اس لیے لوگوں نے اس کومعبرہ کے بجائے سنونہ سمجھ لیا۔ حالال کہ اپنی اصل حقیقت کے اعتبار سے وہ بھی ایک معجزہ نخانہ کرعمومی بیروی کا نمونہ ۔

رسول الشرصلى الترعليه وسلم في غير مسلموں پرعل كا جو بمنونه بها رہے ليے جيور اہم ، وہ وہ ہم جو دوسرے بيغيروں نے ابنى امتوں كے بيے حيور التقاء بين دعوت من اور تبليغ رسالت ، اب ابل اسلام كو ا صلاً صرف بهى كام كرنا ہے اور ناگزير حالات ميں دست ع كے سواكسى اور مقصد كے ليے غير مسلموں سے جنگ بنہيں كرنا ہے ۔ غير مسلم اقوام ابدى طور پر بها رسى مدعو بيں ، وہ بہارى سياسى رقيب منہيں ۔



.

# ابك مطالعه

بھان ترکی زبان کالفظہے سے عنی بہاڑ کے ہوتے ہیں۔ برافظ اورب کے مشرق بیااں جزیرہ نما کے لیے بولا با تا ہے جب میں حسب ذیل ملک واقع ہیں: یونان ، السانیا، لوگوسلاوس بلغاربد، رومانید بیدر صوبی صدی کے وسطیس بیسساتہ تقریباً محل طور برعثمانی نزکوں کے مبسہ میں آگیا اور بیسویں صدی کے آغان کی کسی نکسی طرح ان کے قبضہ میں باتی رہا۔

آخری دور بس ان ملکوں بس قومی آزادی کی تحریکیں اٹھیں۔مغربی ملکوں ،خاص طور بر روسس سے انھیں حوصلہ افزائی ملی بہاں مک کہ ترک ان سے دست پر دار ہونے بر مجبور مو گئے۔ ۱۸۲۹ میں انھیں یو نان کو آندا دی دینی پڑی۔ اسی طرح سرب ۱۸۵۸ میں ، روانیہ ١٨٤٨ ، بغاريه ١٩٠٨ ، اوراليا نيا ١١ ١٩ بن آزاد موكيا-

موجوده زبانه کے سلمان سیاست کی شاخ پر ایناآسٹ یا نہنائے ہوئے تھے بینانچ پر ک فلافت کی بنقان سے واپ می کی خبر بی حب ہندستان میں پھیلیں تو یہاں کے نسیٹرروں میں ایک بیجان بر پا ہوگیا۔ مولانامحد علی جوہر (۱۹۱۱ - ۱۸۷۸) نے اپنی ناتمام سوائے حیات میں لکھاہے کہ بس اسس وا قعدے اتنا زیادہ ست از ہواکہ میں نے ارادہ کیا کہ میں تورکشی کرلوں :

My feelings during the disastrous war in the Balkans were at one time so overpowering that I must confess I even contemplated

Mohammad Ali, My Life: A Fragment, Lahore 1946, p.37.

اخباروں نے پر وکش مفاین شالع کئے سٹ عروں نے جند بات سے بھری ہوئی نظیں لکھیں۔ مولاناست بل نعانی (۱۹۱۷ -۱۸۵۷) کی ایک نظم کو اس زماندین بهبت ننهرت حاصل ہوئی۔اس كے منداشعاريہ إلى:

اسے رو کے گامظلوں کی آ ہوں کا دھوال کتاک ببسبلاب بلا بلقان سے جوبرط صاآ اسبے روال دولت عنمال زوال شرع ولت ب عزيز و فكوزند وعبال وخانمال كب تك برسناران خاک کعبددنیاسے اگر اسطے تو بھریے احترام سجدہ گا ہ دت ریال کبت ک بهلی عالمی جنگ (۱۹۱۸ - ۱۹۱۸) ختم ہوئی تومولانا سنبی نعانی (م۱۹۱۸) بیمنظرد پیجفے کے لئے ونیا ہیں موجود در سنتھ کہ دولت عثما نیہ ہے ہے۔ س زوال کو اعول نے صرف جزئی طور پر دیجھا تھا ، وہ اپنی آخری نومبت کو پہنچ گیا ہے۔ اس جنگ کے نتیجہ بین خود ترکی کو چھوڑ کر بقید تمام مشرقی اور مغربی قبیر فی مشرقی اور مغربی قبیرائے ہاتھوں سے نکل گئے ۔ حتی کہ کمال اتا ترک نے ، سارچ ۱۹۲۳ کو ایک مغربی مقبوضات ان کے ہاتھوں سے نکل گئے ۔ حتی کہ کمال اتا ترک نے ، سارچ سا ۱۹۲۷ کو ایک سرکاری اعسالان کر دیا ۔ سے شبلی مرکاری اعسالان کر دیا ۔ سے نشانی نے دولت عثمانیہ کے خاتمہ کو اپنی آئیکوں سے دیجھا بڑا ۔

میسویں صدی کے ابتدائی زیانہ میں سلم دمہاؤں سے اللہ ہیں ہورچوش الفاظ کے نقے ،اور حس کا ایک نمونہ مولا ناست بلی نعانی کے مذکورہ انتعار میں موجود ہے ، اگر فلافت ، الفاظ دیکر سیاسی اوارہ ، کی بہی اہمیت ہوتی تواسس کے فاتھ کے بعد خود اسلام کامھی فائد ہوجا نا چاہئے تھا۔ گر فاتم خوب الفت کے ، کہ سال بعد اسلام منصر فرند ندہ ہے بلکہ پہلے سے زیادہ بہتر حیث سے ماسل کر حیکا ہے۔

یہ میں ہے ہے ہے۔ اس کے دوران ملان بجیثیت توم مختلف ہم کی دلت اوربربادی سے دوچار ہوئیں۔ گراسلام کے نام پر سے جنتی کستا ہیں اورجرا کرچھپ رہے ہیں، پہلے ان کا سوال حصہ بھی موجود نہ نفا مولانا شبلی کو جنتی کستا ہیں اورجرا کرچھپ رہے ہیں، پہلے ان کا سوال حصہ بھی موجود نہ نفا مولانا شبلی کو جن کتا بول کے مخطوطات و کھفے کے لئے " روم ومصروم شام" کا سفر کرنا پر احتفاء وہ آج ہز شہر اور ہر نصبہ یں جھبی ہوئی موجود ہیں ۔ آج پہلے سے بہت نہ یا دہ اسلامی ادارے دنیا ہیں قائم ، ہیں ، ہر نصبہ یں جھبی ہوئی موجود ہیں ۔ آج پہلے سے بہت نہ یا دہ اسلامی ادارے دنیا ہیں قائم ، ہیں ، ساری دنیا ہیں اسلامی اختا عات اور کا نفر نسب جب بن کی لاکھوں کی نفدا دہیں آج منتقد ہور ہی ہیں ، پہلے ان کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا تھا۔ اس درمیان ہیں لاکھوں کی نفدا دہیں سنے لوگ اسلام کے د اگر ہ ہیں داخرے ہیں۔ وغیرہ وغیرہ ۔

تاریخ کا بہتجربہ اس بات کا قطعی فَبُوت ہے کہ اسلام ایک لازوال قوت ہے۔ وہ اس سے زیا دہ طاقت ورہے کہ کوئی بیاسی یا قومی حادثہ اسس کو ادنی درجہ بیں بھی نفضان بہنچا سے اسسلام کی صورت بیں خدا کا دین آخری حدت کے مشکم ہوجیا ہے۔ اس سے لئے اب الناہ کے اسلام کی صورت بیں خدا کا دین آخری حدت کے مشکم موجیا ہے۔ اس سے لئے اب الناہ کے ا

موجوده زبانه مین مسلمانوں کے لئے علی کے دومیدان تھے۔ ایک ، اسلام کی فطری تو تول کو پر امن جدوجہد سے بر روئے کا رائا نے کا میبدان ۔ دوسرا بیاسی اور فوجی مبدان بی اسلام کولے کر اٹھنا۔ اول الذکر مبد ان کوع لائی طور بر" مسجد" کہا جاسکتا ہے ، اور نانی الذکر میبدان کوعلامتی طور بر" حکومت "

موجوده زیان کے سلمانوں کی نظراگران امکا نات پرجی ہوئی ہوئی ہوئی ہوئی موبدوالے میدان سے ہے تو وہ کسی حال میں محوصی کے احساس سے دوچار نہ ہوتے اور نہ بہ سمجھتے کہ ان کے میدان سے ہوتے امر مواقع ختم ہو چکے ہیں۔ بیاسی محرومی کے با وجود وہ محسوس کرتے کہ جو کچھان سے کھویاگیا ہے، اس سے بہت زیادہ وہ ہے جواب بھی ان کے پاس موجود ہے۔ وہ اس حقیقت کوجانتے کہ انھوں نے " فدا" کو نہیں کھویا۔ وہ بیاسی حمایت سے محروم انھوں نے " فدا" کو نہیں کھویا۔ وہ بیاسی حمایت سے محروم ہوئے ہیں گرفدا و ندعالم کی حمایت برستوراضیں پوری طرح حاصل ہے۔

ترموجوده زبانه کے سلم رہنماؤں نے ساسی ادارہ کھونے کاچرچائے مبالغہ آئینراندازیں کیا کہ تمام سیانوں کا ذہن اس کی وجہ سے بگر گئیا۔ وہ سمجھے کرسباسی ا دارہ کو کھوکر انھوں نے اپنا سب کچھ کھود یا ہے۔ یہی واحدوجہ ہے کہ سوسال سے بھی ندیا دہ مدت سے سلمان صرف ایک بین فائدہ کام میں شغول نظر تے ہیں۔ سیاست کی چنان سے اپنا سر کھرانا ،اور حب سر توط جائے نوم فروضہ وضہ وضہ وضہ وسی نے خلاف پزشور بیانات دینا۔

وسردسدو رس ما در می کاراسند می مما اول کوچا ہے کہ خود کئی کے راستہ کوچوڑ کر زندگی کے راستہ کو اپنی کے۔

کے راستہ کوا بین کیں ، اور می وہ کامب بی کی شاہراہ کوا بین سامنے کھلا ہوا بالیں گے۔
موجودہ زیانہ میں مسلمانوں نے بہت بردی نعداد میں اپنے اندراعاظ مواکا بربیا گئے۔
گران کے بہنمام برائے اسی اصل چیزسے ناواقف نظر آتے ہیں جواسلام کی سب سے بری خصوبیت میں اور خصوبیت سے لوگوں نے اس کو دہرایا ہے ، مگر بطور خفیقت سے لوگوں نے اس کو دہرایا ہے ، مگر بطور خفیقت سے لوگوں نے اس کو دہرایا ہے ، مگر بطور خفیقت سے ایران میں سے کسی نے بھی اسے نہیں جانا۔

اسسلام کے دبن فطرت ہوسنے کا مطلب بیہ ہے کہ اسلام کی جڑیں نو دفطرت انسانی بی بیوست ہیں۔اسلام کے خلاف تخریبی منصوب بنائے جاسکتے ہیں۔ مگر اسسلام کوختم کرناکسی جہنے فل یا اوارہ کے سلے مکن نہیں ۔ کیول کہ اسسلام ، نفیاتی اعتبارسے ، ہرا دی حنی کہ خود نوانسنین کے دلول بیس موجود ہے ۔ وہ ہرا کی کا بینا دین ہے ، ایسی حالت ہیں کیول کرمکن ہے کہ کوئی نشخص اسلام کے خلاف اپنے تخریبی منصوبہیں کا بیاب ہوسے ۔

کوئی شخص ابنی نفی نہیں کرسکا۔ اسی طرح کوئی شخص اسلام کی نفی بھی نہیں کرسکا۔ اسلام کی نفی می نہیں کرسکا۔ اسلام کی نفی کرنا ابنی نفی کہ اسلام ابنی نوات بیں سب سے برط می طافت ہے، یا تقود کشتی "کاکوئی سوال نہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اسلام ابنی نوات بیں سب سے برط می طافت ہے،

اس كے ساتھ وہ اپنى فران يس اہل اسلام كاسب سے برا محافظ مى ۔

اکتور ۱۹۸۸ میں بیری ملاقات ایک امریخ کسیاجے ہوئی۔ وہ فداکو با نتا تھا اور مذہب میں عقیدہ رکھتا تھا۔ اس سے بتایا کہ ایک بار وہ ماسکو گیا اور وہاں کھے عصدہ کہ ایک روسی لاکی اسس کی گانڈ سی۔ یہ لائی اکثر فدم ہے خلات بولتی ، وہ کسی نہ کسی بہانے بہ تا تر ویبے کی کوشش کرتی کہ رہ فدا کا کوئی وجود ہے اور مذ مذہب کی کوئی حقیقت ، مثلاً ایک بار اس نے سیاح سے کہا کہ ہمارا راکٹ جا ندتی گیا اور اس نے خلاکا جرکگایا۔ گراس نے برربورٹ بنیں دی کہ اس نے خلاکو دیکھا ہے۔ جا ندتی گیا اور اس نے خلاکو دیکھا ہے۔ میان میان نے بہاکہ میان اور کسی نے برائی کا ڈیکوں کہتی ہو یہ ہے جو بے اختیار میری زبان سے نکل ۔ وہ کئی۔ مزید بات جیت کے بعد اس نے اقرار کیا کہ اصل بات وہی ہے جو بے اختیار میری زبان سے نکل ۔ مزید بات جیت کے بعد اس نے اقرار کیا کہ اصل بات وہی ہے جو بے اختیار میری زبان سے نکل ۔ اس کامصنوعی پردہ ہمٹ گیا اور اس کا حقیقی انسان سامے آگیا ۔ اس کے بعد وہ لائی مذکورہ میان ساتھ گزادنا جا ہی تک کہ اس سے نکاح کرکے آئندہ زندگی اسسی کے ساتھ گزادنا جا ہی تھی ہے ۔

جوعقبدہ اتنی گمرا نی سے ساتھ انسانی فطرت میں داخل ہو ، اس سے بڑھ کر تسنیری طافت بلاست بہ اِس د نیا میں ادر کو نی نہیں ۔ ہرا دمی پیدائشی مسلم ہے

گاری ملر (Garry Miller) ایک امریکی عیسانی کے ۔ وہ ایک کالج میں بائبل کے ٹیچر کتے ۔ مدہ ایس ان کویہ خیال ہواکہ قرآن کو پڑھ کر دیجیں کہ اس میں کیا لکھا ہے ۔ انھوں نے قرآن اور بائبل کا تقابلی مطالعہ کیا ۔ اس مطالعہ کا نیتجہ یہ ہواکہ ان کے اوبرا سیام کی تقائیت منکشف ہوگی اور انھوں نے اس الم قبول کرلیا ۔ ان کا اسلامی نام عبدالاحد عربے ۔ وہ اب اپنی نومسلم ہوی کے ساتھ کنا ڈائیس رہتے ہیں ۔ وہ اب اپنی نومسلم ہوی کے ساتھ کنا ڈائیس رہتے ہیں ۔ وہ اب اپنی نومسلم ہوی کے ساتھ کنا ڈائیس رہتے ہیں ۔ وہ اب نے کو ذاہب برلئے والا (Convert) کہلانا پند نہیں کرتے ۔ اس کے بجائے وہ اب نے کو والبن آنے والا (Revert) کہتا ہے کہ بیں سے اسلام قبول نہیں کیا ہے بلکہ بیں اپنے پیدائشی ندمیب کی طرف والبن آیا ہوں ؛

I haven't converted to Islam but merely reverted, to my birthright religion.

Muslim Journal Chicago, June 21, 1985

مذکورہ نومسلم سے جو بات کہی وہ ہے مداہم ہے۔ اور عین فرآن وسنت کے مطابق ہے۔ قرآن یں بتایا گیاہے کہ اللہ تفائی سے انسان کو فطرت صبحہ پر بہید اکباہے (الروم ، س) مدین ہیں ارشا دہواہے کہ ہر بہیدا ہونے والا خدا کی فطرت پر ببیدا ہوتا ہے (گل مو لوچ بول ک علی الفطی اس اعتبار سے ہرآد می ببیدائتی مسلم ہے۔ خدا کے کارخاسے سے وہ مسلم ومومن بن کر آتا ہے۔ اس کے بعد اسس کی قوی روابات اور اس کے ماحول کے انزات اس کوکسی اور مذہب بر ڈال دیتے ہیں۔ ابی حالت ہیں بیہ کہت صبح ہے کہ اسلای دعوت کا کام حقیقت گوگوں کے مذہب کو بدلنا نہیں ہے بلکہ ان کے اور پر بڑے ہوئے مصنوعی غلاف کو ہٹا دیتا ہے۔ اگر ہم ایسا کر سکیں کہ النان کے اور پر بڑے ہوئے خارجی غلاف کو ہٹا دیں تو اس کے بعد جو النان بھے گا وہ و ہی ہوگا جس کو مومن کہا جا تا ہے۔

مرآدمی حقیقت کے اعتبار سے مومن ہے ، اگر چونا ہر کے اعتبار سے وہ کچے اور دکھائی دیتا ہے۔
مزید یہ کہ انبان کی یہ فطرت اسلامی وعوت کے حق بیں ایک عظیم امدادی قوت ہے ۔ اس کا مطلب
یہ ہے کہ ہرآدمی کے بیدنی میں دین حق کا ایک متنیٰ موجود ہے ۔ آدمی کا اندرونی شعور خود اس بات کی
تصدین کررہا ہے کہ ہی حق ہے اور اس کو ابن جیز سمچے کر اسے اختیا رکر لینا چاہیے ۔ یہ اسلامی وعوت
کے حق میں ایک ایسا امکان ہے جو کسی اور دعوت کو حاصل نہیں ۔

194

# تركي كاسبنق

ترکی کے عصمت انونو (۱۹۷۳-۱۹۸۸) ایک فوجی افسر کھے ۔ انھوں نے کمال آثا ترک کا ساتھ دیا۔ آثا ترک کی وفات (۱۰ نومبر ۱۹۳۸) کے بعد وہ ترک حکومت کے صدر مقرر ہو گیے۔ دہ کمال آثا ترک کے بعد دوسے سب سے بڑے ہیڈر سھے

کال آنا ترک کے مشہور جھ اصولوں ہیں سے ایک اصول سیکولرزم سے اس کا مطلب ان کے نزدیک محصن ندسی ناطر فداری نہ تھا۔ بلکہ جارحانہ لا فرہبیت تھا۔ کمال آنا ترک کے بور سے دورِ حکومت ہیں بہی حکومت کی منتقل پالیسی رہی ۔ نگر مذہب حکومت ہیں بہی حکومت کی منتقل پالیسی رہی ۔ نگر مذہب راسلام ) کے خلات بوری حکومت طاقت استعمال کرنے کے با وجود نزگی سے مذہب کا خاتمہ نہ کیا جاسکا۔ وہ برستور بوری طاقت کے ساتھ زندہ رہا ، بہال تک کہ نووعصمت انونو کو اپنے آخری اکشن میں مذہبی پا بہت دیوں کو حتم کرنا پڑا ، بہال تک کہ نووعومی حمایت کی امید مہیں کرسکتے سے ۔

عصرت الولوجب مرض الموت مين مبتلام وئے تو اکروقت ميں المحول نے اس معامله ميں ابنے تجربات کا خلاصہ بیان کیا۔ ان کا یہ سخر باتی تا ترع فی رپورط کے مطابق بہ تنفا:

(الوعى الاسلام) ، كويت ، ذوالقعده مربه العرصفير ٢٠) جوكيل تكلا وه اسلام مخا-

رسائی برطی انسانی فطرت بین گهری جمی بهون بین و حسوطرے فطرات کوختم نهیں کی اسکتا اسی طرح اسدام کوختم نهیں کی جاسکتا۔ اسسلام کےخادموں کو ساری کوششش دعوت کے محاذ پر کہ نا جا ہیں ، اسسلام کی حفاظت نوا بینے آپ بہورہی ہے۔

اسسلام عل وعوتی عمل ہے

کسی اجتماعی مقصد کو حاصل کرنے کے بیے منظم عمل لازمی طور پر مزوری ہے۔ جب بھی ایک شخص کو ٹی اجتماعی نشانہ تجویز کرتا ہے تو ایسے مزاج کے مطابق، ابنی مطلوبه منزل تک بہو بجنے کے بیے دہ ایک عمل بھی صنب روزم قرر کرتا ہے۔ اس عمل کی مختلف صور تبیں ہیں۔

علی ایک صورت وہ ہے جس کو متشد دانہ علی (Violent activism) کہاجا تا ہے۔ ماضی اور حال کی تاریخ میں اسس کی ہیں۔ اس کی ایک تازہ اور قریبی مثال آزاد سرے مصل ماضی اور حال کی تاریخ میں اسس کی ہے۔ مدے مدا ہیں انھوں نے بنجاب ہیں اسی کے مطابق علی کیا ، دیا ست دخالفتان ) کے حامیوں کی ہے۔ مدہ یہ مدا ہیں انھوں نے بنجاب ہیں اسی کے مطابق علی کیا ، اگرچ وہ ا بینے مقصد میں کامیاب نہ ہوسکے ۔

علی دوسری صورت وہ ہے جس کو غیرمتند دار عمل (Non-violent activism) کہاجا آ ہے۔ اس میں سفیار استمال کیے بغیرعوامی مظاہرہ اورعوامی ایج ٹیشن کے ذریعہ فریق نانی پر دباؤ ڈالا جا آئے ہے تاکہ وہ فریق اول کے مطالبات کو مان ہے۔ مہاتما گاندھی نے ۱۹۴۷ سے پہلے انگر بزوں کے خلاف اسی طریقہ کو است بھال کیا ، اور کا میا بی حاصل کی ۔

علی کی تیسری صورت وہ ہے جس کوسیاسی عمل (Political activism) کہاجا سکت ہے۔ اس کی ایک واضح مثال الکشنی سیاست ہے۔ الکشن کے موقع پر مخالف پارٹیاں اسی طب یقد کو استعمال کرتے عمراں یارٹی کوگراتی ہیں۔ اور حکومت کے ابوان پر قبعنہ حاصل کرتی ہیں۔

علی کے ان طریقوں ہیں سے کوئی محی طریقہ اسلام کے مزاج کے مطابق نہیں۔ اسلام کاطریقِ عمل ہوتان وسنت سے معلوم ہوتاہے وہ دعوت ہے۔ آج کل کی زبان ہیں اس کو دعوت علی (Dawah activism) کہا جا سکتا ہے۔ اس طریقہ میں سارا اسخصار سنجیدہ ذرائع پر کیا جا تاہے ۔ منوا نے کے بجائے متا تر کرنا۔ ہرانے کے بجائے دل جیتنا۔ حریف اور رقیب بینے کے بجائے ہدر داور ناصح بن کرسا صنے آنا۔ فریق ثانی سے نفر تن کر بیائے اس سے جبت کرنا، بہال تک کہ اس کے حق میں دعائیں نکلنے لگیں دعوت فیر فرائی کانام ہے نہ کہ مقابلہ آرائی کا۔

یہ دعوتی علی صحیح اسلامی عل ہے۔ یہی واحدطریقہ ہے جس کو اختیار کرکے مسلمان کامیاب ہوسکتے ہیں ،موجودہ دنیا ہیں بھی اور آئندہ آنے والی ایدی جنتوں کی دسنیا ہیں بھی ۔

# دعوني شعور

موجوده زبان کے مسلمانوں نے سب سے بڑی چیز جو کھوئی ہے ، وہ دعوتی شور ہے۔ دعوت کی صورت میں ایک ایسی نمت عاصل ہے جو ایخیب سام توموں میں سب سے زیادہ موافی پوزلین کی صورت میں ایک ایسی نمت عاصل ہے۔ مگر دعوتی شورنہ ہونے کی وجرسے وہ اس فیمی ایک اسی ایک ایسی نمت عاصل ہے۔ مگر دعوتی شورنہ ہونے کی وجرسے وہ اس فیمی امکان کو استعالی نہیں کر باتے ۔ وہ ایسے محا ذول بر اپنی طاقت ضائع کو رہے ہیں جہاں انجیب کے سان والانہیں ۔ اور جہاں سے انھیں سب کچے مل سکتا ہے ، وہاں سرے سے وہ کوئی علی ہی نہیں کرتے ۔ اس کام کو چھوڑ کر دوسر سے میدانوں میں محنت کر ناصرف اپنا وفت اور سرمایہ ضائع کرنا ہے ، کیا جائے ۔ اس کام کو چھوڑ کر دوسر سے میدانوں میں محنت کر ناصرف اپنا وفت اور سرمایہ ضائع کرنا ہے ، فواہ وہ میدان بطام ہرکتنا ہی ذیا دہ ایم نظراً تا ہو ۔

# مَنْ سُحِنْ

ستمبر ۱۹۸۷ کا واقعرہے۔ اس وقت بن سعودی عرب کے ایک سفر بریتھا۔ وہاں میری ملاقات
ایک عرب عالم سے ہوئی ۔ گفت گو کے دوران ایخوں نے اپنے ایک مقالہ کا ذکر کیا جو ایخوں نے کسی عربی ماہا ہم میں چھپوایا تھا۔ اس مقالہ کا عنوان تھا : مسن دنجون (ہم کون بین) ایخوں نے کہا کہ مسلما انوں کے معاملہ پراظہار خرب ال کرنے کے لیے سب سے بہلے ہمین مسلمان کی نشخصیت (Identity) کا نعین کونا ہوگا ، مسلمان کے نبو ہم ہم کون بین کیا ہے۔ اس سوال کا جواب معلوم کرنے بعد ہم ہم مسلمان کے لیے میج داہ عمل کا نعین کرسکتے ہیں۔

عرب عالم کی یہ بات انتہائی حد مک درست ہے۔ یہ ابکے حقیقت ہے کہ "ہم کون ہیں "کا جواب معلوم کرنے کے بعد ہی اس سوال کا جواب متعین کیا جاسکتا ہے کہ "ہم کیا کریں " قومی شخصیت کی صحیح نشاندہی کے بعد ہی قومی لائے عمل کی شخصیت کی جاسکتی ہے ، نیز اسی سے ہمیں وہ معیار ماصل ہو تا ہے جس کے ذریعہ جانچ کر معلوم کیا جلسکے کہ مسلمان جو کچھ کردہ ہے ہیں وہ از روئے واقعہ صحیح ماصل ہو تا خلط۔

# ايكهشال

اس معاملہ کو سمجھنے کے لیے بہاں میں امر کیہ کی مثال دوں گا۔ " مُن نحن " کا جو سوال ہارہے لیے ہے ، وہی دوسرے انسانی گروہوں کے لیے ہے۔ چانچہ امریکہ کے سلمنے بھی بہی سوال تھا۔ امریکہ کے بہویں صدرمٹر کا بون کو لیے (Calvin Coolidge) جو ۲۳ اسے ۱۹۲۹ تک امریکہ کے صدارتی منصب پر سقے، انھوں نے اس کا جواب ان فنطوں میں دیا تھا کہ امریکہ کا کام نجادت کرنا ہے :

The business of America is business

امرید نے سجارت ربزنس کو اپنامقصد بنایا اور اپنے آپ کو بوری طرح اس بین لگا دیا۔ اسس میں اسس کو اتنی زبردست کامیا بی ہوئی کہ دوسری عالمی جنگ کے بعد تقریب ۲۵ سال تک وہ نہا آقصا دی دنیا کا شہنشاہ بنا دیا۔ سمام اعلیٰ ٹکت ہوئی، نیوکلیرا نرجی سے ہے کہ مائیکر و الکٹرا ٹکس تک، امر کیے کے قبصنہ میں مقی ۔ گر ، یہ ۱۹ سے بعد عالات میں تبدیل سٹروع ہوئی۔ وہ سلسل بڑھتی رہی ۔ بہاں تک کہ مرم ۱۹ میں بیر

تبديي اسس نوبت كوبيوني كئى كه امركيه كے يداس پرسوچ بجاركنا صرورى بوكيا -

انده صورت حال بیہ ہے کہ جا پان، ولیسٹ جرمنی اور ساؤ کھ کوریا عالمی ارکٹ پر جھاگیے ہیں۔ آج سیمی کورٹر (Semi conductor) کا برنس زیادہ تر جا پان کے ہاتھ ہیں ہے۔ ، ، ، ، ، ، ، ، ، ، کا برنس جوائی جہازوں کا ۵۹ فی صدحصہ امریکہ سے آتا تھا، آج مختلف مغربی ممالک اس صنعت ہیں آگے بڑھ دہے ہیں۔ برطانیہ کی ایس نے ہوائی جہازکی تقریب ، فی صدمارکٹ پر قبصنہ کر لیا ہے ، وغیرہ ، اس کا نتیجہ یہ ہواکہ امریکہ کا تحب رتی نوازن (Trade balance) برگر گیا۔ ۱۹۸۸ بیں مغربی بورپ کے مقابلہ میں امریکہ کا ڈیفیسٹ ، ، ، ملین ڈالر مخا اور جا پان کے مقابلہ میں امریکہ کا ڈیفیسٹ ، ، ملین ڈالر مخا۔

امرکی مدرین کے باس اپنے معالمہ پرغور کرنے کے لیے ایک معیار موجود تھا۔ اور وہ برنس تھا۔ اکولا نے برنس کے معیار پر اپنے آپ کو جانچا شروع کیا۔ وہ اس نیتج پر بہو پنچے کہ طیفس رئیر چ اور فوجی اہمیت کے سامانوں کی نئیا دی میں ان کے عزم معولی جھ کا وفے بہغیر متوازی صورت پرداکر دی ہے۔ مثلاً امرکیہ نے اماما ایس ایسے بجسط کا نصف حصہ ولیفنس سے تعلق رکھنے والی صنعتوں بڑے رہے گیا۔ ۱۹۸۹ میں پرخرچ ، فیصد الله ایک بہورنج گیا، جب کہ اس مدت میں ، مثال کے طور پر ، جا پان نے اپنے بجیلے کا عرف ۲ ۔ ۵ فی صدر الله ولیفینس رئیرچ پر نحرچ کیا۔ امرکیہ کم اور میزائل جیسی چیسے زیں بنانے میں مصروف رہا ، اور دو سرے ممالک کار اور کمبیوطر جیسی چیزیں بنانے بین مصروف رہا ، اور دو سرے ممالک کار اور کمبیوطر جیسی چیزیں بنانے بین گے رہے ۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ امرکیہ نے اگرچ فوجی شکن الوجی (Commercial technology)

امر کیے ہے پاس اپنے تو می نفع اور نقصان کو جانچے کا جو میار تھا ، اسس کے کا ظری سے یہ صورت حال اس کے لیے نا قابل قبول تھی ۔ چنانچہ اسموں نے اپنی پالیسی کا رخ بالسکل بدل دیا ۔ اکست ۸۸ میں امر کمی کا گرس کے لیے نا قابل قبول تھی ۔ چنانچہ اسموں نے اپنی پالیسی کا رخ بالسکل بدل دیا ۔ اکست ۸۸ میں اقتصادی نے ایک نیا تبارتی میں اقتصادی عن کا گرخ بالسکل بدل دیا گیا ۔ اس سے بہلے امریکہ ابیخ بجٹ کا ڈیا دہ حصہ ملٹری گئر فی میں خسر ہے کرے گا (طائم سے فرج کرنا تھا ۔ اسب امریکہ ابیخ بجٹ کا ڈیا دہ حصہ مکر شیل میں کرنا تھا ۔ اسب امریکہ ابیخ بجٹ کا ڈیا دہ حصہ مکر شیل میں کا دیا ہے ہے کہ کا دیا دہ حصہ مکر شیل میں انہ کی ترفی میں خسر ہے کرے گا (طائم س

.. موجودہ امریکی صدر رونالڈریگن اکسس سے پہلے سوویت روس سے شدیدنفرت کرتے تھے۔ان کے 194 یے نا قابل تصور تھا کہ وہ ماسکو کاسفر کریں اور روسی نیٹروں سے مقاممت کی بات کریں۔ وہ موویت روس سے کوشیطانی سلطنت (Evil empire) کہا کرتے تھے۔ گر انھوں نے سوچا کہ جب تک روس سے رفایت اور مخاصمت کا تعلق ختم نہ کیا جائے اس وقت تک ایسانہیں ہوسکتا کہ فوجی تھا صنوں کو نظر انداز کرکے نجارت ترقی کاعلی جاری کیا جائے۔ ایک کام کو کرنے کے لیے بہر حال دوسرے کام کو جھوٹر نا بڑے گا۔ جنانچہ انھوں نے موویت روس سے مخاصمت کی بالیسی کو ترک کرکے مفاممت (Adjustment) کی بلیسی جنانچہ انھوں نے موویت روس سے مخاصمت کی بالیسی کو ترک کرکے مفاممت (ایک امر کی مربر آدکھ تنای سنگر یہ مولی نظر مربکی نے ہوئے ایک امر کی مربر آدکھ تنای سنگر مربر مربکی نے خود ہی ریگن اورم کو بھلا دیا ہے:

Mr Reagan himself seems to have foresaken Reaganism.

اس پورے علی کا خلاصہ ، ٹاکم (۲۶ ستمبر ۱۹۸۸) کے الفاظ میں بیہے کہ بہلے اگرامر کمیے کی توجیہ صنعتوں کو غیبہ رفوی منعتوں کے فوجی بنانے (Militarization) پر ملکی ہوئی تھی تواب اس کی توجیسنتوں کو غیبہ رفوی بنانے (Demilitarization) پرمر کرز ہوگئ ہے دصفحہ ۱۹) دور در در کے مسلمان

امریکہ کے ساتھ اپنے حالات کے اعتبارے جو کہیں ہیں آیا، وہی موجودہ زمانہ کے مساباؤں کے ساتھ اپنوں کے اپنے حب الات کے اعتبارے ہے۔ موجودہ زمانہ کے مسلمان ساری دنیا ہیں، کہیں اپنوں کے ساتھ اور کہیں غیرا قوام کے ساتھ، لڑائی چھڑے ہوئے ہیں۔ اسس کا نیتجہ موجودہ زمانہ ہیں سلماؤں کے بیچھڑے بن کی صورت ہیں ظاہر ہوا ہے۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ مسلمان آئ ، تعلیمی اور اقتصادی اعتبار سے دنیا کی سب سے زیادہ لیس نظام رہوا ہے۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ مسلمان آئ ، تعلیمی اور اقتصادی اعتبار سے دنیا کی سب سے زیادہ لیس نظام رہوا ہیں۔ اور اسس کا سبب ان کی بہی ہے معنی لڑا نمیاں ہیں۔ گرام رکیے نے صرف دس سال کے تجربہ میں اپنی غلطی کو دریا فت کرلیا۔ وہ اپنی قومی پالیسی کو بدل کر اپنی اصلاح کر سے ہیں لگ گئے۔ جب کہ مسلمانوں پر ایک سوسال سے بھی زیادہ مدت گزرگئی ، گراب تک وہ غفلت کی نیند سے بعداد منہیں ہوئے۔

مولاناسیدا حدبر بلیوی اور مولانات ه محداسا عبل ابت سائفیوں کو بے کر ۱۸سامیں بیجاب بہنچ اور مہاراجہ رنجیت سے جنگ جھیڑدی ۔ یہ جنگ انتہائی بے معنی طور برب مالوں کے بے بین اہ جہارہ نہ مالی نوقعان برختم ہوئی ۔ یہ ۱۸ میں علم ارمند سے انگریزوں سے جنگ کی ۔ یہ مکراؤ اتنا زیادہ دی

The state of the s With the land to the work of t Judicipal de Colais de Col The second of th Con Control of Control Constitution of Constitution o Low Joseph Low Control of the Contro The state of the s Will and the work of the way of t Collins of Colors of Color blill elbli fair was all sour the source of bost in the following the foll olicities of the contraction of Os os os in such such on one of the such o Strast Work of the Control of the Co icon in the state of the state William William Constitution of the Children o Columbia Colido tion of the property of the pr Col. Silver Silvers Si

تتخض كى غلطى

موجوده زمانه کے مسلانوں کاکیس ، ایک لفظیں ، تشخص کی غلطی کاکیس ہے۔ انھوں نے "من نن " كا غلط جواب دریا فت كردكهاسه ، اسى كانتجرسه كه ان كى تمام مسركرمیال غلط اورسد فائده موكرده گئی ہیں۔ اس کامزید نقصان بر ہے کہ ان کے پاس کوئی صبح کسوئی نہیں جس کے ذریعہ جانج کروہ اپن غلطی کوجانیں اور اسس کی تفیح کرلیں کی تنتی کی غلطی کی مثالیں موجودہ زمانہ کے تقریباً تمام مسلم رہناؤں کی تقريرون اور تحريرول سے بيشن كى جاسكتى ہيں۔

أز ادكسبمانى ايك برُجوش عالم تحقيه المفول ف البين بيروول كوير تعليم دى هي كرجب ده أبيس من ملين تواكس طرح ملين كد الكيشخص كه " السلام عليكم ورجمة اللله " دوسراسخف جواب در " مخن فليفة السّر " ابني موجوده صورت بين وه ابك عجيب طريقة معلوم بوتاسيد - مر آج كل كم ملانون كامزاج بتاسنے کے بیا وہ بالکل درست سے موجودہ زمانہ کے مسلانوں نے " من من " کا جو جواب دریافت كياسيم، وه ايك لفظ مين مهى سبت كه "من خسليفة الشر" مسلمان اسين أب كو دنيا مين خدا كافليف (بمعنى نائب) سبعة بين- ان كاخيال م كه نعداكى طوف سه وه أسس يع مقرد كيم يك وه دنيا ك اورد ت كريس، خدا كى سمائندگى مين وه سارى ديناكي آقا و مالك بنين ـ

بہی وہ غرقر آن اور غیر مسنون ذہن سے جو موجودہ زمان کے مسلانوں پر جھایا ہواہے ، مسلانوں کے درمیان وی لوگ مقبولیت عاصل کرتے ہیں جوان کے لیے ان کے اس محضوص مزاج کی تسکین فراہم کریں۔ اقبال ملانوں کے درمیان اسی لیے مقبول ہوئے کہ وہ مسلانوں کو ایسی لفظی خوداک دینے سے جس میں ان کے اس جذبر برتری کی پوری تکین موجو دمھی۔ آج تام مسلانوں کی زبان پر اقب ل کا پر شوہے: سبق بره مجر صداقت كاشجاعت كاعدالتكا لياجك كالتجديم كام دنياكي المستدكا

موجوجه زمانه کے تام ملم مفکرین ایک یادو کسرے لفظ میں ، یہی بات کہتے ہیں۔ کسی نے دین کی تشریح ہی طرح کی کہ دین کو " اسلیط " کے ہم منی بنادیا ۔ کسی نے کہاکہ ملمان کی زندگی کامقصد ساری دنیا میں مكومت الهيكاتيام ہے۔ كى سنے ملانوں كے نصب العين كوا قامت دين كے نفظ ميں بيان كيا۔ كراس ي نيج تشريحي نوط لكاديا كه وه احت مت دين كالفظ اقامت حكومت كمعنى مين استفال كرد البعد متری نوط لگادیا که وه است دین کالفظ ا ما مت موست ری می نوط ایک بادکشیر کے ایک می نوجوان سے بوچھا کہ ممان تعلم اور اقتصاد بات کے میدان میں ۱۷۲

سرگرم نہیں ہوتے۔ البتہ دوسرول سے الطف کے لیے وہ ہروقت تیادرہتے ہیں ، اس کا سبب کیا ہے۔ کمشیری بذجوان نے جواب دیا : "مسلمان ابیٹ آپ کو ڈکٹیر سمجھا ہے ، میں سمجھا ہوں کہ موجود ہ مسلمان کی نفیات کو بتا نے کہ الفاظ نہایت سمج ہیں۔

# منتسب كائنات

ایک بزرگ جو آج کل سلانوں کے ہرطقہ بیں مقبول میں ، اس اعتبار سے ان کو موجودہ مسلانوں کی ایک نائدہ شخصیت کہا جا سکتا ہے۔ وہ این ایک منہور کتاب میں " دینِ النبی کا علم بر دار اور دنیا کا محتسب " کے زیرعذان کھتے ہیں :

"مسلان ابنے دین کی روسے دنیا کے محتب اور خدا ئی فوجداد ہیں۔ جس دن وہ بیدار ہوں گے اور ابنا فرص منصی انجام دیں گے، وہ مشرق اور مغرب کی قوموں کے بیلے روز حماب ہوگا " صفح ۱۹۹۳

بهی بزرگ دوسری جگد کلفتے ہیں: "سب سے بڑی بات یہ ہے کہ ہم آخری امت ہیں۔ ہم حامل قرآن ہیں۔ ہم داعی الی اللہ ہیں۔ ہم محتب کا نمات ہیں۔ اقبال نے المیس کی زبان سے یہ حقیقت اداکروائی ہے۔ المیس کے سامتے اس کی مجلس شوری میں مختلف قوموں کے بارہ ہیں کہا گیا اور مختلف خطوں کی نشا ندہی گی گئی۔ اس کی مجلس نے ادکان نے کہا کہ ہمار سے نظام اور کام کو اشتراکیت سے خطوہ ہے ، ملوکیت سے خطوہ ہے۔ ہمبوریت سے خطرہ ہے ۔ المیس نے ان تمام خطروں کو کوئی انہیت نہیں دی ۔ اس کے برخلاف اس نے کہا : جمہوریت سے خطرہ ہے ۔ المیس نے ان تمام خطروں کو کوئی انہیت نہیں دی ۔ اس کے برخلاف اس نے کہا : مملانوں کو حاکم افوام سے نیادی سے میں ہے حقیقت جس کے دین کی احتساب کا نمات کی بدیاری سے میں ہے حقیقت جس کے دین کی احتساب کا نمات کی سے اس کے مقام میں ہوری کوئی ان تمام میلم رہنا وُں ہو ما کم افوام " کے لفظ میں پوری کوئی کا ذہن تو موجودہ زمانہ کی بنیا دیر اعسلان کو دیا گیا کہ سے المیس کی مطروف کا می بنیا دیر اعسلان کر دیا گیا کہ سے المیس کے مطروف کا میں بوجود نہ ہو۔ البت وہ ابلیس کے مطروف کا وہ اسلامی منصب جس کا ما خذ خداورسول کے کلام سے شاندار طور پر بر آئد ہوجائے ۔

پورے قرآن میں یا تنام کتب حدیث کیں کہیں بھی پر لکھا ہوا نہیں ہے کہ "مسلان محتب کائنات ساء ہیں " تاہم جولوگ مسلمانوں کو اسس کائناتی منصب پر دیکھنا جاہتے تھے ، انھوں نے المبیس کے مفروصنہ کلام سے اس کو برآ مدکر لیا۔ غالباً ان کا بڑھا ہوا متوق پر سجھنے میں رکا وط بن گیا کہ مسلمانوں کا اسسلامی منصب خدا ورسول کے کلام سے نکلے گا ندکہ المبیس کے کلام سے۔ مناورسول کے کلام سے ملکمان حنث ہے۔

ابسوال بیہ کہ اس نظریہ کا مافذ کیا ہے کہ مسلمان حاکم اقوام ہیں۔ یہاں بھی قرآن وحدیث کا پورا ذخیرہ ایسے کسی جلدسے خالی ہے جس کا ترجمہ یہ ہوکہ" مسلمان حاکم اقوام ہیں "۔ بھریہ نظریہ کہاں سے افذ کیا گیا ، اس کو سمجھنے تھے ہیے ندکورہ بزرگ کی ایک کمت اب کی حسب ذیل عبارت بڑھیے :

" جہاں تک سی ملک بین ملانوں کے رہنے، وہاں ان کی چٹیت اور ان کے فرائفن منصبی کا سوال ہے،

تو تاریخ اسلام کے طویل سلد اور فقہ اسلامی کے وسیع ذخیرہ میں اس کے دو کو نونے ملتے ہیں۔ بہلا نونہ

یہ ہے کہ ملمان حاکما نہ حیثیت ہیں ہوں اور وہ ملک اسلامی حکومت کے زیر اقتدار ہو، جیسا کہ خلافت راشدہ کے بعد روی وایرانی شہنشا ہیاں اور ان کے ممالک مسلانوں کے زیر نگیں آئے۔ اور مسلان راشدہ کے بعد ردی وایرانی شہنشا ہیاں اور ان کے ممالک مسلانوں کے زیر نگیں آئے۔ اور مسلان ہرزیرة العرب سے نے کرمرائش تک بھیل گیے۔ انصوں نے افریقہ کی پوری شالی مغربی ہی فتح کرلی اور اس کے آگے سمندر کو عبور کر کے پورپ کے ملک اسپین پر قابض ہو گیے۔ اس چٹیت کے مشلاق می رکھ اسپین پر قابض ہو گیے۔ اس چٹیت کے مشلان می جگر محتق و محدود احکام ہیں۔ قرآن مجد کے البیسے موقع پر مسلانوں کو کیا کرنا چا ہیے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ دو سری شکل یہ ہے کہ مسلان کسی جگر مختق و محدود اقلیت ہیں ہوں۔ وہ اس ملک کے حالات پر مطلقاً از انداز نہ ہوسکتے ہوں۔ ان کا ملک کے اللہ کے حالات پر مطلقاً از انداز نہ ہوسکتے ہوں۔ ان کا ملک کے طافت ہیں وہ فی مسلان کسی جگر میں کہ کہ کے میں ہوں یوں سے میں اس ملک کے حالات پر مطلقاً از انداز نہ ہوسکتے ہوں۔ ان کا ملک کے طاف میں وہ کی گزار ہے ہوں یوں سے میں اس میں کو میں میں کو کو میں میں کو کہ میں میں کہ کامنے میں کو کہ کہ دور میں میں کو میں میں کو میں کو میں کو کہ کہ کو کہ کو کہ کو کہ کو کہ کہ کہ کو کہ کو کہ کی کو کہ کے کہ کو کہ کر کے کہ کو کو کہ ک

اس عبارت میں اگرچ دو تمونوں کا ذکرہے ، گرخیفت یہ ہے کہ موصوف کے بیان کے مطابق اصل تمونہ صورت ایک ہے مطابق اصل تمونہ ایک ہے مطابق کوئی مستقل تمونہ ایک ہے ، اوروہ مراکمانہ حیثیت مے کیوں کہ دوسرا تمونہ ( محکومانہ حیثیت ) بات خود کوئی مستقل تمونہ نہیں ۔ وہ در اصل مطلوب حاکما نہ حیثیت کے فقد ان سے بیدا ہونے والی غیر طلوب صورت حال کا نام ہے ۔

اس " حاکمانه تمنونه " کا ما خذکیا ہے ، اس کاجواب مذکورہ عبارت کے نفرہ ( خلافتِ راشدہ کے بعد ) میں موجود ہے۔ یہ فقرہ بنا ناہے کہ موصوت اسلام کی تاریخ کو " خلافتِ راشدہ سے بعد "

سے شروع کر ہے ہیں۔ ان کے زدیک اسلامی تاریخ نام ہے فوجات ملی اور حکومت افرام کا۔ اس یے انھیں اسلام کی تاریخ بیں ایک ہی اعلیٰ مطلوب نمونہ لمتاہے اور وہ " حاکمانہ حیثیت " کا ہے۔

یب بلاست ہمالیہ بہاڑسے زیا دہ بڑی غلطی ہے۔ کیوں کہ اسلام کی تاریخ حراء کے بعدسے شروع ہوتی ہے جب کہ ہوتی اس وقت سے شروع ہوتی ہے جب کہ بینی اس وقت سے شروع ہوتی ہے جب کہ بینی اس وقت سے شروع ہوتی ہے جب کہ بینی اس کی تاریخ کو" کمہ سے بیغم راک الله علیہ وسلم نے دعوت توج کی گا تا کا کہ اسلام کی تاریخ کو" کمہ سے شروع کرنے تو انھیں سب سے بہلے داعی کا نمونہ ملتا۔ مگرجب انھوں نے اسلام کی تاریخ کو" خلافت مشروع کرنے تو انھیں سب سے بہلے داعی کا نمونہ ملتا۔ مگرجب انھوں نے اسلام کی تاریخ کو" خلافت مناخت بن گے۔

اسلام کی ناریخ بین دعوت اور داعی کائموند کی طبو آرنالڈ کو اتنانمایان طور برنظرآیا کانفون فی "برسینگ آف اسلام " کے نام سے ، ۵ صفحات کی ایک سنقل کتاب لکھ کرشائع کردی گرمسلم معنکین کو اسلام کی ناریخ بین صرف عاکم کانموند نظرآیا - داعی کانموند نظر نہیں آیا کیسا عجیب ہے برمسند قراید ایک مسلم مصنف اور ایک عیسائی مصنف کے درمیان پایا جا تاہے ۔ شاید اسس بے کے مسلم مصنف نے ایک مسلم مصنف نے دیکھا اور عیسائی مصنف نے غیر متائز ذہن کے تحت دیکھا اور عیسائی مصنف نے غیر متائز ذہن کے تحت ۔ وجوہ ملائت ٹر

آنکھ کی بیادیوں بیں سے ایک بیادی رنگ کا اندھا ین (Colour blindness) ہے۔ جو آدی اس بیاری بیل ہوں اس کو رنگ کا اندھا (Colour blind) کہا جا تاہے۔ یہ بیاری عام طور پر آنکھ کا بردہ (Retina) میں خرابی سے بیدا ہوتی ہے۔ اس بیاری سے مثا ترا فراد بعض رنگوں کو دیکھتے کی بردہ دیکسے دیگ انھیں دکھائی نہیں دیستے۔

رنگوں کو جائے ہیں جو ان کی آنھیں دیکھ دہی ہیں۔ مثلاً کوئی شخص لال رنگ کا اندھا (Green blind) اورکوئی سرے رنگ کا اندھا (Blue blind) اورکوئی سرے رنگ کا اندھا (عیس موٹ ہیں۔ وہ انھیں جولوگ اس موٹ ہیں بتالا ہوں وہ ابیے بتلائے مرفن ہونے سے مکل طور پر بیے خررہتے ہیں۔ وہ انھیں دیکھ نہ ہی جو ان کی آنھیں دیکھ نہ ہی ہوں، وہ ساوہ طور پر سمجھ بیتے ہیں کو ان کی آنھیں دیکھ نہ ہی ہوں، وہ ساوہ طور پر سمجھ بیتے ہیں کہ ابیسے کسی دنگ کا وجو د ہی نہیں ۔

موجوده مسلان کو دیکھ کر ایسا محوس ہوتاہے کہ وہ بھی ت یداسی قدم کے مریف بن گیے ہیں۔
اس اعتبار سے ان کو دعوت کا اندھا (Dawah blind) کہاجا سکتہ ہے۔ موجودہ سلانوں کو مرحب بند دکھائی دیتی ہے، گرا کہ جیز اکھیں بالکل دکھائی نہیں دیتی۔ یہ دعوت کا کام اور اس سے مواقع ہیں۔
اس مرض میں سلانوں کے اکابر میں انسان ہیں جتنا کہ ان کے اصاغر۔ جولوگ دنگ کے اندھے پن میں اس مرض میں سلانوں کے اکابر میں اشنا ہیں جتنا کہ ان کے اصاغر۔ جولوگ دنگ کے اندھے پن میں مبتلا ہوں وہ لال ، نیلا ، ہرا ، جیسے الفاظ کو مسن کہ یا بڑھ کر یا دکرلیں گے۔ ان کو ابنی زبان سے دہرائیں گے گر وہ ان کی حقیقت سے مکمل طور پر بے خبر رہیں گے۔ یہی حال ان مسلانوں کا ہے جو دعوت در اس کی کے اندھے دوجوہ بلائٹ بڑی ہوگی۔ وہ دعوت کا لفظ بولیں گے گر دعوت کی خقیقت اور اس کی اندہ لیسی بائیں کہیں جو دعوت اور دعوتی مصالح کے مراسرخلاف فوعیت کا دعوت سے کوئی تعلق نہیں۔ حتی کہ ایسی بائیں بھی جو دعوت اور دعوتی مصالح کے مراسرخلاف

دعوہ بلائٹ ڈمونے کا نیتجہ یہ ہے کہ مو جودہ مسلمانوں کو قرآن وحدیث ہیں متال فی سبیل اللہ کے احکام نظر نہیں آتے۔ مسلمانوں کا "منصب وتعام" کے احکام دکھائی دیتے ہیں گر انھیں دعوت الی اللہ کے احکام نظر نہیں آتے۔ مسلمانوں کا "منصب وتعام" بنانے کے لیے انھیں متا بندانہ الفاظ من جاتے ہیں ہر گر اسس کے لیے انھیں داعیا نہ الفاظ من کو اس کے وسیع تاریخ اسلام اور نقہ اسلامی کے ذخرہ ہیں وہ عاکمانہ حیثیت کے نمونے پالیتے ہیں گر ان کو اس کے وسیع ذخیرہ ہیں دارالا سلام اور دارالحرب کی اصطلاحیں معلم فرخیرہ ہیں دارالا سلام اور دارالحرب کی اصطلاحیں معلم میں گر دارالد عوہ کی اصطلاح ان کے لیے اجنبی ہے۔ اسلام کی تاریخ ہیں وہ نوحات ملکی کے واقعات دیکھتے ہیں گر تسخیر قلوب کے واقعات انھیں نظر نہیں آتے۔ ان کو سلمان کو اور زانہ دکھائی دیتا ہے۔ دیکھتے ہیں گر تسخیر قلوب کے واقعات انھیں نظر نہیں دیتا جب سلمان خدا کے بندوں کے ساسف خدا کے دین کے درائے بندوں کے ساسف خدا کے دین کے درائے ہیں ہوئے تھے۔

پرمسلانوں کی ایک نئی قسم ہے جو موج دہ زمانہ میں وجو دمیں آئی ہے۔ اس کو ایک لفظ ہیں دعوت

کا ندھا (Dawah blind) کہا جاسک ہے۔ اس کا بہ نتیجہ ہے کہ موج دہ مسلان ہر دوسری بات کو فوراً

کا ندھا (Dawah blind) کہا جاسک ہے۔ اس کا بہ نتیجہ ہے کہ موج دہ مسلان کیجئے تو وہ اسس کو

سمجھ بیتے ہیں ۔ لیکن اگر دعوت کی بات کیجئے یا دعوت کے مصالح ان کے سامنے بیان کیجئے تو وہ اسس کو

سمجھ بیتے ہیں ۔ لیکن اگر دعوت کی بات کیجئے یا دعوت کے مصالح ان کے سامنے بیان کیجئے تو وہ اسس کو

سمجھ بیتے ہیں ۔ لیکن اگر دعوت کی بات کیجئے یا دعوت کے مصالح ان کے سامنے بیان کیجئے تو وہ استحدیث کے موجودہ مسلمانوں کو وہ دعوتی کو میں کے۔ دعوہ بلائنڈ ہونے کا سب سے بڑا نفتھان یہ ہے کہ موجودہ مسلمانوں کو وہ دعوتی اور ا

امکانات بالکل دکھائی نہیں ویتے جوالٹر تعالیٰ نے ان کے بیے کھوسے ہیں۔ عظیم امکانات کے کنارسے کھڑے ہوئے وہ صرف شکایت اور احتجاج میں شغول ہیں۔ اسس کی وصاحت کے بیے یہاں ہم ایک مشال نقل کریں گئے۔

ككنة إنى كورط كاواقعه

کلکتہ ہائی کورطے میں ایک رطے بیٹین کا قصہ "جدید امکانات "کے تحت تفقیل سے آجکا ہے۔ ہائی کورطے کی جسٹس پر ماخسگیر نے ۱۹ اپریل ۱۹۸۵ کو چندن مل چو بڑا کا ایک دعوی برائے سماعت منظور کرایا جس میں مطالبہ کیا گیا تھا کہ قرآن کی طباعت و اشاعت پر مہدر ستان میں پابندی لگا دی جائے ، کیوں کو آئی ایسے عقا کہ کی تعلیم دیتا ہے جو ملک کے غیر سلم فرقوں کے لیے خطرہ کی جیٹیت رکھتے ہیں جسٹس باسک نے ایسے عقا کہ کی تعلیم دیتا ہے جو ملک کے غیر سلم فرقوں کے لیے خطرہ کی جیٹیت رکھتے ہیں جسٹس باسک نے دامئی ۱۹۸۵ کو اسس مقدمہ پر ہائی کورطے کا ابتدائی فیصلر سناتے ہوئے اس کو خارج کر دیا۔ انھوں نے تفصیلات بیان کرتے ہوئے اپنے فیصلہ کے بیرا گراف نمبر ، ہم میں لکھا کہ :

For the aforesaid reasons this application stands dismissed.

اس کے بعد ہم ہ نومبر ۵ ۸ م اکو کلکۃ ہائی کورٹ کے قائم مقام چیف بٹس مسٹر دیبی سین اور سسٹر جسٹس سے جسٹس سنیا مل کارسین کی ڈویڑنل بنچ نے ابنا آخری فیصلہ سنایا۔ اس فیصلہ میں جسٹس دیبی سین نے کہا کہ قرآن ندمب اسلام کی بنیا دی کتاب ہے اور بیغیبراسلام کے زمانہ سے آج تک کسی مہذب ملک میں اس نوعیت کامقدمہ قرآن کے خلاف دائر نہیں کیا گیا۔

فاضل جج نے بینے فیصلہ میں مزید کہا کہ صنابطہ فوجداری کی دفعہ ۹۵ فرآن یا دوسری مقدس کتابوں پرلاگو نہیں ہوتی جس کے نتحت انھیں صنبط کیا جائے اور مت اونی یا بندی لگائی جائے۔کسی بھی عدالت کے داڑہ اختیار میں بہنیں ہے کہ کسی تاریخی کتاب آسمانی کے معاملہ میں مداخلت کرسے۔

مسطحتس سنیا مل کمارسین نے اپینے فیصلہ میں کہاکہ کسی مقدس آسانی صحیفہ کو خلاف قانون متسراد دینے کی ایسی کوئی عرضی ایک سیکو اراسٹبط میں نہ قبول کی جاسکتی ہے اور مذکسی مقدس کمت اب بر پا بندی لگائی جاسکتی ہے۔

واقعات کے مطابق ، چندن مل چوبڑا کے دعویٰ کے جواب میں سلانوں کو کھے بھی نہیں کرنا بڑا۔ اس سلسلہ ہیں مدافعت یااس کوخم کرسنے کی ساری کارروائی دؤسسروں سنے کی۔ ملک کی سیکولر حکومت ،سسیکولر ۱۷۷ اننظامیہ اورسیکولرعدالت مکل طور پر اسس کے خلاف متحرک ہوگئی۔ ریاستی ذمہ داروں سے لے کرمرکزی دمہ داروں سے لے کرمرکزی دمہ داروں تک سب اس کے خلاف ہو گئے۔ اس وفت تک کوئی جین سے نہیں بیٹھا جب تک اس دعویٰکو کا مل طور پر مسترد نہیں کردیا گیا۔

گراس بورے واقعہ کا سب سے زیا دہ عجیب پہلو وہ ہے جومسلانوں کی طرف سے بیش آیا۔
ہندستان کے مسلم بریب میں اور بیرون ملک کے مسلم اخبارات وجرائد میں اسس کے بارہ بین مضابین اور
بیانات نتائع ہوئے۔ گربلا است نتاء تام بیانات بین صرف ایک ہی بات کہی گئے۔ اور وہ اس بات کی
مندست تھی کہ ہندستان میں قرآن کے خلاف ایساعدالتی مقدمہ قائم کیا گیا۔ ہرایک کو " دعویٰ" وکھائی نہیں ویا۔
دیا، گراسس کا " فیصلہ "کسی کو وکھائی نہیں ویا۔

اس واقد کا ایک بہلو بہ تفاکہ جبدن مل جوبڑا نے اس قسم کا ایک بنومقدمہ داٹر کیا۔ اس کا دوسرا بہلو بہ تفاکہ جب اس نے ایسا کیا نو سارا ملک ، عوام سے لے کر حکومت تک ، اس کے خلاف ہوگیا۔ مہر کرور آدمیوں کے اس ملک بیں کوئی بھی اسس کی حمایت بیں کھڑا مہیں ہوا۔ واقعہ کا اول الذکر بہلواگر بہتفا کہ اس ملک بیں ایک شخص قرآن کی تبلیغ واست اعت کا مخالف ہے تو اس کا دوسرا اہم تر بہلو بہتفا کہ اس ملک بیں ایک شخص یا ادارہ اس کی جمایت کرنے والا نہیں۔ یہ دوسرا بہلو دور جدید بیں اسلامی کے سادے ملک بیں کوئی شخص یا ادارہ اس کی جمایت کرنے والا نہیں۔ یہ دوسرا بہلو دور جدید بیں اسلامی دعوت کے عظیم امکان کو بتار ہا تھا۔ گرمسلان کے اصاعر و اکا بر اسس کو دیکھ نہ سکے۔ اور اس کی وجہ مرف یہ تفی کہ وہ دعوہ بلائنڈ ہو بھے تھے۔

# تحفظاتي فسن

مسلاف کے اسی مزاج کا یہ نتیجہ ہے کہ ان کے نقلیدی مذہب کاکوئی سنان ملماً ہوا نظرا ہے نو وہ سخت ردعمل کا اظہار کرتے ہیں۔ اس کے برعکس دعوت کے معاملہ میں ان کی بے حسی کا یہ عالم ہے کہ دعوت کے مواقع بربا دہوں تو ایخیں اسس کی کوئی پربینانی نہیں۔ اس کی ایک مثال ۲۹۵ کا وہ واقعہ ہے جب کہ جنتا بادئ کی حکومت کے زمانہ میں اس کے ایک ممبر مسٹراو بی تبا گی نے مذہبی آزادی واقعہ ہے جب کہ جنتا بادئ کی حکومت کے زمانہ میں اس کے ایک ممبر مسٹراو بی تبا گی نے مذہبی آزادی واقعہ ہے جب کہ جنتا بادئ کی حکومت کے زمانہ میں اس کے ایک ممبر مسٹراو بی تبا گی سے مذہبی آزادی علی کو کمل طور برختم کر دیا جائے د تفصیل کے لیے ملاحظ ہو الرسالہ می ۲۵۹)

اس بل کی سخت مخالفت ہوئی اور وہ بارلیمنٹ بیں پاسس نہ ہوسکا۔ گراس کا کر ببرٹ مشر مراحل کی مسلم تر اس بل کی سخت مخالفت ہوئی اور وہ بارلیمنٹ بیں پاسس نہ ہوسکا۔ گراس کا کر ببرٹ مشر مراحل

عیسائی فرقد کو جا آہے۔ جس نے اس کوختم کرنے کے لیے اپنی سیاری طاقت نگادی مسلان اس بل کے معاملہ میں اس مارے غیرجا نبدار بسنے دہے جیسے کہ ان کے لیے یہ کوئی مسئلہ ہی نہیں ۔ حاکم نہیں داعی حاکم نہیں داعی

موجوده زایز کے مسلانوں کا کیس ، ایک قیم کے جنوب عظمت (Paranoia) کا کیس ہے۔ جنوب عظمت دبیرا نو ٹیا) کا مطلب بڑائی کا فریب (Delusions of grandeur) ہے۔ یہ ایک نفسانی بیاری ہے جس میں وہ تخص مبتلا ہوجا تاہے جو بطور خود اجینے کو بڑا سمجھ ، جب کہ دوسرے لوگ اس کی بڑائی کو نہ اُنتے ہوں۔ ایسا آدی جسنجملا ہٹ کا شکار ہوجا تاہے۔ وہ دوسروں سے نفرت کر تاہے اور ان سے لوٹ تارہ تاہے ، کیوں کہ اس کو دوسروں سے نقرت کر تاہے اور ان سے اور تان سے "جونبائے ہوں کہ اس کو دوسروں سے نفرت کر تاہے اور ان سے "جونبائے ہوں کہ اس کو دوسروں سے بیٹ کا ایک ہو گئی ہے دریہ سمجا جا سکتا ہے۔ یہ مثال اس عام مظم کی ہوساس اور ہموے مشلہ کی صورت میں ہرگھریں پایا جا تاہے۔ ایک عورت کے یہاں ایک لڑکا پیدا ہوتا ہے وہ اس کو مجبت کے ساتھ باس کی جو بات ہو بات بات میں اس سے لڑتی ہے۔ حتی کہ گھر کی فضا آئی خوا ب دھیرے دوہ اس سے متنفر ہوجائی ہے ۔ وہ بات بات میں اس سے لڑتی ہے۔ حتی کہ گھر کی فضا آئی خوا ب موجائی ہے کہ منہ ساس کو چین رہنا ہے اور مذبیلی اور ہمو کو۔

اس کی وجرکیا ہے۔ اس کی وجربہ ہے کہ بہوکے آئے سے پہلے یہ "ساس" گھرکی مالک اور ماکم بنی ہوئی تھی۔ ہرکام اس کی مرضی سے ہوتا تھا۔ مگر بہوکی آمد کے بعد فطری طور پر ابسا ہوتا ہے کہ گھرکے اندر بہوکا عمل دخل سنسروع ہوجا تا ہے۔ بیٹا بہلے اپنی تنخواہ مال کو دیتا تھا ، اب نے انتظام کا دکی حیثیت سے وہ اپنی تنخواہ "بہو " کے ہاتھ میں دیسے گنا ہے۔ بہلے ہرکام ہیں صرف ماں سے متثورہ لیا جاتا تھا۔ اب بد سے ہوئے حالات کے تحت بہوسے متثورہ لیا جا نے لگتا ہے۔ وغیرہ

"ساسس" اس نبدیلی کے ساتھ اجیے آب کو ہم آئنگ (Adjust) ہیں کر باتی ۔ ساس کو اگرجہ کو ہم آئنگ (Adjust) ہیں کر باتی ۔ ساس کو اگرجہ کو نی حقیقی تکلیف نہیں ہوتی ، بلکہ اکثر او حت ات اس کو پہلے سے ذیا دہ آرام حاصل رہتا ہے۔ گرنف یا قل طور پر وہ سمجھنے لگتی ہے کہ جس گھریں اب تک بیں حاکم کی حیثیت رکھتی تھی ، وہاں بہونے آکر مجھ کو محکوم بنا دیا ہے ۔ وہ ساس کی نسبت بنا دیا ہے ۔ وہ ساس کی نسبت ماہ دیا ہے ۔ وہ ساس کی نسبت ماہ کا جھ کے اس کی اسبت الحقاظ اس کہا جا تا ہے ، وہ ساس کی نسبت الحقاظ اس کہا جا تا ہے ، وہ ساس کی نسبت الحقاظ اس کی ساس کی نسبت الحقاظ اس کی ساس کی نسبت الحقاظ اس کہا جا تا ہے ، وہ ساس کی نسبت الحقاظ اس کی ساس کی نسبت الحقاظ اس کی ساس کی نسبت الحقاظ اس کی سام کی حقاظ اس کی سام کی سام کی سام کی سام کی حقاظ اس کی سام کی حقاظ کی حقاظ کی سام کی حقاظ کی حقاظ کی حقاظ کی حقاظ کی کرنس کی سام کی حقاظ کی سام کی حقاظ کی ح

سے اسی بدلی مولی صورت حال سے اپنے آب کو سم آبنگ نذکرسکنے کا دوسرا نام ہے۔

یهی معاملہ موجودہ زمانے کے مسلانوں کے ساتھ زیادہ بڑے ہیا نہ پر بیش آیا ہے۔ جس دنیا میں ۔ وہ " مال " بن کررہ رہے گئے ، اچا تک اتھیں محسوس ہوا کہ وہ اس دنیا میں " ساس " بنا دیئے گئے ہیں۔ بہ تبدیلی بذات خود کوئی برائ نہیں تھتی ۔ وہ ایک فطری صورت حال تھتی جوخود خداوند عالم کے قانون کے تحت بہیں قرم بیش آئی ۔ گرمسلان جوں کہ اس تبدیلی کے ساتھ ذمی موافقت نہ کرسکے اس بیے نے نظے میں وہ بیش آئی ۔ گرمسلان جوں کہ اس تبدیلی کے ساتھ ذمی موافقت نہ کرسکے اس بیے نے نظے میں وہ "ابوزلیشن "کا کردار ادا کرنے والے ، یا صبح تر لفظ میں بیرا لوٹک کیرکٹر (Paranoic character) بن کررہ گئے۔

جس زمانه میں بابری مسجد تحریک دھوم تھی، میں نے ایک مسجد میں جمعہ کی نماز بڑھی۔ وسیع مسجد نماز بول سے بھری ہوئی تھی۔ امام صاحب نے حسب معول عربی خطبہ سے بہلے اردومیں ایک نقر برکی۔ اس تقر برمیں اکفول نے " شاعر اسلام " کے بلند بانگ اشعاد سنائے ، اور " اکا برملت " کے شاندار فرمودات نقل کیے۔ اور بھر ترج کوسٹ طور برکہا:

یہ بڑت پرست ہماداکیا بگاٹرسکتے ہیں ، ہم نے ایک ہزارسال تک ان کے اوپر حکومت کی ہے

اس طرح کے واقعات بنا تے ہیں کہ سلمانوں کا اصل مسلم کیا ہے۔ ان کا سلم کی دوسرے کے

ظلم کا مسلم ہنیں ، ان کا مسلم دراصل وہ غلط ذہین ہے جو ان کے اپنے رہنا گول نے ان کے اندر بدا کیا

ہے۔ مسلمان داعی الی الشرہیں ۔ مسلمانوں کے لیے کرنے کا کام یہ ہے کہ ان کے اندر داعیانہ نفیات کو ابھادا

ہا ہے۔ مرہارے دہنا گول نے انتہائی مجر مانہ طور پر یہ کیا کہ اضوں نے مسلمانوں کے اندر حاکمانہ نفیات کو ابھادا

ابھادا۔ اسی غلط دہنا گوگا کا نیتی وہ سب چیزیں ہیں جن کو آج ہم مسلمانوں کی بربادی کی صور ست ہیں دیکھ

دے ہیں۔

موجودہ زبانہ بیں ایک طرف مغل سلطنت ٹونی ۔ دوسسری طرف عمّانی خلافت کا خاتمہ ہوا۔ اس کے بعد بے شار لوگ مسلمالوں کورہمائی دبیعنے بے اکھ کھڑے ہوئے۔ گر ان تمام لوگوں سنے ایک مشترک غلطی کی ۔ ان بیس سے کی شخص نے بھی ایسا نہیں کیا کہ وہ قرآن وسنت کی روشنی میں صورتِ حال کا گہرا مطالعہ کرے اور اس کے مطابق مسلمالوں کو شیحے رہمائی دے۔ ہرا کیک نے بس یہ کیا کہ ایک بیا دوسسرے انداز میں ماضی کی سیاسی کہا نیاں سنانے لگا ۔ ہرا کیک کے بینام کا خلاصہ وہی تھا جوان کی تفلید میں انداز میں ماضی کی سیاسی کہا نیاں سنانے لگا ۔ ہرا کی کے بینام کا خلاصہ وہی تھا جوان کی تفلید میں انداز میں ماضی کی سیاسی کہا نیاں سنانے لگا ۔ ہرا کے بینام کا خلاصہ وہی تھا جوان کی تفلید میں انداز میں ماضی کی سیاسی کہا نیاں سنانے لگا ۔ ہم ایک کے بینام کا خلاصہ وہی تھا جوان کی تفلید میں انداز میں ماضی کی سیاسی کہا نیاں سنانے لگا ۔ ہم ایک کے بینام کا خلاصہ وہی تھا جوان کی تفلید میں انداز میں ماضی کی سیاسی کہا نیاں سنا سے لگا ۔ ہم ایک کے بینام کا خلاصہ وہی تھا جوان کی تفلید میں انداز میں ماضی کی سیاسی کہا نیاں سنا سے لگا ۔ ہم ایک کے بینام کا خلاصہ وہی تھا جوان کی تفلید میں انداز میں ماضی کی سیاسی کہا نیاں سنا ہے لگا ۔ ہم ایک کے بینام کا خلاصہ وہی تھا جوان کی تفلید میں انداز میں ماضی کی سیاسی کی میں میں میں کی سیاسی کی میں میں کی سیاسی کی میں کی کو سیاسی کی سیاسی کی سیاسی کی کی سیاسی کی کی کر سیاسی کی کی کی کی سیاسی کی کی کی کر سیاسی کی کی کی کی کی کی کی کی کر سیاسی کی کر سیاسی کی کی کر سیاسی کی کی کر سیاسی کی کی کی کر سیاسی کر سیاسی کی کر سیاسی کی کر سیاسی کر سیاسی

مجدے امام نے دہرایا: ہم ہزارسال تک دنیا کے حکم ال رہے ہیں۔ اور ہم ہی ہیں جس کو دوبارہ دنیا کے سیامی تخت پر بیٹے ناہے ۔

بات بہیں تک بہیں رہی جیسا کو اور عرض کیا گیا ، کچھ لوگوں نے مزید آگے بڑھ کر بر اعب لان
کر دیا کہ ۔۔۔۔ "ہم محتب کا ننات ہیں ، ہمادا منصب سادی کا ننات کا احتساب کرناہے " یہ بات
بلاست بمصنی خیر حد تک غلط ہے ۔ کیوں کہ "محتب کا ننات " اگر کوئی منصب ہے تو وہ صرف خالق ومالک
کے لیے سزاوا دہے۔ یہ صرف الشرع وجل ہے جو اگر جائے تو کا ننات ادمن وسماد کا احتساب کرے۔ اس کے
سواکسی کے پاس نہ اس کی طافت ہے اور نہ کسی کے لیے حمکن ہے کہ وہ ایسا کرسکے۔

اس بناپر اس غِرعقلی اور غِراسلامی نظرید کے لیے خلاک کتاب میں کوئی دلیل ہنیں مل سکتی تھی۔ یہاں رہاؤں کی شاعوانہ تغییل نے کام کیا۔ جِنانِجہ ابلیس کی ایک خیالی مجلس شوری منعقد کی گئی اور اس کی فرضی رودادمرتب کرے ابلیس کی زبان سے اس "حفیقت "کا اعلان کر دیا گیا کہ ؛

ہے حقیقت جس کے دیں کی احتساب کا کنات

یہ ایک واقعہ ہے کہ مذکورہ "حقیقت "کا اخذ خدا ورسول کے کلام میں کہیں موجود نہیں۔ اور اگر کسی صاحب کے زدیک موجود ہو تو وہ مجھے ایسی آیت یا حدیث لکھر بھیج دیں جس ہیں یہ "حقیقت "بیان کی گئی ہے کہ مسلمان محتسب کا کنات ہیں ۔

مزید بیکہ اسس کو نود ابلیس کا کلام بھی نہیں کہاجا سکتا۔ فن روایت کے مطابق اس بیس یہ نفق ہے کہ ابلیس سے راوی کی ملاقات تابت نہیں۔ اس بنا پر و بین معاملہ میں اس کا توالہ قطعی غرمعترہے۔ ان تام کمزوریوں کے با وجود یہ غیر ثنابت شدہ کلام ابلیس ا تنا بھیلا کہ بڑے بڑے گئے۔ الکہ مسلانوں کے "مقام ومنصب اور ان کی چیج جبٹیت "کو بتا ہے حقیقت واقد سمجہ کر دم رائے گئے۔ بلکہ مسلانوں کے "مقام ومنصب اور ان کی چیج جبٹیت "کو بتا ہے کے اس کا حوالہ اس طرح دیاجائے لگا گویا اس کو آخری سند کا درجہ حاصل ہو دتھیر جیات، اگست مہوں کیے اس کا حوالہ اس طرح دیاجائے گئا گویا اس کو آخری سند کا درجہ حاصل ہو دتھیر جیات، اگست مہوں کے اس کا حوالہ اس طرح دیاجائے گئا گویا اس کو آخری سند کا درجہ حاصل ہو دتھیر جاتا ہیں ہو، البتہ ابلیں کی مفروضہ کلام سے چبرت انگر طور پر اسس کو برآ مدکر لیا جائے۔

موجودہ زمانے کے مسلمان النمیں غلط رہائیوں کے وارث ہیں۔ ان کا ذہن اپنے نام نہاد رہاؤں کے شاعرانہ اور انشا پردازانہ کلام سے بناہے ذکہ حقیقہؓ خدا ورسول کے سپے کلام سے۔اس

چیزنے ان کے ذہن و فکر کو لغویت کی حد تک غیر حقیقی بنا دیاہے جس کا فلاصہ ایک لفظ بیں یہ کے وہ حاکمانہ نفیات میں جینے والی ایک قوم بن کررہ گیے ہیں ، جب کہ صحح بات یہ تھنی کہ وہ داعب یہ نفنیات بیں جینے والی قوم بننے ۔

اب بہلاکام بیہ کمسلاؤں کے اس غلط اور غیر حقیق ذہن کی اصلاح کی جائے۔ جب تک مزاج اصلاح کا بہکام نہ ہو، نہ کوئی دوسراعلی کام جمع طور پر کیا جاسکتا اور نہ مسلاؤں کے متقبل کو بدلاجا سکتا۔
کوئی شخص عام بیند نغرہ دسے کر وقتی طور پر مسلاؤں کی بھیڑ جمع کرسکتا ہے۔ گرفکری اصلاح سے بہلے کوئی حقیقی انقلاب انتا ہی نامکن ہے جننا کہ بیج کے بغیر درخت کا وجود میں آنا۔ بلات بیہ اس کی مثال بہے کہ ایک تاجر کے اندر اگر داداگیری کامزاح بیدا ہوجائے تو مب سے پہلے اس کے اس مزاح کی اصلاح کی جائے گئے۔ کیوں کہ تجارت کا کام تاجرانہ مزاح کے ساتھ کیا جاسکتا ہے نہ کہ داداگیری کے مزاج کے ساتھ۔

مسلمان، قرآن کے الفاظ بیں، مذکّر دنھیجت کرنے والے ہیں۔ وہ دوسری قوموں کے اوپرمھیطر دالدوغی مہیں۔ وہ سلطان مہیں بلکہ دالدوغی مہیں ہیں ہیں ، ۲۲ مسلمان اس دنیا بیں حاکم مہیں ہیں بلکہ داعی ہیں۔ وہ سلطان مہیں بلکہ سفیر ہیں۔ وہ دنیا کے ناصح ہیں۔ اکفیں دولفظوں پرغور کرکے برسمجھا جاسکتا ہے کہ قرآنی ذہن کیا ہے اورسلم رمناؤں کا بیب اکردہ ذہن کیا۔

اس میں شک بہن کہ ماضی میں مسلانوں کو بہت سی چیزیں دی گئیں ۔ جن میں غلبوا قت دار بھی شامل نفا ۔ مگروہ فعدا کا عطاکر دہ سخفا نہ کہ مسلانوں کا ابیٹ عاصل کر دہ ۔ اسلامی نفط انظر سے ان چیزوں کی چین میں مسلانوں کا ابیٹ عاصل کر دہ ۔ اسلامی نفط انظر سے ان کی بیٹ مرسانی کر سے کی چین ان کی بیٹ مرسانی کر سے اور اس کے سوانتام چیزوں کو الٹر کے فائد میں ڈال دے ۔ کیوں کہ وہی جس کو چاہے جو چیز دے اور جسس سے چاہے جو چیز جیین سے ۔

مسلانوں نے جب اپن برتر حیثیت کو کھو با، کسس وقت اگروہ اس کے سبب پر عور کرتے تو اکنیں معلوم ہوتا کہ اپنا داعیا نہ کردار کھونے کی وجہ سے ان بریہ یا فتا دیڑی ہے۔ اگر ایسا ہوتا تو وہ اپن ساری کوسٹ ش داعیانہ ذمہ داری کو ادا کرنے بیں لگادیت اور اس طرح دوبارہ انعام خداوندی کے مستی قرار باتنے۔ مگر اسس کے برعس بر ہواکہ مسلانوں کی نگا ہیں صرف ظاہری واقعہ پر انگ کررہ گئیں۔ اکفین واقعہ نظر آیا مگر سبب وافعہ ان بہن دیا۔ اس کا نہنچہ یہ ہواکہ وہ ان قوموں کے خلاف شکایت

اور احستجاج اور کراؤ میں شغول ہو گیے جن کو وہ غلط طور بر ابین المیہ کا ذمہ دار سمجھتے تھے۔ وہ خداکی طوف متوجہ ہو سے متوجہ ہو سے انھیں دولفظوں ہیں موجودہ دور کے مسلمانوں کے المیہ کی بوری کہائی چھی ہوئی ہے۔

موجوده زمارت کے مسلم رمہنا ایک انتہائی خطرناک غلط نہی ہیں مبتلا ہیں۔ وہ یہ کہ وہ مرف دو مطلاح انھیں اصطلاح آسی سوچنا جائے ہیں ۔ اس عاکم اور محکوم ۔ ان دو کے علاوہ کوئی تیسری اصطلاح انھیں سنعوری طور پر معلوم ہی نہیں ۔ وہ سمجھتے ہیں کہ مسلمانوں کو اگر " عاکم " کا درجر بند دیا گیا تو اس کا مطلب بیہ کہ اکنیں " محکوم " کا درجہ دیا جا دہا ہے ۔ اسی غلط فکری کا یہ نیتجہ ہے کہ اگر کوئی شخص مسلمانوں کے دینی منصب کو حاکم کی اصطلاح ہیں بیان بند کر سے تو وہ فوراً اسس پر الزام سے گانے گئے ہیں کہ وہ مسلمانوں کو محکوم اور مغلوب بنا دینا جا ہے ۔

مگریہ سراسرکوتاہ فہمی کی بات ہے۔ ان کے پاس صرف دوییا نے ہیں ، نیسرا ذیادہ اہم ہیسانہ ان کے پاس موجود ہی نہیں ، اور وہ دعوت الی اللّٰہ کا پیانہ ہے ۔ ان لوگوں کو چاہیے کہ حاکم کا نقابل محکوم سے کرستے کے بجائے حاکم کا نقابل داعی سے کریں ۔ یہ متنورہ یقیناً لغو ہوگا کہ مسلمان مغلوب اور محکوم بن کرزندگی گرادیں ۔ مگریہ کہنا بھی اتنا ہی ہے بنیا د اور لغو ہے کہ مسلمان حاکم اقوام اور محتسب کا ننات بن کر رہنے کے بیے بیب داکیے گئے ہیں ۔

یسی بات ان دولوں کے علادہ ہے۔ اور وہ یہ کہ مسلمان داعی ہیں۔ ان کی ذمہ داری بیہے کہ دہ اسلمان اگر ایس کر بن تو اللہ کے سیجے دین کی طرف لوگوں کو بلائیں۔ یہ ایک خالص خدائی مشن ہے۔ مسلمان اگر ایس کر بن تو آخرت میں وہ خدا کے انعامات کے مستحق ہوں گے۔ اور اگر خدا نے چا ہا تو دنیا بیں بھی وہ انھیں ا بینے انعام سے سرفراز فرمائے گا، خواہ وہ سیاسی انعام ہو یا اور کوئی انعام ۔

# شهيداورشهادت

اسلام کے دوراق لیں ہزاروں صحابہ نے دین کی را ہیں اپنی جان تسبر بان کی۔ ان بی اکابم صحابہ سنن لاعمرا ورعثمان ا درعلی رضی الله عنهم بھی سنا مل سنتے ۔ گرایا کہی نہیں ہواکہ "شہید " کے نفظ کوان کے نام کاجز ر بنا دیا جائے جبیا کہ آجکل کیا جا تا ہے۔ تاریخ بیں کوئی بھی معلوثم خص نہیں جس نے ان حضرات کوعمر شہید، عثمان شہید ا ورعلی شہید لکھا ہو ۔

گرا ج کامعالمه اس کے برعکس ہے۔ آج بیرسال ہے کہ سیدا سماعیل شہید اور سید قطب شہید جیسے الفاظ فخر کے ساتھ ہوئے اور اسکھے جاتے ہیں۔ یہ فرق بنا تا ہے کہ موجودہ طریقہ برعت ہے ، وہ سنت رسول اورطربتی صما بہ کے مطابق نہیں۔ ذیل کے ضمون میں یہ بنانے کی کوشش کی جائے گی کہ شہید اور شہادت کا حقیقی مفہوم کیا ہے۔

دوراولس

"شہادت کے اسل من گواہی کے ہیں۔ قرآن میں شہد کا ما دہ نقریباً فیرط ہسو مقالت پراستعال ہواہے۔ ہر جگہ وہ گواہی یا اس کے تسریبی مفہوم ہی ہیں ہے۔ مثلاً و اللہ بیشہد ان المنافقین لکا ذبون (المنافقین) یا شہد علیہ مسلم مسلم وجلودھم (حم البحرہ ۲۰) اس سے تناہریا شہید ہے، یعنی گواہی دبنے والا۔ قرآن ہیں ہے: اناارسلناك شاہدا و حبشر و ون ذبول (الاحزاب) بعض مقالت (مثلاً الناء ، ۲) ہیں مفرین نے شہدا دکے معنی اللہ کی راہ ہیں جان دینے والے کے لئے ہیں۔ مقالت (مثلاً الناء ، ۲) ہیں مفرین نے شہدا دکے معنی اللہ کی راہ ہیں جان دینے والے کے لئے ہیں۔ مقالت (مثلاً الناء ، ۲) ہیں مفری بیرلفظ اس مفہوم کے لئے صربے نہیں ہے۔

 بعض احادیث بی بید لفظ اس دوسرے فہوم کے لئے استنمال ہوا ہے۔ مثلاً من سئل الله الشہادة بصدة في بلغ دالله منا ذل الشہاداء وال مات علی فراشه رسلم ، من قتل فی سبیل الله فہوشہ ہدہ ومن قتل دون مالله فہوشہ بد ومن قتل دون مالله فہوشہ بد ومن قتل دون مالله فہوشہ بد رسلم ، تا ہم حدیث میں مقتول فی سبیل الله کے لئے شہید کا استنمال اس لفظ کی ایک ضمنی توسیع ہے۔ مذکہ اس کے اصل منی کا تعین ۔ دور اول میں ہزاروں صحابہ نے دین کی راہ یس ابنی جان فر بان کی ۔ مگرسی کے ساتھ بھی ایسا نہیں ہوا کشہید کا لفظ اس کے نام کے ساتھ بولا یا لکھا جانے گئے۔

یموجوده زاندگی ایک بیاسی بدعت بے کہ شہید اور شہادت کا لفظ اصلاً مقتول فی سبیل الله

کے لئے یافت ال فی سبیل اللہ کے لئے استعمال کی جائے گئے ہیں کہ اس کواس ورسرے مفہوم کے اعتبارے اتنازیاده گلوریفائی کیاگیا کہ اس کے آگے شہید اور شہادت کا اصل مفہوم یا لکل ماند بولگیا۔ شہید دمعنی مقتول کا لفظ سلمانوں میں عظیم ترین میرو کے ہم عنی بن گیا ہے۔ اب سلمانوں میں یہ تو پ تو نہیں رہی کہ وہ فومول کے در میان خدا کے دین کے گواہ بن کھوسے ہوں البت ابنی مرعوا قوام سے بیم عنی طور پر الوائی حجا الوالا عیم نااور لوانا مرناسب سے برااس الای مل قرار پاگیا۔ قرآن کے مطابات شہید وہ ہے جو لوگوں کی ہد ایت کے لئے سرگرم ہو۔ مگر عوامی رواج میں شہید کا فظ ہراس شخص کے لئے فاص ہو گیا ہے جو لوگوں کو قبل کر نہ کے لئے سرگرم ہو ، یہاں ، تک کہ خود قبل موجائے بیرائش مہو ، یہاں ، تک کہ خود قبل موجائے بیرائش ہدایک بیاس برعت ہے ۔ اور اس بدعت کا نقصان معروف بدعتوں سے کہیں زیادہ سکھیں دیا دور سے کہیں ذیادہ سکھیں دیا۔

قرآن بي رسول الشمل الشرطيروسلم كو" شهب كه الماليه - ارناد مواب: فكيف اذاجئنا من كل امة بشهب و جب ننا بك على ها فلاء شهيد الا الذاجئنا من كل امة شهيد اعليهم من انفسهم وجئنا بك شهيد اعلى ها والاء والنمل مرا النها على ها والنها مرا الله الله المالية المالية والنهل مرا الله والنهل مرا الله مرا

منفنول ہوتا ہے۔ بعبی وشمنوں کے ہاتھ سے قبل ہو کر وفات پانے والا ۔ نگر معلوم ہے کہ رسول التُرصلی اللّه علیہ وسلم کی وفات طبعی موت سے ہوئی تھی کسی دست من کی تلوار نے آ ب کوموت سے دوچار نہیں گہا تھا۔ کیا تھا۔

پھررسول اللہ صلی التُرعلبہ وسلم س عنی بین ننہید تھے۔ آپ گواہ کے معنی بیں ننہید تھے۔ آپ نے لوگوں کو خد اکے دین سے با خبر کیا ،اس لئے آپ خدا کے گواہ (شہید) قرار بائے۔ چنانچہ ثناہ عبدالقاد صاحب نے شہید کا ترجمہ" بہانے والا" کیا ہے۔

رسول الله صلى الله عليه وسلم عضه بد بون كامطلب آب كاداعى موتاب يعنى اقوام عالم كودين خداوندى سے باخبركر نے والا - مگريكام لوگوں كو اتنا عظيم علوم نهيں ہوتا جننا كوئها دت اپنے موجوده معروف عنى بن بظام عظیم ہے ۔ كست فض كومبلغ كهيں تو وه ابك غيراہم لقب معلوم ہوتا ہے ۔ گرص تنخص كے نام كے ساتھ شہيد كا لفظ لگ جائے وہ غير عمولى عظرت حاصل كربتا ہے ۔ وہ لوگوں كنظر بي مبرد بن جا تا ہے ۔ "بن وہ عظمت نهيں جو" بين قطب ننهيد " بن بر بنائے النعال پائى جاتى ہے ۔ وسن البنا مبلغ بن وہ بات نهيں جوسن البنا شهيد بن ہے ۔

#### شا بد ، مشهود

دعوت کاعل جودنیای کیاجاتاہے، آخری اعتبارے اس کامقصد یہ ہے کہ فیامت کے لئے گواہ عاصل کے جائیں گے، اس وقت تمام انسان خدا کے سامنے حاضر کئے جائیں گے، اس وقت تمام انسانوں کا معاملہ خدا کی عدالت میں بیش ہوگا۔ اگر جی خداکو ہرایک کا ذاتی علم ہے۔ تاہم وہ لوگول کے اوپرگواہ کھوا اکرے گاجو و ہال بہا بیش کے کہ دعوت حق کے مقابلہ یں کس نے کیا رویہ اختیار کیا۔ کس نے بانا ادر کس نے نہیں بانا۔

قرآن یں اس علی کوشہا دت کہاگیا ہے اور اس علی کوانجام دینے والے کے لئے سنا ہمیا شہید کا نفط آیا ہے۔ ایک جگہ ارس اور ہوا ہے کہ اسی طرح ہم نے تم کو بیجی کی امت بنا یا ، تاکہ تم لوگوں کے اوپر گواہ بنوا ور رسول تمہارے اوپرگواہ بنے (ویک دالک جعلم ناتم احدہ و سسطا است کی نوو سسطا است کی ناکہ رسول تمہارے اوپرگواہ ہموا ورتم لوگوں کے اوپرگواہ ہمو ( لیسکون جگہ ارست و مواجع کہ تاکہ رسول تمہارے اوپرگواہ ہموا ورتم لوگوں کے اوپرگواہ ہمو ( لیسکون اسکال

الرسول شهیداً علیکم و متکونوان به ۱۶ علی الدناس ، انج ، ۸ د)
اس طرح تام انسان الله کی نظر بین دوطبقول بین تقیم ہوجاتے ہیں۔ شہادت دینے والے ،
اور وہ لوگ جن کے اوپر شہادت دی جائے۔ اول الذکر کو قرآن میں نتا ہد کہا گیا ہے، اور ثانی الذکر

اوروه لوگ جن کے اوپر شہادت دی جائے۔ اول الذکر کو قران میں تنا ہد کہا گیا ہے ، اور ثانی الذکر کو قران میں تنا ہد کہا گیا ہے ، اور ثانی الذکر کوشہود (والسسماء ذات المبروج - والدوم المسوع و فشسا هد و مشسه و د) تنابد اور مشہود کی تفیہ میں ایک حوالہ سال نقل کیا جاتا ہے :

قیل النشاهده الامة والمشهق کماگیا ب کشا بدسم ادامت محدی ب اورشهود سائر الدمسم (صفوة التفاسیر) سعراد نمام دوردی توبین

سائمرالامهم (صفوة التفاسير) سمرادتهام دوسری توبیس. شا بد ، مشهود کو دوسر می فظل بین داعی ، مرعوکها جاسکتا ہے۔ سورہ ق بین ہے کرفیامت بین ہرخص اسس طرح آئے گاکساس کے سائق (بنکانے والا) ہوگا۔ اور ایک شہید (گواہی دینے والا) وجباء مت کل نفس معیم اسسائق و شہید ۔ یہاں سائن سے مراد فرنش ترہے اور ننہ بد سے مراد وہ انسانی داعی جس نے دنیا بین اس کے اویر حق کی گواہی دی تقی۔

بعض عد نیول میں " تنہید" کالفظ مفتول فی سبیل اللہ کے معنی میں آیا ہے۔ ینہمید کے لفظ کا "مفہوم ٹانی" نہیں ہے۔ یہ در اصل شہادت کے قرآنی مفہوم کی توسیع ہے۔

قرآن بین شهادت کالفظ گواہی کے معنی بین آیا ہے۔ اور شهید کالفظ گواہ کے معنی بین۔ یہ گواہی کسی جیز کی ہے۔ یہ خدائی طقیقتوں کی گواہی ہے۔ یہ دنیا کواس بات ہے با خرکر نا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا مخلیقی منصوبہ کیا ہے۔ اوروہ آخر کارانیا نوں سے کیا معالمہ ذریانے والاہے۔ جولوگ دنیا بین اس طرح خدا کی گواہی دیں گے ، ان کو آخرت بین یہ اعزاز دیا جائے محاکہ وہ آخرت کی خدائی عدالت میں لوگوں کے اوریس کواہ کی حیثیت سے کھڑے کئی جائیں گے دو بھم یقوم الدشھاد ، ۲۰ ، ۵۱ ؛ ۵۱ )

فداکی طون سے اس کا گواہ بننا ، ہی موجودہ دینا ہیں اہل اسلام کا اصل شن ہے۔ استدائی طور بہدیکام اعلان و تنبیخ کے ذریعہ انجام دیا جا تا ہے ہے شن او فات گوا ہی کے اس علی ہیں اپنی جان بھی دینی بڑتی ہے۔ یہ جان بھی دینی بڑتی ہے۔ یہ جان میں والا گواہ بھی تہدید ہے۔ جس طرح جان مذدینے والا گواہ ہم ہیں ہے۔ جس طرح جان مذدینے والا گواہ ہم ہیں ہے۔ جس طرح جان مذینے والا گواہ ہم ہیں ہے۔ تا ہم جان دینے والا زیادہ افضل شہد نہیں۔ اگر بدا فضل شہد سے والا تریادہ افضل شہد ہم ہے۔ یہ افضل بنہ دینے کا بن منی میں شہد سے یہ افضل بنہ دیں ہے۔ کہ ایک کا بن منی میں شہد سے اس کا میں شہد سے اس کا بار منی میں شہد سے میں سے میان میں سے میں

ایک نفخص گواہی ، بالفاظ دیگر ، خدائی حقیقت کے اعلان کے لئے اضاب ۔ لوگ اس کی مخالفت کرتے ہیں۔ وہ اس کو ہر مرح کی تکلیف ہیں بہتلاکرتے ہیں۔ اس کے باوج د وہ تخص اپنے مقصد سے نہیں ہٹنا۔ وہ دوسروں کی جارحیت کا نشکا رمونا ہیں۔ اس کے باوج د وہ تخص اپنے مقصد سے نہیں ہٹنا۔ وہ دوسروں کی جارحیت کا نشکا رمونا ہے ، پھر بھی وہ اپنی بات کو نہیں برتا۔ حتی کہ اسی راہ میں اپنی جان کھو بیٹھتا ہے۔ ایسی حالت میں جب وہ اپنی جان دیتا ہے توگویا وہ اپنے مقصد بریقین کا آخری نبوت دیتا ہے۔

توی اور سیاسی اوا بیوں بیں اواکر ہلاک ہونے کا نام شہید ہونا نہیں ہے۔ یہ بھی شہادت
نہیں کہ کوئی شخص حکم ال کو اقت رارہ بے دخل کرنے کی مہم چلائے اور حکم ال اس سے بگر ٹاکراس کو
سولی پرجوٹ ھے ادے یا گوئی مار کرھ للاک کر دے تو اس کے مقتقت دین اس کے نام کے ساتھ
شہید کا لقب ننا مل کر کے اس کو ننہ یہ کہنے لگیں ۔ شہید در اصل گوا ہی کے علی میں
اپنے کو ت ربان کرنے کا نام ہے ندکہ قومی اور سبیا سی اولوائی اور کر اس بیں اپنے آپ کو
ہوائی کرنے کا۔

### شهيد دنبوى لقبنهيس

آجكل بدحال به كرجب كى كانتقال بونام تواس كه نام كه مائق مرهم ومغفور "كالفظ نگاديخ بين يركسلف كابيطريقه نه تقاعلى اسلف "غفرالله له " جيسے الفاظ بولة تقے عقرالله ايك دعائيه كلمه مه يعنى الله اسس كى مغفرت فرائے جب كه مردم و مغفول كے الفاظ بهونے والے واقعه كو بنات ايل ان كا مطلب بيه كو فلان تخص كى رحمت ومغفرت بوچى حالا نكه به قدا فتعصرف الله كه من مه انسان صوف د عاكر في كاحن ركھتا مه وه اسس كو واقعه كور بربيان نهيس كرستا و

یه معاملة شہید (معنی مقتول فی سبیل الله ) کابھی ہے۔ دین بی تمام اعمال و درجات کامدار نیت برہے۔ اسی طرح شہید و شخص ہے جو باعتبار نیدت شہید قرار دے جانے کاستحق ہو۔ چونکہ نبت کا حال صرف اللہ تعالیٰ کومعلوم ہے اس لئے اللہ ہم کسی کوشہید قرار د بنے کاحق رکھتا ہے۔ ان ان کے لئے جائز نہیں کہ وہ بطور خود کسی کوشہید کہنے گئے۔

الم مناری نے اپنی کتاب جامع میں ایک باب ان الفاظ کے ساتھ قائم کیا ہے: لا بھتوں ف لان شہید (یدنہ کہے کون الل شہید ہے) اس کی تشریح حافظ ابن مجرفے اس طرح کی ہے: ا مام بخاری نے لایقول ف لان شہد کے باب کے تخت بہ حدیث نقل کی ہے کہ ایک آدی بظا ہرا ہل جنت کاعل کرتا ہوا ہرا ہل جنت کاعل کرتا ہے حالان کہ وہ جہنی ہوتا ہے۔ اور ایک آدی بظا ہرا ہل دوزخ کاعل کرتا ہے حالاں کہ وہ جہنی ہوتا ہے۔ ایسی حالت بی انسان کا کام صرف دعا ہے نہ کہ نتیجہ کا اعسلان ۔ دین میں بدعدی

حضرت عائش مے دوایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فربا یا کہ جشف ہما رہے اس دین بین نی بات نکا لے جو کہ اس بیں مربوتو وہ فابل ردہے (مدن احد دف فی امر ناهذا مالیس منه ف هو رکھ، متفق علیه)

مگر جوچیزیں وبلہ اور ذریعیہ کی حیثیت رکھتی ہول ، وہ اس فہرست میں نہیں آتیں۔ منلاً اونٹ کے بچائے مثینی سواری کے ذریعہ سفرج ۔ منع سے چیخ کے بجائے آلۂ مکبرالصوت استعال کرنا ، وغیرہ ۔ اس قسم کی تمام چیزیں وسائل کی حیثیت رکھتی ہیں ، اور وسائل ہیں ندی چیزوں

كواختا ركرنا جا كزنجى بے اور مطلوب عبى-

موجودہ زبانہ کے سلانوں میں بہت سی بدعات رائج ہوئی ہیں اور بعض جماعتیں ان کے فلاف زبان وقلم کے ذریعہ جہا دکرنے میں مصروف ہیں۔ گرعجبیب بات ہے کہ خود یہ مجا ہدینِ منت هی بهت می بدعات میں متلایں ، اور وہ جن بدعات میں متلایں ان کا نقصان معروف بدعات

انھیں برعتوں میں سے ایک برعت وہ ہےجو شہید کے لفظ کے بارہ میں اختیار کی گئی ہے۔ سے عطرے کم نہیں۔ موجودہ زیانہ میں بہت سے لوگ ہیں جن کے نام کے ماتھ شہید کالفظ لکھاجا نا ہے۔ اس استعال نے ان کی شخصیت کو عیر عمولی عظمت عطاک ہے۔ مثلاً بداحمد ننہد، سیداساعیل شہید، سید قطب شہید

حس البناشهيد، وغيره-

يطريقة سماسر بيعت ہے . اوراس كاسب سے برا انبوت برہے كروه دوراول بي وجود منه تقا۔ دور اول میں ہزاروں صحابہ ہیں جفوں نے الله کی راہ میں جان دی گران میں سے کسی كے نام كے ساتھ بھى نفظ شہيد كورث مل نہيں كيا گيا ۔ شلاً حضرت عمر ، حضرت عثمان ، حصرت على كى و فات طبیعی موت سے نہیں ہوئی بلکہ ظالموں کی تلوارسے ہوئی۔ گرصی براور تابعین کے زیا نہیں كبعى ايبانهيس مواكدان كوعمشهيد، عثمان شهيد اورعلى شهيدكها جائے۔ اس طرح حضرت بين كو قديم ز ما ندین مجی بین شهید نهی کهاگیا-حضرت بحیلی بن زکریا پینمبر تھے۔ اور ان کی وفات ایک ظالم کی تلوا سے مولی ۔ مگر قرآن میں ان کو بھی شہید نہیں کہاگیا۔ وغیرہ وغیرہ برعت سيسنت كاخاتمه

ایک روابت کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ نے ارسٹ و فرما یا کہ کوئی گروہ جب کوئی بدعن نکات ہے تو اس کے بقدرسنت اس سے اٹھا لی جاتی ہے۔ ایک سنت کو بیڑھ ہے رہنا ایک بدعت كالغ سببر برمادد فقوم بدعة الوروع مشلهامن الست فتهسُّك بسنة خيرون احداث وبدعة (رواه احمد)

برعت سرے سے کو کی نئی چیز نہیں ہوتی۔ وہ دین ہی کسی چیز کو نئی چینت اور نیک اہمیہ وبین سے پیدا ہوتی ہے۔ یہی وج ہے کسی کمروہ یں جب کوئی بدعت رائج ہوتی ہے تو دین توازن ٹوٹ جاتاہے۔ایک چیز کادرجہ بڑھانا، دوسری جیز کادرجہ گھٹانے کے ہم عنی بن جاتا ہے حتی کہ اگر بدعت بیں زیادہ غلو کیا جائے تو ہات توازن ٹوٹے سے بھی آگے بڑھ جاتی ہے۔اب ایک بدعت کا الیک سنت کے چلے جانے کے ہم عنی بن جاتا ہے۔

اس کی ایک مثال ننہا دت کام کار بھی ہے" تہید "کے معاملہ بیں برعت کے رواج کا نیتجریہ ہواہے کہ ایک اہم نزین سنت غیرا ہم بن کرم لمانوں کے در میان علا خذف ہوگئ ہے۔ یہ دعوت الی اللہ کا سنت ہے۔ دعوت بلاث بہر رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے بڑی نت ہے۔ گرموجو دہ نہانہ کے سلمانوں میں سرے سے اس کا کوئی دجود ہی نہیں۔ اس کی کم از کم ایک برقی وجہ " شہید" کا موجودہ تصور ہے۔ شہید (بعثی تفتول ) کے معاملہ کو اتنا زیادہ برط حایا گئیا کہ اب نہید تو لوگوں کو ہیرد معلوم ہوتا ہے۔ گرداعی انعیں ہیرو دکھائی نہیں دیتا۔ مزید بیکہ اس مبند عائم تفور نے تولوگوں کو ہیرد معلوم ہوتا ہے۔ گرداعی انعیں ہیرو دکھائی نہیں دیتا۔ مزید بیکہ اس مبند عائم تفور نے معلانوں کو اپنی معجود اقوام سے ہر حبگہ برسر جنگ کر دیا ہے۔ اس کے نیتجر بیں یہ تو بیں اسلام سے متوحق ہوکہ دور ہوتی جا رہی ہیں گو یا مبتد عائم خائم ہا دت کاعل خائم بوگیا۔

آج جب یہ بات کی جاتی ہے تو وہ لوگوں کو بہت عبیب معلوم ہوتی ہے۔ گریہ عبین وہی صورت حال ہے جس کی پینین گوئی حدیث میں بہت پہلے کردی گئی تی۔ حدیث میں آباہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرما با کہ اسلام احبنی حالت میں شروع ہوا ، اوروہ دو بارہ اجبنی ہوجائے گا (ب ہ أالا سلام غسر بیب و سیعود کے اب داً ، مسلم)

اس قول رسول کا مطلب یہ ہے کہ بجد کے لوگ اپنے بڑوے ہوئے دین سے اتنا بانوسس ہوجائیں گے، وہ ان سے اتنا زیادہ وابستہ ہوچکے ہوں گے کہ جب اصل دین ان کے ساسنے دو بارہ لایا جائے گاتو وہ اس کی ابمیت کو مسوس نہ کرسکیں گے۔ وہ اس کو کچھا ور جبز سمجھ کرنظر انداذ کر دیں گے۔ اپنے بنائے ہوئے دین سے بانوس ہونے کی وجہ سے وہ خداور سول کے دین کو اجبنی محسوس کرنے لگیں گے۔

صدیت میں ارمن د ہوا ہے کہ وتخص جاعت سے ایک بالشت کے برا بر بھی جدا ہوا، اس نے اسسلام کا علقذا بنی گردن سے نکال پھینکا (من ف ارق الجماعة شبر أفف ۱۹۱

خلع ربقة الاسلام من عنقه)

بہاں جماعت سے مرادمعباری جماعت ہے ، بعنی اصحاب رسول - اسی بنا پر صحاب کرام كوف دوة كماليا -- اس مراد برزمان كالكوه نبي ب- بلكاس كامطلب بہے کہ جولوگ الجاعت (صحابر رسول کے ملک) سے ذراہی ٹیس کے وہ گراہی کے گڑھے میں عاكرين مح اورسي اسلام سددور بوجائي گے-

وون مشود لها بالخريس بے شمار لوگوں كے ساتھ اس سمكے واقعات بين آئے - خدا كے وشمنول ني ان كو اپني تلوار كانت ندبنا يا مگرجي ايسانيس مو اكديد ين الكفيخ والعجب ان كانام لين توان كوفلال شهيد يافلال ابن ف لال شهيد كهي - وه ساده طور بران كالصل نام ليت تق

رسول التصلى الترعليه وسلم كى واضع بدايت كے مطابق امور دين حقيقةً و ہى ہيں جن كى مثالیں دور اول میں فائم ہو چی ہیں۔ بعد کے لوگوں کو خالص تقلیدی انداز میں ان کی پیروی کرنی ہے۔ ان معاملات میں سی جی قسم کا اضافہ یا کم تقینی طور رپہ بدعت ہے۔ اور ہر بدعت ضلالت ہے۔ خواہ

وه چوتی مویا برسی ، خواه وه بظاهر معصوم نظرانے یا غیر معصوم -

مثال كيطور براسى مذكوره برعت كوليجية موجوده زبانه لين لفظ" شهيد" كوانتها في حديك گلوریفانی کیاگیا کسی کے نام کے ساتھ لفظ شہید کااضا فداس کو آخری عظمت دینے کے ہمی بناگیا۔ ال تعظیم و تجید (Glorification) کانتجریم و اکم وجوده زبانه کے الوں کی نظریس" لرط نا مرنا " سب سے بڑا کام قرار یا یا-اب ہرآ دمی میکراؤی باتیں کرتا ہوا نظر آتا ہے- ہرا دمی قوم سے ت رانی كامطالبكررباب ييولكه نفياتي طوريروه جانناب كموعودة المساح يساس طرح وه ميرو

كامقام حاصل كركے كا۔ يراندازسراسر بدعت ہے-اوراس برتى انداز كانقصا ن موجوده ملمانوں كے عنيس يرموا ہے کہ ان کی نگا ہیں اصلی اور ابت دائی کام سے بیسر ہے گئی ہیں مسلانوں مے کے اسب سے بہا اور فروری کام بر مے کہ ایک طرف وہ داخلی اصلاح (Internal reform) کا کام کریں اور دوسری اہم ترین ذمہ داری یہ ہے کہ وہ دوسری اقوام کو خداکے دین کی دعوت دیں۔ گروج

مسلم حاشره میں ، مذکورہ بالاسبب سے خاموش داخلی اصلاح اور پرامن دعوتی جدوج بدایک غیراہم کام بن گیا۔ اس کام بن کام بنا اور بنران کا استقبال۔

یہی وجہ ہے کہ موجودہ زیا مذکے تقریب تمام مہم رہا واضی اصلات اوردعوت کے کام سے بر عبر سب ہوگئے ہیں۔ ان ہیں سے ہر خص شکرا وکرے" فازی " بن رہ ہیں۔ اورجو لوگ زیادہ زبان اور قلم کے ذریعہ دو سری قوبوں سے "کرا وکرکے" فازی " بن رہ ہیں۔ اورجو لوگ زیادہ باحصلہ ہیں وہ سرگرم منفا بلد آرائی کے میدان ہیں کمالات دکھاکر" شہید " کا طمائشل پارہے ہیں۔ حقیقت حال کا واقع علم توصوف آخرت ہیں سامنے آئے گا گر ظاہری حالات واضع طور پر اس بات کا است ادہ کہ رہ ہے ہیں کہ موجودہ زیا نہ کے مطابول کا طریقہ ضدا کے منصوبہ کے مطابی نہیں۔ اس بات کا است ادہ کہ رہ ہے ہی کہ دوراول ہیں نبتا ہمت کم المل ایمان کی قربانی نے عالمی سطح بر رات کا سب سے بر انتوت بر ہے کہ دوراول ہیں نبتا ہمت کم المل ایمان کی قربانی نے عالمی سطح بر راتو نام نام بر یا کر دیا تھا۔ جب کہ دوراول ہیں نبتا ہمت کم المل ایمان کی قربانی کرنے والوں کی تعداد سوگا لونا مرنا ہی وہ واحد چیز ہوجودہ زیا نہ ہی آج بک کوئی دینی انقلاب نہیں آیا۔ اگر اس لام کے نام پر لونا مرنا ہی وہ واحد چیز ہوجو خدا کی نفر سے تھا۔ مگر ہم دیکھتے ہیں کہ" شہب دوں "کے خون سے زین فلالہ نورت کو گھنے خوالی ہو تواب تک خدا کی مدد کوموس لادھاد بارش کی شکل ہیں ہوت ہی ہو اور نصرت خدا و ندی کی بارٹ س کہیں ہر ستی ہوئی نظر نہیں آئی ۔ اگر ان ہور ہی ہے اور نصرت خدا و ندی کی بارٹ س کہیں ہر ستی ہوئی نظر نہیں آئی ۔ علی آخر ہوں

جیاکہ عض کیاگیا ، قرآن و صدیت میں دعوت الی النڈے کام کوشہا دت کہا گیا ہے۔ شلا قرآن میں پیغیرا ور آپ کی امت کے بارہ میں یہ الفاظ آئے ہیں : دبیکون الموسول شہیدا علیہ وسکونو المشہداء علی الناس (تاکر رسول تنہا رسے اوپرگواہ ہو ،اورتم لوگوں کے اوپرگواہ ہو ) وریٹ میں ہے کہ رسول النی صلی النی علیہ وسلم نے اپنے اصحاب ( اور ان کی نیابت ہیں پوری امت ) سے فرما یا کہ : امنتم شہداء الله فی الاحض (نم لوگ زمین پر النہ کے گواہ ہو) دعوت کے کام کوشہا دت اس لئے کہا گیا کہ اس کا رست تہ خرت سے جڑا ہوا ہے ۔ وعوت کا کام اپنے آخری اور انہتائی مرطہ کے اعتبار سے ،آخریت کی گواہی کا کام ہے ۔ قرآن سے دعوت کا کام اپنے آخری اور انہتائی مرطہ کے اعتبار سے ،آخریت کی گواہی کا کام ہے ۔ قرآن سے ۱۹۳

معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اس لئے بھیجے کہ وہ اہل عالم کو اللہ کی مرضی سے باخبر کردیں۔ تاکہ اللہ کے او بریبندول کی جت بافی نہ رہے۔ بینی آخرت بیں کسی کو بیر بجنے کا موقع نہ رہے کہ ہم کو حنف نفت حال سے باخبر نہیں کیا گیا تھا (النباء ۱۹۵) بہ لوگ جو دنیا میں خدا کے داعی بنے بنے نے ، وہ آخرت میں خدا کے گواہ بنیں گے۔ وہ اپنے دنیوی تجرب کے مطابق آخرت کی عدالت میں اپنے زیر دعوت لوگوں کے بارہ بیں بیان باگواہی دیں گے ، اور انھیں کے بیان باگواہی پرلوگوں کے اہری انجام کا فیصلہ کیا جائے گا۔

بیغبارسلام ملی الله علیه وسلم اسی عنی بین "شهید "فید اب آب کی بیروی بین آپ کی امت کوبھی اسی عنی بین نظمیل دنیا کی قوموں سے اول نانہیں ہے۔ بلک درنیا کی قوموں پر کار دعوت یا علی نظم اسی عنی میں نظمیل دیا ہے۔ ان کو بیکر نامے کہ دوری قوموں کو برعوکا درجہ دے کر ان کے اوپر داعی کا فریف دار اکریں ۔ مسلمانوں کو لوگوں کی روحوں کومستی کو نامے نہ کہ ان کے جسموں کو قتل کرنا۔ انھیں لوگوں کو اپنی خیر نھوا ہی کا موضوع بنا نامے نہ کہ اپنی شمنی کا موضوع بنا نا۔

۔ ہی واحد راستہ ہے جب سے مسلمان دنیاا و رآخرت میں سرخد و ہوسکتے ہیں۔ اس کوچھوٹر کو دوسراکام کرنا ، یاکسی اور کام ہیں مشغول ہو نا اور اس کے او بیر شہید اور نئہا دن کالفظ چیپاں کرنا کسی بھی حال ہیں سلمانوں کی فلاح دنجات کا سبب نہیں بن سکا۔ قرآن و صد میٹ کے دلائل اگر مسلمانوں کی آنکھ نہ کھولیں تو وہ وقت دور نہیں جب کہ اسرا نیل کا صور ان کی آنکھیں کھول دیے گا ، اگر جیاسس وقت آنکھ کا کھلناکسی کے کچھ کام نہیں آئے گا۔

# دعوت الى الله

انسان کوزین پرکیول بسایا گیاہے اورانسان کے بارے بین خداکا منصوب کیا ہے ، اس کاجو ابجب بم قرآن بین تلاست کرتے بین تو واضع طور پراس کا جواب یہ لما ہے کہ انسان کو امتحان کے لئے سید اکیا گیاہے --- اللہ نے موت اور زندگی کومپید اکیا الک ان اول کو آز مائے کہ کون ایجا عل کو نے واللب اوركون برأمل كرنے والا (خَسكَقَ الْمَوْتَ وَالْحُيَاةَ لِيَ بُلُوَكُمْ اَسِيُسكُمْ اَحْسَنَى عَمِلًا، الله ٢)

یہ امتحان کامعالمدیے صرفین معالمہے ۔ کبول کمائی امتحان کی بنیادیر ہرا بک انسان کے لئے ابدی جنت یا ابدی جہنم کا فیصلہ ہونے والا ہے۔معاملہ کی اسی عیمنی کی بنا پر اللہ تعالیٰ نے اس کا خصوصی انتظام فرمایا كم انسان كوخدا كاس منصوب (Scheme of things) سے باخبركيا جاسكے - إيك طرف خودانان كى نطرت اس دُھنگ پر بنانى گئى كەوە مذكورە واقعه پر ہرانسان كے لئے ايك اندرونى گواه بن گئى ـ اسى كے ساتفه وسين تركائنات بين اس كا آفاق اشام كسياكياكم بورى كائنات خاموسنس زيان بين اس كامظامره كرتى رب وتفصيل كے لئم الاخطر ہو: اسلام اورعصر حاصر، ندب اور جديد النجى

ذر بعد براه راست حقیقت کاعلم دیا - اور انفیس مامور کیا کروه انسان کی فابل فہم زبان میں اعلان کرے اس کو پوری طرح اس خلیقی صورت مال سے با خبر کر دیں۔ وہ الٹر کی منٹا کو الٹر کے مبت دوں کے لیے ایک معلوم چیزبا دیں۔

قرآن سے معلوم ہونا ہے کہ خداکی طرف سے جتنے پینمبراعظے ، ان سب کا مشترک مثن ہی تھا۔ ہرایک كى يبى اصل زمىر دارى تقى كه وه اسنے دور كے انسانوں كواس منصور اللى سے باخر كردے تاكه آخرت بيركسي كوسكنے كاموقع مذرب كداس كوحفيقة وحال كاعلم منتفان

رس الله مسبشرين ومنف ذربن لسط الله الترفي رسولول كونوش خرى دبيغ والحاور وران يكوك للسفاس عسلى الله حُرجة بعسد والين اكرميم الكرسولول كے بعد لوگول كے ياكس التُركِ مقابله مي كوني حجت باتى ندر ہے۔ السرسيل (النسياء ١١٥) طائمي

ایک عمارت کے بارے بیں آپ کے علم بیں یہ بات آتی ہے کہ وہاں ٹائم کم رکھا ہوا ہے۔ اور وہ صف پائے منت کے بعد بھٹے والا ہے۔ اس وفت آپ کیا کریس گے۔ آپ کی پہلی کوشٹ یہ ہوگی کرعمارت کے اندرجو لوگ ہیں ، اضیں اس نگین حقیقت سے با خبر کریس۔ اس وقت ہر دوسری بات آپ کے لئے غیر اھسم بن جائے گی ، خوا ہ بظا ہر وہ کمتن ہی زیادہ ضروری معلوم ہوتی ہو۔ یہی معا لمہ موجودہ دنیا کا ہے۔ موجودہ دنیا کا ہے۔ موجودہ دنیا پوری کی پوری ایک خدا کی طائم ہم پر کھڑی ہوئی ہے۔ یہ ٹائم ہم نیامت ہے۔ نیامت بلات ہے تاکہ بیت نرین کے دفت میں کے دفت اس کے دفت سے ۔ گراس کے دفت کر کے موجودہ فداکو ہے۔ اس کا آنا ہے بین ہے۔ وہ کہی بھی وقت آسکتی ہے۔ گراس کے دفت کی کھڑھ موف فداکو ہے۔

فیامت کا یہ معاملہ اس کوانسان کے لئے سب سے زیادہ نازک اورسب سے زیادہ سنگین مثلہ بنادیا ہے۔ اس کے بعد صروری ہوجا تاہے کہ انسان اس کے بارہے ہیں سب سے زیادہ جانے ، کیوں کہ اس سے برط اکوئی مند نہیں ۔ وہ اس کے بارہے ہیں سب سے زیادہ چوکت ارہے ، کیوں کہ وہ کسی محسر اس نے برط اکوئی مند نہیں ۔ وہ اس کے بارہے ہیں سب سے زیادہ چوکت ارہے ، کیوں کہ وہ کسی محسر

ایک عظیم بھونچال کی صورت میں اس کے اوپر بھیٹ بڑے گا۔

یبی وجہ کے قرآن میں داعی کومٹ نداور دعوت کوانذارسے نعبیرکی گیا ہے۔ بینی آنے والے ہو لناک دن سے ہوسٹ بیار کرنا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارسے ہیں احا دین ہیں آتا ہے کہ جب آپ لوگوں کے سامنے خطبہ کے سلئے کھڑے ہوتے اور اس آنے والے لمح کا ذکر فراتے توالیا محوس ہوتا اور اس آنے والے لمح کا ذکر فراتے توالیا محوس ہوتا ہے ہوتا ہے اس معاملہ میں آپ کا طرز کلام کی ہوتا تھا ،اس کا اندازہ آپ کی اس تقریب ہوتا ہے ،حو آپ نے قدم خان فرر دا ملد شریع کی قریب صفائی پہاڑی پرجیسٹر دوکر فرائی تھی :

قال الني ارى حد شنا محمد سلام حد شنا الومع اوبية حد شنا الاعمش عن عمروب مرقع عن سعيد بن جب يرعن ابن عباس ان النبي صلحالة عليه وسلم خرج الى البطحاء فصعد الجب لفنادى يا صباحاة - فاجتمعت البيه فريش فقال: اَ رأيتم ان حد شتكم ان العد و مصبح كم اومم سيكم اكنتم تصد قوفى - قالوانعم - قال ف انى نذير لكم الم

ىبىن يىدى عذاب شديد - فقام ابولهب ينفض بديه وهو يقول - تبألك

حضرت عبدالله بن عباس کھتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسل کا کہ وادئی بطیا و کی طرف گئے۔ بہاٹہ ی کے اوبر چیڑھ کر آپ نے بکار اکہ ہائے بس کا خطوب پی قرابین آپ کے پاس جمع ہوگئے۔ آپ نے کہا کہ اگریس بناؤں کہ دخمی نہمارے اوپر صبح یا بٹ ام کو لؤسٹ پرٹنے والا ہے تو کیا تم ہا نو گے۔ لوگوں نے کہا ہاں۔ آپ نے فرایا ، بی تم کو آئے والے ایک بخت عذایہ سے ڈرانا ہوں۔ ابولہ بیس کر ہاتھ جھاڑ تاہوا انتھا، وہ کہر بانتھا وہ کہ رہا تھا۔

یه کی دور کی تفریر سے مگریدنی دوریں پنچ کربھی اکب کا طرزخطاب ہی نفا۔ ابن ہمنام نے اپنی سیرت (الجزوات نی مصفحہ ۱۱۸) میں رسول الشرصلی الشعلیوسلم کا دو پہلا خطبہ نقل کیا ہے جو اکب نے مدین میں بہنچ کر لوگوں کے سامنے دیا نفا۔ اس پور سے خطبہ میں اکٹرنٹ سے اندار کا وہی انداز ہے جو اکب نے مدین میں اختیار فربایا نتھا۔

حقیقت به به که آخرت کام نماه اتناسنگین به کمی انسان کو اس کاا دراک بو جائے، اس کو دوسرسے نمام ممائل بالکل بسی معلوم ہول گے۔ ہردوسرا مناخواہ بظامردہ کتنا ہی بڑا دکھائی دیتا ہو، اس کی نظر بس بالکل بے حقیقت ہوکر رہ جائے گا۔ یہی بینیسرکامعاملہ ہوتا ہے۔ وہ آخرت کو براہ راست دیکھ رہا ہوتا ہے، اس لئے آخرت اس کی نظریس وہ سب سے بڑی جزبن جاتی ہے۔ سے وہ لوگوں کو آگاہ کرے۔ اس انتباہ سے اس کے مثن کا آغاز ہوتا ہے اور اسی براس کا اختیام بھی۔

محیصلی النزعلیہ وسلم خداکے آخری بنی ہفتہ آپ سے بعد دین ہمیشہ کے لیے محفوظ اور کل ہو جبکا ہو جبکا خون اسی عقیدہ کا نام ختم بنوت ہے ۔ خت نبید ۔ اسی عقیدہ کا نام ختم بنوت ہے ۔

ختم نبوت، سا دہ طور پر ، صرف فہرست نبوت کے ختم ہونے کا نام نہیں۔ بید دراصل پینمبرانه ذمہ داری کی نبی نوعیت کو بتا تاہے۔ اس کامطلب بیسبے کہ جس خدائی پیغام رسانی کاکام بیلے پینمبر کی سطے پر ہوتا نتا ، اب اس پیغام رسانی کاسلسل امت پینمبر کی سطے پر جب اری ہے۔ ختم نبوت کے عقیدہ کا اصل مطلب امت محمدی کے اعتبار سے بیسبے کہ ختم نبوت سے بعد وہ مقام نبوت پر ہے۔ 194 اباس کووہ دعوتی کام انجام دینا ہے جس کے لئے اس سے پہلے پیغیر آیا کہتے تھے۔
موجودہ سلانوں نے ختم نبوت کا مطلب یہ سمجھا ہے کہ کو کی دلا افدا دی اگر نبی ہونے کا دعوی کی موجودہ سلانوں نے ختم نبوت کے مقیدہ سے ہراہ راست کوئی تعلق نہیں ۔
کریے نوفور اُاس سے لڑنے کے لئے کھڑے ہوجائیں یا کم از کم اس کے تفاظرہ بازی کا اکھا اُوا کا کم اس کے روہ کوئی تعلق نہیں ۔
کر دیں ۔ گراس قیم کی مجتوں اور عجب گروں کو اتنا ہے وہ یہ ہے کہ وہ نمام انوں کو اسٹا جو ذمہ داری ڈواتا ہے وہ یہ ہے کہ وہ نمام انوں کی اصلاح ختم نبوت کے عقیدہ کی روسے سلانوں کے سپردکیا اور ان کو دین محسدی سے باخبر کرنے کے لئے اپنی نمام طاقت خرچ کردیں کے تقیم می کروسے سلانوں کے سپردکیا ور ان کو دین محسدی سے باخبر کرنے کے لئے اپنی نمام طاقت خرچ کردیں کے تقیدہ کی روسے سلانوں کے سپردکیا قرار دینے کراس سے لڑنا کم کئی دوج میں وہ کام نہیں جوشتم نبوت کے عقیدہ کی روسے سلانوں کے سپردکیا قرار دیں کراس سے لڑنا کم کئی دوج میں وہ کام نہیں جوشتم نبوت کے عقیدہ کی روسے سلانوں کے سپردکیا

سیا ہے۔
حقیقت یہ ہے کہ منبوت کاعقیدہ سلانوں ہے ہوسم کی روائی ہے کہ دین رحمت کا نحاطب بنا یا
مسلانوں اور دوسری نوموں کے درسیان مقدل فضا قائم ہواور ان کوخد اکے دین رحمت کے عالم ہیں، نہ بہ کہ وہ ایک
مسلانوں اور دوسری نوموں کے درسیان مقدور یہ ہمونی چاہئے کہ وہ دین رحمت کے عالم ہیں، نہ بہ کہ وہ ایک
جاسکے دنیا کی نظر میں ان کی تصویر یہ ہمونی چاہئے کہ وہ دین رحمت کے لئے اگر انھیں اپنے جائز حقوق کی
جھ گڑا او اور دہشت پ ندوم ہیں۔ اس تصویر کو برقوار رکھنے کے لئے اگر انھیں اپنے جائز حقوق کی
جھ گڑا او اور دہشت پ ندوم ہیں۔ اس تصویر کو برقوار رکھنے کے لئے اگر انھیں اپنے جائز حقوق کی
جھ گڑا او اور دہشت پ ندوم ہیں۔ اس تصویر کو برقوار رکھنے کے لئے اگر انھیں اپنے جائز حقوق کی
جھ گڑا او اور دہشت پ ندوم ہیں۔ اس تصویر کو برقوار کی ہوئی ہوئے۔
تو بانی دینی پڑھ نے اس سے جبی انھیں گریز نہیں کرناچا ہئے۔

بہ رسول اور اصحاب رسول کے حالات کا مطالعہ کرتے ہوئے بیات سامنے آتی ہے کہ انھوں نے اپنے رسول اور اصحاب رسول کے حالات کا مطالعہ کرتے ہوئے بیاب کہ دور میں وہ جنگ اور فتح ابتدائی دور میں لمبے عرصے یک فالص انڈار و تبشیر کے انداز میں کام کیا ۔ گربعہ کے دوں جس نے دوں میں کہیا کے میں دان میں شغول نظر آتے ہیں۔ یہاں بیسوال بیار امونا ہے کہ ان دونوں جب نے دوں میں کہیا

مطابقت ہے۔

بغض لوگ بیسمجتے ہیں کہ ان دونوں دوروں ہیں آغاز اور کمیں کی نسبت ہے۔ گر بیسی نہیں۔

بغض لوگ بیسمجتے ہیں کہ ان دونوں دوروں ہیں آغاز اور کمیں کا نسبت ہے۔ بینی اصل منصب رسالت کے

میرے بات ہے۔ ہے دہ نوں دوروں جقیقت اور اضافت کی نسبت ہے۔ بینی اصل مدیا۔ اور دو سرا

میرے بات ہے۔ ہے کو نوروں جھی تھا جو آپ نے منسنے کی حیثیت رسالت کا اضافی جز وتھا۔

اعتبار سے آپ کا ضافی کے ذریعہ انجام پایا وہ آپ کی حیثیت رسالت

کام جورسول اور اصحاب رسول کے ذریعہ انجام پایا وہ آپ کی حیثیت منصب رسالت

دہ دو سرے اباب کے تحت آپ کے کارر سالت میں نسا مل ہوا نہ کو نفس منصب رسالت

بیغبراسلام ملی الشعبه کوسلم کااصل مشن و می تهاجوتهام دوسرے بیغبرول کامش نها۔ آپ کو بھی و ہی دین توحید دیا گیاجو دوسرے نهام بیغبرول کو دبالیا خفاد الشوری ۱۳) اس دبین کااعسلان و ابلاغ وه اصل منصبی کام نهاجس بر آپ بجیشیت رسول مامور کے گئے تھے۔ قرآن بین ایک مقام برختلف بیغیب رون کا ذکر کرتے ہوئے کہا گیا ہے کہ بیوه لوگ بین جن کو الشرف ہدایت دی ، بستم بھی انفسیل کے طریقے کی بیروی کر و ( ف بھسم ۱ هسم ۱ هست ۱۵ ما افست ۱۵ ما الانعمام ۱۹)

جب تمام پینمبر دبشمول پینمبر اسلام سب کامٹن ایک نفاتورسول الٹرصلی اللہ علیہ وسل کا اصل مشن بھی وہی فرار دیا جلئے گاجو نمام پینمبروں کے پہال بہکال اور مشترک طور پر پایا جلئے۔اس کے بعد اگرکوئی ایسی مختلف چیز ہے جو آب کے بہال ملتی ہے اور دورسروں کے بہال وہ موجود نہیں ، تو بہ چیز آب کی حیثیت رسالت کا مفافی جزر قرار پائے گی مذکر آپ کی حیثیت رسالت کا مقیقی جزور

" جنگ دقت ال" کامعاملہ اسی احن فیجز استعلق رکھتا ہے جو قرآن کے مطابق" فتنہ "کے خاتمہ کے لئے علی بین لایا گیا۔ بہ کوئی متنقل عمل مذتھا ، وہ ایک وقتی عمل تھا جس کا جواز خود فریق خانی نے اپنی جارجبت کے ذریعہ فراہم کیا، اور جوالٹ کی خصوصی مدو سے صحابہ وتا بعین کے زمانہ میں اپنے تکیبلی مرحلہ تک پہنے گیا۔

## فنتنب كااستيصال

قراً نین دومنقام برمعولی فرق کے ساتھ یہ آیت آئی ہے؛ وحت اتلوه محتی لاست کون فست نه ویکون السب دیاں کی کونت نه نهرہ اور دین سب کاسب اللہ کے لئے ہمومائے )

اس آیمت سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کے زیامہ ہیں ہوجنگیں پیش کا بین ، ان کی چینبیت کیا تھی ، وہ حقیقہ گرجنگ نہیں تھی بلکہ اس کی جینبیت ایک قسم کی فوجی کا درو انی (Military operation) کی تھی جس کا مقصد خدا کی دنیا ہے" فت نہ "کوختم کرنا تھا۔ بیفت نہ ختم ہوگیا ، اس لئے اب اس قسم کی جنگ یا فوجی کا دروائی کی ضرورت بھی باتی نہیں رہی ہی ہوییا کہ مضرت عب داللہ بن عمر کی تشریح سے واضح ہوتا ہے :

افع عبدالله بن عرك بارسيس كيت بين كدان كے پاس ابن زبیر کے فت نہ کے زیانیں دو آ دمی آئے۔ انھوں نے کہا کہ لوگ ضائع ہورہے ہیں۔ اورا ب عمر کے صاجزادے بن اوررسول الله صلى الله عليه وسلم ا سائقی ہیں۔ بھراپ کو کیا چیزروک رہی ہے کہ آپ قالا، الم يقه الله دوق تلوه محتى نكبس عب الله بن عرف كها عجم يه جيز روك ربي الاستكون فسنة) فقال، عاتلناحتى ميكدالله في مير عبها في كورام قرارديام. انهوں نے کہاکیا اللہ فی میں اللہ واست میں انھوں نے کہاکیا اللہ نے یہ نہیں فرایا ہے کہ ان سے الله يهال كك كدفت من ما قى در يج عبد الله بن عمر نے کہا۔ ہم لانے یہاں کک فت ناقی ندرہا ور دېن الله كے لئے موكبا۔ اورتم چاہتے موكداط ويہاں بک کوفت ندودباره پیدا مواور دبن غیراللے

عنافععنابنعممقالآنالارجلاك فى فدينة ابن السرسير فقالا . الناس ضيعوا وانت ابن عروصاهب السبّب صلى الله عمليه وسلم فما يمنعك ان تخرج فقال يدنعن النالله حرم دم اخي-تربيدون ان نفا تلواحتى تكون فتنة وحتى يكون الدبن لغه برالله وتفيرابن كثير الجزءالاول ،صف ٢٢٤)

لئے ہوجائے۔

فت نے لفظی معنی و ہی ہیں جس کو انگریزی بیں Persecution کتے ہیں۔ اسس مراد در اصل وه ساسی جبر بے جو قدیم طرز کی باد شاہت کے تخت ساری دنیا بیں ت اتم تھا۔ میطلق باد شاہت (Empirical absolutism) کا دور تھا۔ باد ٹنا ہوں کے لئے خد ائی اختیارات فوض کر لئے گئے تھے با د ننا بهول کوحق نفا که وه جو چا بین کریں۔ ان سے ان کے مل کی بازیپ نہیں کی جاسکتی۔ اس نہ مانی ب يرساسي عقيده بن كيانها كه بادث ه تميشه يح موتام، وه جي علمي نهين كرسكنا:

The king can do no wrong.

اس اصول نے بادست ہ کو اپنی رعایا پرطلق اختیار دیے وبا بھا۔ اس کی وجہ سے سماج میں دون بن گئے تھے۔ ایک بادیت ہوں کا ور دوسرار عایا کا -اس جا براند نظام کے تت جوبر انیال پیدام ان بیں نگین نزین برائی برحتی که دبن توجید کی تبلیغ نامکن ہوگئی تھی۔ کیوں کہ نوحید کامطلب یہ۔ یں۔ میں مرب دریدی میں میں ہوں میں ہوں اس مولات ہے۔
اس مولات اختیار ماسل نہیں۔ توجید کے اس ایک خدا کے سوا سارے لوگ برابر ہیں۔ کسی کوسی کے اور پیطلق اختیار ماسل نہیں۔ توجید کے اس یں قدیم سٹ ہی نظام کی نفی ہوتی تھی۔ اس لئے وہ لوگ توحب دے داعبوں کو اپنی سیاسی طاقت سے کیل دستے تھے۔ کیل دستے تھے۔

رسول النتصلی النتری طرز کی با دشابت ) کا بعیشہ کے نے خاتم کر دیں تاکہ دعوت توحید کی سیرد کیاگیا کہ وہ بیاسی جرز فائیم طرز کی با دشابت ) کا بعیشہ کے نے خاتم کر دیں تاکہ دعوت توحید کی راہ می رکا ویٹی ختم ہوجائیں اور دیا ہیں توحید اور انسانی برا دری کا دور لا نامی کن ہوجائے۔
دسول النتر علیہ دوسر کے زائہ میں دو غیم ترین شہشا بیتیں پائی جاتی تھیں۔ ایک ایرانی رساسانی ) سلطنت ، اور دوسر بے رومی د با زنطبنی ) سلطنت ۔ یہ دو نوں سلطنتیں قدیم آباد دنیا کے بیشتر حصہ پر قابض تھیں اور قدیم طرزی جابرانہ با دستا ہمت کی طاقت ورنما سُندہ بی ہوئی تھیں ۔
ان کا باقی رسافت یم باد شا بہت کے باتی سبنے کے ہمی تھا ، اور ان کا ٹو شنافت یم بادشا ہت کے لئی تو بادشا ہت کے بہتری کا عمل سے نی عیر مولی سے اپنی غیر مولی سے اپنی غیر مولی سے دریعہ ان سے بی نظام کی کو تو دو دو دو دو دو دو دور بہترین افراد کی بہترین افراد کے ذریعہ کی اگیا ہے۔ آزادی اور میا وات اور تھود پرت کا موجودہ و دور تمام تر اسی انعت لاب کی بہتری اوار سے معا برکرام نے اگر قدیم نظام چرکو توٹر انہ ہوتا تو انسانی پروجود تمام تر اسی انعت لاب کی بہیں اوار ہے دوراد ہرکا م نے اگر قدیم نظام چرکو توٹر انہ ہوتا تو انسان پروجود ترادی کی دور بھی نظام جرکو توٹر انہ ہوتا تو انسان پروجود ترادی کی دور بھی نگا تا دور کی کا دور بھی نہ نال

موجوده زبان کے مغربی مورضین نے اس واقعہ کوتسیام کیا ہے۔ خاص طور پر فرانسیسی مورخ ہمزی
برین (Henri Pirenne) نے اس کا مصرف اعتراف کیا ہے بلکہ اس کی تحقیقات نے اس
نقطہ نظر کو ایک متعقل تاریخی مکتب فکر کی جیشت دیے دی ہے۔ اس سلسلہ بب اس کی دو گا ہیں قابل
مطالعہ بیں: تاریخ یوروپ (History of Europe) اور محسمداور نادلیان مصر مصرف میں اس کے دو ہے بین کے اور جب دید
دمیان بنیادی انفصال (Essential break) در حقیقت عرب فوحات کے در بعربی بیش
و بیا کے در میان بنیادی انفصال (Essential break) در حقیقت عرب فوحات کے در بعربی بیش کے اس سلسلہ بین اس نے یہ الفاظ فیصے ہیں کہ اسلام نے زبین کی صورت کو بدل
دیا۔ تاریخ کاروایتی نظام بالکل قوط بھوڑ ڈالاگی بین کہ اسلام نے زبین کی صورت کو بدل

Islam changed the face of the globe. The traditional order of history was overthrown (p.46).

حضرت عبدالله بن عرکاجو قول او رنفت ل کیاگیا ، وه اس معامله کی نها بت عمده تشریح کوتا به دان کامطلب به به کرقرآن کی آیت فت نه کاتعاق فت نه سلم سے منتقا بلکفت در مشرک نقا اس کا مقصد تعدیر سیاسی جرکے نظام کوختم کرنا نقا ، اور وه اللّه کی مدوسے ختم ہوگیا ۔ اس کے بعد وعوت توحید مقصد تعدیر سیاسی جرکے نظام کوختم کرنا نقا ، اور وه اللّه کی مدوسے ختم ہوگیا ۔ اس کے بعد وعوت توحید یا آقامت حریت کی راه میں وه رکا و ش باتی ندر ہی جوت ریم نظام کے تحت ساری ونسیا میں پائی فی ماتی نقی ۔

اب اگراس کومیا مکرانوں یک وسین کیاجائے اور مسلم کرانوں کے بگاٹر پر فقہ کا اطلاق کرکے ان کے خلاف بغاوت کی جائے با ان کو اقت راسے بے دخل کرنے کی جم چلائی جائے تو بہ دوبارہ ایک نے خلاف بغاور وازہ کھولئے کے ہم عنی بن جائے گا۔ اس کا نیتجہ یہ مہوگا کہ یہ مکران غیر خوری طور پر ایک نے فقت ذکا در وازہ کھولئے کے ہم عنی بن جائے گا۔ اس کا نیتجہ یہ مہوگا کہ یہ مکران غیر خوری طور پر اسلامی دعوت کو اپنا سیاسی حریف سمجھ لیس کے اور ا بنے اقت دار کو بچانے کے لئے اسلامی دعوت کو کپنا شروع کر دیں گے۔ اس طرح جوفت نہ فتم ہو چپانتھا ، غیر خوری طور پر از سرنواس کا آغسانہ موجائے گا۔

"اريخ كايرده

جیباکداد پرعض کیاگیا، رسول الدُصلی الله علیه وسلم کا اصل شق و بهی تھا جوتمام نبیوں کا تھا،

بعنی دعوت الی الدُّد دعوت کو آنمام حجت تک پہنچا دینے کے بعد آپ کے اس شن کی تمسیل ہوگئی جو

بیغیر کی حیثیت سے آپ کے اوپر عائد ہوتا تھا۔ اس کے بعد جنگ اور فقوعات کی صورت ہیں جو واقعہ

بیش آیا وہ آپ کے مشن کا اضافی جزء (Relative part) تقافیر کھتے جزء (Real part)

پیش آیا وہ آپ کے مشن کا اضافی جزء (عبوا۔ اور اس کے بعد صابح بار میں جاری کے دور آخر تک جاری

رہا۔ آپ کے مشن کے اس جزء کے تحت اولاً عرب اور اس کے بعد ایٹ یا اور افراتی ہے کہ بشتہ صفح میں میں اور میں کے دور آخر تک میں میں کے دور آخر تک میں دیا۔

زبا۔ آپ کے مشن کے اس جزء کے تحت اولاً عرب اور اس کے بعد ایٹ یا اور افراتی کے میشتہ صفح میں ہوگئیں۔ یہ یاسی اور حب نگی واقعات بعد کے لوگوں کے ذہن براتنا زبادہ جھائے کہ و بہی ان کے نسکہ برغالب آگئے جنی کہ وہ جول گئے کہ یہ علی منصب رسالت کا حقیقی پہلو می تھا۔

اضافی پہلو تھا، وہ منصب رسالت کا حقیقی پہلو می تھا۔

منان پارسا کے دور میں جواسلامی لٹر بچرتیار ہوا وہ تقریباً سب کاسب اسی واقعہ سے چالچہ بدکے دور میں جواسلامی لٹر بچرتیار ہوا وہ تقریباً سب کاسب اسی واقعہ سے متا ٹرنظر آتا ہے۔ مثلاً حدیث کو لیجئے۔ حدیث کی تدوین وترتیب نہیا وہ ترتبع تابعین کے زمانے ۲۰۲ یں انجام پانی آب حدیث کی جس کتاب کو بھی دیکھیں ، اس میں کتاب ابلہا دیجیے ابواب لازمی طور برنظر آئیں گے۔ گرصد بیث کی کوئی بھی نسابل ذکر کتاب ایسی نہیں جب میں دعوت و تبلیغ کا باب قام کی گئیس ہو اور اس کے تحت دعوت الی التاریخ تعدیثیں بیجا کی گئی ہوں۔

اسی طرح فقد کی صورت بی اسلامی قانون کاعظیم الشان ذخیره تیار موا - مگر دوباره هسم د کیفتے بین که فقد کی کت بول بین جہاد اور اس سے تعسن ابواب تو بالالتزام بائے جاتے ہیں مگر دعوتِ حق اور انذار و تبشیر کے ابواب کسی فقے کی کتاب بین موجود نہیں ۔

اس طرح دین کی تشری اوراس کی حکمتوں کے بیبان پر پچھلی صدبوں ہیں بہت سی کا بیں بھی گئی ہیں۔ منلا عرب الدین بن عبدالسلام ، الغزالی ، ابن تیمیم ، ابن قیم اور ان کے جیسے دور ب لوگوں نے ہزاروں کا بیں تھیں مگر اسلام کے وہیں اور قبیتی کنٹ خاندیں کوئی بھی تابل ذکر کیا ب بہیں جو حینی معنی میں دعوت الی اللہ کے موضوع برکھی گئی ہو۔ حتی کہ دور آخریں علم اسرار شربویت پر کھی جانے والی جامع ترین کیا ب جہزاللہ الب الغر (شاہ ولی اللہ د بلوی) میں ہرقسم کے ابواب موجود ہیں ، جانے والی جامع ترین کیا ب جہزاللہ الب الغر (شاہ ولی اللہ د بلوی) میں ہرقسم کے ابواب موجود ہیں ، مگر اس میں دعوت الی اللہ کا باب موجود نہیں۔

اس کا مطلب برنہیں کہ بچھلی صب بول بین نفس دعوتِ اسلام معدوم ہوگئ ہو۔ جو چیز معدوم ہوگئ ہو۔ جو چیز معدوم ہوئی وہ شعور دعوت سے مذکر عمل دعوت دعقیقت برہ کے کہ فد اکے دین کی دعوت اور اس کی اثاعت کا کام علی طور بر مجھلے پور سے جودہ سوسال بین کسی ایک دن کے وقفہ کے بغیرسلسل جاری رہا ہے۔ گریز زیادہ تر اسلام کی اپنی طاقت کے زور پر اپنے آپ ہوتا رہا ہے نذکہ می دعوتی شعور یا تبلینی مفسو برب ندی کے نوت سے خرور غیر موجود رہا مفسو برب ندی کے نوت سے خرور غیر موجود رہا ہے۔ گردعوت کا عمل بطور داقعہ پوری تاریخ بین بھی ایک دن کے لئے بھی غیروجود نہیں رہا۔

میری معلومات کے مطابق، دورصابہ کے بعد حفرت عمر بن عبدالعز پرز (۱۰۱ - ۱۲ هـ) آخری شخص نظے جن کے بہال دعوت کا شعور ابنی حقیقی اور کا مل صور ات بیں پا یا جا تا ہے۔ مشہور واقعہ ہے کہ کیلیفہ عمر بن عبدالعز پرز کے عامل نے شکا بت کی کہ لوگ کثرت سے اسلام قبول کر دہ ہیں ۔ اس بنا پر یہ خطرہ پیدا ہوگیا ہے کہ خراج کی رقم نشونی ناک صد تک گھٹ جائے اور سبب المال کا خزان خسالی یہ خطرہ پیدا ہوگیا ہے کہ خراج کی رقم نشونی ناک صد تک گھٹ جائے اور سبب المال کا خزان خسالی ہوجائے۔ حضرت عمر بن عبد العزیز نے یہ س کر فرمایا : و بچائ ان محسمداً ابعث ہوا دیا

ولم يبعث جابيا (تمارابرام و محسد بادى بناكر معيد كئ تق، وهيكس وصول كرنے والے بناكرينيس عصي كيَّة )

حضرت عمر بن عبد العزيز كے اس قول من جوشعور دعوت يا يا جا تاہے ، اسس كا عاده

اسلام کی بعد کی تاریخ می دو باره نه بوسکا-

را فم الحروث في ايك بارا پني تقرير مين كها تفاكه اسلام اور مسلما نول كے درميان لال قلعه كى د پوارس حالل بین به بلات بهموجوده زیانه کی گئے ترین حفیقت ہے۔ به ایک واقعہ ہے کہ اسلام اور موج دہ مسلمانوں کے درمیان ننو حات اور حکمرانی کی تاریخ ایک آٹرین کرکھڑی ہوگئے ہے۔ اس آٹر کی وجرم موجوده زمان كمملان اسلام كواس كاصل روب بين ديجفنين پاتے-اور اسلام كاجو سبسے زیادہ اہم بہاوس لمانوں کی نظرسے اوجل ہوائے ، وہ دعوت الی اللہ ہے۔اسلام کی اصل تسخیری قوت بلانشبه دعوت ہے۔ دعوت ہی وہ اصل عمل ہے جس برفتے وغلبہ کی وہ تمام نصریں نا زرل ہوتی ہیں جن کا قرآن میں واضع طور پر وعدہ کیا گیاہے۔ گراسی سب سے بڑی بات کوموجو دہ سلمان سب سے زباوہ بھولے ہوئے ہیں۔ اس معاملہ بن ان کی غفلت بیال بک پہنچی ہے کہ وہ دوسرے دورس كام كرت بي اور ان كو" دعوت "كانام ديديت بي گرملانول كايفعل اغيس المسن ماركنگ (Minus marking) كاستحق بناتا ب ندكدانعام وتحيين كا-

دوباره دربانت كيضرورت

يس نيه ايك عربيره مين ايك مضمون يرط حاحب كاعنوان نفا: الدعوة الى الله- اسس مضمون میں وعوت کے بارہ میں جوٹی کے عرب علماء کے خیالات ظاہر کئے تھے مضمون لگار نے شروع ميں لكھا تفاكم اس السام ميں سب سے پہلے ضروري ہے كد دعوت كانت اند مقرركيا جائے - دعوت کانت انکیا ہے۔ کیااس سےمراد فرد کی اصلاح ہے ۔ کیااس سےمراد معاشرہ اور خاندان کی اصلاح ہے۔ كياس كامطلب حكومت كاصلاح معدياس مرادبه م كغير المول كواسلام كى برابت برلاياجائ رفياغايات المعوة - هلهى اصلاح الفرد - اواصلاح المجمّع والاسرة - او اصلاح الدولة- اوهداية المسلمين الحالاس الدمالصحيح- اوهداية غيرالسلين الحالاسلام)

ان ابتدائی سطرول کے بعد جو اصل گفت گونتروع ہوئی وہ ماری کی ساری اسلام اور سلمانوں کے دشمن (اھسداء الاسسلام والمسسلان) پر صلی کر ہی، بہال تک کہ مات صفحات کا طویل ضمون ختم ہوگیا اور کسی عالم نے بہنہ بی بتا باکہ دعوت الی اللّٰہ کالفظ اصلاً جن عمل کے لئے قرآن میں استعال ہوا ہے وہ دیگرا قوام میں اسلام کی اشاعت ہے۔

برایک مثال ہے جس سے اندازہ ہوتاہے کہ موجودہ زیانہ کے میان اگرچہ وعوت کا لفظ کنرت سے انتخال کرتے ہیں گروہ اس بات سے بے خبر ہیں کہ" دعوت "سے فی الواقع کون ساعل مرادہ ہے۔
ان کی یہ بے خبری اتنی ہم ہے گیرہے کہ اصاغ تو در کنار ان کے اکا برجمی اس سے ناواقف ہیں۔ ایسی حالت ہیں یہ ان کے لئے از سرنو در یا فت کا معاملہ بن گیا ہے۔ ان کے لئے یہ ایک بھولی ہوئی بات ہے جس کو انجیس دو بارہ اپنی یا دوں کی گرفت ہیں ہے آئے۔

بلات بهاج سب سے بڑاکام برہے کہ ملانوں کے شور کو بیدارکیا جائے اور انھیں فکری اغتبارے اس قابل بنایا جائے کہ وہ دعوت کو از سرنو دریا فت (Rediscover) کرسکیں۔
یہی وقت کا سب سے بڑا تھا ضلہے ، دنیا کے اعتبارے بھی ، اور یقینی طور پر آخرت کے اعتبارے بھی۔
سے بھی۔

## مهاتما گاندهی کیمسٹ ال

اس معالمه کی وضاحت کے لئے یں بہاتما گاندھی ۱۹۸۱ – ۱۸۲۹) کی مثال دول گابندتان بین تحریک آزادی کا غاز ۱۸۵۷ بیس بواج نقریباً ۱۹۱۹ سک جاری رہا۔ اس پیلے مرحط بین آزادی کے حصول کے لئے جوط نقید، اختیار کریا گا وہ تشد دکا طریقی نفا تشدد کے طریقے بیں طاقت نبیعله کن بموتی ہے۔ اور اس وفقت کے بندرتان بیں طاقت تمام تربرطانیہ کے ہاتھ بین تھی۔ اس لئے آزادی کو بندریو تشدد ماصل کرنے کی کوشش مکل طور پرنا کام رہی۔

اس کے بعد مہا تما گا ندھی سیاست کے منظر پر نمایاں ہوئے۔ انھول نے پورسے معاملہ کوالسط دیا۔
انھول نے تند دے بجائے عدم تشد دے ذریعہ آزادی حاصل کرنے کا نعرہ دیا۔ یہ طریقہ وہی تھاجی
کوموجودہ زبانہ کے بیاسی مورضین عمل بخیرشدد (Nonviolent activism) کا نام دیتے ہیں۔
عمل بغیرشدد کا نظریہ اس سے پہلے مخلف لوگ بیش کر پیکے ہے ۔ مسئلاً ،منری مخت رو

اور (Henry Thoreau) اورجان کی (John Ruskin) اور السائے (Henry Thoreau) وغیرہ ۔ تاہم اس نظریہ کومہات گاندھی نے جتنے برط سے بیا نے جا رجز سوریل (Georges Sorel) وغیرہ ۔ تاہم اس نظریہ کومہات گاندھی نے جتنے برط سے بیا نے بیا کیا وہ ابھی تک کوئی دور ااستعال نہیں کرسکا تھا۔

یم ال یک جاری را اسے نیتے یں برطانیہ کے خلاف جوعوامی طاقت منظم ہوئی اس نے برطانی حکومت کی جڑیں بلادیں ۔

یمان تک کہ دوسری جنگ عظم کے بعد یم 19 میں انگریز کو بند سنان چیوٹر دین پڑا۔ اس طرح بها تا گاندی کی تد بیرصول آزادی کے لئے تو کار آبد نابت ہوئی گر اس کا دوسرانی چیمنی تھا۔ اس کی وجے ملک پر فالون شنگی روایت قائم ہوئی ۔ ڈسپین کوٹوڑ نا ایک مقدس توجی قرار پایا آدر انھ اللہ فند فندی کے نظریر کر ان فالون شخص کے لئے نمایاں ہونے کا اُسان وربعہ بنگ ۔ انتحار ٹی کا انٹی کم ترجیز قرار پائی اور انھ اللہ فندی کو خیارات کے صفحہ بی نمایاں کردے ۔

کوچیلے کو نا ایک ایا ہیروا علی بن گیا جو ٹی الفور آدی کو اخبارات کے صفحہ بین نمایاں کردے ۔

کوچیلے کی نا ایک ایا ہیروا علی بن گیا جو ٹی الفور آدی کو اخبارات کے صفحہ بین نا یاں کوٹ کے کہوں نا قرارات کے منفی بین اور قانون کے اخبار کی کہوں کا قرار کی کے دیا ہوں میں اور قانون کے اخبار کی کہوں کوٹری کی دو ایت کو از من اور قانون کے اخبار کی کی دو ایت کو از منز کی دور ایت کو از منز کو دریا فت (Rediscover) کی جو جیز تحت شعور میں جو بر ترتب شعور کی سطح بر زندہ کی جا جائے۔ گریم کام نہ ہوسکا ، اس کا نیتجہ یہ ہوا کہ ہند بیان کی آزاد کی کوبرہ شعور کی سطح بر زندہ کی جائے گریم کام نہ ہوسکا ، اس کا نیتجہ یہ ہوا کہ ہند بین کی ترون کی ہوکرر م گئی۔

جہاں تک میر اندازہ ہے ، بند تنانی لیٹ فی سے دول بی صوف میا تما گائدی ایک انتخص کو برون کی میران ندازہ ہے ، بند تنانی لیٹ فیور کی برون کو برون میں صوف میا تما گائدی ایک انتخص کو برون کی بھور کی ہوئی کو کی میران ندازہ ہوئی کو کر بھون کو کی میران ندازہ ہے ، بند تنانی لیٹ کور کو کی برون کو کا بین کیا تھون کی کی دور ایک کی دور ایک کی دور ایک کی دور ایک کی دور کی کور کی کور کی کور کی دور کی کور کی کور کی کور کی کور کور کی کور کور کی کور کی کور کور کی کور کی کور کی کور کور کی کور کور کی کور کور کی کور کور کور کی کور کور کی کور کور کی کور کور کور کی کور کور کور کی کور کور کی کور کی کور کی کور کور ک

اس معاملے کی اہمیت کوشعوری طور پر جانے سے جانچہ آزادی کے فور آبع داخوں نے اس کی کوشش شروع کردی حتی کہ انھوں نے یہ بچریز بہشس کی کہ کا نگریس کو سیاسی بارٹی کی جیشت سے خم کر دیا جائے اور "جن کا نگریس "کے نام سے ایک فالص نغیری اورغیر سیاسی بارٹی بنائی جائے۔ گر فانون شکن کے سیلاب کو دوبا رہ وہ قانونی احترام کے رخ پر مذموڑ سکے۔ یہاں بنک کہ آزادی کے صرف ساڑھ یا نے ہمینہ بعد ۳ جنوری ۱۹۸۸ کو انھیس گولی مارکر صلاک کر دیا گیا۔ جماتما گا مذھی نے " نمک "کے معاملے میں قانون کو توڑ نے تک بہنے گیا۔ قانون کو توڑ اتھا ، بیعل اخرکار "جان "کے معاملہ میں قانون کو توڑ نے تک بہنے گیا۔

ہما تما گاندھی کا فائنہ ہندرستان کے لئے نئی ابید کا بھی فائنہ تھا۔ اس کے بعد ہمن دستان ان قدروں کو دوبارہ دریافت (Rediscover) نہ کرسکا جس کو اس نے عدم تشدد کی پرشور تحریک کے درمیان کھو دبا تھا۔ اب لورا ملک اناد کی کے راستہ پرچل پڑا۔ بظاھراس کی امب دنہیں کہ اُزادی کے بچاسس سال بعد بھی اس کے رخ کو موڑ نامکن ہوسکے گا۔

جايان كى مىشال

وہ دورجس کو جاپان کی تاریخ یس میجی کی بحالی (Meji Restoration) کا دور کہا جاتا ہے ، وہ وہ ویں صدی کے وسطیں نفروع ہوا۔ شہنتا ہیجی نہا بت ترتی پ ند آدمی تھا۔ اس نے نئی چروں کو فروغ دینے کی طرف خصوصی توجہ دی۔ اس دور میں جاپان میں تیزی سے مغربی تعسیلم اور مغربی صنعت کارواج ہوا۔ انگریزی اور دور مری یور پی زبانیں پڑھی جانے گئی۔ جاپانی نوجوان مغربی تعسیلم کے لئے اور وب اور امریکہ گئے۔ (6/370)

مگر ۱۹ویں صدی کے آخریں ایک اور انقلاب آیا۔ ۱۸۷۷ میں بغاوت ہوئی جب کو جا پان کی تاریخ بیں (Satsuma Rebellion) کہاجا تاہے۔ اس انقسلاب کے بعد ایک نیا فرہن بیسا ہوا۔ مغربی تہذیب کو جایانی قومیت کے لئے خطرہ برت ایا جانے لگا۔

 (National ideal) كو حاصل كرفي واحد ذريعه - جاياني ينواب ديكه في كاوه ا پناقت الد كو" يانچول براعظول " ك وسيع كريس (7/188) -

به عسکری مزاج تھا جس کے تحت جا پانی دوسری حنگ عظیم ہیں موری طاقنوں (Allied Powers) کے ساتھ ملکراتحادی طافنوں (فافنوں (Allied Powers) کے خلاف لڑگئے۔ اس جنگ بیں افعوں نے جنون کی مدیک نوجی جوش کا مظاہرہ کیا جس کی ایک شال جا پان کے خودکش کرنے والے جہاز سے جن کوکامی کاز جہاز سے جن کوکامی کاز جہاز سے جن کو کے کران کا پائلٹ جہاز سے جن کو لے کران کا پائلٹ جہاز سے جن کو لے کران کا پائلٹ جہاز سے جن کو رہے کہ اور جود جہاز سے اور غیر معمولی تب ہی برپاکرتا تھا۔ گرجا بانیوں کے تمام بنگی جنون کے با وجود اپنے نت نہ پرگر بڑتا تھا۔ اور غیر معمولی تب ہی برپاکرتا تھا۔ گرجا بانیوں کے تمام بنگی جنون کے با وجود اپنے نت نہ پرگر بڑتا تھا۔ اور غیر معمولی تب ہی دو اپنے موں نے ان کی معاشیات اور ان کی فوجی طاقت کو انھیں اس جنگ میں شکست موئی۔ امریکہ کے دو اپنے مہول نے ان کی معاشیات اور ان کی فوجی طاقت کو تہیں نہیں کر دیا۔

عا پان کے لئے یہ انہائی غیر سوقع عاد شہ تھا۔ گر اس سے بھی زیا دہ غیر سوقع ان کا وہ ردعمل ہے ہو اس عاد شہ کے بعد ان کی طرف سے ظاہر ہوا۔ انھوں نے پور سے معاملہ پر از سرلوغور کسا۔ انھوں نے مالمات کا اعتراف کرنے ہوئے اس حقیقت کو سیم کیا کہ انھیں جبکہ کے بیائی مالی انہیں جبکہ کے بیائی ہیں ابنی عام کے میدان میں ابنی تومی جدوج ہدکو جا رہی کرنا چاہئے۔ انھوں نے عام کی اس اہمیت کو از سرفو دریافت (Rediscover) کیا جس کو وہ بچھلے ہرسوں میں بھول گئے تھے۔

فريعة تلاش كررس عقد وه چيز س كويس از سرنو دريافت (Rediscovery) كهربا مون اس كى جديد تاريخ ين غالباً اتنى ت ندار مثال كوئى دوسرى نبي م جو جا پاك كي بهاك نظراتى م -دور مديد كے ملماك

قرآن وسنت کا مطالعہ بت تا ہے کہ دین ہیں اصل اہمیت دعوت کی ہے۔ یعنی غیر القوام کو ہول فد اکے بیغام کو پہنچا نا۔ مگر بعض واضح اسباب کے تحت موجودہ زبانہ کے سلمان اس کام کی اہمیت کو بھول فد اکے بیغام کو پہنچا نا۔ مگر بعض واضح اسباب کے تحت موجودہ زبانہ کے سلمان اس کام کی اہمیت کو بھول گئے ہیں۔ وہ دعوت کے شعورے اتنے ہے بہرہ ہمو چکے ہیں کہ دو سرے کاموں کو دعوت کا کام سمجے ہیں۔ وہ اپنی قومی سرگرمپوں ہیں مشغول ہونے ہیں اور اس کو دعوت کا عنوان دسے دہتے ہیں۔ ان کی مثال اس گر دہ کی سے جو" صلاۃ "سے اس درجہ بے جبر ہوجائے کہ ۱۲ رہم الاول کو میلاد البنی کی دعوم مچلئے ادر سمجھے کہ وہ اس فریصنہ کو انجام دسے رہا ہے جب کو قرآن و صدیبیٹ بیں اقامت صلوۃ کہ اگر دیں۔

ان کی بے خبری اس آخری انہا تک بہنج گئ ہے کہ وہ منصر نے بیکے فود دعوت کا کام نہیں کر ہے

ہیں، بلکہ دعوتی شعور سے قرومی کی بہتا پر وہ ایے اعمال بین شغول ہیں جودعوت کے مواقع کو بالکافتم کرنے ۔

دعوت کی لازی شرط بہ ہے کہ داعی اور مرعوکے درمیان کی بھی قتم کی ادی یا قوی شکش مذیبائی جاتی ہو۔

مرعوک ساتھ مادی اور قوئی شعر اس فضا کو بالکل بر با دکر دیتی ہے جس میں دعوت موثر ہوسکے ۔

جنا پخہ داعی بک طرفہ طور پریہ ذمہ داری لیتا ہے کہ وہ مرعو کے ساتھ کسی بھی جس ال میں مادی اور قوئی کش کمش نہیں کرنے گا۔ وہ مرعو کے ساتھ ہر مادی اور قوئی نزاع کو یک طرفہ طور پرخم کرد سے کا ساکہ دعوتی عسل کی راہ ہموار ہوسکے ۔

گرموجوده زیاری معرفی او رکاسال پرسه که وه اینی دعوتی بیشوری که بت پر ساری دنیایی معرفی او افرای اور فوی هم گرفت مجیش معرفی بین به به به بیش مسلانون که زیر که کتنه به نریاده صفوری بون وه دعوتی علی که نیز برین به به بیش مسلانون که دعوتی بیش مسلانون که دعوتی اختیار که بیتی به مسلانون که در عواقوام سهر متمی پیشروعونی نزاع کویک طفه طور پرخون کرنا بوگا. ورندا نارنیس به کوه فندا که اس قانون که زدین محرفی در مین بیرد آن او کا ورندا نارنیس به کوه فندا که اس قانون که زدین محرفی در مین بیرد آن او کا مول سے زیاده اله میم کام پر به کرم الاول که اندر از موجوده و زیار نام بین مندا از مرفود و دورت کامول سے زیاده اله میم کام پر به کرم الاول که اندر که نصوت کوشور پر اس می المی بین میمانون که ذمن سے او جب که بین میمانون که ذمن سے او جب بین بین میمانون که دوری کاربرون بین میمانون که دوری که در دوری کاربرون بین میمانون که دوری کاربرون بین کاربرون بین میمانون که دوری کاربرون بین کاربرون بین میمانون که دوری کاربرون بین کاربرون کاربرون بین کاربرون بین کاربرون کاربرون بین کاربرون کار

# اس کے بعد آتا ہے۔ شعور دعوت کے زندہ ہونے پر ہی بقیدتمام چیزوں کی زند کی کا تحصار

ڑیوٹی کے خسلان

یا دست ا ہے ایک قبط ز دہ علاقہ کی ریلیف کے لئے کچھلوگوں کو بھیجا۔ان کو نقب اور ضرور می سا مان دیاکہ لے جاکر قعط زدہ لوگوں میں تقت بیمردو۔ وفدو بال بہنج الواس نے بادے و فے موسے سا مان کو اپنے پاس رکھ لیاا ور منفامی لوگوں کے خلاف طرح طرح کی شکایتیں نکال کر ان سے لونے جب گرفے ركا \_\_\_\_ تم نے ہمار استقبال نہیں كيا- تم نے ہمكور سنے كے لئے گھرنہیں دئے۔ تہمار مے لؤكوں نے ہم کو اجبنی مجھ کر ہمار ہے اتھ برالوک کیا، وغیرہ

با دسناه كومعلوم موانو وه ربليف كميش معمران پريخت غضب ناك موا-اس في النسب كو گرفت ارکر کے جیل خانہ بیں بند کر دیا۔ اس نے کہاکہ تم کویں نے قعط زدہ لوگوں کی امداد کے لئے ہج بانھانہ کہ ان سے حب گڑنے کے لئے۔ تم یہ امب کے کروبال کبوں گئے کتمہارے ساتھ وہاں ٹیا ندار سلوك كياجائے گا- بالفرض أكر إنهول نے تہارے ساتھ برسلوكى كى تقى، تب بھى تم كو بدكر ا جائے تفاكم سیراد پاہوا ان دیانت اور ذمہ داری کے ساتھ ان کے درمیان تقسیم کرو اور سچرمیر ہے پاس والبس چلے آؤ۔ تمہارامعا وضدمیرے وہ تھا ندکران کے ذمہ۔ اگران کے برہے ساوک کے باوجود تمانی ڈیوٹی نجوبی طور پرانجام دینے تو میرے نز دیک تمہاری ت ربط صحاتی اور میں کئی گانا فا کدکے اس کاانعام ہیں ویا۔ گرحب تم اپنی دید داری کے سجائے اپنے حفوق کی فکر ہیں بڑا گئے تواب میرے پاس تمهارے کئے کھنہیں۔اب جاؤجب ل خانہ کی سزامھگتو۔

یہی مث ال موجود ہ زیانہ کے اس اوں کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب بدایت دے کواخیں امورکیا تفاکه وه نمام قومول کواس کی تعلیمات سے باخبرکردیں۔ وہ فداکے ہندوں تک فدا کا پیغیا م بہنچادیں۔ گرم مانوں نے بیرکیا کہ طرح کی نسکاتیں ہے کر اپنی مدعوا قوام سے لامت اسی حجر کڑوا چھیر دیا اب خدا کا پیغام توسلمانوں کے گھروں ہیں رکھا ہواہے اور جن توموں تک برینیام تینا مہنیا ناتھا، ان سے ہرگا جنگ چھڑی ہوئی ہے ، کہیں نفظی اور کہیں علی۔ کہیں احتیاج کی سطح پر اور کہیں ٹکرا وکی سطے پر۔ م لمان اپنے اس عمل سے عین اسی انجام کے ستی ہورہے ہیں جس کے ستی وہ لوگ ہوئے تے

جن کومذکوره با دست او نے ریڈیف کے مقصد کے تت قط زدہ علاقہ بیں بھیجا نقا۔ بلکر سافوں کا انجام ان سے مند برتر ہوگا۔ کبول کہ ریڈیف کو دفتر کو دور کوٹ کے لئے بھیج گئی تھی، جب کہ اہل اسلام کو جس مہم پرمقرد کسیا گیا ہے وہ انبان کو ایدی عذا ہے ۔ بیانے کی مہم ہے۔ مملانوں کا جب مہدکوہ درلیف کمیٹی کے منفا بلہ بیں بہت زیادہ ہے۔ دونوں بی انت اسی فرق ہے جتنا کہ دونوں کی مصیبت میں فرق ہے ۔ اور سب سے برط افرق بر ہے کہ پہلے گروہ کی مصیبت کی مدت محدود ہے، اور دوسر سے گروہ کی مصیبت کی مدت محدود ہے، اور دوسر سے گروہ کی مصیبت کی مدت محدود ہے، اور دوسر سے گروہ کی مصیبت کی مدت اور دوسر سے کہ بیلے گروہ کی مصیبت کی مدت محدود ہے، اور دوسر سے گروہ کی مصیبت کی مدت محدود ہے، اور دوسر سے گروہ کی مصیبت کی مدت اور دوسر سے دوسر سے محدود ہے۔

وعوت الی الد خدا کے بب دوں کے درمیان خد اکی نمائٹ دگی ہے۔ یہ ایک ابیا کام ہے جب یہ داعی نکاہ تمام نومرف اپنی ذمہ داری پر ہوتی ہے سنکہ اپنے حقوق بر۔ دواعی انسانوں کو دبیت ہے مگراس کامعاوضہ وہ خداسے پانے کی امیدر کھتا ہے۔ لوگ اس کوتاتے ہیں مگروہ خدائی خاطراخیں سہتلہ ہے۔ لوگ اس حودم کرتے ہیں ، پھر بھی وہ سوغات خدا وندی کی تقسیم کے مقدس کام میں خلل آئے نہیں دستا۔

داعی این "ینج" کو دنبایس کوزنای کوزنای ناکه وه آخرت بین برے بھرے ورخت کی شکل بین اس کی طرف واپس لوٹے۔ دعوت کا کام صبر کی زمین پر انجام دیاجاتا ہے، جولوگ صبر کا حصلہ فرکسیس وہ دعوت کا کام میں وسے سکتے: وہایلق الحالات المالات وہ صبر واوسا یلف الحالات وہ حطیم (۳۱): ۳۵)

## اريخ دعوت

ملان خاتم النبين صلی الله عليه وسلم کی امّت ہيں۔ مسلمانوں کی مہی حیثیت پيمتعین کررہی ہے ر سینت امّت ان کی ذمه داری موجوده دنیا میں کیا ہے۔ وہ ذمه داری بیا ہے کہ وہ دعوت کر سجیتیت امّت ان کی ذمه داری موجودہ الی اللّہ کا وہ کام انجام دیں جس سے لیے پھلے زمانہ میں رسول آیا کرتے تھے۔ رسول کا آنا بلات ب ختم ہوگیا۔ گررسول کا کام بلاشبہ جاری ہے۔ حقیقت بہے کہ ختم نبوت کے بعد سلمان مقتام ان یہ بین کارنبوت سے کم تر درجہ کا کوئی کام ان کی جیٹیت امت سے تعقق سے بیے کافی نہیں نبوت بیم ان کی جیٹیت امت سے کم تر درجہ کا کوئی کام ان کی جیٹیت امت سے تعقق سے بیے کافی نہیں انہوں سے کم تر درجہ کا کوئی کام ان کی جیٹیت امت سے تعقق سے لیے کافی نہیں انہوں سے کم تر درجہ کا کوئی کام ان کی جیٹیت امت سے تعقق سے لیے کافی نہیں انہوں سے کم تر درجہ کا کوئی کام ان کی جیٹیت امت سے تعقق سے لیے کافی نہیں انہوں سے کم تر درجہ کا کوئی کام ان کی جیٹیت امت سے تعقق سے لیے کافی نہیں انہوں سے کم تر درجہ کا کوئی کام ان کی جیٹیت امت سے کم تر درجہ کا کوئی کام ان کی جیٹیت امت سے کم تر درجہ کا کوئی کام ان کی جیٹیت امت سے کم تر درجہ کا کوئی کام ان کی جیٹیت امت سے کم تر درجہ کا کوئی کام ان کی جیٹیت امت سے کم تر درجہ کا کوئی کام ان کی جیٹیت امت کے تعقق سے کم تر درجہ کا کوئی کام ان کی جیٹیت امت کے تعقق سے کم تر درجہ کا کوئی کام ان کی جیٹیت ان کی جیٹیت کے تعقق سے کم تر درجہ کا کوئی کی کوئی کی درجہ کی درجہ کا کی درجہ کا کی درجہ کی درجہ کی درجہ کی درجہ کی درجہ کی درجہ کا کوئی کی درجہ کی درجہ

رسول کا کام کیا ہے۔ رسول کا کام اللہ کے بیغام کو اس کے بندوں تک بہونچا نامج شرک ہوسکت ۔ میں بتلالوگوں کو توحید کا پیغام دینا ہے۔ جو لوگ دنیا ہی کوسب کچھ سمجھے ہوئے ہیں ، انھیں آخرت سے آنے والے دن سے باخر کرنا ہے۔ مرخص کو یہ تیا ناہے کہ موجودہ نیا میں وہ آزاد نہیں ے کہ جو چاہے کرے۔ وہ خدا کے احکام کے ماتحت ہے۔ اسے پابند زندگی گزار نی ہے ذکہ آزاد زندگی ۔ قرآن وسنت کی صورت میں جو علم را بی محفوظ ہے اس کو تمام لوگوں کے اس طرح بہنجانا

ہے کہ آخرت میں کوئی شخص یہ نہ کہ سکے کہ میں اس سے بے خبر تھا۔ سبی امّت مسلمہ کا اصل منصبی فریصنہ ہے۔ مگریہی کوہ سب سے بڑا فرلصنہ ہے جس کوموجودہ

زبانه کے مسلمان سب سے زیا دہ حجبورے موسے میں۔ اس حجبور نے کی سب سے رطی وجہ صرف اک ہے۔ موجودہ زمانہ سے ملانوں سے ذہن پران سے قومی مسائل جھائے ہوئے ہیں۔ یہی

وجہ ہے کہ دعو تی مسائل ان کی نگا ہوں سے او حجل ہو گیے ہیں۔

عرب دنیا کے ایک سفریس میری ملاقات ایک اعلیٰ تعلیم یا فتہ مسلمان سے ہوئی گفتگو کے دوران میں نے ان سے کہا کہ مسلمانوں کا اصلی فرض یہ ہے کہ وہ غیر سلم اقوام ک اسلام کا پیغام بہنچائیں۔ اضوں نے فوراً جواب دیا: آج کے سکانوں کو توخود ا پینے مالی سے فرست نہیں،

به بین دعوت کاکام کس طرح کرسکتے ہیں۔ مجمروہ دوسری فوموں میں دعوت کاکام کس طرح کرسکتے ہیں۔ مجمروہ دوسری فوموں میں دعوت کا کام کس طرح کرسکتے ہیں۔ مذکورہ جواب اس نف یات کو بتا تا ہے جس کے تحت موجودہ زیانہ مذکورہ جواب اس نف یات

دعوت کے کام کو یکسر حجبور درکھاہے۔ ان بر ابیا تحفظانی ممائل کا غلبہ ہے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ بجینیت قوم ان کا وجود خطره میں ہے۔ جنانجہ انھوں نے اپنی ساری توجہ دفاع کے محاذیر لگا دی ہے. ین فکران کے اوپر اتنازیا دہ حیایا کہ دعوت کی ذمہ داریوں کا احماس ان کے اندرسے نکل گیا۔ حق كربهت سے ملانوں كاحال يہ ہے كه المقول نے اپنے د فاعی كام ہى كو" اسسلامی دعوت» كانام دے دیا ہے۔

یہ سراسر غیراسلامی اور غیر قرآنی ذہن ہے۔ کیوں کہ قرآن کی روست مسلمانوں کے تحفظ کا مسلم بھی خوداسی دعوی کام سے وابستہ اگروہ دعوت الی اللہ کا کام کریں توخدا کی طف سے ان کے قومی تحفظ کی بھی مفانت ہے۔ اور اگروہ دعوت الی اللّٰر کا کام مذکریں توان کے قومی تحفظ کی بھی کو فی صفا ست۔ مہیں ۔ ماصی کی تاریخ بہلی بات کا شوت ہے اورمسلانوں کی حسال کی تاریخ دوسری بات کا تبوت به

## دعوت کے ذرایع تحفظ

يا إيها السوسول بسلخ سا أسنزل السيسك ا ہے پینبر، جو کچھتمہارے اوپرتمہارے رب من ربعه وإن لم تفعل فسابلغنت كى طرف سے الزام اس كو بہنجا دو- اوراگر رسالته، والله بعصمك من المساسى تم نے ایسانہ کیا تو ممنے اللہ کے بیٹام کونہیں ان الله لايه مى العشوم الكفنوين يهو تخيب أيا- اور الله م كو لوگول سے بجائے كا الشريقيةً منكرلوگوں كوراه منهيں دكھاتا۔

اس آیت کے شان نزول کے سلسلہ میں کئی رو ایتیں حدیث اور تفنیر کی کتا بوں میں آئی ہیں۔ مثلاً حصرت عبدالله بن عباس مجد مي كه رسول الله صلى الله عليه وسلم ن فرماً ياكه الله تقالى في جب مجه کواپیئے بیغام کے ساتھ بھیجا تو میں نے اپینے اندر اس کے لیے تنگی محسوس کی۔ اور مجھے خیال ہوا كه لوگون مين البيسے أبي جو مجھے جھٹلائيں گے۔ اس وقت اللہ نے يہ آيت اتاری اسی طرح ایک اور روایت میں ہے کہ رسول الشرصلی الشرعلیہ وسلم کی بہر بیراری کی جاتی تھی۔ حتی کہ یہ آیت اتری۔ اس وقت رسول النزسن البيئ مجره سعه سرنكالا اور فرما باكه اسے لوگو واپس جاؤ كبول كه النزنے مجموع النظر في كبول كه النزنے مجموع النظامير، المجلد الاول، صفحه ۵۵س) اس سے واضع طور پر ثابت ہوتا ہے کے عصب من ان س کاراز دعوت الی اللہ میں جیپا مواہد اس کا اللہ سے مقابلہ کرنے کی م ورت نہیں، دعوت مواہد اس کا الگ سے مقابلہ کرنے کی م ورت نہیں، دعوت مواہد اللہ کا بیادی حقاظت کا بھی ضامت ہے۔ اللہ کا بیادی حقیقت ہے جس کی روشنی بی کا علی ہی اس کی حفاظت کا بھی ضامت ہے۔ یہ ایک بنیا دی حقیقت ہے جس کی روشنی بی تھا اور آپ کی امت سے دیکو میں ابنا اسلام کے لیے ہمیں اپنے معاملات کو دیکھنا جا ہے۔ دوسری اقوام کی طون سے جب بھی الی اسلام کے لیے ہمیں اپنے معاملات کو دیکھنا جا ہے۔ دوسری اقوام کی طون سے جب بھی الی اللہ کے فریفتہ کو چھوڑ مواف کے دیکھنا جا ہے کہ حفاظت کا مسلم بیام ہوگا کہ امت نے دعوت الی اللہ سے فریفنہ کے لیے الگ سے دیا ہو اس کو ایس کو ایس کو ایس کو ایس کو فریف کے لیے الگ سے دیا ہو کی مزورت نہیں۔ دعوت الی اللہ کا کام بھی ، اور بقیہ تمام خطرات کے دفعیہ کی مغرورت نہیں۔ دعوت الی اللہ کا کام بھی ، اور بقیہ تمام خطرات کے دفعیہ کی معرورت نہیں۔ دعوت الی اللہ کا کام بھی ، اور بقیہ تمام خطرات کے دفعیہ کی معرورت نہیں۔ دعوت الی اللہ کا کام بھی ، اور بقیہ تمام خطرات کے دفعیہ کی معرورت نہیں۔ دعوت الی اللہ کا کام بھی ، اور بقیہ تمام خطرات کے دفعیہ کی معرورت نہیں گی۔

صورتیں اپنے آپ بیدا ہوتی چی جا ہیں ۔

دعوت سے بہاں مرا دغیر مسلموں میں دعوت ہے۔ تعین اللہ کے بیغام کو اللہ کے ان بندوں

دعوت سے بہاں مرا دغیر مسلموں میں داخل منہیں ہوئے۔ قرآن میں دعوت یا بلیغ کا لفظ

کی بہونچا نا جو ابھی اللہ کے حلقہ اطاعت میں داخل منہیں ہوئے ہے آیا ہے۔ مسلانوں کے اندرجو کام کرنا ہے

جہاں بھی آیا ہے غیر مسلموں ہی میں دعوت ہو بی ایحی اور تواصی بالصبر، امر بالمع وف اور نہی عن المسکر

ہماں بھی آیا ہے غیر مسلموں ہی دینی اصلاح سے کام کو معبازی طور پر دعوت اور نبایغ کہا

اس کے لیے قرآن میں ذکیر، اصلاح ، تواصی ایحی اصلاح سے کام کو معبازی طور پر دعوت اور نبایغ کہا

وغیرہ الفاظ آئے ، میں۔ مسلمانوں کی دینی اصلاح سے کام کا عنوان ہے وہ غیر سلم اقوام کی خطا

کاپیغام ہونجا ناہے نہ کہ مساانوں کی داعلی اصلاح کرنا ۔

ور اللہ میں حضرت موسیٰ کے زمانہ کے ایک ، رجل مومن ، کا ذکر ہے ۔ یہ فرعون کے دربار قرآن میں حضرت موسیٰ کے زمانہ کے ایک ، رجل مومن یہ کا ذکر ہے۔ اس وقت آیا جب کا ایک شخص تھا جو اپنے ایمان کو بربنا کے مصاحت جھپائے ہوئے تھا۔ مگرایک وقت آیا جب کا ایک شخص تھا جو اپنے اس فیصلہ کا اعلان کیا کہ وہ حضرت موسیٰ کی جمایت میں بول پڑا اور فرعون نے واپنے اس فیصلہ کا اعلان کیا کہ وہ حضرت موسیٰ کی جمایت میں بول پڑا اور فرعون نے رجل مومن خاموشی کو بر داشت نہ کرسکا۔ وہ حضرت موسیٰ کی جمایت میں بول پڑا اور فرعون نے ہیں موسیٰ کے ساتھ اپنی و تقریر کر ڈوالی ۔

اس کے در بار بوں کے سامنے ایک پوری دعوتی تقریر کر ڈوالی ۔

اس کے در بار بوں کے سامنے ایک پوری دعوتی تقریر کر ڈوالی ۔

اس کے در بار بوں کے سامنے ایک بوری دعوتی تھریر کر ڈوالی ۔

اس کے در بار بوں کے سامنے ایک بوری دعوتی تھریر کر ڈوالی ۔

اس کے در بار بوں کے سامنے ایک بوری دعوتی تھریر کر ڈوالی ۔

اس کے در بار بوں کے سامنے ایک بوری دعوتی تھریر کر ڈوالی ۔

اس کے در بار بوں کے سامنے ایک بوری دعوتی تھریر کر ڈوالی ۔

اس کے در بار بوں کے سامنے ایک بوری کو موال نے جب حضرت موسیٰ کے سامنے ایک بے حدا ازکی معاملہ تھا۔ کیوں کہ وعون نے جب حضرت موسیٰ کے سامنے ایک بے حدا ازکی معاملہ تھا۔ کیوں کہ وعون نے جب حضرت موسیٰ کے سامنے ایک بوری دیا ہوں کے دوری نے دیا ہوں کے دوری کیوں کے دوری کے دور

پوری طرح نظام کر دی تو اس کے بعد بقینی تھا کہ وہ حضرت موسیٰ کی حمایت کرنے والے کے ساتھ بھی وہی برا معاملہ کرسے گا جو وہ خو دحضرت موسیٰ کے ساتھ کرنا جا ہما ہے۔ گر رحل مومن نے تبلیغ حق کو دوسرے مرمبلو پر ترجیح دی اور نہایت کھلے طور پرسیانی کا اعلان کیا ۔

قرآن میں رجل مومن کی مفصل تقریر نقل کرنے کے بعد ارت د ہواہے:

فوظه الله سيبآت سامكووا وحاق كيراللرن اس كوان لوگون كى برى تدبيرون بآل ف دعون سوء العن اب

برے عذاب نے گھیر دیا۔

اس آیت سے واضح طور پرمعلوم ہوتا ہے کہ رجل مومن کو جو جیز "سیئات ما مکروا"
سے بجانے والی نابت ہوئی وہ دعوت حق تھی۔ رجل مومن سے پاس صرف حق کی معرفت اور
اس کی دعوت کا سرما پر تھا۔ اس سے مقابلہ میں وزعون سے پاس ہرقتم کی ما دی طاقتیں نفیس ۔ مگر
رجل مومن جب داعی بن کر کھڑا ہوگیا تو خدا کی حمایت اس سے ساتھ ہوگئ۔ فرعون اپنی ساری
طاقتوں کے باوجود اس کے خلاف اپنے برسے ادا دوں میں کا میاب نہ ہوسکا۔

دعده کی کمیل حقیقی دعوت بی کے کام پر عصمت وحفاظت کا غدائی وعده بلاست بیقینی ہے۔ مگر اسس و عده کی کمیل حقیقی دعوت ہی کے کام پر ہوسکتی ہے یہ کہ کسی اور کام پر ۔ اگر سم کو ٹی اور کام کریں اور اس کو " دعوت الی اللہ " کا عنوان دیدیں تو ہمیں مرگزیہ تو قع نہیں رکھنا چاہیے کہ حن داکا وعدہ حفاظت ہارسے حق میں بورا ہوگا ۔

## تاریخ کی تصدیق

تاریخ چرت انگیز طور پر اس قرآنی بیان کی تصدیق کرتی ہے۔ دور اول سے لے کربعد کے زمانہ تک بار بار بر واقعہ ہوا ہے کہ غیر مسلموں کی طرف سے اہل اسلام کے بیے حفاظت کامئلہ بیدا ہوا۔ اور ہر بار جس چیزنے اس ممثلہ کوحل کیا وہ دعوست الی الله میں کی طاقت تھی۔ بیدا ہوا۔ اور ہر بار جس چیزنے اس ممثلہ کوحل کیا وہ دعوست الی الله مداکی بات کو دعوت کے ذریعہ حفاظت کی مختلف صور تمیں ہیں۔ اگر ایسا ہوکہ اہل اسلام خداکی بات کو بوری طرح بہونیا دیں۔ اس کے با وجود مخاطب النکار اور سرکستی کا رویہ اختیار کرسے تو اس وقت یہ موالمہ بن جا تا ہے۔ خداکی طرف سے خصوصی مدد آتی ہے جو اہل حق معاملہ براہ رامت خداکا معاملہ بن جا تا ہے۔ خداکی طرف سے خصوصی مدد آتی ہے جو اہل حق

کو غالب اور ان کے دشمنوں کو مغلوب کر دیتی ہے۔ حصرت مہود اور حصرت بوط کے واقعیات اسى كى متاليس بس-

خدا کا دین ہرآ دمی کی خود اپنی فطرت کی آواز ہے۔ دین حق کی دعوت دینا گویا آدمی کے دل کے دروازے پر دستک دینا ہے۔ اسی حالت میں آدمی کے اندر اگر کھیے جبی سنجیدگی ہوتو اس کا دل فطرت کی پیکار کے آگے حجک جاتا ہے۔ اگروہ با قاعدہ طوریر اس کو قبول نہ کرہے تب بھی اس کے دل میں ایسے لوگوں کے حق میں زم گوشہ بیدا ہوجا تا ہے جوخود اسس کے دل کی دھوا کمنوں کی زبان میں کلام کررہے موں۔ وہ محسوس کرنے لگتاہے کہ کم از کم انسانی اور اخلاقی سطح پر اسے ان لوگوں کی مدد کرنا چا ہیے۔ حضرت یوسف علیہ السلام کا واقعہ اسی نوعیت کی ایک

تیسری شکل وہ ہے جس کو انتہائی شکل کہا جا سکتا ہے۔ بینی مخاطب کا داعی کی بات سے اس مدتک متا تر موناکه وه اس برایمان لانے کے بیے تیار موجائے۔ یہ آخری صورت بھی تاریخیں بار بار بیش آئی ہے اور جہال بیصورت بیش آجائے وہاں ہرقسم کامئلہ اینے آپ ختم ہوجاتا ہے۔ دسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سبی نبیسری صورت بیش آئی۔ آپ کے ساتھ بیش آنے والى صورت اس نوعيت كى آخرى كامل ترين متال تتى -

### ایک اعترا ن

طامس کار لائل (۱۸۸۱ – ۱۲۹۵) نے اسسلامی دعوت کی نسخیری قوت کا اعترا ن ان

الفاظ میں کیا ہے:

یہ بات بہت کہی گئے ہے کہ محد نے این مذہب تلواد کے ذریعہ بھیلایا۔ یہ بات بہت کہی گئے ہے کہ محد نے این ا تلواریقنا، مگر آب تلوار کہاں سے لائیں گے۔ ہرنیا فکرایت آغاز میں لازمی طور برایک کی اقلیت میں موتا ہے۔ وہ ابتدار صرف ایک انسان کے دماغ میں آتا ہے۔ ساری دنیا میں صرف ایک آدمی اس کو ماننے والا ہوتاہے۔ تمام آدمیوں کے مقابلہ بیں صرف ایک ادمی ۔ ایسی حالت میں اگروہ ایک تلوار ہے اور اس کے ذریعہ سے اپنے عقیدہ کو بھیلانے ی کومٹ ش کرے تو اس کو اس سے کوئی فائدہ نہ ہوگا:

Much has been said of Mahomet's propagating his religion by the sword. The sword indeed; but where will you get your sword. Every new opinion, at its starting, is precisely in a minority of one. In one man's head alone, there it dwells as yet. One man alone of the whole world believes it; there is one man against all men. That he take a sword, and try to propagate with that, will do little for him.

Thomas Carlyle, The Hero As Prophet, p. 23.

ا کھے صفحات میں ہم اسلامی تاریخ کے کچھ حوالے نقل کریں گے جس سے دعوت کی تسخیری منت كا واقعاتى تبوت ملتاسبے .

تدبراناني ، تدبير رباني

رسول الله صلی الله علیه وسلم مکه میں تقریب بیره سال رہے ، مکه کے قیام کے آخری زمامة میں متركين نے يہ منصوبہ بناياكہ آپ كے ملك كو تمينتہ كے بليے ختم كردياجائے۔ اس سلسله بيں ان کے سرداروں نے مختلف رائیں بیش کیں۔اس کا ذکر قرآن میں ان الفاظ میں آیا ہے: واذب مكر بك الذين كنووا ليتبتوك او اورجب منكرين تمهارى نبيت تدبيري سويح يقت وك اويخرجوك ويسكرون وييك دسم عقد كم كوفيدكر دين يا قتل كردين يا الله والله مخيرالم كوين جلاوطن کردیں۔ وہ اپنی تدبیریں کررہے سکھ د الانفال ٢٠٠ اورالسُّراين تدبيرين كررباتقا- اور السُّرسيرين

پیغمراسلام کے بارہ میں مشرکین کامنصوبہ یہ تھاکہ آب کو قید یا قتل یا اخراج کے ذریعہ ابسے میدان سے مٹادیں۔ آیت کہتی ہے کہ اللہ تعالی نے زیادہ بہتر تدبیرے ذریعہ اس طالمان منصوبه كو نا كام بنا ديا۔ په خدا ي منصوبه كيا تقا۔ "ار بخ بنا تى ہے كہ وہ منصوبہ به تفاكه عين اسس زمان میں جب کہ مکہ میں آپ کے خاتمہ کی تدبیریں کی جارہی تقبیں ، مکہ کے دومسلان مریمنہ مجھیجے کیے اور وہاں انھوںنے اسلام کی تبلیغ شروع تی۔ ان کی نبلیغ سے مدیمذیب کٹرت سے لوگ سے اور دہاں۔ اسلام کے دائرہ بیس داخل ہونے گئے۔ یہاں تک کہ مدینہ بیس مسلمان اتنی بڑی نغسدا دبیس موسیکے کہ انھوں نے مدینہ بیس غالب جیٹیت حاصل کر لی۔ جنابخد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۱۱۷

فامشى كے ساتھ كرسے دينه منتقل موسكے يہى بات ہے جو حدیث میں ان الفاظ میں آئی ہے: امریت بقربة تأكل القدي (مج ايك السي بتي كاحكم ديا كيا ہے جوتمام بتيوں كو كھا جائے گى)

یہ آیت واضح طور پر تدبیر انسانی اور تدبیر ربانی کافرق بنار ہی ہے۔اس سے معلوم بخاری وسلم-ہوتا ہے کہ تدبیرانیانی قیداور قتل اور اخراج کی سطح پر جلتی ہے، اور تدبیر ربانی دعوت سے فراید سنی قلوب کی سطح یر- انسان کی سوچ کی آخری عدید ہے کہ وہ اینے ترلیف کو مجبوس فراید سنی قلوب کی سطح یر- انسان کی سوچ کی آخری عدید ہے كركے اس كى سرگرميوں كوروك دے۔ يااس كو اپنے علاقہ سے نكال دسے يااس كوقت ل كر كے اس كا خاتمه كر دواہے - مگر اللہ تعالى كاطريقة اس سے يكسر مختلف ہے - اللہ تعالى اپنے بندوں کو اپنے دین کامبلغ بناکربستیوں میں داخل کرتا ہے۔ وہ اپنے پیغام سے بیے لوگوں کے دلوں مے دروازے کھوتا ہے۔ اس طرح یہ ہوتا ہے کہ تمام زندہ لوگ تو لے ٹو لے کر دین حق کی جانب اکھا موجاتے ہیں ۔ دین حق کی طاقت اتنی زیادہ بڑھ جاتی ہے کہ وشمنوں کی کوئی مدبیران کے اوپر کارگر نہ ہوسکے۔

ابو طالب رسول الدصلى التدعلية وسلم سے جياستے - حصرت عبدالتدبن عباس بيان كرتے میں کہ جب ابوطالب کی وفات کا وقت قریب آیا تو قریش کے سردار ان سے پاس جمع ہوئے اور میں کہ جب ابوطالب کی وفات کا وقت قریب آیا تو قریب کہاکہ" ہارے اور محرکے درمیان کوئی بات طے کر دیجے تاکہ دولوں ایک دوسرے سے اُکے رمن البوطالب فے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بلایا اور کہاکہ یہ قریس کے سر دار توگ جع ہیں۔ بتائيك آپ ان سے كيا چاہتے ہيں۔ آپ نے فراي ؛ نعم ، کلسة واحدة تعطونها تسكون كان ، تم مجے ایک کلم دیدو، تم اس كے ذرایب بھاالعرب ویت دین سکم بھاالعصبم سے عرب کے مالک ہوجا وُکے اور عجم اس کے ذربعہ سے تمہارے لیے حبک مائیں گے۔ ریدے ہمارے یے جل جا ہیں ہے۔
اکھوں نے بوجیا کہ وہ کلمکیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ تم کہو کہ اللہ کے سواکو نی اللہ بنہیں اور اس۔
اکھوں نے بوجیا کہ وہ کلمکیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ تم کہو کہ اللہ کے سواکو فی اللہ ہیں اور اس۔
سواتم جن کی عبادت کرتے ہو ان کو چیوڑدو (تقولون ، لا الله الله الله الله و تعضلعون مانقبده و

آپ جب مکہ میں حق کا پیغام ہے کر اسطے تو آپ ایک فی دنیا کی اقلیت رکھتے سکتے۔ مگر بہت جلد عرب کے ذہبین اور صابح افراد کو آپ کے کلمہ (بالفاظ دیگر آپ کے فکر کی طاقت ) سے کلمہ (بالفاظ دیگر آپ کے فکر کی طاقت ) سنے کھپنج لیا۔ اگرچہ ابتدارً آپ کی سند ید مخالفت کی گئی۔ مگراسی کے سابھ یہ بھی واقعہ ہے کہ سنجی ہو اور صاحب فکر افراد کے بیاے آپ کا پیغام ایسے اندر مقناطیسی ششس رکھتا تھا۔

کہ کے ابندائی زمانہ کا واقعہ ہے۔ طفیل بن عمر والدوسی کعبہ کی زیارت کے بیے مکہ آئے۔ وہ اپنے قبیلہ کے معزز آدمی تھے۔ قریش کے کچھ لوگ ان سے ملے اور کہا کہ بنخص (محد صلی اللہ علیہ وسلم) ایک جا دوگر آدمی ہیں۔ تم ان کی بات نہ سننا اور ان سے دور رہنا۔ طفیل بن عمرو کو معلوم ہوا کہ رسول للہ صلی اللہ علیہ و کم بیت اللہ میں میں ۔ چنا بخے وہ وہاں گھے تو اچنے کا نوں میں روئی ڈال لی تاکہ آپ کی آو از رنسن سکیں۔

بعد کو اخیں خیال آیا کہ بیں خود ایک سمجھ دار آدمی ہوں۔ مجھے کان بیں روئی ڈالنے کی کیا صرورت ہے۔ مجھے محد کا کلام سننا چاہیے۔ آخر بیں کیوں ڈرول کہ بیں ان کا کلام سن کر بھٹاک جاؤں گا۔ وہ کہتے ہیں کہ اس کے بعد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ و کم سے ملا اور پوراقصہ انھیں بتایا۔ کیر کہا کہ آپ مجھے اپنا کلام سائیے۔ آپ نے طفیل بن عمر و کو قرآن کا ایک حصہ برطھ کرسنایا۔ وہ کہتے ہیں کہ خدا کی قسم وہ اتنا احجا کلام متاکہ اتنا احجا کلام میں نے کبھی نہیں سنا تھا۔ وہ ایسا مضفانہ امریقا کہ ویسے مضفانہ امریقا کہ ویسے مضفانہ امریت میں ابھی تک واقف نہیں ہوا تھا رف لا والله ماسمعت قولاً قط احسن من ولا اسلام کے علقہ بیں داخل ہوگی۔ احسن من ولا اسلام کے علقہ بیں داخل ہوگی۔ احسن من ولا اسلام کے علقہ بیں داخل ہوگی۔

رسول الله صلى الله عليه ولم نے مكه ميں جب كام شروع كيا ، اس وقت وہاں شرك حيبايا مواضا بينانج مكہ كے لوگوں نے آپ كى مخالفت شروع كردى ۔ جن لوگوں نے اسلام قبول كيا ان كو طرح طرح سے ستايا جا تا ۔ نبوت كے بانجويں سال آپ نے اپنے ساتھيوں سے فرمايا كه تم لوگ مكه جھوڑ كرجشن جلے جاؤ ۔ جنانچ آپ كے ساتھيوں نے دوبار جش كى جانب ہجرت كى ۔ مجموعى طوربران كى تعدا د تقريبٌ ١٢ اسے ۔

کہ سے مشرکین کوجب یہ معلوم ہواکہ رسول اللہ کے ساتھ جنس چلے گئے ہیں اور وہاں اطمینان

کے ساتھ رہ رہے ہیں تو انھوں نے مشورہ کرہے اپنے دو آدمیوں رغم و بن العاص اور عبداللہ بن

ابی ربیعہ ) کو جنس کے با دشاہ نجاشی کے پاس بھیجا - انھوں نے وہاں جاکرٹ ہ نجاشی اور اس کے

دربار یوں کو تھے بیش کیے اور کہا کہ ہمارے شہر کے کچھ نا دان لوگ اپنا آبائی دین جھوڑ کر تمہارے

دربار یوں کو تھے بیش کے اور کہا کہ ہمارے شہر کے کچھ نا دان لوگ اپنا آبائی دین جھوڈ کر تمہارے

ہماں آگئے ہیں ۔ ان کو ہمارے حوالے کر دو کہ ہم انھیں اپنے ساتھ والیس نے جائیں ۔

یہاں آگئے ہیں ۔ ان کو ہمارے حوالے کر دو کہ ہم انھیں اپنے ساتھ والیس کے درباری مشرکین کہ کے وفد کی

یہاں آگئے ہیں ۔ ان کو ہمارے والیس کا خلاصہ یہ ہے کہ شاہ نوں کو دوبارہ مکہ والیس کیسے

باتوں سے متاثر ہوگئے اور انھوں نے شاہ سے یہ سفارش کی کہ سلمانوں کو دوبارہ کہ والیس جاناتھا۔

دیاجاتے ۔ یہ ایک بے حد نازک کمی تھا ۔ کیوں کہ والیسی کا مطلب بھی جس کو یہ بے سروسانان

مراس نازک کمی سرجو چیز مسلمانوں کے کام آئی وہ وہی " دعوت پر بھی جس کو یہ بے سروسانان

مراس نازک کمی سرجو چیز مسلمانوں کے کام آئی وہ وہی " دعوت پر بھی جس کو یہ بے سروسانان

لوگ اپنے ساتھ ہے کہ وہاں گیے تھے۔

پنانچہ آخری مرحلہ میں ہیلے ہواکہ سلمان نجاشی کے دربار میں حاصر ہوں اور بتائیں کہ وہ وہ خاس نیا نجہ آخری مرحلہ میں ہیلے ہواکہ سلمان نجاشی کے دربار میں ابی طالب کھڑے ہوئے۔

دین کیا ہے جو انھیں بغیم عربی سے طلہے ۔ اس وقت حضرت جعفر بن ابی طالب کھڑے ہوئے۔

انھوں نے دربار میں ایک تقریر کی جو سیرت کی تمام کا بوں میں موجود ہے ۔ اس کے بعد حضرت انھوں نے دربار میں ایک تقریر کی جو سیرت کی تمام کی ابتدائی حصہ بڑھ کر سنایا ۔ روایات بتاتی ہیں کہ اس کو سنووں بور فران کے دینے کہ بادشاہ کی دار ھی آنسووں بادشاہ وہ انے والیس بادشاہ وہ انے والیس سے تر ہوگئی ۔ اس کے بعد شاہ وہ انہ خات کے ساتھ اپنے دربار سے رضمت کیا۔ ان کو امان و کو کر دیا جا ہے مقام اور اجھے پڑو سے اور مشرکین کے دونوں آدمی ذکیل ہو کہ وہاں سے نکلے اور سلمان وہاں اجھے مقام اور اجھے پڑو سال میں مظہرے رہے دور قو آلہ کہ مین دو آ کر دیسا واٹنہ موضوجا رعبداللہ بن ابی رسیدہ و حسید میں میں مظہرے رہے دور ورق آلہ کہ مقبوحہین ۔ خاقام المسلمون بخصیر دار سے خصیر جاری

اسلام عمربن النظاب نبوت کے چھے سال تک مکہ کی ایک قابلِ بحاظ تعداد اسلام کے حلقہ میں داخل ہو چکی نبوت کے چھے سال تک مکہ کی ایک قابلِ بحاظ تعداد اس لیے مکہ میں ابھی تک اسلام کا ا مگریہ لوگ زیادہ تر نیچے کے طبقہ سے تعلق رکھتے ستھے۔ اس لیے مکہ میں ابھی تک اسلام کا ا قائم بہیں ہوسکا تھا۔ یہ دروازہ بھی پہلی بار دعوت ہی کے ذریعہ سے کھلا۔

رسول الشرصلى الشرعلية ولم في مكه مين دعا فرما في كه اسه الشرعم بن الحظاب ياعم وبن بنام كي ذريعه اسلام كوطاقت دسه -(اللهم اعسز الاسسلام باهد العسريين) اس كه بعد حالات برسطة رسم يهال تك كه مكه كه سرد ار ابوجهل في يه اعلان كيا كه جوشخص محد كوقتل كرؤك اس كومين سو او نبط دول گاعربن خطاب مكه كه نهايت طاقتور اور بهلوان قسم كه آدمي تقر انهول في تاري في اور اس ارا ده سے گھرسے روانه ہوئے كه رسول الله كو قتل كر كے الك سواون طاحل كريں ي

وہ جارہ ہے سے کہ راستہ میں یہ معلوم ہواکہ ان کی بہن فاطمہ بنت خطاب اور ان کے بہنو تی سعید بن زید دو نول اپنے آبائی دین کو چھوڑ کر اسلام میں داخل ہوگئے ہیں۔ عمر کو یہ سن کر غصہ آگیا۔ وہ ابنی بہن کے گھر پہو پنچے اور بہن اور بہنو تی کو مارنا شروع کیا۔ بہن نے کہا کہ اسے خطاب کے بیط ، تم جو کچھ کرسکتے ہو کرو ، ہم تو اب اسلام قبول کرچکے ہیں۔ اس کے بعد عمر کچھ نرم پڑے ۔ اضول نے کہا کہ بچھ بتا وُکہ وہ دین کیا ہے جس کو تم نے اختیار کیلے۔ انھوں نے ایک میں دکھ دیا جس میں قرآن کی سورہ طا کھی ہوئی تھی۔ عمر نے اس کو پڑھنا شروع کیا یہاں تک کہ ان کی زبان سے نکلا : سا احسان ھندا الکلام واکر میں اکبیاا حیا اور برتر یہ کلام سے)

خلاصہ یدکہ اس کے بعد وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وہم سے ملے اور آپ کے ہاتھ پر اسلام بول کر لیا۔ حضرت عمر اپنے زمانہ میں مکہ کے بہا بت طاقتور آدمی سے ان کا قدا تنا بلند تھا کہ مسجد نبوی ( مدیمنہ) بننے کے بعد جب وہ اس میں داخل ہوئے تو ان کا سر در وازہ سے طکر اس کیا۔ ایسے شخص کا اسلام کے حلقہ میں داخل ہونا بلات بداسلام کی عظیم الشان مدد بھی اور اسلام کویہ عظیم الشان مدد دعوت کے راستہ سے حاصل ہوئی، حضرت عبداللہ بن مسعود تا اسلام کویہ عظیم الشان مدد دعوت کے راستہ سے حاصل ہوئی، حضرت عبداللہ بن مسعود تا ہی کہتے ہیں کہ عمر کا اسلام ایک فتح تھا۔ ہم کعبہ کے پاس نماز نہیں بڑھ سکتے سے یہاں تک کہ عرف اسلام قبول کیا تو انھوں نے مشرکین مکہ سے لڑائی کی عرف اسلام قبول کیا۔ جب انھوں نے اسلام قبول کیا تو انھوں نے بھی ان کے ساتھ نماز بڑھی یہاں تک کہ انھوں انے نو د بھی کعبہ کے پاس نماز بڑھی اور ہم نے بھی ان کے ساتھ نماز بڑھی کہ اس نماز بڑھی اور ہم نے بھی ان کے ساتھ نماز بڑھی کا اسلام

(انّ اسسلام عسركان فتحًّا ولعت دكنًا سانف تى عندالكعبة حتى اسلم عسرفيلما اسلم قائل قريشًا حتى صلى عند الكعبة وصلينامعه) تبائل يثرب كاقبول اسلام

اسلام ایک فطری دین ہے۔ وہ مرآدمی کے دل کے دروازہ پر دستک دیتا ہے۔ اگر کوئی نفسیاتی رکا وط حائل مذہوتو آ دمی اس کو ماننے پر مجبور ہوتا ہے اور اس کی صدافت کے آگے جیک جاتا ہے۔ اس کی ایک تاریخی مثال مدمینہ کے انصار (اوسس اور خزرج) کا

مکی دورمیں مدینے سے ایک صاحب زیارت کعبہ کے لیے مکہ آئے۔ ان کا نام سو یدبن الصامت تقا ـ وه نهایت با صلاحیت آ دمی تقے ـ جنانچه ان کی قوم ان کو الکامل کہتی تھی ۔مکہ میں ان کی ملاقات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہونی ۔ آپ نے ان کو اسلام کی دعوت بیش كى رسويد نے كہاكد آپ كے ياس شايداسى قىم كى جيزے جومير ياس ہے۔ رسول الله صلى الله عليه وسلم نے پوچھا كەئتمارے ياس كيا ہے - انھوں نے كہاكداس كومير الصف بيش كرو- انھوں نے بيش كيا- آپ نے فرطايك يد احجا كلام ہے۔ مگرميرے باس قرآن ہے جو اس سے بھی زیادہ بہتر ہے۔ بھر آپ نے قرآن کا ایک حصہ بڑھ کر انھیں سایا۔ سُويدبن الصامت في اس كوسن كركها: ان هذا القول مسى رب شك يهمتر

اس کے بعد ابوالحیسرانس بن را فع مکہ آئے۔ ان کے ساتھ قبیلہ اوس کے چنداور افراد عقے۔اس وقت اوس اور خزرج میں لڑائی جل رہی تھی۔ اور یہ لوگ خزرج کے معت بدیس قریش کی حمایت حاصل کرنے ہے لیے مکہ آئے ستھے ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ان کی بابت ساتو آپ ان کے پاس آئے۔ اور ان سے کہا کہ جس چیز کے بیے تم آئے ہو کیا اس سے بہت چیز کی طرف تمہیں رعبت ہے۔ اکفوں نے کہا کہ وہ کیا چیز ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ا ان کے سامنے اسلام بیش کیا اور قرآن کا ایک حصہ پڑھ کر اتھیں سنایا۔ اس کے بعد مدینہ کے و ف کے ایک نوجوان ایاس بن معاذ نے کہا۔ اے قوم ، خداکی قسم یہ اس سے بہتر ہے جس کے لیے ۲۲۲

آئے ہو دای قوم هذا والله خبر مسلج سُمّ نه) تام اس وقت اکفون نے اسلام قبول نہیں کیا اور مدین واپس بطے گے۔

اس کے بعد زیارت کعبکا زمانہ آیا اور عرب کے مختلف قبیلے مکہ آئے۔ رسول الشر سی اللہ علیہ و لم نکل کران قبائل کے پاس کیے اور ان کے سامنے اسلام کی دعوت بیش کی۔ اس سلسلہ میں عقبہ کے پاس آپ کی ملاقات قبیلہ خزرج (مدینہ) کے جھ آ دمیوں سے ہوئی۔ جس میں اسعد بن ذرارہ اور دو سرے لوگ شامل کے ۔ ابتدائی گفتگو کے بعد آپ نے ان کے سامنے اسلام بیش کیا اور قرآن کا ایک حصہ پڑھ کرسنایا۔ یہ لوگ مدینہ کے میہود سے یہ سنتے آئے کے کا کی بیش کیا اور قرآن کا ایک حصہ پڑھ کرسنایا۔ یہ لوگ مدینہ کے میہود سے یہ سنتے آئے کے کا کی آخری بنی آنے والے ہیں ان کا زمانہ قریب آگیا ہے۔ خزرن کے لوگوں نے آپ کا پیغام سن کہ اُخری بنی آئے والے ہیں ان کا زمانہ قریب آگیا ہے۔ خزرن کے لوگوں نے آپ کا پیغام سن کہ بجان لیا کہ یہ وہ بیغیر ہیں جن کے بارے ہیں تم پر بیقت نہ کرنے پائیں۔ جنا پخر بارے ہیں یہ پر بیقت نہ کرنے پائیں۔ جنا پخر اس کے بارے ہیں تم پر بیقت نہ کرنے پائیں۔ جنا پخر اس کے دوم میں اور آپ کے باتھ پر اسلام قبول کر لیا۔ متال بعضه میں افول کو لیا۔ متال بعضه میں یہ وہ تعدم بیا قوم تعدامون واللہ اسنہ البنی الدہ ی قوعہ کم جہ الیہ ودخلا تسبقنگم المیہ منا جانوی وصد دول واسلہ المیوں۔

### مدينة مين السسلام كى اشاعت

یہ لوگ اسلام کے بعد مدینہ وابس ہوئے اور وہاں کے لوگوں کو اسلام سے متعادف کرنا شروع کیا۔ یہاں تک کہ ہرگھریس اسلام کا چرچا ہونے لگا۔ اگلے سال موسم چیمیں دوبادہ مدینہ کے ۱۲ آدمی مکہ آئے۔ یہ لوگ اسلام سے متا ٹر ہو چکے بھے۔ انھوں نے آگر دسول اللہ ملی اللہ علیہ ولم کے ہاتھ پر بیعت کی۔ یہ بیعت اسلام قبول کرنے کے ساتھ آپ کی جمایت کرنے کی بیعت بھی تھی ۔ چنانچ اس کو بیعت النسار کہاجا تا ہے۔ اس کا دوسرانام تاریخ اسلام میں بیعت عقبہ اولی ہے۔

یر لوگ مربینہ و ابس ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ساتھ حضر ست مصعب بن عمیر کو بھیج دیا تاکہ وہ مدیر نے لوگول کو اسلام سے متعادت کریں اور قرآن سسنائیں اسی بیے ان کو مدیر نہ میں مُقری (بِلِھ کرسنانے والا) کہا جاتا تھا۔

اس وقت مدیمذ کے ایک نمایاں سر دار اُسید بن حُصنبر سے ۔ ان کو مدبینہ میں اسلام کی اشاعت کی خبر ہوئی تو وہ اس پر عضہ ہو گئے۔ انھوں نے یہ سمجھاکہ مکہ کے بچھ لوگ یہاں آگر ہمارے کم سمجھ لوگوں کو بہکا رہے ہیں ، ور ان کے آبائی دین سے انھیں بچھیررہ ہے ہیں ۔ چنانچہ وہ ایسے گھرسے محصنیار نے کا کہ ایسے لوگوں کو مارکر بھگا دیں ۔

ان کی ملاقات ایک باغ بین مصعب بن عمیرسے ہوئی جو کھید لوگوں کو اسلام کی باتیں بتارہے تھے۔ اُسید بن تحفیر نے انھیں بڑا بھلا کہا اور کہا کہ تم بہاں اس سے آئے ہوکہ ہادسے کم ورلوگوں کو ان کے دین سے بھیرو ۔ مصعب بن عمیر نے کہا کہ آب بیٹے اور ہاری بات سنے۔ اگر وہ صبح ہوتو اس کو مان لیجئے، اور اگر صبح مذہوتو اسے رد کر دیجئے۔ اُسید بن حفیر نے کہا کہ تم نے انصاف کی بات کہی رافصفت)

اس کے بعدوہ اپنا ہتیار الگ رکھ کر بیٹے گئے۔ مصعب بن عمیر نے ان کے سامنے قرآن کی آیتیں پڑھیں۔ اس کوسُن کر اُئسید بن حصیر کا ذہن بدل گیا۔ انتھوں نے کہا کہ یہ کتنا احبیا اور کتنا حبین کلام ہے (مااحست هذا واحب سله) اس کے بعد انتھوں نے عسل کرکے اپسے کو پاک کیا اور کلمہ شہا دت ا داکر کے اس لام میں داخل ہو گئے۔

تقریبًا یہی واقع مدینہ کے دوسرے بڑے سر دارسعد بن معا ذکے ساتھ پیش آیا۔ ان کومدینہ میں اسلام کی اشاعت کی خبر جوئی۔ ابتداءً وہ بھی عضہ ہوئے۔ اور اپنام تقیار کے کر نظلے تاکہ ایے لوگوں کو تنبیہ کر دیں۔ وہ مصعب بن عمیر کے پاس بہو پنجے تو انھوں نے کہا کہ آپ پہلے میری بات سفیے اس کے بعد کوئی فیصلہ کیجے۔ اس کے بعد انھوں نے سعد بن معا ذکو قرآن کا ایک حصہ بڑھکر سنایا۔ راوی کہتے ہیں کہ قرآن کو سنتے ہی ہم نے ان کے چہرے پر اسلام کی جلک دیکھی۔ رفعرف الله الله کی میں داخل و فی محب بن عمیر نے کہا کہ آپ عسل کیج اور اپنے کہ کوئی اور اسلام ہونے کے لیے کیا کرنا ہوتا ہے۔ مصعب بن عمیر نے کہا کہ آپ عسل کیج اور اپنے کہ کروں کو پاک میں داخل ہوئے۔ اس کے بعد انھوں نے ایسا ہی کیا اور اسلام میں داخل ہوگے۔

اس کے بعد دونوں سر دار سعد بن معاذ اور اُسید بن محضیرا بینے قبیلہ کی طرف واپس آئے ۲۲۴۷ اور لوگوں سے کہا کہ میرے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے۔ انھوں نے کہا کہ آب ہارے سردار ہیں اور ہمارے بہترین شخص ہیں۔ انھوں نے کہا کہ تمہارے مردوں اور عور توں سے بولنا میر سے لیے اس وقت تک حرام ہے جب تک تم اللہ اور رسول پر ایمان نہ لاؤ۔ چنانچہ اسی دن مث م تک ان کے قبیلہ کے تمام مرد اور عورت مسلمان ہو گیے۔

مدینہ کے قبائل اپنی سادہ فطرت پر تھے۔ ان کے اندر سلامت طبع کمال درجہ میں موجود تھی۔
وہ حق کو جان لیسے کے بعد اس سے اعراض کرنا نہیں جانتے تھے۔ چنانچہ مدینہ کے قبائل میں اسلام
نیزی سے پھیلنے لگا۔ یہاں تک کہ انصار کے گھروں میں سے کوئی گھرنہ رہا جس میں کچھ مسلمان مرد اور
مسلمان عور نہیں موجود یہ ہموں۔

اس کے بعد حضرت مصوب بن عمیر کمہ واپس آئے۔ ان کے ساتھ ستر مرد اور دوعور تیں کھیں۔ یہ لوگ جے سے فارغ ہوئے تو قرار داد کے مطابق ایک روز رات کے وقت رسول الله صلی الله علیہ و لم سے ملے اور آب کے ہاتھ پر بیعت کی جس کو بیعت عقبہ نانیہ کہاجا تا ہے۔ یہ واقع کا فی تفیس کے ساتھ سیرت کی کتا بول میں موجو دہے۔ آخری مرحلہ میں جب آب ان لوگوں سے بیعت لے رہے سے تو ان میں سے ایک شخص رعباس بن عب دہ بن نصلہ ) نے کہا کہ اے لوگو، تم جانتے ہو کہ تم کس چیز پر بیعت کر رہے ہو۔ یہ عرب وعجم کے خلاف اعلان جنگ ہے۔ لوگوں نے کہا کہ اے فرا یا کہ جنت ۔ کہ تم کس چیز پر بیعت کر رہے ہو۔ یہ عرب وعجم کے خلاف اعلان جنگ ہے۔ آب نے فرا یا کہ جنت ۔ خدا کے دسول ، اگر ہم نے بیعت کا حق ا دا کر دیا تو ہا رہے لیے کیا ہے۔ آب نے فرا یا کہ جنت ۔ انصوں نے کہا کہ ہا کہ بر شعا یا اور انصوں نے بیعت کی رقالوا خدا ان المحن ہے۔ متابوا ابسط یہ دہ فبسط یہ دہ فبایعوہ ) التف برانا ہے یہ المحن ہے مقال المحن ہے متابوا ابسط یہ دہ فبسط یہ دہ فبایعوہ ) التف برانا ہونے کا مقد ۱۱ سے دانا نی ، صفحہ ۱۲۔ ۱۰ المحن ہے متابوا ابسط یہ دہ فبسط یہ دہ فبایعوہ ) التف برانا ہونہ کی المحن کے متابوا ابسط یہ دہ فبسط یہ دہ فبایعوہ ) التف برانا ہونہ کو المحن کے دیم المحن کی دیا تو اس کے دیم المحن کے دیم المحن کے دیم کا میا کہ دیا تھا کہ المحن کے دیم کی دیا تو اس کے دیم کی دیا تو کا دیا تو کہ دیا تھا کہ کا دیا تو کہ دیا تو کہ دیا تھا کہ دیا تھا کی دیا تو کہ دیا تو کہ دیا تھا کہ دیا تو کہ دیا تو کہ دیا تھا کہ دیا تو کہ دیا تو کہ دیا تو کہ کہ دیا تو کہ

#### بجرت مدست

قدیم عرب میں آدمی قبیلہ کی حمایت میں زندگی گزارتا تھا۔ قبیلہ اس کی جان و مال کی حفاظت کا صنامن ہوتا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و لم بنو ہاشم سے قبیلہ سے تعلق رکھتے بھتے جس سے سردار اس وقت ابوطالب بن عبدالمطلب سے ۔ نبوت سے دسویں سال ابوطالب کی وفات ہوگئی۔ اس کے بعد قبیلہ کے رواج سے مطابق سرداری کا عہدہ ابولہب کو ملا۔ ابولہب نے آپ کو ابنی حمایت کے بعد قبیلہ کے رواج سے مطابق سرداری کا عہدہ ابولہب کو ملا۔ ابولہب نے آپ کو ابنی حمایت کے بعد قبیلہ کے رواج سے مطابق سرداری کا عہدہ ابولہب کو ملا۔ ابولہب نے آپ کو ابنی حمایت

میں پینے سے انکارکر دیا۔

یہ ایک بڑا ہی نازک معاملہ تھا۔ کیوں کہ فبیلہ کی حمایت سے محرومی کا مطلب یہ تھا کہ آدمی کی جان وہال دوسہ وں کی نظر میں مباح ہوجائے۔ جنانچہ اس سے بعد آپ کے مخالفین آپ کے اوپر جری ہوگئے۔ سیرت کی کتا بوں میں بیان ہوا ہے کہ ابوطالب کی زندگی تک قریش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف کوئی جارحانہ کارروائی نہ کرسکے۔ مگر حب ابوطالب کی وفات ہوگئی تو وہ آپ کے خلاف جارجیت کرنے گئے یہاں تک کہ قریبن کے بعض نا دانوں نے آپ کے سربرمی ڈال دی ۔

کہ میں قیام بظام راب رسول الٹر صلی الٹر علیہ وسلم کے لیے ناممکن ہوگیا تھا۔ عین اس وقت دعوت کے ذریعہ ایک نیا شاندار امکان آپ کے لیے نکل آیا۔ نبوت کے گیار ہویں سال مرینے کے چذآ دی کو کہ کو راسلام قبول کیا۔ اس کے بعد الگلے سال مزید کچے لوگ آئے۔ اکھوں نے آپ کی زبان سے قرآن سااور آپ کے بائد پر ببعیت ہوگے۔ یہ لوگ جب واپس ہونے لگے توان کے ساتھ مکہ سے دوآ دمی دعداللہ بن ام مکتوم اور مصعب بن عمیر) قرآن اور اسلام کی تعلیم کے لیے بجیجے گئے۔ مدینہ بہونچ کر انھوں نے لوگوں کو قرآن سنانا شروع کیا۔ اور اسلام کی تعلیم سے لوگوں کو آگاہ کرنے لگے۔ مدینہ کی نیاس سے کو نگ گھوت کے لیے نہایت زرخیز نابت ہوئی۔ وہاں کے لوگ تیزی سے اسلام قبول نیس سے کو نگ گھر الیان رہا جس میں کچھ مرد اور کچھ عورت مسلمان نہ ہوگے ہوں روجعل الاسسلام میں سے کو نگ گھر الیان رہا جس میں کچھ مرد اور کچھ عورت مسلمان نہ ہوگے ہوں روجعل الاسسلام میں سے کو نگ گھر الیان رہا جس میں کچھ مرد اور کچھ عورت مسلمان نہ ہوگے ہوں روجعل الاسسلام میں سے کو نگ گھر الیان درہا جس میں کچھ مرد اور کچھ عورت مسلمان نہ ہوگے موں روجعل الاسسلام میں سے کو نگ گھر الیان درہا جس میں کچھ مرد اور کچھ عورت مسلمان نہ ہوگے موں روجعل الاسسلام میں سے کو نگ گھر الیان درہا جس میں کچھ مرد اور کچھ عورت مسلمان نہ ہوگے موں روجعل الاسسلام میں اسلام میں الیان درہا جس میں کچھ میں تب تب دارہ سست دورالا دفسار الآ و فیلان درہا ہوں۔

مدینہ کی فضا کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کے موافق دیکھا تو آپ نے مکہ کے مسلا بوں کو ہدایت کی کہ وہ خاموشی کے سابھ مدینہ چلے جائیں۔ چناپنے وہ بوگ ہجرت کر کے جانے گئے۔ یہاں تک کہ ان کی اکر بیت مکہ سے مدینہ منتقل ہوگئی ، مکہ کے مشرکین نے اس صورت حال کو اپنے خلاف ایک چیلنج سمجھا۔ انھوں نے یہ رائے قائم کی کہ یہ لوگ مدینہ کو ابنا مرکز بناکر دوبارہ ہارہ الم

خلاف کارروانی کریں گے۔ انھوں نے طے کیا کہ قبل اس سے کہ مدیمذ کے مسلان کوئی کارروائی كريں بيغبراسلام كو قتل كر ديا جائے۔ گراب معاملہ ان كے بائقے سے نكل جيكا تھا۔ جس رات کو وہ آپ پر قاتلانہ حملہ کرنے والے تھے عین اسی رات کو آپ مکہ سے نکل کر مدیرنہ بہو کے گیے۔ اس کے بعد مدینہ میں اسسلام کی نئ تاریخ بننا شروع ہوئی اور اس نئ تاریخ کا دروازہ جس جبزنے کھولا وہ ملاشبہ دعوت تھی۔

حدیبیہ کے بعد اشاعت اسلام

رسول الله صلی الله علیه و لم تقریبًا ۱۱ سال مکه بین رہے۔ اس کے بعد آپ مکه والوں کی تندید مغالفت کی بنا ہر مکہ سے مدینہ پہلے گیے۔ مگر مکہ کے مشرکین کا عصبہ اب بھی ختم نہ ہوا۔ انھوں نے سمجھا کہ اگر انھوں نے میلانوں کو اسی طرح جھوڑ دیا تو وہ طاقت ورہو جائیں گے اور ایک روز مکہ پر حملہ كرديں گے۔ جِنابِخ انھول نے خود بہل كركے اہلِ اسلام كے خلاف جنگ جِعيرُ دى۔ بدر و اُحد جیسی کچیربڑی جنگیں ہوئیں اور زیادہ تر جیموٹے مقابلے ہوئے جن کو حصراب کہا جا سکتاہے۔ان کی معموعی تعداد تقریب ۸ یک بهویختی ہے۔

ایک کے بعد ایک جنگیں موتی رہیں۔ گرا بل مضرک اور ابل توحید کے درمیان فیصلہ منہیں ہوتا تھا۔اس وقت اللہ تعالیٰ کی بدایت کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک۔ گہرا دعوتی منصوبہ بنایا۔ یہ دعوتی منصوبہ وہی ہے جس کو اسلامی تاریخ میں صلح حدیبیر رسانسدھ کے نام سے جانا جاتا ہے۔ اس کی تفصیلات حدیث کی تمام کی بوں میں مذکور میں۔

غلاصہ یہ کہ مختلف وا قعات کے بعد وہ مرحلہ آیا جب کہ مقام حدیبیہ بریر رسول اللہ صلی اللہ عليه وللم اورمشركين مكه كے درميان صلح كى بات بيت سندوع موتى - رسول الله صلے الله عليه وسلم نے یہ بیش کش کی کہ آب کے اور مشرکین کے در میان دس سال کا ناجنگ معاہدہ (No-war pact) ہوجائے۔مشرکین مکہ سے اس موصنوع پرگفت گو شروع ہوتی تو انصوں نے اس ناجنگ معاہدہ پر را فني مونے کے بیے بالکل بک طرفہ قسم کی مشرطیں پیش کیں ۔ مثلاً بیر کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب عمرہ کیے بینرمقام حدیث سے مدینہ واپس چلے جائیں۔ قریش کا کوئی آدمی مسلما نوں کے یہاں جلا جائے تو مسلان اسے واپس کرنے کے پابند ہوں گے۔ اس کے برعکس کو تی مسلان مدیبة ۲۲۷

سے مکہ حیلا جائے تو مکہ کے بوگ اسے واپس منہیں کریں گے ۔ مشرکین مکہ کی صندیہاں تاک بڑھی کہ جب معاہدہ لکھاجانے لگا توانھوں نے معاہدہ کی عبارت میں محدر سول اللہ لکھنے نہیں دیا۔ انھوں نے اصرار کیا کہ محد بن عبداللہ کھاجائے۔ اسی طرح انھوں نے اور بھی بہت سی استنعال انگیز بائیس کیں سكررسول الشرصلى الشرعلية ولم نے يک طرفه طور ريان كى تمام اشتعال انگيزيوں كوبر داشت كرىيا۔ اور مشرکین مکہ کی اپنی شرائط پر دس سال کا ناجنگ معاہدہ کر کے حدیدیہ ہے وابیس آگیے۔

مشركين كى سفرائط كويك طرفه طور بر مان كريد معابده اسى يدي كيا كما سفاكه دعوت كادروازه کھلے۔ چنانچ اس معابد سے کے بعد امن قائم ہوگیا۔ دونوں فریق کے نوگ آبس میں ملنے لگے۔ مومن اور غیرمومن کے درمیان دعو تی گفت گوئیں مونے لگیں۔علم دین جاروں طرف بھیلنے لگادوا ۔ الناس واجتبع بعصهم ببعض وتبكلم الموسسن مع البكاف وانتشرالعسلم السيافع و

الاسمان، ابن كشيد)

جنگ بند ہونے کے بعد جو دعوتی کام مشروع ہوا اس سے نتیجہ میں قبائل سے لوگ کترت سے ملان ہونے لگے۔ معاہدہ صریب کے وقت قابلِ جنگ مسلانوں کی تعداد اگر ڈیٹے ھہزار تھی تودوسال سے بھی کم عرصہ میں ان کی تعداد دس ہزار ہوگئی۔ چنانچہ اس کے بعد جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ ولم نے اپنے اصحاب کے ساتھ مکہ کی طرف مارچ کیا تو کہ کے سردار ابوسفیان نے اعلان کردیاکہ اطاعت قبول کر ہو، کیوں کہ آج ہمارے اندر ان سے مقابلہ کی طاقت سہیں رھدامحت متد جاءكم فيما لاقِبَلَ لكم به فسمن دخل دارابي سفيان فهواسن) دعوت ایک ابدی طاقت

رسول الله صلى الله عليه وسلم ذى قعده سلام مين مدينة مع مكه كے يے روان موتے-آب كے سائھ آپ کے چو دہ سو اصحاب عظے۔ آپ کا مفصد مکہ پہنچ کرعمرہ کرنا تھا۔ لمبا پرمشفت سفرطے کر کے آپ حدیدیے مقام پر بہو پنے جو مکہ سے نومیل کے فاصلے پرہے۔ یہاں قریش کے لوگ آگیے اورانفوں نے کہاکہ ہم آپ کو اس کی اجازت نہیں دیے سکتے کہ آپ مکہ میں داخل ہو کرعمرہ کریں۔ دوہفتہ تک گفت گوہونی رہی ۔ مگر قرین راضی منہیں ہوئے ۔ یہاں تک کہ آپ خود قریث کی شرائط برایک صلح کر کے والیں چلے آئے جس کو تاریخ میں صلح حدید کہاجا تاہے۔ ۲۲۸

اس سفرسے وابسی کے بعد ہی آب نے اطرا سب عرب کے حاکموں اور با دشاہوں کے نام دعوتی خطوط روانہ کیے۔ یہ دعوتی خطوط سے شمیں روانہ کیے گیے۔ جن لوگوں کو یہ خطوط روانہ کیے گیے ان کے نام یہ ہیں :

ہرفت شہنشاہ روم مندربن ساوی شاہ بحرین فرید برورز شہنشاہ ایران جیفر وجدالجلندی شاہ عمان شاہ عمان فرید سابقہ سنگر ان معامل کر ان اس کرنڈ میں حکم انوں نے آپ کے دعوتی مکتوب کے سابھ متکتر ان معامل کر ان اس کرنڈ

اگرچ بعض حکمرالوں نے آپ کے دعوتی مکتوب کے ساتھ متکبرانہ معاملہ کیا اور اس کے نتیج بیں وہ انٹر کے خصنب کے مستق ہوئے۔ مگر اکتر کے دل اس سے مرعوب اور متا تر ہو گئے اور کچے نے اسلام قبول کر لیا۔ قیصر روم نے اپنی قوم کے ذمہ داروں سے کہا کہ آؤہم ان کے بیرو بن جائیں اور ان کی تصدیق کریں تاکہ ہماری دنیا اور آخرت دو نوں سلامت رہیں (فہلموا فسلست عو ان کی تصدیق کریں تاکہ ہماری دنیا اور آخرت دو نوں سلامت رہیں (فہلموا فسلست کو ان کی تفید فسلم لنا دنیا ناوا خسر دستا) حاکم یہامہ نے اپنے جو اب میں کھی کہتن اچھی ہے وہ چیز جس کی طرف آپ بلاتے ہیں (مااحسن مات معوالد و احب مله) عین اس وقت جب کہ اسلام ما دی اعتبار سے بیش قدمی کی پوزلیش میں نہ تھا، وہ فکری اعتبار سے اس

عین اس وقت جب که اسلام ما دی اعتبارسے بیش قدمی کی پوزلینن بیں مذتھا، وہ فکری اعتبارسے اس پوزلین بیں مذتھا، وہ فکری اعتبارسے اس پوزلین بیں تھا کہ تنام کر دعوت کا کر شمہ تھا۔ کوئی دشمن اسلام کے مادی اقدام پر روک لگانا کسی کے بیے ممکن بہیں ۔ مادی اقدام پر روک لگانا کسی کے بیے ممکن بہیں ۔

## أمسلام بيرون عرب ميس

رسول الله معلی الله علیه وسلم اس دیناسے کیے تو اسلام عرب میں غالب آ چکا تھا۔ تاہم عرب کے آس پاس ممالک میں جو تو میں آبا دمخیں ان کا مذہب تہذیب اور زبان مب اسلام سے بالکل الگ بھی۔ اس وقت وہ وہیع دنیا وجو دمیں نہیں آئی تھی جس کو آج عرب دنیا (Arab world) کما جا تا ہے۔

ہم باب ہے۔ یہ صورت حال اسلام کی زندگی کے لیے مستقل خطرہ تھتی ۔ حقیقت یہ ہے کہ اسلام اگر صرف جزیرہ نمائے عرب تک محدود رمتا تو بعد کے زمانے میں خود اس کا وجود تا انم رمنا مشکل ۲۲۹

تھا۔اسلام کی متقل زندگی سے میے صروری تھاکہ وسیع خطہ میں اسلام کا مذہب اس کی زبان اور اس کی تہذیب غالب حیثیت ماصل کرہے۔ یہ واقعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد تقریبًا نفعت صدی کے اندر پیش آگیا۔ تاہم یہ ایک حقیقت ہے کہ پیعظیم واقعہ اسلام کی دعوتی قوت کے ذریعہ بیش آیا نہ کہ اس کی سیاسی فوت سے ذریعہ ۔حقیقت یہ ہے کہ سیاسی قوت اس قسم کے واقعہ کو ظہور میں لانے کے لیے ناکا فی ہے۔ اگرسیاسی فوت کے ذریعہ ندمب کو بدلناممکن ہوتا تو آج ہندستان، یاکستان اور سنگلہ دلیش سب سے سب عیسائی ممالک ہوتے۔ رسول الله صلی الله علیه ولم کی وفات سے بعد ہیرون عرب کی اقوام سے لڑا تیاں مشروع ہوتیں۔ اور اہلِ اسلام نے بہت کم مدت میں ایت یا سے لے کر افریقہ تک کابہت بڑا علاقہ فتح کرڈ الا بگر یہ ایک حفیقت ہے کہ ان مفتوصہ ممالک میں تہجی بھی تبدیلی مذہب کے لیے جبر منہیں کیا گیا۔ مثال کے طور برمصر کولیجئے جوخلیفہ ٹانی حضرت عمر فاروق کے زمانے میں فتح ہوا تھا۔ انسائیکلویٹ یا بڑانیکا کے مقالہ نگارنے مصر کی تاریخ بر کلام کرتے ہوئے لکھاہے کہ مسلانوں نے ۲۲ ۲ عیں مصر کو نہایت (Religious tolerance) تیزی سے فتح کرلیا۔ گرانھوں نے وہاں شدت کے ساتھ ندیمی رواداری پر عمل کیا .مصربوں کو اسسلام قبول کرنے پر کہجی مجبور نہیں کیا گیا ۔ حتی کہ حکومتی سطح پر اتفیں ترغیب بھی نہیں دلائی گئی۔عرب محمرانوں نے اس بات کا عبد کیا کہ وہ عیسائی گرجاؤں کو باقی رکھیں گئے:

There was no attempt to force, or even to persuade, the Egyptians to convert to Islam. The Arabs even pledged to preserve the Christian

اسی طرح پروفیسر ٹی ڈ بلیو آرنلڈنے اپنی کتاب (برسیخیگ آف اسسلام) میں اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ مصر کے مسلم فانحین نے عیسائیوں کے ساتھ کا مل روا داری کا نبوت دیا۔ اس بات كاكونى تبوت موجود منهي ہے كه مصرى عيسائيوں كاكٹرت سے اسلام فبول كرنامسلم حكمرانوں كى طرف سے سی ظلم یا نامضفانه دباؤ کا نیتجه تفا:

There is no evidence of their widespread apostasy to Islam being due to persecution or unjust pressure on the part of their new rulers

# اسی طرح پروفیسر آرنلڈ نے دوسر سے مقام پر لکھاہے کہ مصر بوں کا قبول اسلام کسی سیاسی ما فوجی جبر کا نبتجہ بنہ تفا ؛

These conversions were not due to persecutions (110).

اب سوال یہ ہے کہ جب اہلِ مصر بر تبدیلی مذہب سے یہ جبر نہیں کیا گیا تو کیوں کر ایسا ہوا کہ ان کی بہت بڑی اکتریت نے اسلام قبول کر لیا۔ اس کا جو اب مصریات کے ماہر سرآد تھر کیتھ نے ان الفاظ میں دیا ہے کہ مصرے عیسائی تلوارسے فتح نہیں کیے گئے بلکہ قرآن کے ذریعہ فتح کیے گئے :

The Egyptians were conquered not by the sword, but by the Koran. Sir Arthur Keith, A New Theory of Human Evolution, London, Watts & Co. 1950, p. 303.

یہی صورت تمام مفتوحہ ممالک میں بیش آئی۔ ان ملکوں کی غیرمسلم آبادی کو اسسلام میں داخل کرنے کے لیے کسی قسم کا جربہیں کیا گیا۔ یہ صرف اسلام کی دعوتی طاقت تھی جس نے انھیں مسخر کر لیا اور وہ بہت تھوڑے عرصہ میں اسلام کے دائرہ میں داخل ہو گئے۔ جومسلمان ان کے منگر کر لیا اور وہ بہت تھوڑے عرصہ میں اسلام کے دائرہ میں وہ اسلام کی باتیں سنتے تھے۔ اسی طرح منکس داخل ہوئے سے ان بریہ بات کھلی کہ ان کے آبائی مذہب کے مقابلہ انھوں نے اسلامی کی بول کا مطالعہ کیا۔ اس سے ان بریہ بات کھلی کہ ان کے آبائی مذہب کے مقابلہ میں اسلامی کی بول کا مطالعہ کیا۔ اس کی تعلیمات ذیا دہ سا دہ اور فابل عمل ہیں۔ اس تا ترکے تحت میں اسلام قبول کرتے رہے۔ یہاں تک کہ ان کی اکثریت مسلمان ہوگئی اور جغرافی فقت پر وہ دنیا وجو د میں آئی جس کو اسلامی دنیا کہا جا تا ہے۔

سلجو ق ترکول کا قبول اسلام

سلبوق، ترکان غرنے ایک سر دار کا نام تھا۔ اس نے قبائل کی ایک فوج جمع کی اورگیارہوں صدی عیسوی میں مغربی ایٹ با برحملہ کر دیا۔ اس نے ایک طاقت ورسلطنت بنائی۔ اس کی سلطنت میں اُر دن، شام ، عراق ، فلسطین وغیرہ علاقے شامل سکتے۔ ان علاقوں میں اس وقت مسلمالؤں کی حکومت تھی۔ سلبو تی ترکول نے مسلم افواج کو زبر کرکے یہاں اپنی سلطنت کی بنیا در کھی۔ اندا ملبوق کے بعد طغرل بیگ (م ۱۰۶۳) اور الب ارسلان (م ۱۰۰۳) وغیرہ اس کے وارث ہوئے۔ تاریخ اس لام کا پیعظیم الشان واقعہ ہے کہ سلبوق تزک جو ابتدار وحتی قبائل سے ،انھوں نے اسلام فبول کر لیا اور ۲۰۰۰ سال سے زیادہ مدت تک اسلام کی پاسبانی کی ۔ انھوں نے شیعہ ستی لڑائیوں کوختم کرکے اسلامی دنیا ہیں اتحاد پیدا کیا۔ انھوں نے بڑی بڑی سجدیں اور مدر سے بنائے۔ انھوں نے اسلام کے خلاف عیسانی حملوں کا طاقت ور د فاع کیا۔

ہماری تاریخی کما ہوں ہیں سلاجہ کے اس قسم کے کارنامے بہت ملیں گے گربہ کتا ہیں اس بارہ میں بات فاموش ہیں کہ سبحوق ترکوں نے کس طرح اور کس مرحلہ پر اسلام قبول کیا۔ اسلام کی مدقان تاریخ کا پی عظیم خلا ہے کہ اس ہیں جنگی واقعات اور سیاسی فقوعات کی دامتا نیں تو نہا بیت تفصیل کے ساتھ ملتی ہیں۔ مگریہ کتا ہیں اس عظیم ترفیح کی تفصیلات سے ہمیں آگاہ نہیں کر ہیں کہ اسلام نے کس طرح تو ہیں کی قو ہیں اسلام کے دلوں میں اپنی جگہ بنائی۔ اور کس طرح قو ہیں کی قو ہیں اسلام کے دائر ہے ہیں داخل ہو تی جگی گریں۔ اسلام نے کس وو دہ کتا ہیں اسلام تاریخ کی موجو دہ کتا ہیں " دولت سلجو قبہ "کی تفییلات بیا تاتی ہیں مگروہ " اسلام سلجو قبہ "کی تفصیلات سے ہمیں آگاہ نہیں کر تہیں۔

بورے اسلامی نظریجریں غالبًا ناریخ دعوت کے موضوع پر ایک ہی قابلِ ذکرکت اب کھی گئی ہے اوراس کتاب کے مصنف کا نام کی ڈبلیو آرنلڈ ہے ۔ پروفیسر آرنلڈ مذکورہ واقعہ کا تذکرہ کرتے ہوئے تھے ہیں ؛

In the hours of its political degradation, Islam has achieved some of its most brilliant spiritual conquests: on two great historical occasions, infidel barbarians have set their feet on the necks of the followers of the Prophet,—the Saljuq Turks in the eleventh and the Mongols in the thirteenth century,—and in each case the conquerors have accepted the religion of the conquered (p. 2).

اپنے سیاسی زوال کے زبانہ میں اسلام نے اپنی بعض انتہائی تنا ندار روحانی فقوات حاصل کی ہیں۔ دوبڑے تاریخی مواقع پر وحتی کا فروں نے اپنے پاؤں محد کے ہیرووں کے گردن پر رکھ دیسے کتھے۔ گیار صویں صدی عیسوی میں سلحوق ترکوں نے اور تیر صویں صدی عیسوی میں مغلول نے ۔ گربر بار فاتح نے اپنے مفتوح کے مذہب کو قبول کر دیا۔

۲۳۲

#### مغل تا تاريون كا قبول اسلام

قدیم زمانهٔ میں ترکستان (روس) اور منگولیا (جین) کے علاقے میں کچھ قبائل آباد تھے جن کوترک کہا جاتا تھا۔ ان کا ایک سردار جبگیز خال (۱۲۲۰–۱۱۲) تھا۔ یہ غیر معمولی صلاحیت کا آدمی تھا۔ وہ ۲۰ ہزار جنگجو افراد کو جمع کر کے اپنے علاقہ سے نکلا اور فتوحات کرتا ہوا جبین سسے ایران تک پہونچ گیا۔

اس کے بعدیہ قبائل آگے بڑھتے رہے۔ یہاں تک کہ ہلاکوخال ( ۲۹۵ – ۱۲۱) اتھا۔ اس نے اسلامی سلطنت کو بربا دکرنے کے بارہ میں اپنے دادا (حینگیز خال) کے منصوبہ کو کمل کیا۔اس نے دارا اسلطنت بغدا دکو بالکل تباہ و بربا دکر دیا اور خلیفہ مستعصم کو قبل کر ڈالا۔ تا تاری سرداروں کو مسلم حکم ال رخوارزم سن ہے کچھ شکایت بہونجی تھی، اس بنا پر وہ غضب ناک ہو گیے اور مسلم سلطنت کو بربا دکر ہے کے دریے ہو گیے۔

یه اسلامی تاریخ کاسب سے زیادہ خوف ناک واقعہ تھا۔ تا تاریوں کے ظلم وفسا دکی بناپر اسلامی دنیا میں ان کا اتنا زیادہ ہول ظاری ہواکہ کہا جانے لگا: اذا قسیل ملث ان التتواخه فعط ف لا تصد قد اگر کہا جائے کہ تا تاری شکست کھا گیے توبقین مت کرنا)

یہ ہو دناک مسئلہ بھی دعوت ہی کے ذریعہ مل ہوا۔ تا تاری جب مسلانوں کا نون پوری طرح بہا چکے تو ان کے انتقام کی آگ طفیڈی پڑگئی۔ اب انھوں نے اپنی "رعایا " کے خرہب پرسنجی رگی کے ساتھ عور کرنا شروع کیا۔ مختلف طریقوں سے تا تا ریوں کا سابقہ مسلانوں کے ساتھ بیش آتا تھا۔ بے شار مسلان مرد اور عور تیں گرفت رہو کر ان کے گھروں پر پہنچیں ، سٹر کوں اور بازاروں میں مختلف اسباب کے تحت ایک تا تاری کی ملاقات ایک مسلان سے ہوتی تھی۔ تا تاری حکم انوں کے دربار میں میں مسلان جاتے رہتے تھے۔ اس طرح مختلف طریقے سے تا تاری لوگ اسلام کی تعلیمات سے آشنا موتے اور اس سے تعارف حاصل کیا۔

اس کے بعد ان سے اسلام قبول کرنے کا سسلہ شروع ہوا۔ اولاً ان کے حکم انول اور سرداروں نے اسلام قبول کی ۔ بیبال ٹک کہ ان کی اکثر بیت اسلام قبول کیا ۔ اس کے بعد عام تا تاریوں نے اس کی بیروی کی ۔ بیبال ٹک کہ ان کی اکثر بیت اسلام کے دائرہ میں داخل ہوگئ ۔ اس کا نیتجہ یہ ہوا کہ جن لوگوں نے اسلام کی عمارت کو ڈھایا بھتا اسلام کے دائرہ میں داخل ہوگئ ۔ اس کا نیتجہ یہ ہوا کہ جن لوگوں نے اسلام کی عمارت کو ڈھایا بھتا اسلام کے دائرہ میں داخل ہوگئ ۔ اس کا نیتجہ یہ ہوا کہ جن لوگوں نے اسلام کی عمارت کو ڈھایا بھتا

وہی دوبارہ اسلام کی عارت تعمیر کرنے والے بن گیے۔ تاریخ اسلام کے اس عظیم دعوتی واقعہ کی تفییل بیش کرنے ہوئے پر وفیسر آرنلڈ نے یہ الفاظ لکھے ہیں کہ فاتح نے مفتوح کے مذہب کو اختیار کر دیا:

The conquerors have accepted the religion of the conquered.

يروفيسرفلب ملى في اس واقعه كاتذكره كرتے موئے مسلمي آف دى عربس ميں مكھاہے:

The religion of the Muslims had conquered where their arms had failed (p. 488).

ملانوں کے مذہب نے وہاں فتح حاصل کی جہاں ان کے متھیار ناکام ہو چکے تھے۔ سب کچھ چھننے کے بعد بھی

دعوت ایک الیبی طاقت ہے جو اہل ایمان کے پاس اس وقت بھی باتی رہتی ہے جب کہ ان کاسب کمچہ ان سے جین جبکا ہو۔ اس کی ایک سبق آموز مثال وہ ہے جو افریقہ میں پائی جاتی ہے ۔ پروفیسر آرنلڈ نے اپنی کتاب پریحنگ آف اسسلام میں دکھا یا ہے کہ الجزائر کے بربری خبائل میں اسلام کس طرح بھیلا۔ ان قبائل میں کمچہ لوگ عیسائی کھے اور زیادہ تروہ لوگ کھے جو قدیم مشرکانہ مذہب پر قائم کھے۔

یہ لوگ پہاڑی علاقہ میں رہے تھے اور پہاڑوں کے حصاروں میں بند تھے۔ قبائلی مزاج کے خت وہ اپنی نود مختاری کے دل دادہ بنے ہوئے تھے۔ انھوں نے عصد تک اپنے یہاں بوبی فام کے داخلے کو کامیا بیسے روکا، لہذا ان کوملان بنانے میں بہت سی مشکلات حائل تھیں۔ اس سے پسلے قا دریہ سلسلہ کی ایک خانقاہ (ساخیہ آلحہ سرا) کے صوفیوں نے ان کے یہاں ایک تبلیغی مشن قائم کرنے کی کوشش کی تھی، مگر انھیں اس کام میں کامیا بی مذہوئی۔ ان کے درمیان اسلام کے لیے راستہ ہموار کرنے کی کوشش کی تھی، مگر انھیں اس کام میں کامیا بی مذہوئی ۔ ان کے درمیان اسلام کے لیے راستہ ہموار کرنے کا سہرا اندلسی مسلالوں کے سرہ جوسقوطِ غرناطہ ( ۱۲۹۲ م) کے بعد اسپین سے نکال دیتے گئے جھے، اور اس خانقاہ میں بناہ گزیں ہوئے تھے ۔ خانقاہ کے شیخ نے دیکھا کہ یہ لوگ تبلیغ کے اس دشوار کام کے لیے بہت موزول ہیں جس کے سرانجام دینے میں ان کے اپنے مریدوں کی کوششنیں ناکام رہی تھیں۔ اس کام پر روانہ کرنے سے بہلے انفوں نے ان کو ان الفاظ میں مخاطب کی کوششنیں ناکام رہی تھیں۔ اس کام پر روانہ کرنے سے بہلے انفوں نے ان کو ان الفاظ میں مخاطب

" بمارایہ فرمن ہے کہ ہم اسلام کی مشعل اُن ملکوں میں ہے جائیں جو برکاتِ اسلام کی نعمت ہے ہم وہ بچے ہیں۔ ان بدقسمت قبائل کے ہاں نہ تو مدارس ہیں اور نہ کو کی شخ ہے جو اُن کے بچوں کو اصول اخلاق اور محاسن اسلام کی تعلیم دے سکے ۔ یہ لوگ جانوروں کی طرح رہتے ہیں جن کو نہ خدا کا علم ہے ، نہ دین کا۔ لہذا میں نے ارا دہ کیا ہے کہ اس ناگوار صورتِ حال کی اصلاح کے لیے تمہاری دینی جمیت اور تمہارے نور ایمان سے درخواست کروں تاکہ یہ کوستانی لوگ اپنی قابل رحم جہالت کی دلدل میں غلطاں و بیچاں نہ رہیں اور ہمارے دین کی شاندار صدا قتوں سے باخر ہوجائیں۔ جاڈ اور ان کے ایمان کی جمیتی ہوئی آگ کو ہوا دو اور اس کی دبی ہوئی چنگاریوں کو دوبارہ روشن کرو۔ جاڈ اور ان کو یسمبا و کہ سینیٹ کی جس ضلات سے وہ اب تک آلودہ ہیں ، اس سے ان کو باک کرو اور ان کو یسمبا و کہ سینیٹ کی جس ضلات سے وہ اب تک آلودہ ہیں ، اس سے ان کو باک کرو دخواریاں ہیں۔ نیس میسائیت کے رعکس میل کمیل اللہ تعلی اللہ تعلی نظروں میں مقبول نہیں ہے۔ میں تم سے یہ بات پوسٹ یہ ہم ہیں رکھنا چا ہٹاکہ تمہارے کام میں بہت سی دشواریاں ہیں۔ نیکن تمہاری نا قابل تنے جمیت اسلامی اور حرارتِ ایمانی خدا کے فضل و کرم سے تمام مشکلات پر غالب آئے گی۔ میرے بچو با جاؤ، اور اس بدنسیب قوم کو خدا اور اس کے رسول کی طرف خدا بور کار کو جو اس وقت جہالت اور کورکی دلدل میں بھنسی ہوئی ہے۔ ان کو نجات کا بیغا م بہنے اور خواس وقت جہالت اور کورکی دلدل میں بھنسی ہوئی ہے۔ ان کو نجات کا بیغا م بہنے وہ خوارہ لاؤ جو اس وقت جہالت اور کورکی دلدل میں بھنسی ہوئی ہے۔ ان کو نجات کا بیغا م بہنے اور خوارہ کورکی ایک خوارہ کی ہوئی ہے۔ ان کو نجات کا بیغا م بہنے اور خوارہ کورکی کی خوارہ کار کی ہوئی ہے۔ ان کو نجات کا بیغا م بہنے اور خوارہ کورکی کورکی کی کورکی گورکی کورکی کورک

یہ مبلغ پانچ پانچ ، چھ بچھ کی جماعتوں ہیں مختلف اطراف میں روانہ ہوگے۔ وہ پھٹے پرانے کہڑے پہنے اور ہاتھ میں عصابیے چل دیے اور انفول نے پہاڑوں کے سنسان اور غیر آباد مقامات کا انتخاب کرکے وہاں کے غاروں میں جیٹانوں کے درمیان خانقا ہیں قائم کیں۔ قبائل کے درمیان ان کی پرمیزگاری اور عبادت گزاری کا چرچا ہونے لگا۔ چنانچہ یہ قبیلے جلد ہی ان کے ساتھ راہ ورسم بیدا کرنے گئے ۔ ان مبلغوں نے آست آست اپنے علم طب اورصنعت وحرفت اور تمدن کے دوسر نے فوائد کی بدولت بربری قبائل کے یہاں کافی از ورسوخ قائم کر لیا۔ حق کہ ہر خانقاہ اسلامی تعلیم و فوائد کی بدولت بربری قبائل کے یہاں کافی از ورسوخ قائم کر لیا۔ حق کہ ہر خانقاہ اسلامی تعلیم و میں ان کے گر دجمع ہوگئے ۔ کچھ عرصہ بعد یہی طالب علم اجت ابنائے وطن میں اسلام کی تبلیغ میں ان کے گر دجمع ہوگئے ۔ کچھ عرصہ بعد یہی طالب علم اجت ابنائے وطن میں اسلام کی تبلیغ کرنے گئے ۔ یہاں تک کہ ان کا مذہب بربری قبائل کے تمام علاقوں اور الجزائر کی تمام بستیوں میں جبیل

جزارً ملايا مين اسلام

جنوب مشرقی ایشیا کے علاقہ میں ۲۰ ملین (۲۰ کرور) مملان ہیں۔ صرف انڈونیشیا بیں ۱۲۰ ملین مسلان ہیں۔ صرف انڈونیشیا بیں ۱۲۰ ملین مسلان ہیں۔ یہ تعداد کسی بھی دوسرے مسلم ملک سے زیادہ ہے۔ اس علاقہ میں مسلان ہوئے ہیں۔ کاسب سے زیادہ اثر انگیز پہلویہ ہے کہ وہ کمل طور پرصرف تبلیغی عمل کے ذریعہ مسلان ہوئے ہیں۔ اس علاقہ میں کبھی جمی مسلان کی طرف سے کوئی فوجی اقدام نہیں کیا گیا۔

اس علاقه میں اسلام کانمایاں ظہور ۱۳ ویں صدی عیسوی میں ہوا۔ اور یہی وہ صدی ہے جس میں مسلانوں کی سیاسی طاقت پر زوال آیا۔ پر وفیسر ٹی ڈبلیو آدنلڈ نے کھاہے کہ جزائر ملایا کی تاریخ بیلی جھیلی جھے صدیوں میں اسلامی تاریخ کا نہایت دلیسپ باب بیش کرتی ہے۔ جہاں اسلام کی اثناعت تمام ترصرف نبلیغی کوششوں کے ذریعہ ہوئی (صفحہ ۲۰۷)

ساا ویں صدی وہ صدی ہے جب کہ اسپین میں اسسلامی سلطنت پرزوال آیا۔ اور یہی وہ صدی ہے جب کہ اسپین میں اسسلامی سلطنت پرزوال آیا۔ اور یہی وہ صدی ہے جب کہ اسلام جزائر ملایا میں فکری فتح حاصل کررہا تھا۔ ڈاکٹر کرا فورڈ (Dr. Crawford) نے اس کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ یہ بڑا عجیب حسنِ اتفاق ہے کہ اسلامی مذہب عین اس وقت ایشیا میں بڑھ رہا تھا جب کہ وہ یورپ سے نکال دیا گیا تھا:

It may be remarked as a singular co-incidence that the Mohammedan religion was extending itself thus in Asia at the very time it was expelled from Europe.

پروفیسرآرنلڈ اپنی کتاب پریجنگ آف اسلام میں کھتے ہیں کہ بعد کے سالوں میں اگرچہ اسلام کی عظیم سلطنت نوٹ گئی اور اسلام کی سیاسی طاقت بہت گھٹ گئی تب بھی اس کی روحانی فتو حات کسی رکاوٹ کے بغیر جاری رہیں۔ جب منگول قبائل نے ۸۵ ما میں بغداد کو تباہ کیا اور عباسی خلافت کی عظمت کو خون میں عزق کر دیا ، اور جب فر ڈیننڈ نے ۲۳۱ میں مسلانوں کو قرطبہ سے لکال دیا اور عزا طرکے مسلم سلطان نے عیسائی با دشاہ کو خراج ادا کیا اس وقت اسلام ساترا میں بین مگر بنا چکا تھا اور جزائر طایا میں فاتحانہ اصدام کرر ہا تھا۔ سیاسی انحطاط کے کمات ہیں اسلام نے اسلام

این بیض سن ندار روحانی فتوحات حاصل کی بیب رصفه ۱)

وان میر (Van Lear) نے لکھاہے کہ جوشخص بھی انڈونیٹیا کی تاریخ میں داخل ہوتاہے۔ وہ ایک نامعلوم دنیا میں داخل ہوتاہے۔ لوگ عام طور پریہ سمجھتے ہیں کہ کوئی پُر اسرار، معبزانی طاقت کار فریا سخی جس نے جنوب مشرقی ایٹ یا کے لوگوں کو اسلام میں داخل کر دیا۔

یہ صحے ہے کہ ایک معجزاتی طاقت اس اشاعتِ اسلام کے بیچھے کام کررہی تھی۔ مگریہ کوئی پُر اسرار طاقت نہ تھی بلکہ یہ اسلام کی دعوتی طاقت تھی۔ اسلام کی دعوتی طاقت کے اندر بلاشبہ اس بات کی معجزاتی صلاحیت جھیبی ہوئی ہے کہ وہ لوگوں کو ابنی طرف کھینچے اور لوگوں کو اسلام میں داخل ہونے کے بیے مجبور کر دیے۔

اس علاقے میں اسلام تاجروں کے ذریعہ داخل ہوا۔ تاجر کے اندرجو اخلاقیات ہوتی ہوتی ہیں وہ داعی کی اخلاقیات ہیں۔ بہترین داعی وہی ہے جو تاجر کی طرح مدعو کے ساتھ معاملہ کرہے۔ ایسا داعی کمجی اپنے مشن میں ناکام نہیں ہوسکتا۔

اکس ڈی ٹاکویل (Alex de Toqueville) نے تکھاہے کہ تجارت متند دانہ جذبات کی قاتل ہے۔ تجارت اعتدال اور مفاہمت کو پند کرتی ہے۔ تاجر آدمی اس معاملہ میں نہایت متاط ہوتا ہے کہ وہ عصہ سے اعراض کرنے ۔ تاجر بر داشت والا ہوتا ہے ۔ تجارت ایک تاجر کے اندر یہی صفات بیدا کرتی ہے ۔ اسی لیے ایک مفکر نے کہا ہے کہ خدا تحب ارت کو ابنا مبلغ بناتا ہے :

God is making commerce His missionary.

#### اسلامی دعوت بیسویں صدی میں

بیسویں صدی مسلم تحرکیوں کی صدی ہے۔ اس صدی میں مسلانوں نے بے شمار بڑی بڑی تخریکیں اٹھائیں۔ یہ تمام کی تمام سیاسی اور انقلابی تخریکیں تھیں۔ ان تحریکوں کو افرا داور وسائل کا اتنا زیا دہ سرمایہ ملا جو کمیت کے اعتبار سے انھیں کامیاب بنانے کے بیے کا فی تھا۔ گریہ تحریکیں ابنی تمام تروسعت کے با وجود ناکام ہوکر رہ گئیں۔ ان سے امت کوکسی بھی قسم کا کوئی مثبت فائدہ نہیں ملا۔ یہ تحریکیں طوفان کی طرح الحیں اور گردو غبار کی طرح مط گئیں۔

بیبویں، صدی میں مسلمانوں کا یہ حال سیاسی اعتبار سے تھا۔ مگر عین اسی صدی میں اسلام کی دعوتی طاقت ہر ملک کے لوگوں کو مسخر کرتی ہوئی نظر آتی ہے۔ اگر جہ اسلامی دعوت کے میدان میں مسلم قائدین نے کوئی بھی قابلِ ذکر کوشش نہیں کی۔ مگر اسلام اپنی ذاتی قوت سے مسلسل لوگوں کے دلوں میں اپنی جگہ بناتا رہاہے۔

پیچلے ایک سوسال کے اندر دنیا کے مختلف حصوں میں جن لوگوں نے اسلام قبول کیا، ان کی تعدا دلاکھوں سے بھی زیادہ ہے۔ یہاں ہم ان میں سے کچھا فرا دکا نام بطور علامت درج کررہے ہیں۔ اس فہرست سے اندازہ ہوگا کہ کس طرح پیچلے سوسال کے اندر ہرزمانہ میں لوگ اسلام قبول کرتے رہے ہیں۔ ناموں کے سامنے ان کے قبولِ اسلام کاسن دیدیا گیا ہے :

		•	
1	Prof. Haroon Mustafa Leon	England	1822
2	Mohammad Alexander Russel Webb	U.S.A.	1890
3	Dr Nishikanta Chattopadhya	Hyderabad	1904
4	Lord Headly al-Farooq	England	1913
5	Dr William Burchell B. Pickard	England	1922
6	Sir Abdulla Archibald Hamilton	England	1923
7	Mohammad Leopold Asad	Austria	1926
8	Muhammad Marmaduke Pickthall	England	1935
9	Dr Abdul Karim Germanus	Hungary	1940
10	Dr ali Muhammad Mori	Japan	1947
11	Dr Ali Selman Benoist	France	1953
12	Dr R.L. Mellema	Holland	1955
13	Ibrahim Khalil Phillips	Egypt	1960
14	Prof. A.H.B. Hewett	U.S.A.	1966
	Umar Bongo (President, Gabon)	Gabon	1973
15	Dr Roger Garoudy	France	1982
16	Moosa Fondi	Tanzania	1986
17		Madras	1987
18	Abdullah Adiar		

یہ تمام لوگ وہ ہیں جمفول نے بطورخود اسلام کامطالعہ کیا۔ ان کو اسلام کی تعلیات نے متاثر کیا ۔ ان ہیں سے کئی لوگول سے اسلام کوبراہ داست سمجھنے کے بیے عربی زبان سکھی ۔ اور آخرکار اسلام قبول کر لیا ۔ ۔ بیبویں صدی مسلانوں کے بیے بحیثیت قوم ناکا می کی صدی ہے ، مارسلام قبول کر لیا ۔ ۔ بیبویں صدی مسلسل آگے بڑھتا رہا ہے اور بڑھ رہا ہے ۔ مرفی اسلام بحیثیت دین کے مسلسل آگے بڑھتا رہا ہے اور بڑھ رہا ہے ۔ حرفی آخر

اسلام کی پوری تاریخ یہ تابت کرتی ہے کہ اسلام کی دعوت اسلام کی سبسے کری طاقت ہے۔ اگر وہ اپنی اصلی صورت میں انسان بڑی طاقت ہے ۔ اسلام عین انسانی فطرت کے مطابق ہے۔ اگر وہ اپنی اصلی صورت میں انسان ۲۳۸ کے سامنے لایا جائے تو وہ سیدھا آ دمی کے دل میں اترجا تاہے، وہ آ دمی کو مجبور کرتا ہے کہ وہ اس کی صداقت کا اعتراف کرنے ۔ حقیقت یہ ہے کہ اسلام اپنی ذات میں تسخیری طاقت رکھتا ہے۔ وہ خود لوگوں کو متاثر ہونے پر مجبور کرتا ہے۔

گراس طاقت کو برروئے کار لانے کے لیے صروری ہے کہ اسلام اور اس کے مخاطب کے درمیان سے تمام نفیاتی رکا وٹیس دور کر دی گئی ہوں۔ دورا قل کے مسلمان اس راز کو جانے کتے۔ چنانچ وہ جن قوموں کے درمیان گئے اور جن ممالک کو فتح کیا، انھوں نے ان کے ساتھ کامل روا داری کاطریقہ افتیار کیا۔ انھوں نے ہرایک کو اس کے ذہب کی پوری آزا دی دی۔ وہ جانے سے کہ اگر انھوں نے لوگوں کے ساتھ قومی نزاع کھڑی کی یا خدہب کے معاملہ میں ان برجر کرنا شروع کیا تو ان کے اندر صدی نفسیات بیدا ہوجائے گا۔ صدی بنا پروہ ایک ماننے والی چیز کو بھی ماننے سے انکار کر دیں گے۔

مشہور انگریز مورخ ہنری طامس سکل (۱۸۲۱–۱۸۲۱) نے قدیم مسلما نوں کی اس حکمت ادر تدبر کا کھلے لفظول میں اعتراف کیاہے۔اس نے لکھاہے کہ اسلامی مبلغ بے حد سمجھ داراور دوراندیش ہیں:

The Mahometan missionaries are very judicious (p. 409).

پروفیسر آرنلڈ کی کتاب پر بحیگ آف اسلام (The Preaching of Islam) بیراس کے مصنف نے نہایت تفصیل کے ساتھ دکھایا ہے کہ دوراول کے مسلانوں نے ہرحب گر مکمل نذم بی روا داری کا طریقہ اختیار کیا ۔ انھوں نے سیاسی اقتدار حاصل کرنے کے با وجود کبھی غیر مسلموں کے ساتھ نذہبی حجگڑ ہے نہیں کھڑے ۔ اور یہ بہت بڑی وجہ ہے جس کی بنا پر دور قدیم کی آباد دنیا کا بہت بڑا حصہ اسسلام کے دائرہ میں داخل ہوگیا ۔

اسلام کی یہ دعوتی قوت آج بھی ظاہر ہوسکتی ہے، بشرطیکہ موجودہ مسلمان وہ تمام قومی نزاعات خم کر دیں جووہ ہر ملک میں اپنے غیر مسلم ہمسایوں سے چھیڑے ہوئے ہیں۔ یہ قومی نزاعات جن کو غلطی سے "جہا دیکا نام دیدیا گیا ہے، اسلام کی دعوتی قوت کے ظہور میں سب سے بڑی رکاوط ہیں۔ جس دن یہ نزاعات ختم ہول گے، اسی دن اسلام کا دعوتی سیلاب موجزن ہوجائے گا اور اس وقت تک نہ تھے گا جب تک وہ این آخری حدکو نہ بہوئے جائے۔

ہران ان گروہ کا ایک نظام عقائد ہوتا ہے اور ایک اس کا نظام اقت دار۔ موجودہ زمان کے مسلمان نظام اقت دارکے اعتبار سے دوسری قوموں سے بیچے ہو گئے ہیں۔ لیکن نظام عقائد کے اعتبار سے آج بھی وہ تمام قوموں سے زیادہ طاقتور ہیں۔ گرمسلما نوں کے قائدین ساری دنیا ہیں یہ کرر ہے ہیں کہ وہ نظام اقت دار کے میدان میں دوسری قوموں سے ہمرار ہے ہیں۔ نتیج بیہ ہے کہ ان کے حصد میں شکست اور بربادی کے سوا اور کچھ نہیں آر ہا ہے۔ اگر وہ اس بے فائدہ میدان میں دوسری قوموں کو اپنا مخاطب بنائیں تو بہت جلد محراؤ کو ختم کردیں اور نظام عقائد کے میدان میں دوسری قوموں کو اپنا مخاطب بنائیں تو بہت جلد وہ دیکھیں گئے کہ ان کی تنکست کی تاریخ فتح کی تاریخ میں تبدیل ہوگئ ہے۔

اسلام کو فکری طاقت کی حیثیت سے اٹھائیے۔ اِس کے بعدوہ فکری اعتبار سے بھی دنیا پر غالب آجائے گا اور نتیجةً دوسرے تمام اعتبارات سے بھی۔

ایک شخص کوالیفائڈ ڈاکٹ مہویگروہ ڈاکٹری کرنے کے بجائے داداگیری کرے۔ وہ جلہ جلوسس کی دصوم مجائے قواس کے تمام جاننے والے کہیں گئے کہتم یہ کیبی نا دانی کررہے ہورتم کو برکیٹس کرکے باعزت زندگی گزارنا چاہیے، تمہارے موجودہ مشاغل تو وقت اور قوت کوبرباد کرنے کے سواا ورکھے نہیں۔

بہی حال موجودہ نمانہ کے مسلانوں کا ہے۔ ہمسلان اصلاً ایک داعی گروہ ہیں۔ ان کے پاس
وہ سیانی ہے جوکسی دوسر سے باس نہیں۔ سیاری اصطلاح بیں، اکفیں مذہب کے میدان بیں ایک
قسم کی اجارہ داری (Monopoly) حاصل ہے۔ شام اہل مذاہب بیں وہ تنہا گروہ ہیں جن کے پاس
ہے آمیز مذہبی صداقت موجود ہے۔ جن کا مذہب پور سے معنوں بیں تاریخی مذہب ہوتاری کی دوسر سے
سیام مذاہب غیر معتر روایات کا مجوعہ ہیں، اسلام کے سواکسی بھی دوسر سے مذہب کو تاریخ کی
بنیا دحاصل نہیں۔

اس اعتبارسے مسلمانوں کے یہے اہم ترین کرنے کا کام یہ تھا کہ وہ اپنے مذہب کو لے کرائھیں۔

اسکن موجودہ زمانہ کے مسلمان سب کچے کررہے ہیں ، گر اسی ایک کام سے انھیں کوئی رعبت بہیں ۔

مسلم ملکوں ہیں ان کا حال یہ ہے کہ اپنے حکم الوں سے سیاسی لڑا کیاں کرے انھوں نے غیرصروری طور پر

ان کو اپنا دشمن بنالیا ہے ۔ بینجہ بہ ہے کہ تقریبًا تمام مسلم ملکوں میں اسلامی دعوت کے مواقع بر با دہوکر ان کو اپنا دشمن بنالیا ہے۔ بینجہ بہ ہے کہ تقریبًا تمام مسلم ملکوں میں اسلامی دعوت کے مواقع بر با دہوکر اسکم بین اسلامی دعوت کے مواقع بر با دہوکر اسکام بین اسلامی دعوت کے مواقع بر با دہوکر اسکام

ره کیے ہیں۔ اور اس کے تمام نز ذہر داروہ نا دان مسلم رہنما ہیں جینوں نے اسلام کو حکمرانوں سے مکراؤ کا عوال بنایا اور اسسلام کومسلم حکم انوں کے لیے سباسی خطرہ کی جینیت دسے کر انھیں غیر ضروری طور پر اسسلامی تحریکوں کا دشمن بنادیا۔

دوسرامعاملہ ان ملکوں کا ہے جہاں مسلمان تقداد کے اعتبار سے اقلیت میں ہیں ۔ یہاں کے مسلم بہنما بھی عملاً وہی کر رہے ہیں جو مسلم ملکوں کے مسلم رہنما کر رہے ہیں ۔ دولوں جگہ کیباں طور پر بے فائدہ الرائی جاری ہے اور ان ارائ ایول سنے مواقع دعوت کو بر با دکر کے رکھ دیا ہے فرق صرف یہ ہے کہ مسلم ملکوں میں اسلام کی سیاسی حیثیت کو منوانے کی ارائ ہور ہی ہے اور دوکر سرے ملکوں ہیں مسلمانوں کی تومی حیثیت کومنوانے کی۔

بہ دونوں ہی نسم کی تحرکییں بلاست بہ باطل ہیں ۔ اور اس کا سب سے بڑا علی بٹوت بہ ہے کہ افراد اور وسائل کی بے انتہا مقدار حاصل ہوسنے کے با وجود دونوں ہی قسم کی نخر کمیں مکمل طور پر ناکام ہیں ۔ ایسامعلوم ہوتا ہے جیسے خلانے یہ فیصلہ کرر کھا ہو کہ تم ہیں۔ اڑوں اور سمندروں کو ابنی بیشت بر کھڑا کردون ت بھی سم تم کو ناکا می کے سواکسی اور انجام یک بینجینے نہ دبیں گئے ۔

خفیفنت یہ ہے کہ سلانوں کے لیے کرنے کا صرف ایک ہی کام ہے ۔ اوروہ دعوت الی اللہ ہے ۔ ان کی دنیا کی کام ہے دان کی دنیا کی کام بابی اور آخرت کی بخب ات دو نون اسی ایک کام سے والبتہ ہیں ۔ بہی وہ کام ہے جو ابدی طور پر خلالے نان کے لیے مقدر کر دیا ہے ۔ اگر وہ اس کام کے لیے الحیں تو وہ خدا کی رحمتوں کاسب سے زیا دہ حصہ با نے کے حفدار کھٹم یں گے ۔ اور اگر وہ اس کام کے لیے نہ الحیں توشد بدا ندلین ہے کہ وہ خدا کی بکر طسے بچانے خدا کی بکر طسے بچانے خدا کی بکر طسے بچانے والے نہیں بن سکتے ۔

## ميدا<u>ن</u> ل

ایک صاحب سے ملاقت ہوئی۔ انھوں نے کہاکہ میں الرسالہ کا پرا نا قاری ہوں اور اس کو پابندی کے ساتھ نشروع سے آخر یہ کی پڑھتا ہوں۔ گر مجھے ابک معاطمہ بیں آپ سے اختلاف ہے۔ وہ برکہ آ بب سلانوں کو بب پائی کا مبنی دینے ہیں۔ انھوں نے چند" مفکرین اسلام" کا نام لے کہ کہا کہ ان کو دیکھئے، وہ ہمبند اقدام کی باتنہ کرنے ہیں۔ مسلان پینی براعظم کی امت ہیں، وہ بب پائی کے بیغام کو بھی قبول نہیں کرسکتے۔ اس کے بعد انھوں نے فخر کے ساتھ ف ارسی کا مشہور مقولہ دہرایا:

پیغام کو بھی قبول نہیں کرسکتے۔ اس کے بعد انھوں نے فخر کے ساتھ ف ارسی کا مشہور مقولہ دہرایا:

یں نے کہاکہ میرے اور ندکورہ مفکرین کے درمیان پرفرق نہیں ہے کہ میں لیبائی کی بات کرتا ہوں ، اوروہ لوگ اقدام کی بات کرتے ہیں۔ حقیقت پر ہے کہ دونوں ہی اقدام کی بات کرتے ہیں۔ حقیقت پر ہے کہ دونوں ہی اقدام کی بات کرتے ہیں۔ جونرق ہے وہ اس معالمہ میں ہے کہ اس احتدام کا میدان کیب ہو۔ وہ لوگ جنگ اور شکراؤ کے میدان میں اقدام کا تحویت اور تبلیغ کے میدان میں اقدام کی تجویزیت کرتا ہوں ۔ بالفاظ دیگر ، دوسرے لوگ شمشیری اقدام کے مبلغ ہیں اور بین نظریا تی احتدام کا مبلغ ہیں اور بین نظریا تی احتدام کا مبلغ ہوں ۔ میراا ور ان کا فرق میدان احتدام کے بارہ ہیں ہے مذکہ نفسی اقدام کے بارہ ہیں۔

اقد ام سی اندها دهند کارروانی کانام نهیں ، بنه اس کامطلب بیب که آدمی خواه مخواه مخواه کو اه کسی چنان پر سر پیٹک کر اپنی جان دے دے ۔ اقدام ابک منصوبہ بندگل کا نام ہے ۔ ایک جقیقی اتدام کے لئے وسیع علم اور زبر دست ذبانت ورکارہے ۔ اقدام ہمیشہ کسی فریق کے مقابلہ میں ہوتا ہے ۔ اس کا اہم نزین اصول بیہ کے کہ بیٹ گی جاکزہ لئے کرمعلوم کیا جائے کہ حالات کی موافقت کس کے ساتھ ہے ۔ ایک صورت یہ ہے کہ آپ فریق ثانی کے موافق میدان میں اس سے مقابلہ کریں :

To contest on another man's ground.

میدان مفابله اگرفرلی نانی کے حق میں ہوتواہی حالت میں فریق نانی سے طرا و چھیڑ تا اپنے آپ کو جان ہو جو کرنے کہ دہ مکیا مذہر میں جان ہو جو کرنے کہ دہ مکیا مذہر میں سے مقابلہ کو اس میدان میں ہے آئے جہاں وہ فریق ٹانی کے مفابلہ میں زیا دہ ہمتر پوزلینین رکھتا ہو مورد

موجوده زبانه میں سید احمد شهید بر بلوی سے لے کر اب یک ، مسلانوں نے بے نظار تھے قی برطی رہ ائیاں رہی ہیں اور تقریباً ہر بار انھیں یک طرفہ ناکامی ہوئی ہے ۔ اس کی وجریہ ہے کہ وہ اقدام برائے اقدام کے اصول پرعل کرتے ہیں ۔ وہ فریق ننانی کے اپنے موافق میدان ہیں اس سے مقابلہ کردھے ہیں۔ حالاں کہ عفل اور اسلام دو نوں کا تفاضا ہے کہ حکیمانہ تد ہیر کے ذریعہ اس کو خود اپنے موافق میدان ہیں لایا جائے اور بچراس سے مقابلہ کیا جائے ۔

۔ اس بات کی وضاحت کے لئے بہاں میں ایک مثال دول گا۔

ہند شان مے ملم لیڈر عام طور پر اس بات کی شکایت کرتے ہیں کہ نہدستان کی آزادی کے لئے اضوں نے برابر کی قربانی اس دیں۔ گروب ہند شان آزا د ہوا تو انصب اس میں برابر کا حصہ نہیں ملا۔ ان سے ہرگبہ" اتبیاز" کا سلوک کیا جاتا ہے۔

میرے نز دیک یہ شکایت بے عنی ہے۔ بیہ لم لیڈروں کے فکری افلاس کو بنا تا ہے۔ انھوں نے اصل معالمہ کو نہ اصنی میں جانا ، اور نہ آج وہ اس کو جانتے ہیں -

مدر منهاس بات کونه میں جانتے کہ اصل مسئلہ آزادی کے لئے قربا فی دینے کا نہیں نفا۔ اصل مئلہ یہ تھا کہ جب آزادی آئے گئ تو اس کی شکل کیا ہوگی۔ دورجد ید بیں بہی ہونا تھا کہ آزادی جہوریت کے روپ بیس آئے ۔ گرسلم رہناؤں کا ذہن اصنی میں آناز بادہ اٹسکا ہوا نظا کہ وہ سمجھے سفے کہ آزادی جب آئے گئ تو وہ "مغل دور "کی واپ سی کے ہم عنی ہوگی۔

اس بان کواکی سن اسے آھی طرح سجھا جاسکا ہے۔ ایک لطبعہ ہے کہ ایک سارس اورایک لوموی آپس میں دوست ہے۔ ایک بار دونوں نے طے کیا کہ وہ آپس میں لی کرکھیر لیکائیں۔ کچھ سامان سارس لا باا ورکچھ سامان لوموی ، اور دونوں نے مل کرکھیر لیکائی۔ جب کھیر زیار ہوگئ اور وہ وقت آیا کہ اس کو کھایا جائے تو لوموی نے ایک ہوت یاری کی۔ کھیکور کھنے کے لئے وہ ایک تشت لیا گئی۔ کھیرجب تشت میں رکھی گئی تو وہ زیادہ تر لوموی کے حصہ میں آگئی۔ لوموی نے خوب سیروک کھایا۔ دوسری طرف سارس اپنی لمبی چو نے ادھرادھر مارتا رہا گرکھیر کی بہت کم مقد داراس کے حصہ میں آسکی۔ وہ کھیر کھانے میں شریب نہ ہوسکا۔ حصہ میں آسکی۔ وہ کھیر کھانے میں شریب نہ ہوسکا۔

اب سارس نے سوچا کہ لوم ہی نے توجھ کو بیو توف بنا دیا۔ اس نے سوچ کر ایک نیامنصوبہ بنایا۔ اس نے لوم ہی سے کہا کہ آقہ ہم لوگ چھرا بک مزنبر مل کر کھیر لیکا ٹیس ۔ لوم ہی راضی ہوگئ۔ دونوں سامان لائے اور کھیر لیکا کزنب ارکی ٹی۔ اب جب کھیر کو برتن ہیں رکھنے کامر صلہ آیا تو سارس نے فور اُ ایک صراحی بیش کر دی۔ جبنا پنہ کھیرسب کی سب صراحی کے اندر رکھ دی گئی۔ اب سارس نے ابنی لمبی چونچ صراحی کے اندر ڈال کر کھیر کو کھا نا نثر وع کر دیا اور لوم ہی سے کہا کہ تم بھی کھاؤ۔ گر اس بار معالمہ الٹا ہوا۔ سارس نے وب سیر ہوکر کھیر کھالی ، لوم ہی کے صدیں کھی نہ آیا۔

یہ لطبیفبت آئے کہ اصل ملائٹ کہ کھیں گیانے کا نہیں ہے، اصل ملکہ یہ ہے کہ کھیزیار ہوکہ کس قسم کے برتن ہیں رکھی جائے گی۔ اگروہ تشت میں رکھی جانے والی ہوتو وہ لومڑی کے حصہ ہیں ہی جائے جائے گی اور اگروہ صراحی ہیں رکھی جائے تو وہ سارسس کو لیے گی، آ دمی کی عقل مندی بہے کہ کھیر کو اینے موافق برتن ہیں رکھنے کی کوشش کرے۔

#### يە فرق كيوں

انیسویں صدی کے نصف اول ہیں انگریز ایک طرف یاسی اعتبارے ہندرستان میں علیمال کررہ عظمے دوسری طرف عیسائی مشنریاں مسلمانوں کوعبیائی بن نے کے لئے اپنی ساری طاقت صرف کررہی تقییں۔ ہمارے علماءان دونوں خطرات کے مقابلہ کے لئے اسٹے اور اس کے لئے غیرعمولی قربانیاں بیش کیس مگر دونوں محاذوں کا انجب مہا کہ دوسرے سے مختلف رہا۔ سیاسی محاذیر ہے بناہ قربانیوں کے باوجود انھیں کس کا کی ہوئی۔ دوسری طرف شنری محاذیرات تا کم زقر بانی کے باوجود انھیں کس کے معاولی حاصل ہوئی۔

دونون محسازون کے اس فرق کی علامت مولا نا رحمت الٹرکیرانوی ( ۱۳۰۸ - ۱۳۳۱ ه )
جیں - مولا نارحمت الٹرکیرانوی کے زیانہ بیں پورب سے پا دری فنٹر ( Funder) آیا اور اس نے ہندستنان کے سلانوں بیں نہایت طاقت کے ساتھ میجیت کی تبیاغ نثروع کر دی ۔ اس کے منفاہد کے لئے جولوگ اٹھے ، ان بیں ایک متناز نام مولانا رحمت الٹر کیرانوی کا نفا ۔ انھوں نے" اظہار الحق" اور دوسری کتا بیں تھیں ۔ اسی مے ساتھ انھوں نے ڈاکٹر وزیر خال کی مددسے فیٹر رسے مناظرہ کیا ۔ آگرہ کے مشہور مسانظرہ ( ۱۰ - ۱۱ ایربل م ۱۸۵) بیں انھوں نے بادری فنٹر رکوایسی شکست دی کہ اس مہری

کے بعد وہ ہندشان سے بھاگ کھڑا ہوا اور قسطنطنیہ (ترکی) میں جاکریٹ ہی۔

اب تصویر کا د وسرارخ دیکفیه مدایس با می کے میدان بین علما انے انگریزی فوج کا مسلّح مقابلہ کیا۔ اس مقابلہ میں مولا نارحت اسٹر کیر انوی جی شریک تھے۔ اس وفت ہارے علما کے باس روایتی قسم کے دسی ہنتیا رہتے ، اورانگریزی فوج کے باس جب دیدتی م کے دور مار سخفیا داس نقابلہ میں علاء کی جاعت کو ، زبر دست تر بانی کے باوجو د ، کل شکست ہوئی۔ اس کے بعد علماء کی گرفنار بال شروع ہوئیں اور ان کو بچانسی پرچڑھایا بانے لگا۔ مولا نارحمت اسٹر کیرانوی نے ہندتان سے کمریک جانے کا فیصلہ کیا۔ وہ مہدب جنگلوں اور خطرناک راستوں پر پیدل چلتے ، موئے اور ناقابل بیان تکلیفیں اور شقین بر داشت کرتے ہوئے سورت کی بندر گاہ پر پینچے۔ و بال سے سمندر سی جہاز بر سوار ہوکری۔ دہ جان میں مدے (معارف مئی ۱۹۸۸)

ان دو نوں وا قعات کو تفا بلی طور پردئیھئے۔ ابک مجگہ مولانا رحمت اللّہ کبرانوی کے مقا بلمت بس انگریز پا دری فنڈر مبدان مجبوڑ کر مھاگا تھا، دو سری حبگہ "پا دری فسٹ در "کے مفا بلہ بین خو دمولانا رحمت اللّہ

كيرانوى كوميدان تحيوظ كر بجاگنا يرا ا

اس فرق کی وجرمیدان منابلہ کافرق ہے۔ آگرہ بیں دونوں کے درمیان منابلہ مناظرہ نکری اور نظریا تی میدان میں) ہوا تھا۔ فکری اور نظریا تی میدان ہیں اسلام مناز طور پر ہرا کی کے مقابلہ بین فریت رکھتا ہے۔ اس لئے فریق نائی کو مکل ناکامی ہموئی۔ اس کے بیکس شابلہ ہواوہ فوج اور مہنیار کے میدان ہیں تھا۔ اس میدان میں ہمارے علماد فریق نائی کے مقابلہ میں فوج اور مہنیار کے میدان میں تھا۔ اس میدان میں ہمارے علماد فریق نائی کے مقابلہ میں فوج اس نے بیان دور مار مہنیاروں سے مسلم تھا، یہی فرق تھا جس کی بنا ہر میہاں علماد کو مکمل ناکامی ہوئی۔

یں کہوں گا کہ آپ معا ملہ برزیادہ گہرائی کے ساتھ غور کیئے تو آپ کو معلوم ہوگا کہ ہم مسیدان مقسل بلہ کو بدلنا چاہتے ہیں۔ ہم فریق ننانی کو اس مید ان میں لا نا جسا ہے ہیں جہاں وہ ناموافق پوزلیشن میں ۔ ہمارے او۔ دوسرے لوگوں ہیں جوفر نن ہے وہ برہے کہ ہم مسلمانوں کو اس میدان میں منخرک کرنا چاہتے ہیں جہاں ان کا حربیف مجائے۔ او۔ دوسرے لوگ سلمانوں کو و ہاں میدان میں منخرک کرنا چاہتے ہیں جہاں ان کا حربیف مجائے۔ او۔ دوسرے لوگ سلمانوں کو و ہال میکرانا چاہتے ہیں جہاں ان کو میں ان پڑے۔

مولانار تمت التركيرانوى كا واقعه، علامتى طورى به بهارى پورى جديد تاريخ كى نضويه به م موجوده زيانه بين بار بار بهى موا ـ ا وراب بهى بهى بهور با به كدسلان فريق شانى سے اس كے موافق ميدان ميں شكر اؤكرت بين اور بر بارث ديد ترين شكست سے دو چار بور ہے ہيں ـ دين كا استحكام

قرآن میں اعلان کیب گیاہے کہ پینم بارسلام میں الٹرعلیہ وسلم کے اوپرالٹر تعالیٰ نے اپنے دین کو کا مل کر دیا۔ اور اپنی نعت کی تکمیل کر دی اور قیامت نک کے لئے اسسلام کومقبول دین کی حینیت سے بند کرلیا (المائدہ ۳) اس اعسلان کے ساتھ مزید ارمضا دہوا ہے:

دین کے غلبہ واستخام سے مراد اس کا بیاسی غلبہ واستحام نہیں۔ بیاسی غلبہ سے ہوتا ہے اور کبھی نہیں ہوتا ہے اور کبھی نہیں ہوتا ۔ مزید برکہ وہ اگر ایک مقام پر با یا جاتا ہے نو دوسرے مقام برنہیں با یا جاتا ہے اور ہر جگہ بوری طرح حاصل رہے۔ جاتا ۔ اس لئے یہاں غلبہ سے وہ علبہ مراد لبنا ہوگا جو ہروقت اور ہر جگہ بوری طرح حاصل رہے۔ جس میں کبھی انقطاع مکن نہ ہو۔ اس قسم کاجب اری اور ستم غلبہ صرف فکر اور نظریہ سے متعلق ہوسکتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہاں غلبہ سے مراد فکری غلبہ ہے۔ یہ قرآن اور دین کا مل کی وہ خصوصیت ہے جو اس کو ہرسی ماصل رہے گی ۔ حتی کہسی منقام بید کوئی ایک خص حامل قرآن ہوتو وہ بھی اس سے ہرسیال ہیں حاصل رہے گی ۔ حتی کہسی منقام بید کوئی ایک خص حامل قرآن ہوتو وہ بھی اس سے ہرسیال ہیں حاصل رہے گی ۔ حتی کہسی منقام بید کوئی ایک خص حامل قرآن ہوتو وہ بھی اسس سے

خالی نہیں ہوسکتا۔

قرآن کی بمیل کامطلب بر ہے کہ اس کے حق میں ایسے حالات بیب داکر دئے گئے کہ وہ قیامت یک اپنی اصل حالت میں محفوظ رہے۔ قرآن کے ذریعہ دنیا ہیں ایسانق لاب لایا گیا جس کے نتیجہ میں ہمیشہ کے لئے نہ ہمی جبر کا احول ختم ہوگیا اور آدمی کو آزا دا نہ طور پر انہار خیال کاحی حاصل ہوگیا۔ اسی طرح اس انقلاب کے نتیجہ میں علمی ترقیوں کا در وازہ کھلاجس نے خیال کاحی حاصل ہوگیا۔ اسی طرح اس انقلاب کے نتیجہ میں علمی ترقیوں کا در وازہ کھلاجس نے دین خداوندی کی صداقت کوخود انسانی علم کے معیار برمسب رہن اور مدلل کر دبا۔ جب یہ سب ہوجائے تو اس کے بعد دین الہی کی طاقت بے بین ہوجاتی ہے ، اب خداکا دین ایک مفوظ اور فائم خدہ دین المحکم کے دین اور جب خداکا دین محفوظ اور فائم خدہ دین اور تائم خدہ دین کی حیثیت حاصل کر لیت ہے ۔ اور جب خداکا دین محفوظ اور فائم خدہ دین کی حیثیت حاصل کر لیت ہے ۔ اور جب خداکا دین محفوظ اور فائم خدہ دین کی حیثیت حاصل کر لیت ہوجاتی ہے کہ کوئی بھی اس کو زیر نہ کرسکے۔

سيداحب رشهيد بربلوى

اسسا دیس ایک بنال سید احمی شهد بر بلوی اور ان کے ساتھیوں کی ہے - انھوں نے
انیسویں صدی کے دربع نانی میں بنجاب کے سے حکموں مہا را جر رخیت نگھ کے فلاف جہا دکیا۔ اس
میں انھیں کل شکت، ہوئی ۔ ہمئی ۱۹۹۱ کو بالاکوٹ میں بیدصا حب اور ان کے اکثر ساتھیوں کو سکو
میں انھیں کل شکر دیا۔ زبر دست جانی اور مالی نقصان کے با وجو داس جبگ کامطلن کوئی فائدہ سلمانوں
کونہیں بلا۔ البند بینقصان ہواکہ منعل دور میں گروگو و ندسنگھ ،گروارجن سنگھ اور گورتینے بہادر
علی توقیل ہے موں میں سلمانوں کے فلاف جو نفرت پیدا ہوئی تفی اس میں کھ اور اضافہ ہوگیا۔
میدا حمد شہید بربلوی کا قدام مہا راجر رخیت نگھ کے فلاف نا قابل فہم صدیک غیر دانشند لئے
عدار سر کی سلمان تبت سے لے کر در ہ نعیبر کہ بھیل ہوئی تھی۔ دو نوں کی فوجی طاقت میں نا قابل
عبور صدیک فرق با یا جار ہا تھا۔ بیدصاحب کے پاس غیر ترسیت یا فت مربدین کی ایک بھیر تھی جو کہ
عبور صدیک فرق با یا جار ہا تھا۔ بیدصاحب کے پاس غیر ترسیت یا فت مربدین کی ایک بھیر تھی جو کہ
صرف روایتی ہتھیا رول سے معتمی ۔ وورس مطرف نہا راجر رنجیت نگھ کی فوج منصرف نعدا د بیس
بہت زیادہ تھی، بلکہ دہ زیادہ جدید ہتھیا رول سے معتمی عتی کہ اس کے پاس تو بیں بھی موجو د تھیں۔
بہت زیادہ تھی، بلکہ دہ زیادہ جدید ہتھیا رول سے معتمی عتی ۔ حتی کہ اس کے پاس تو بیں بھی موجو د تھیں۔
بہت زیادہ تھی، بلکہ دہ زیادہ جدید ہتھیا رول سے معتمی ۔ حتی کہ اس کے پاس تو بیں بھی موجو د تھیں۔
بہت زیادہ تھی، بلکہ دہ زیادہ جدید ہتھیا رول سے معتمی ۔ حتی کہ اس کے پاس تو بین بھی موجو د تھیں۔
برمکم ال ہے۔ فرانس کے ایک بیاح و کٹر جاکو مال (Victor Jacquemont) نے اس کو بھو طا

نیولین (Bonaparte in miniature) کله ایم داسی طرح دوسر بے مورخوں اور سیاحوں نے مہار اجر رنجیت نگھ کے تد ہر اور صحرانی کی صلاحیت کا غیر ممولی الفاظ بیں اعتراف کیا ہے۔ اس کے اسی تد ہر کا نیخہ تفاکہ اس نے نوع کی تنظیم مجدید کی اہمیت کو محسوس کیا۔ ۱۸۳۰ بیں اس نے اپنی فوج کی تربیت پر کو پورپ کے معیار پر منظم کر نا نثر وع کیا۔ اس نے پورپ کے ۵۰ فوجی افسروں کو اپنی فوج کی تربیت پر مقرر کیا ، ان بیں اکثریت ان فوجی افسروں کی تھی جو نپولین بو نا پارٹ کی فوج بیں کام کر پہلے تھے۔ مقرر کیا ، ان بیں اکثریت ان فوجی افسروں کی تفالہ نگار نے اس کا ذکر کرتے ، موئے لکھا ہے کہ رنجیت نگھ کی اس فوجی نے ایم کی ایک شورٹ س کو کا بیابی کے ماتھ کی دیا جو ایک جنونی سلمان کی اس فوجی نے ایم کی دیا جو ایک جنونی سلمان سید احمد ہر بلوی ، کے نعر فی جو ایک جنونی سید احمد ہر بلوی ، کے نعر فی جو ایک جنونی سید احمد ہر بلوی ، کے نعر فی جو ایک جنونی سید احمد ہر بلوی ، کے نعر فی جو ایک جنونی سید احمد ہر بلوی ، کے نعر فی جو ایک جنونی سید احمد ہر بلوی ، کے نعر فی جو ایک جنونی سید احمد ہر بلوی ، کے نعر فی جو ایک جنونی سید احمد ہر بلوی ، کے نعر فی جو ایک جنونی سید احمد ہر بلوی ، کے نعر فی جو ایک جنونی سیکھ کی دیا ہور سی سید احمد ہر بلوی ، کے نعر فی جو ایک جنونی سیکھ کی دیا ہوں کی سید احمد ہر بلوی ، کے نعر فی جو تو تعربی میں بھری تھی ۔

In 1831 it successfully quelled a rising of the Frontier tribesmen roused to a holy war (Jihad) by the Muslim fanatic Sayyed Ahmad (15/507).

سیدا حمد تنهید بر بلوی نے سکھوں کے اوپر شمشیری قوت کواستال کیا۔ گروہ کل کور پر ناکام رہے ۔ زبر دست نقصان اور قربانی کے باوجود وہ ایک فی صدکے درجہ بیں بھی کوئی فائدہ عامل مذکر سے ۔ دوسری طرن اخیب سکھول کواسلام کی دعوتی طاقت سلسل مخرکر تی رہی ہے۔

گرونا نک اسلام کی تعلیمات سے اثنا زیا دہ شائٹر ہوئے کہ انھوں نے نوصیہ اور رسالت محمدی کے عقیدہ کوابنی ند بسی کتا ہ راگرو گرننھ صاحب) میں شامل کیا ۔ امر ترکے سوران من درکی بنیا د مسلان بزرگ میاں میرسے رکھوائی گئی ۔ جہاراج رخیبت ساتھ کے دربار میں کچھاہ گئے تو اس بنیا د مسلان بزرگ میاں میرسے رکھوائی گئی ۔ جہاراج رخیبت ساتھ کے دربار میں کچھاہ گئے تو اس بنیا حتی ساتھ ہیں ہیں اور اسلامی دائرہ بہت ہوئے۔ بعد کوانھوں نے جنموں نے با ناعدہ کھئے توجید کا قرار کہ کے اس کے مسلومی کے دائرہ میں داخل ہوگئے۔ وغیرہ اسلامی کتا ہیں پڑھیں اور اسلام سے متنا شر ہو کہ اسلام کے دائرہ میں داخل ہوگئے۔ وغیرہ اسلامی کی مشال

روایات بن آناب که ایک صحابی نے بعد کے دور بین تابعین سے کہا کہ تم ہوگ فتح مکہ کونستخ شخصتے ہو ، مگر ہم ہوگ واقد مدیبیہ کو فتح قر اردیتے تھے (عن المب راء فتال ؛ تعب لا ون الفت تم فنت مصة و وخص نعب المفتح يوم الحسد يبية ، سرة ابن كثر، المجلد الثالث اسفه ١٦٠ فق كمد ( ٨٥ هر ) كلا بوا فتح كا واقعة تفارجب كه صديبيه بظاهر شكست اورليائى كا واقعه تفاريب كون كرسول الترصلي الترعيد وسلم اورآب كے تقريباً و برجه مير اصاب عمره كارا ده سه مد بينه عمر كارون به بوئے و كر فرنيس نے آپ كو كمه ميں واضل ، مو نے نهيس ديا - آپ كواپ نام ساتھوں سيت عمره اوراك بغير راسته بهي سے والبس آجا نا برط ا- اس كے باوجود صحاب كرام كے مزد ديك فتح كا اصل واقعه وہ تفاجر صديبيدين بيش آبا مذكر وہ جب كه مله ميں فاتحانه وافله بهوا۔ اصحاب رسول كا بين نقط نظر برت الما الم كرائيك ميں بيش آبا مذكر وہ جب كه مله ميں فاتحانه وافله بهوا۔ اصحاب رسول كا بين نقط نظر برت الما الم كرائيك ميں بين بيل بيل بيل بيل بيل القدام ہے - بظا ہرائيك مست كے واقعہ بين نق كاراز حيليا به والعہ كا بي پہلوب حدائم ہے ، اور اس بنا پر صديبير كے واقعہ كا

نہایت گہرائی کے ساتھ مطالعہ کمیاجانا چاہئے۔

رسول الله سلی الله علیه وسلم اپنے تقریب گویڑھ ہزاراصحاب کے ساتھ مدینہ سے کہ کے لئے دوانہ ہوئے۔ بہ بہم ذی فعدہ ۲ ھ کی تا ریخ تھی اور آ ب کا مقصدیہ تھا کہ کمہ پنج کر ببت اللہ کاعم ہ کریں۔ قرایش بحیلے ۲ سال سے مسلمانوں کے لئے زیارت کعبہ کاراستہ بند کئے ہوئے تھے۔ اسس مدت بیں کو لئ ملان نہ مج کرسکنا تھا اور نہ عمرہ۔ اس لئے جب اضوں نے ساکہ ڈیڑھ ہزار سلانوں کا فافلہ آر ہے کہ وہ کہ بین داخل ہو کرعم ہ کرے تو وہ سخت خفیبناک ہوگئے۔ ذی قعدہ کا مہینہ اگر چرم الم بہبنوں میں سے تھا۔ یہ مہینہ سیکر ول سال سے کعبہ کی زیارت اور جج کے لئے محرام مجھا جانا ہتھا۔ کسی کو بہتی نہیں دیں نے خاکہ با ہر سے آنے و الے سی خص کوزیارت کعبہ سے دو کے۔ گر قرایش نے جا ہی حصیبیت کے نی نہیں دیں گئے۔ نہیں دیں گے۔ نہیں دیں گے۔ نہیں دیں گے۔ نہیں دیں گے۔

رسول، تدسلی الله علیہ وسلم دودن کی سافت طے کرکے عُسفان کے مقام پر پہنچے۔ یہاں آپ کی لا 'فات ٹبہر بن سفیان الکعبی سے ہوئی جو کہ کمہ کی طرن سے آر ہا تھا۔ اس نے بت یا کہ قرلینس کو آپ کے اس سفر کی فبر ہوگئی ہے۔ وہ کم سے کل کر ذی طوی میں جمع ہو گئے ہیں۔ انفول نے جہنتا کی کھالیس بین رکھی ہیں ربعنی سخت غفیب ناک ہیں ،انفول نے عبد کر رکھا ہے کہ وہ ہرگز آب کو کمہ میں داخل موٹ نہیں دیں گے۔ اور انھول نے خالد بن ولید کو ۲۰۰۰ گھوڑ سواروں کے ساتھ کر اعلیم کی طرف روانہ کیا ہے۔ اگر النالث کراع الغیم کی طرف روانہ کیا ہے تاکہ آپ سے ٹر بھیٹر کریں (سیرن ابن بننا م، الجز والنالث ۲۲۹

عبد الله بن ابی بر کہتے ہیں کہ تبید اسلم کے ایک شخص نے کہا کہ اے ضدا کے رسول ، یہ کام ہیں کروں گا۔ اس کے بعد وہ مسلانوں کے قافلہ کو لے کرروانہ ہوا۔ اس نے اس معروف راستہ کو چھوڑ دیا جس پر خالد بن ولید دبڑھے ہوئے آرہے تھے۔ اس کے بجائے وہ ایک اور سمت سے روا نہ ہوئے ۔ باتا عدہ راستہ نہ ہونے کی وصبے یہ سفر سخت دشوار پوں کے ساتھ طے ہوا۔ حتی کہ اسس برمشقت سفر پر بعض سلانوں کی زبان سے کل شکایت نکل گیا۔ اس وقت رسول السّر صلی السّر علیہ وہ میں اور اس کی طرف تو برکرتے ہیں (قدول والسّم فرایا ؛ کہوکہ ہم السّر سے مغقرت چاہتے ہیں اور اس کی طرف تو برکرتے ہیں (قدول والسّم فرایا تا کہ کہ کہ السب ، ۲۵۷)

جس موقع پر براستغفار آور توب کر ائی گئی اس کے لیا ظسے دیکھنے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ سے جب تم کو اپنے آپ پرمعیبہت اٹھا کر کھراؤسے بچنے کا حکم دیا گیا تو تم نے شکایت کا مفاک نے بیان سے بھالا۔ نم کو کا مل رضا مندی کے ساتھ اس نعدائی منصوبہ پر چلنا چاہئے تھا۔ اب جب کہ اس معا ملہ بیس تم سے بے صبری کا اظہار ہوا ہے تو استغفار اور توبہ کے ذراعیہ اس کی تلافی کرو۔

اصل یہ ہے کہ قربیش کوئی مذکوئی بہا نہ نکال کر جنگ چیے بڑنا چاہتے تھے مگر آپ نے ہڑیت پر جنگ سے اعراض کیا۔ فالد بن ولی رسوار ول کا دستہ لے کر آپ کی طرف برط سے تو آپ نے داستہ بدل دیا ۔ خراش بن امیہ کو آپ نے سفیر بنا کہ کہ بھیجا۔ وہاں قربیش نے ان کے اونٹ کو مار ڈالا۔ وہ خراش کو بھی قتل کر دینا چاہتے تھے تاہم وہ کسی نہ کسی طرح بھاگ کر واپس آگئے۔ قیام حدیبیہ کے زیا منہ میں ایک بار کہ کے بیچاس آدمی رات کے وفت آئے اور صحابہ کے پڑاؤ پر تپھر بارنا اور تیر برسانا

شروع کیا۔ انھوں نے آپ کوعمرہ کے لئے مکہ میں داخل ہونے سے روکا۔ یہ بندات نو دیم عنی رکھانھا کہ آپ شتعل ہوکر آیا د ہُ جنگ ہوجا کیں۔ آخری مرحلہ میں جب معاہدۂ حدیب پہ کی شرطیس مقدر کی جائے لیجس تو انھوں نے یک طرفہ شرا لئط پر اصرار کیا جو نما م الوں کے لئے سخت اشتعال آگیز اور نا قابلِ برداشت تھا وغیرہ۔ گمرا ب بر ابر طمر الوسے اعراض کرتے رہے۔ یو

رسول التُرصلی التُرعلبه وسلم صریبید پنچ کررک گئے۔ اس مظام کاموجودہ نام میسی ہے اور مکہ سے تقریباً دس میل کے فاصلہ پر ہے۔ یہیں پرقریش کے نمائند وں سے گفتگو ہوئی اور وہ سلم طے پائی جو

صلح دربيبيك نام سفشهور مع -

مدیبیہ کے پورے واقعہ پرغورکب جائے تو بہ بات ماسخاتی ہے کہ رسول النہ صلی النہ علیہ وار قریش کے درمیان ایک بلا اعلان مفا بلہ جاری تفا۔ قریش کی ساری کوشنن برختی کہ آب کو مبدان جنگ میں لئے آئیں۔ اس کے برعکس رسول النہ صلی اللہ علیہ وسلم قریش کے ہرظام کو سہتے ہوئے اور ان کی ہر اخت تعالی انگیزی کو نظراند ازکرتے ہوئے اس کوشنش ہیں گئے ہوئے مقے کہ قرب کو صلع کے مبدان میں ہے آئیں۔ رسول النہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر دعمل اور جوابی کارروائی کا انداز اختیار فراتے تو قرب کا منصوبہ کا میاب ہوجا تا اور مہلان اور قربیش را بک دوسرے سے ٹھر اجاتے۔ گر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یک طرفہ صبرا وراعراض اس بات کی ضمانت بن گیا کہ قربیش کا خونی منصوبہ کا میاب نہو اور رسول النہ صلی اللہ علیہ وسلم کا میاب نہو اور رسول النہ صلی اللہ علیہ وسلم کا محمد کا میاب نہو

یہ در اصل وہی تدبیر خص کوجنگ کی اصطلاح بیں اس وقت قرش کے لئے مقابلہ کا کہاجا ، باہے۔ بین حریف کو مقابلہ کے لئے اپنے موافق میں ان بیں لئے انا۔ اس وقت قرش کے لئے مقابلہ کا موافق میں ان جنگ نفا کیوں کہ قریش کے لئے مقابلہ کا موافق میں دان جنگ نفا کیوں کہ قریش کی قریش کی اس میں مالوں کو برتری ماصل تھی۔ دوسری طرف فکری اور نظریا تی میدان بیں مسلما لوں کو برتری ماصل تھی۔ قریش کی بت برتی کے مقابلہ میں اسلام کی توحید ہم اعتبار سے فائن حیثیت رکھتی تھی۔ اس لئے رسول الشرصلی الشیطیہ وسلمی ماری کوشش بین میں میں میں میں اور قطریا تی بیان مقابلہ کا میدان جنگ نہ سبخ بلکہ آپ کا اور قریش کے دربیان مقابلہ کا میدان جنگ نہ سبخ بلکہ آپ کا اور قریش کا مقابلہ فکری اور نظریا تی بیان

۔ تا ہم اس مقصد کوحاصل کرنا اَ سان کام نہ نفا-ایک طرف اس کے لیے صروری تف کہ آئے۔ ۲۵۱ اشتعال انگیزی کے ہا وجود شتعل مذہوں جتی کہ قریشس کی جارجیت کوبھی خاموشی کے ساتھ برداشت کوبی ۔
اور دوسری چیز بہ کہ قریشس کی ہز نہ طاکو یک طرفہ طور پر منظور کرتے چلے جائیں۔ چنا پخہ آپ نے بہی کی۔
حدیثیہ میں آپ کے اور قریش کے درمیان جومعا ہدہ طے پایا اس میں تمام نزطیں یک طرفہ طور پر قریش
کے حق میں نفیس ۔ اس کے با وجود آپ نے ان نمام نرطوں کو اس لئے منظور کرلیا کہ اس کی روسے قریش انگلے دس سال کے لئے اس بات کے یا بند موجاتے سے کہ وہ مسلمانوں کے خلاف براہ راست یا بالواسط جنگ نہیں کریں گے۔

رسول النتصلی الشرعلیہ وکسلم جب حدید یہ یکامعا ہدہ صلے کرکے مدید کے لئے واپس ہوئے تو راست میں سورہ نیخ نازل ہوئی جس کی ہے ہی آیت بر نفی : انافتحت الگ فتف احبیدنا (ہم نے تم کو کعلی ہوئی قتے دسے دی) یعنی فریق ننانی منفا بلہ کو اپنے موافق میدان (جبک) کی طرف لے جانا چا بتنا نفا۔ مگر اس معا ہدہ کے بعد فریق ننانی کے ساتھ تہا را منفا بلہ اس میدان ( دعوت) میں آگیا جو واضح طور بر تمہار سے وافئ ہے۔

بعد کے طالات نے کا مل طور پر اس اندازہ کی تصدیق کردی۔ مد بیبہ کے ناجبگ معاہدہ کے بعد میا اور دیگر تبائل کے درمیان آزا دانہ اختلاط تروع ہوگیا۔ توصید کی دعوت بلادوک ٹوک ہر مرطرف بھیلے نگی۔ توحید کا پیغام جہال میں پہنچا اس نے شرک اور بن پرستی کے ذہن کو ہا دنے پر مجبور کر دیا۔ تاریخ برا تی ہے کہ صلع حد بیبہ سے پہلے تقریباً بین سال میں جتنے لوگ سلمان ہوئے تھے اس سے بہت زیا دہ لوگ صلے حد بیبہ کے بعد صرف دوس لین میں سان ہوگے۔ اب اسلام کی عددی طاقت اسی آئین زیا دہ ہوچی تی کہ قریب کے اندر مقابلہ کا حوصلہ باتی ندر ہا۔ و بہی قریب جنوں نے لائد مد میں میں اندر معابلہ کا حوصلہ باتی ندر ہا۔ و بہی قریب جنوں نے لائد مد میں اندر کی اندر معابلہ کو کہ میں صرف عرہ کی غرض سے داخل ہونے پر پابندی دسول الند صلی اند کی میں مرف عربی جب رسول الند صلی اند علیہ دام نے اپند کی میں اعلان کر دیا کہ اپنے گھول میں داخل ہوجاؤ ، کیوں کہ اس مارے اندر محمد سے مقابلہ کرنے کی طاقت نہیں۔

صنع حدیببه ۱ بک نفطیس ، فراق ننانی سے مقابلہ کو جنگ کے مبدان سے نکال کردعوت کے مبدان ہی لانا ہے . براسلام کی حکمتِ بالغدی اعلی تربن مثال ہے ۔ اور اس مثنال کاسب سے اعلی نمونہ وہ ہے جو خود مبینیہ اسلام می السّر ۲۵۲

## عایہ وسلم نے ابنے عمل سے فائم فرمایا ۔ وسبیع ترمیدان

ظاہری طور پر دیکھنے ہیں حدیبہ کا واقع میدان مقابلہ سے والبی کا واقع معلوم ہوتا ہے ہے کہ گہرانی کے ساتھ و کیجئے تو وہ چوٹے مقابلہ سے ہٹ کر بڑے مقابلہ کی طرف جانا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ " حدیبہ" محدود میدان مقابلہ کو حجو ٹرکر زبادہ وسیح میدان مقابلہ کی طرف اقدام تھا۔ اسس اعتبار سے وہ بلا شبہ تد ہری حکمت (Strategy) کی ایک ننا ہکا رمثال ہے۔

محرسلی اللہ علیہ ولم کوئی بیض آدمی ہنتے۔ بلکہ آپ کا ایک عظیم الشان شن تھا۔ اورصاحبِ مشن آدمی کے لئے پہائی کا کوئی سوال نہیں۔ آپ کا معالمہ یہ تھا کہ آپ لوگوں کو یہ پیغام دیتے ستھے کہ وہ شکر کے بجائے قومید کا طریقہ اخترب ارکریں۔ آپ مخلون پرستی کے بجائے فالق پرستی ، بے اصول زندگی کے بجائے بااصول زندگی ، دنیا پہندی کے بجائے اخرت پندی ، مصنوعی طریقوں کے بجائے فطری طریقوں کے بجائے فطری طریقوں کو اختیار کرنے کے علم بر دار تھے۔ آپ کے یہ افکار دنیا کے تمام افکارسے زیا دہ طاقتور ستے۔ مگرملس جی حالات نے آپ کے افکار کی اس طاقت کو ظاہر بونے سے روک رکھا تھا۔

اس معا ملکوایک عام نتال کے فریعہ پول بیان کیا جاسکتا ہے کہ ایک سائنسدان اور ایک نیگرو باکسرکا منا بلہ اگر باکنگ کے اکھا ڑے ہیں بور ہا ہو تو و ہال بقینی طور پر باکسرکا بلہ بھب اری رہے گا کیکن اگر سائنس دال سی حکمت سے متعا بلہ کے میبدان کو بدل دے اور باکسرکو باکنگ کے اکھا ڑے سے نکال کر سائنشفک بحث کی میزیر لے آئے تو بقینی طور پر صورت حال بدل جائے گئ بیہلے اگر باکسر کا بلہ بھاری تھا تو اب سائنس دال کی جبیت نقینی ہوجائے گئی۔

قدیم عرب بین بجرت کے بعد میصورت حال تھی کہ قربیش کی مہٹ دھری نے " جنگ " کو مفاہلہ کا میدان بنادیا نفا صلح حدیبیہ کی صورت بیں جب دونوں نسر نقیوں کے درمیان دس سال کا ناجنگ معاہدہ (No-war pact) مو انو اس کے بعد مقابلہ کا میب دان بدل گیا۔ اب میدان جنگ کے معاہدہ ابنان فکا دمقابلہ کا منام قرار پایا۔ اس دو سرے میدان بی اہل اسلام واضح طور پر اپنے فریق کے متا بلہ بیں فائق چنتیت رکھتے تھے۔ اس لئے نئے میدان بی آتے ہی اسلام کی ف کری او رفظر یا تی فتح کا بیاب بھٹ پڑا۔ لوگ جوق درجوق فرجوق فرجوت دوجوت دائر ہے بیں داخل ہوگئے۔

مينري سطح يرات مي " باكسر"ك مقابله مين " سائنس دال " كى حبيت لفيني موكمي ـ

ین کمل طور پر ایک غیرخونی انقلاب تھا۔ گر اس غیرخونی انقلاب کو وجود ہیں کانے کے لئے اس کے جو تھا ندکوخو دخون ہونا پڑا۔ اس کے لئے بیغی باسلام میلی الشرعلیہ وسلم الیری شدرائط پر داختی ہوئے جو بظا ہرانتہائی طور پر یک طرفہ ننرائط تغییں۔ آ بب کو آ گے جانے کے لئے بیجے بٹنا پڑا۔ آ ب کوفتے حاصل کرنے کے لئے شکست پر راضی ہونا پڑا۔ حتی کہ آ ب کو اپنی جینیت اصلی (رسول اللہ) کا لفظ کا غذرے من کرنا پڑا تاکہ وہ دو بارہ زیا دہ کا مل طور برعالی نقشہ پرلکھا جائے۔

ضروری ننبرط

حریف سے اپنے موافق میدان ہیں مقابلہ کرنا ، اُس کے اوپرفتے حاصل کرنے کی سب سے زیادہ کا میاب تد ہیرہ ۔ بر تد ہیر حراف سے مقابلہ میں کامیابی کو تقینی بنادیتی ہے۔ بگر اس تد ہیرکو استعمال کرنے کی ایک فروری تنرط ہے ۔ لوگ چو کمہ اس تنرط کو پور انہیں کر باتے ، اس لئے وہ اس کے فائدے سے بھی محروم رہتے ہیں۔

بہ شرط ، ایک افظ یں ، اپنے آپ کوردعل کی نفسیات سے بیا ناہے ۔ جب بھی کی سے مقابلہ بیش آئی ہے۔ آب کوردعل کی نفسیات سے بیا ناہے ۔ جب بھی کی سے مقابلہ بیش آئی ہے۔ آئی ہیں۔ استعال انگیزالفا ظ سے کے مطرح مرح کی مخالفا نہ کارروائیال کی جاتی ہاس وقت اگر آ دمی بھڑ کسے تو وہ وقتی جوش کے ساتھ حرلیف سے وہال ٹکر ابحائے کا جہال وہ کھڑا ہوا ہوا ہے لیکن اگر وہ استعال انگیزی کے با وجو دشتعل نہ ہو اور ٹھٹر ہے فی سے سوچ کر مقابلہ کا منصوبہ بنائے تو وہ کوٹش کرے گا کہ حرلیف کو اپنے موانی میں لائے۔ اورجب ایسا ہوگا تو اسس کی کامیا بی تینی ہوجائے گی۔ حرلیف کو اپنے موان و مال کی بے بہناہ تو بانی کے باوجود ہربار اپنے حرلیف سے موجودہ زبانہ کے مسلمان جان و مال کی بے بہناہ قربانی کے باوجود ہربار اپنے حرلیف سے موجودہ زبار اپنے حرلیف سے

شکست کھارہے ہیں۔ اس کی وج یہ ہے کہ جب حریف کی طرف سے کوئی نا خوت گوار واقعہ پیش آن ا ہے تو وہ فور اً بھو کس کر اس سے نظر جانے ہیں۔ اور یہ نا ربخ کا فیصلہ ہے کہ ردعمل کے تحت کی جانے والی لڑا تی کا انجام میں ہمیشہ شکست ہو ، اور ردعمل سے اوپر اٹھ کرکئے جانے والے منفا بلہ کا انجام ہمیشہ فتح کی صورت ہیں نکلے۔

## جا بدگروه ، توسیعی گروه

رسول الترصلی الله علیه وسلم ذوالقعده سلامه میں مدیبیہ کامعا ہدہ کرکے مدینہ کے لئے واپس ہوئے۔ امبی آپ راستنہ ہی میں تھے کہ یہ آیت اتری: ۱ نافتحت اللہ فتحامب بنا (الفتح ۱) یعنی ہم نے تم کو تمہار سے نحالفوں کے اوپر کھل فتح دے دی۔ مدیبیہ کی صلح بظا ہر فرلی ثانی کی نثر طوں پر گئی تھی ، اس لئے جب یہ آیت اتری نو آپ کے اصحاب نے طرح کے سو الات کے ۔ ان میں سے ایک یہ تھا:

قال رجل من اصعاب رسول الله صلى الله عليه وسلم أى رسول الله اوفتح هو قال صلى الله عليه وسلم إى والذى نفس محدد بيدلان د لفتح

مصلی الله علیه وسلم ای والندی وسلم نے فرایا ، بال ، اس فرات کی تم بس کے قبطه در محد مدد بدید ۱۵ اند لفت میں محد مدکی جان ہے ، بے نک وہ فتے ہے۔ (تفسیرابن کیٹر، الجزرالرابع ، ۱۸۳)

اصحاب رسول میں سے ایک شخص نے کہاکہ اے خدا

كرسول ، كيا وه فتحب رسول الترصلي التعطيم

متعدد صابہ سے مروی ہے کہ انھوں نے بعد کے لوگوں سے کہاکہ تم لوگ فتح کمہ کو فتح سمجھتے ہو گر ہم لوگ حدیب کو فتح سمجھتے تھے (صغی سلام) اس کی وجہ کیا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ حد ببیہ کے معاہدہ نے اہل اسلام کو توسیعی گروہ کی حیثیت دے دی۔ اور اہل شرک عفی جا مدگروہ بن کر رہ گئے۔ حدیبیہ کے معاہدہ سے پہلے دو نول گروہوں کے در میان ملکہ اوّا ور ٹلہ بھیر کی فضائقی۔ اب تک دونوں کی ملاقات صرف میدان مقابلہ میں ہوتی تھی ، صلح کے بعد میدانِ دعویت میں دونوں کی ملاقات کے واقع بیدا ہوگئے۔ نثرک جہاں تقاو ہیں رہا۔ گر اسلام ایسی پی زلیشن میں آگیا جہاں سے وہ لوگوں کے دلوں بیں نفو ذکو سے۔

جب ابیا ہوکہ ایک گروہ جا مدگروہ ہو اور دوسراگر وہ نوسیعی گروہ کی چنتیت حاصل کرلے ۲۵۵ بہاڑے اوپرے پانی کا ایک جیننہ جاری ہوا۔ وہ آگے کی طرف بڑھنار ہا، یہاں بک کہ اس کے راستہ میں ایک چیٹاں آئی۔ اب چینمہ کراکرے گا۔ وہ فور آ دائیں یا بائیں مراکر اپنا راستہ بنالے گا۔ چٹان ایک جامد چیز ہے، وہ جہال ہے وہیں کھڑی رہتی ہے۔ اب اگر جینبہ صرف اس سے ٹکرا تارہ تو اس کا سفررک جائے گا، اس کے بعد چینمہ کامعا ملہ بھی جود کامعا ملہ بن جائے گا۔ جس طرح چٹان کا معاملہ جو دکا معاملہ تھا۔ یہی وجہ ہے کہ چینمہ ٹکراؤ پر قائم رہنے کے بجائے اعراض کی بایسی اختیا رکز تاہے۔ وہ چٹان کو جود کی دنیا صاصل کر اینا ہے۔

بن قدرت کاسبق ہے۔ اسلام آبک دعوت ہے ، وہ ایک بھیلنے والی اور بڑھنے والی حقیقت ہے ۔ وہ ایک تھیلنے والی اور بڑھنے والی حقیقت ہے ۔ وہ ایک توسیعی پروگرام ہے۔ اس کے مقابلہ بین غیراسلام ایک جا مدجیز ہے۔ وہ بھیلنے اور آگے بڑھنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ اب اسلام اور غیراسلام کے ٹکر اوکے وقت اگر اسلام برکھتے کہ وہ وہ بھی اسی طرح جا مدبن جائے گاجس طرح غیراسلام جا مدہوہ وہ بین بھر کرمقا بلز تروع کر دسے تو وہ بھی اسی طرح جا مدبن جائے گاجس طرح غیراسلام جا مدہوں این توسیعی حیثیت کو کھود سے گاجو اس کی اصل حیثیت اور اس کی اصل طاقت ہے۔

یہی وجہ ہے کہ اسلامی دعوت میں اعراض (Avoidance) کے اصول کو بنیا دی اہمیت دی گئی ہے۔ رسول الشطی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ۲۳سالہ بیغیرانہ زندگی بین ساسل اسی اصول اعراض پرعل فرایا ہے۔ مکہ کے ابتدائی ۱۳ اسال بین شکیین کے مسل فلم کے باوجود آب نے ان سے کر اونہیں کیا، یہ بی اعراض تفا۔ طالات زیادہ سخت ہوگئے تو آپ کر کو چوڑ کر مدینہ چلے گئے ، یہ بھی اعراض تفا۔ صدیعبید کے موقع پر زیادت کعبہ میں رکا وٹ ڈوائی گئی تو آپ امرار کئے بغردرمیان سے واپس آگئے ، یہ بھی اعراض تھا۔ اسی طرح ہڑ کر الو کے موقع پر آپ نے آخری امکان کی صدیک اعراض کیا ہے کیول کہ اعراض نے کہ ہم منی تھا ، جب کہ اعراض کو کے آپ لاکھیا ایپ آپ کو فر این نانی کی طرح جا مدکر وہ بنا لینے کے ہم منی تھا ، جب کہ اعراض کو کے آپ

نے اپنے کو توسیعی گروہ کی جینتیت دے دی اور توسیعی گروہ کی حینیت حاصل کرنے ہی کا دوسرا نام غلبہ اور کامیابی ہے۔

#### تاریخ کاتجربه

اسلام دین کامل ہے۔ اس کاایک پہلویہ ہے کہ اسسلام میں اگر ایک طرف نظری طور برنیما م ضروری بانیں بتا دی گئی ہیں ، تو اسی کے ساتھ اسلام کی تاریخ ہیں ہرتسم کی واضح مثالیں بھی نالم کر دی گئی ہیں بتاکہ لوگول کے لئے اسسلامی تعلیمات کاسمجھنا آسان ہوجائے۔

اس سلسه نی ایک مثال وه بے جوشمثیر کی طاقت اور دعوت کی طاقت کے فرق سیخلق رکھتی ہے۔ صلاح الدین ایو بی کی ذات اسلام کی تاریخ بیں" شمشیر" کی طاقت کا نشان ہے۔ انھول نے مغرب کی عیبائی طاقت وی دوطین (شمال فلسطین ) کے مقام پرونیجیلہ کن شکست دی۔ اور دوسو سالہ بی جنگ کا خانم کہ کہا۔ وہ ۳ اکتوبر ، ۱۸ اکو دوبارہ پروسٹ کم بین فاتحانہ داخل ہوئے۔ جو ۸ مسال سے عیبائیوں کے قبضہ بیں بڑا ہوا تھا۔

صلاح الدبن اليوبى كا انتقال م ماريق ۱۱۹۳ و موا - اس خبى مهرو كے انتقال كے صرف ۲۵ سال بعد تار بسخ دوسرا منظر پيش كرتى ہے ۔ جينگيز خال كو بيحراً ت ہوتى ہے كہ ۱۲۱۸ء ميں وہ ۲۰ ہزار وصنی قبائل كو بيے رائس كے وسرا منظر پيش كر تى ہے ۔ جينگيز خال اگر جي جلد ہى گھوڑ ہے ہے گر كر وال موسی اللہ موسل كے جانتين تا تاريول كى بينين فدمى مسلم دنيا ميں بلاروك الوك جارى رہى ۔ بيہاں تك موانھوں نے تم فرندسے ہے كر نبدا دنى ہورى مسلم دنيا كونہس نہس كر طوالا۔

تا تاریوں کا پر غلبہ اتناسٹ رید اور اتنا ہم گیر تھا کہ مسلم دنیا ہیں بر کہا جانے لگاکہ ؛ اخاقبل لگ ان الت تدان بھزموا فیلا تصد فی داگرتم سے کہا جائے کہ تا تاری شکست کھا گئ تو اس کو منہ ان ایس دسشت نجز طوفان کو سرچنے نے ختم کیا ، اس کا جو اب صرف ایک ہے، اور وہ دعوت ہے ۔ کچھلے سیسی مندسے اگر سلم دنیا نے شمثیر کی طاقت کے ذریعہ نجا تب پائی تھی تو تا تا ریوں کے من دیر ترمئلہ سے مسلمانوں نے دعوت کی طاقت کے ذریعہ فتح حاصل کی۔

نا تا را بول کے مفابلہ ہیں مسلانوں کے باس تلوار کی طاقت باقی نہیں رہی تھی، اس لئے زیا دہ نر مجبورا نہ طور پر نہ کشعوری طور بر بر ہواکہ انھوں نے تا تا ریوں کے درمبان دعوت کا خاموش اور پرامن ۲۵۷

کام تروع کردیا۔ تا تاریوں کے باس اپنی کوئی طاقت ور تبذیب موجود نقی ، اس لئے وہ خود بخود مسلم تہذیب سے متاثر ہونے لگے۔ انسسی کے سسا تھ مختف طریقوں سے انھیں براہ راست یا بالواسط طور پر اسلام کا پیغام بینجے لگا۔ اس کا نیتجہ یہ بواکدان کے اندر ایک نئی فکری نبدیلی نفروع ہوگئی ۔ جبگیز فال کے جن تا تاری جانت بینوں نے ۱۱ ویں صدی عیسوی کے نصف اول میں اسلام کی سیاسی توت کو تاراج کیا تھا ، انھول نے اسی صدی کے فائنہ تک اسلام کی فکری توت شے فتوح ہوکر بہت بڑی تعدا دیں اسلام قبول کر لیا۔

یر وفیسرفلپ بٹی کے الفاظ میں مسلمانوں کے ندہب نے وہاں کامیا بی حاصل کرلی جہاں ان کے مہتھیارنا کام ہوچکے تھے ؛

The religion of the Moslims had conquered where their arms had failed (p. 488).

بہال مزید بہ با در کھنا چاہئے کے کہ کہ کہ کہ کہ کہ کہ کہ کہ جب کہ تا تا ری ایوبی نے فتح پائی ، وہ صرف ابنے مقدس مقام ( بروسٹ لم ) پر قبغہ کرنے کے لئے مقا ، جب کہ تا تا ری جن پر دعوت کے ذریعہ فتح حاصل ہوئی ، وہ یوری کم دنیا کو تاراج کرنے کے لئے اعظم شقط وراس میں بڑی حد تک کا میں اب ہو کی ہے تتے ۔

مغل حکمال بابر اسی جنگیز خال کی نسل سے نتھا۔ وہ ۲۷ ہے، بیں دہلی میں داخل ہوا۔ یہ اسی کی نسل تھی جو ، ۱۸۵ میک موجودہ ہند تنان (مجارت) سے بہت زیادہ بڑے ملک براسلام کی خسادم بنی رہی اسلام کے لئے ان کی خدمات بہت زیادہ ہیں جن کی تفصیل یہاں بیان کرنے کا موقع نہیں۔

اسی زیانہ میں وہ ترکت انی قبائل اٹھے جن کو ہجو تی نزک یا ترکان غز (Oguz Turkmen) کہا جا تاہے۔ اپنے ابتدائی زیانہ میں انھوں نے ایران اور اس کے لمحق علاقوں میں زبر دست تباہی بھیلائی۔
ان سے مقابلہ کے لئے مسلمانوں کے پاس نلوار کی طافت موجود نہ تھی۔ کیوں کہ چنگیز خال اور اس کی نسل رتا تا ری ) پہلے ہی اس کو آخری حازیک تو طرح بے تھے۔

مغل بنا تاریوں کی طرح ، نر کان غزیے کے لیے میں دعوت کی خامون اور پرامن طاقت ہی ملانوں سے کام آئی ۔ تاریخ اگر چپراس کی تفصیل نہیں بنانی که نر کان غزیے قبائل برپر دعونی کا کمس طرح ۲۵۸ کیاگیا۔ تاہم پیقینی ہے کہ اسلام کی دعوتی طافت ہی نے آخر کا رائھیں سخرکیا۔ ان کامٹلہ صرف اس طرح ختم ہواکہ وہ اپنے آبائی دین کوچپوٹر کرسلانوں کے دینی بھائی بن گئے۔ پروفیسرٹی ڈیلیو آرنلڈنے ندکورہ بالا دونوں واقعات کاذکرکسی تسدرتفضیل کےساتھکیا ہے۔ اس سلسلہ میں وہ اپنی کتا ہے" پرسیجنگ آف اسلام" میں ایکھتے ہیں :

In the hours of its political degradation, Islam has achieved some of its most brilliant, spiritual conquests: on two great historical occasions, infidel barbarians have set their feet on the necks of the followers of the Prophet, — the Saljuq Turks in the eleventh and the Mongols in the thirteenth century,—and in each case the conquerors have accepted the religion of the conquered (p.2).

اپنے بیاسی زوال کے زبانہ ہیں اسلام نے اپنی بعض انتہائی سے اندار روحانی فتو حات حاصل کی ہیں۔ دو بڑے تاریخی موافع ہر وحشی کا فروں نے اپنے پاؤں محسد کے ہیرو ووں کی گردن بررکھ دیئے تھے۔ گی رصویں صدی عیسوی میں سلجوق ترکوں نے اور تیر صویں صدی عیسوی ہیں مغلوں نے ، گرہر بار فاتح نے اپنے مفنوح کے ندم ب کو قبول کرایا۔
اسلام کی تاریخ میں ایک متا زیام عثمانی ترکوں کا آتا ہے۔ یہ انھیں ترکان غزکی اولاد سے من کا اوپر ذکر ہوا۔ انھوں نے ترکی میں اس عظیم نے لافت کی بنیا دولی جو چھ سوس ال سکم ملسان انم من کا اوپر ذکر ہوا۔ انھوں نے ترکی میں اس عظیم نے لافت کی بنیا دولی جو چھ سوس ال سکم ملسان انم دہی ۔ پہلی عالمی جنگ کے بعد وہ صرف ۱۹۲۲ء ین تم پھوکی :

Turkish Osman, who is regarded as the founder of the empire that spanned six centuries and came to an end only in 1922.

Encyclopaedia Britannica, Vol. 13, p.771.

یهی عثمانی ترک نتیے خبوں نے ترکی کی وہ عظیم خلافت قالم کی حب کا صدر مقام مطنطنبہ تھتا۔ ین خلافت پہلی جنگ عظیم کک پوری طافت کے ساتھ اسلام کی پاسانی کرتی رہی۔ یہ مدت چھ سوسال تکھیلی ہوئی ہے۔

نگویا صلاح الدین ابوبی کشمشیری طاقت صرف ۲۵سال کے لئے اسلام کی باسسبان بنی تقی ، گر اسلام کی دعو تی طاقت جے سوسال تک اسلام کی عالمی با سبانی کرتی رہی ۔ بیر واقعہ قیات بیک کے لئے اس بات کی نشانی ہے کہ نلوارے ، نقابلہ میں دعوت کی طانت بے نشارگٹ حد تک ۲۵۹ زیادہ ہے۔ اس کے باوجود جولوگ" تلوار" کی عظمت کے قصیدے پڑھیں اور دعوت کو ناقابل لحاظ سجھ کر جھوڑ دیں، ان سے زیا دہ نا دان بلائٹ بہراس آسمان کے بنچے اور کو نئ نہیں۔ فومی ساست

اسلام ایک قائم شدہ مذہب اور تاریخی طور پر ایک مسلّم خفیقت ہے۔ جب کوئی دین یہ حیثنیت حاصل کرلے تو وہ اپنے آپ بھیلنے لگتا ہے۔ جبالی مدارک ہزارے اس کے بعد ابک ہزارے اس کے بعد ابک ہزارے کھی زیادہ مدت بک اسلام اپنے آپ بھیلتا رہا ہے۔

اسلام کے بھیلائو ہیں پہلی بار کاوٹ موجود ہنیٹ نلزم کے دور ہیں پیدا ہوئی۔ قدیم زمانہ میں ایک فوج کا دوسری فوج سے شکر اؤ بیش آتا تھا۔ عام انسانی آبادی پر اسس کاکوئی از تنہیں پڑتا تھا۔ موجودہ زیانہ میں ایک فوم در سری قوم سے شکر اتی ہے۔ اس طرح شکر اؤسے بننے والی دوری اور منا فرت پوری کی لوری قوم میں جیل جاتی ہے۔

موجوده زبانه کے مسلماً نوں نے دعوت کے اعتبارے جوسب سے بڑ اجرم کیا ہے ، وہ یہ سے کہ انفول نے دوسری تومول کی تقسلید ہیں اپنی ملی جد وجہد کے لے اس قومی سیاست کا انداز اختیار کرلیا۔ اس طرح اسلام کی لبی تا ریخ میں پہلی با رالیا ہواکہ پوری کی پوری نو ہیں اسلام سے متنفر ہوگئیں۔

مسلمانوں پر فرض کے درجہ بیں صروری ہے کہ وہ قومی سیاست کا انداز مکمل طور پرچھوڑ دیں، تاکہ قومی سطح برسپ بدا ہمونے والی ضدا ورنفرت کی فضاختم ہوا وراسلام کی اثناعتِ عام کا دروازہ کھلے۔ تومی سیاست کا ترک ہماری کمی جدوجہد کا پہلا زمینہ ہے، اس کے بغیر کمی جدوجہد سکیط وں سال میں بھی کی نیتجہ پر پہنچے والی نہیں۔

## حكمتِ دعوت

لك أت قبعانا منسكاً هم ناسكوة فلاينا رعتك فى الاسروادع الى رباك انك لعلى هلى متقيم وإن جادلوك فقل الله اعلم بما تعملون - الله يحكم بينكم يوم القياسة فيماكن تم نيه تخت لفون -

( الحج ٤٧ - ٤٩ )

ہرامت کے بیے ہم نے ایک طریقہ کھہرا دیا تو وہ اس ا طرح عمل کرتے ہیں۔ بیس وہ تم سے اس امر میں جھکڑا نہ کریں ۔ اور تم اپنے رب کی طرف بلا کو بیشک تم سیری راہ پر ہو۔ اور اگر وہ تم سے جھکڑا اکریں تو کہو کہ اللہ خوب جانتا ہے جو کچھ تم کر ہے ہو۔ اللہ تمہارے درمیان قیامت کے دن فیصلہ کر دے گا جس چیز میں تم اختلاف کرتے تھے۔

اس آیت کے نتائن نزول کے سلسلہ میں یہ روایت آئی ہے کہ وہ اسس وقت اتری جب کہ مشرکوں ربیل بن ورت ، نشر بن سفیان ، یزید بن خلیس ) نے اہل ایمان سے کہاکہ تمہارا کیا حال ہے کہ جس جانور کو تم نے مارا اس کو تم نہیں کھاتے ، یعن مردار کو وزن ندسے بن قال المشرکون المسلمین مالک متاکلون ماقتله الله یعنی المیستة ، تفیرالنفی ، الجزرا ثالث ، صفحه ۱۱۰)

رسول النه صلے اللہ علیہ ولم جب عرب میں تشریف لائے تو عرب کے لوگ معروف معنوں میں بے دین منظے ۔ انھوں نے صفرت ابرائم ہم اور حصرت اسماعیل سے نام پر ایک ڈھانچہ اختیا رکر رکھا تھا۔ رسول اللہ علیہ ولم کی لائی ہوئی تعلیات اس ذہبی ڈھانچہ سے کراتی تھیں ۔ رمثلاً ان کے مروجہ مذہب میں مردار جائز تھا، جب کہ رسول اللہ صلے للہ علیہ ولم اس کوحرام بتاتے سے اس طرح کے اختلافات کی بنا پر وہ آپ سے بد کے سے ۔ وہ اپنے آپ کو بزرگوں کے راستہ پر چلنے والا کہتے سے ، اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ ولم وہ آپ سے بد کے سے ۔ وہ اپنے آپ کو بزرگوں سے سے کرنیا راست نکالا ہے ۔

اس سلسله مین رسول الله صلے الله علیہ ولم کویہ ہدایت دی گئی کہ آپ ان ظواہر میں مذا تجھیں۔ جو لوگ اس قسم کی جیسے زول کو لے کر بجٹ کرنے آئیں۔ ان سے اعراض کرنے ہوئے اصل صراطِ سیقم دعوت الی اللہ ، پر نوائم رہیں۔ داعی کو جا ہیے کہ وہ اپنے مدعو کے سلمنے ہمیشہ اساسی تعلیما نے ۱۲۶۱

رکھ، وہ ظاہری امور اور فردعی اخت لا فات میں اس سے نہ اکھے ۔

آیت میں نَلاً یُنَازِعَنَکُ فِی الْاُمْرِ کا فقرہ ہے۔ اس کالفظی ترجمہ یہ ہے کہ اس امریس وہ تم سے حملًا انکریں ۔ بہاں خطاب کا رُخ بظام فریق نانی کی طرف ہے۔ مگریہ ایک اسلوب ہے۔ ورمذ ساں اصل مخاطب خود فرنق اول ہے۔ یعن ظاہر کلام کے اعتبار سے مدعوسے کہا جار ہاہے کہ وہ جھگڑا نہ کریں۔ مگرحقیقت کے اعتبار سے یہال بر کہا گیا۔ ہے کہ خم ان سے جھکڑانہ کرو۔ عربی میں اگریہ کہا جائے کہ لاکیفہ بَیّلة زیث اوس کامطلب یه نهی موسکا که زید کومنع کمیا گیب که وه تم کورز مارے - بلکه خود مخاطب سے كهاككي كرتم يك طرفه احتياط ك ذرايعه اس كى كوسنسش كروكه زيرتم كومار في بائه السيام ،

قال الزجاج معنى قوله (لاينازعتك) لاتنازعهم زجائ في كماكه لابنًا زعتك كامطلب يرب ك انت- كمايقال لايخاصستك فلان - احب تم خودان سيزاع بذكرو عيساكه كرا جا تاسي لاتخاصمه وهدن اجائز فديما يكون بين فلأل آدمي تم سے مخاصمت مذكرے ، يعن تم اس سے اشنین - و ذالك لان المن العسة و مخاصمت كى لؤبت رأنے دو - يراس وقت ك المخاصمة لاتتم الآباشين فاذارك ييب بحب كرزاع دواً دميول ك درميان مو احدهما ذهبت المخاصمة -

(التفسير لمنظهري، المحالد الساوس، صفحه ۲۶۳)

اسس بیے کہ زاع اور حبگڑا دو آ دمبوں کے بغیر منیں ہوسکتا۔ بیں جب دونوں میں سے ایک شخص نزاع چھوڑ دے نوجھگڑا اپنے آپ ختم

اس قرآنی حکم کا واضح مطلب یہ ہے کہ جوشخص خدا کے دین کی دعوت دینا جا ہتا ہو،اس برلازم ہے کہ وہ دعوت کے ساتھ نزاع کوجمع نہ کرہے۔

د اعی اور مدعو کے درمیان اگرنز اع کی نصا ہو تو مدعو کہی کھلے ذہن کے سب بھ داعی کی بات نہیں سنے گا۔ اس بیے داعی کو یک طرفہ طور بریہ ذمہ داری لبنی پڑتی ہے کہ صبراور اعراف كاطريقة اختياركرك ابينے اور مدعو كے درميان معت دل فضاكو بانى ركھے تاكه بدعواس كى باتوں پرہدروان غورکرسکے ۔

برزاع خم موسكت ہے، بستر طيكه ايك فرني اس كو بلا شرط خم كردہے.

اعراض كالصول

یه رسول الند صلی الله علیه و کم کاطریقه تھا۔ اس کو ایک نفظ میں اصول اعسراض
(Principle of avoidance)
کیا جائے۔ جب فرین شانی کی جارحیت کی بن ایر کوئی اور جارہ کا کا باتی ندر ہے تو بشرط تیاری اور باتی ندر ہے تو بشرط تیاری اور باتی در مقابلہ کیا جائے۔ جب فرین شانی کی جارحیت کی بن ایر کوئی اور جارہ کار باتی ندر ہے تو بشرط تیاری اور باتی در مقابلہ کیا جائے۔

بدر کامقابلہ اسی طرح بیش آیا۔ کہ کے زیا نہ قیام بیں آپ کے مخالفین آپ کے جانی ڈسمن ہوگئے اور بہ بیلہ اسی طرح بیش آیا۔ کہ کے زیا نہ قیام بیں آپ کے مخالفین آپ کے جانی ڈسمن ہوگئے اور بہ بیلہ اعراض کے ہوگئے اور بہ بیلہ اعراض کے ہمال برعل کرتے ہوئے آپ نے اپنے وطن کو ججوڑ دیا اور کمہ سے نکل کرید بینہ جلے گئے۔ ہجرت دراصل اعراض ہی کی ایک صورت ہے۔ تیا ہم آپ کے مخالفین کا غصہ ٹھنڈ انہیں ہوا۔ وہ نظم سے کرلے کر مدینہ پر حملہ آور ہوئے ، اس وقت آپ نے بدر کے متقام پر ان کا متقابلہ کیا۔

اصد کی جنگ کا معاملہ بھی بہی تھا۔ یہ جنگ عبن مدینے کی سرصد پر بہوئی۔ اس کامطلب یہ ہے کہ قریب کے اور برجار جا ا کے قریب کمیسے تین سؤمیل کا فاصلہ طے کر سے مدینہ آنے اور یک طرفہ طور پر آپ کے اور برجار جا مانہ مملہ کیا۔ اس وقت آپ نے اپنے اصحاب کولے کران کا مقا بلہ کیا۔ اسی طرح حنین کی جنگ بھی سراسر کیطرفہ تھی۔ آپ اپنے اصحاب کے ساتھ فاموش سے طائف جارہے تھے۔ راستہ میں اچا نک تنبیلہ ہوازن کے لوگوں نے آپ اپنے اصحاب کے اور نیرول کی بارسٹس شروع کر دی۔ اس طرح وہ واقعہ بیش آباجس کو اسلام کی تاریخ بیں غزوہ خنین کہا جاتا ہے۔ رسول السُّر صلی السُّرعلیہ وسلم نے با قاعدہ جنگ صرف تین مواقع پر کی ہے (بدر ، احد ، حنین ) اور تینوں کی حقیقت ہی تھی ۔

غزوهٔ احزاب کا و افعہ اعراض کے طریقہ کی ایک نہایت بی آموز مثال بیش کرنا ہے۔

ذو القعدہ سے مدھ میں قریش نے دوسرے قبائل کو لے کردس ہزار کی جعیت بنائی اور زبردست تیاری کے ساتھ مدینہ پرجملہ کیا۔ رسول الٹر صلی الٹر علیہ وسلم اپنے اصولِ اعراض کے تحت برابر دشمن کی خبر بی ایا کہ تے تاکہ بروقت بجاؤ کی کا رروائی کرکیں۔ جب آپ کو معلوم بو اکہ قشمن کی فوج مدینہ کی طوف بڑھ رہی ہے تو آپ نے مدینہ کے شمال مغرب میں ، جو مدینہ کا کھلا ہوا حصہ تھا، خندتی کھود نے کا فیصلہ فر بایا۔ چھون شب وروز کی محنت سے خندتی میار ہوئی گئے۔ اپنے اصحاب کے ساتھ بنفس نفیس اس کام میں شریک ہوگئے۔ یہ خندتی مبائی میں تقریباً یا بنج ہزار ہاتھ تھی۔

گیرائی اور جوڑائی کم و بیش دس دس ہاتھ تھی۔

گیرائی اور جوڑائی کم و بیش دس دس ہاتھ تھی۔

اس طرح خنگری کی صورت میں آپ نے اور دست سے درمیان ایک آٹ تا الم کردی ۔
جنا بخہ دنتین کی فوج گھوڑ ہے اور اونٹ برسوار ہوکہ حب مدبنہ کے پاس پہنجی توخت تی دیجہ کرآگے
نہ بڑھ سکی ۔ وہ اس کے دوسری طرف رک گئی ۔ انھول نے خندق کے دوسری طرف سے تیزا ور بتھ کھیکے
جس کے نتیجہ میں چند سلمان شہید ہوگئے ۔ بھر بھی آپ نے دونوں گروہوں کے درمیان با قاعدہ ٹر بھیڑ
کی نوبت نہ آنے دی ۔

خندق کے دوسری طرف بڑا و ڈالے ہوئے سے کہ ایک نئی صورت حال سامنے آگئی۔ اس وقت خندق کے دوسری طرف بڑا و ڈالے ہوئے سے کہ ایک نئی صورت حال سامنے آگئی۔ اس وقت مدینہ کے اندر یہودکا ایک بڑا قبیلہ آبا و تحاجس کو بنو قریظہ کہا جا تا بخا۔ بنو قریظہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ناجنگ معاہدہ تھا۔ گر اس نا ذک موقع پروہ غداری پر آبادہ ہوگئے۔ انھوں نے قریش کے ساتھ مل کر یہ منصوبہ بنا یا کہ قریش کسی نکسی طرح خندق بادکرکے مدینہ بیں گھس آئیں، اوروہ اندریسے ان کے اوبرجم لے کردیں مسلمان اس دوطرفہ مملہ کا مقابلہ نہ کریکس گے اور زبر وست

شکہت ہے دوجار ہوں گے۔

یہ ایک بہایت نازک صورت حال تھی جس کانقشہ قرآن (الاحزاب ۱۰) میں ملتا ہے۔ تاہم اب بھی آپ کی نگاہ اعراض پر بھی ندگر کا کہ پر کے باس آئے اب بھی آپ کی نگاہ اعراض پر بھی ندگر کر اور پر نوش قسمتی سے اس وقت ایک نوسلم آب کے باس آئے وہ ایک معروف آ دمی تقے اور ان کا نام نُعیم بن سعو دیتھا۔ انھوں کہا کہ اے خد اکے رسول ، میں نے اسلام قبول کر لیا ہے ۔ مگر لوگ ابھی میرے اسلام ہے باخبر نہیں۔ اس وقت میرے کرنے کا کوئی کام ہو تو آب مجھے اس کا حکم دیں ۔ آپ نے فریا یا :

اِنَّهَا اَنْتَ فِيْنَا رَجُلُ وَاحِدُ - فَحَدِّ لَ عَبَ اللهِ مَهِ اللهِ مِن اللهِ مِن اللهِ مِن اللهِ مِن اللهِ اللهُ اللهِ اللهُ اللهُ

جب خندقی کا رق کا رفی کے باوج دجنگ کا خطرہ ختم نہیں ہواتب بھی آپ نے جنگ کا مصوبہ نہیں ہواتب بھی آپ نے جنگ کا منصوبہ نہیں بین بنایا بلکہ جنگ سے بچنے کے لئے آپ نادعہ " مک گئے۔ تلوار استعمال کرنے کے بائے آپ کا " خدعہ " منگ سے بچنے کے لئے تقا نہ کہ جنگ بیائے آپ کا " خدعہ " جنگ سے بچنے کے لئے تقا نہ کہ جنگ بیائے آپ کا " خدعہ " جنگ سے بچنے کے لئے تقا نہ کہ جنگ میں کو د نے کے لئے۔

کو محد کے حوالے کردیں گے تاکہ وہ انھیں قتل کر سکیں۔ تمہاری معلانی کے لئے میں نے یہ خبرتہیں بنیادی ہے۔ اب تم لوگ اپنی تدبیر سوچ لو۔

ابن اسحاق کی روایت کے مطابق ، شوال سے میں منچر کی رات کو قریش کے بعض افراد خفیہ طور پر بنو قریظہ کی سبتی میں گئے اور ان سے مینگ کاعلی نقشہ طے کرنے کے لئے کہا تو بنو قریظہ نے جواب دیا کہ یہ ایک نازک معاملہ ہے ۔ اس لئے ہم چاہتے ہیں کہتم ہے بھتین دلا و کہتم ہم کو مدینہ ہیں ہے یارو مددگار نہیں ججوڑو گے۔ اور اس کی صورت یہ ہے کہتم اپنے کچھ آدمی ہمارے پاسس ضمانت کے طور پر رکھ دو۔ اس کے بعد ہم ضرور تہارے سانھ مل کر محد کے خلاف لڑیں گے۔

قریش اور عطفان کے سردارول کوجب بنو قریظہ کی بیٹ مطمعلوم ہوئی تو ان کو بیت ن ہوگیا کہ تعیم بن سود نے اخیں جوخبردی تھی وہ صبح تھی۔ دو سری طرف جب قربیش اور غطفان اس سے رط پر راضی نہیں ہوئے تو بنو قریظ کو نئیم بن سعود کا مشورہ بالکل درست معلوم ہوا۔ اس طرح دونوں فریقوں کے در سیان ایک دو سرے سے در سیان ایک دو سرے کے فلاف بے اعتمادی بیے دا ہوگئی۔ اور الٹرنے دونوں کو ایک دو سرے سے دور کر دیا (خصن کی اس کے بعد قریش اور بہود کا انحاد ٹوٹ گیا۔ مزید یواقع ہوا کہ اللہ نہ نہ تا تاریخ دی۔ وہ لوگ بایوسی اور گھر اب سے کے عالم میں ۲۰ دن کے بعد واپس جائے گئے۔ وہ لوگ بایوسی اور گھر اب سے کے عالم میں ۲۰ دن کے بعد واپس جائے گئے۔ سے رسول اللہ کی تد بیر بھی جنگ کور و کئے کے لئے تھی ، اور اللہ تعالی کے بعد واپس جائے گئے۔ سے دہ تھی کہ دو لوب فریقوں بی جنگ مذہ اور اللہ تعالی کے اندھی کی شب کل بیں جو مدد بھری وہ تھی اس لئے تھی کہ دو لوب فریقوں بی جنگ مذہ نے بائے۔

غُرُوهُ خند تن کا افعہ واضع طور پر ثابت کرتا ہے کہ رسول النّرصلی اللّہ علیہ وسلم کا طریقہ بیتھا کہ جنگ اور شکرا نوسے آخری حد تنک اعراض کیا جائے۔ حتی کہ جنگ کو ٹالیا اس سے بہتر ہے کہ خدعہ کا طریقہ اختیار کرنا پڑے تواس سے بھی دریغ نزکیا جائے۔ ندعہ کے ذریعہ جنگ کو ٹالنا اس سے بہتر ہے کہ خدعہ مذکر منال کا خطرہ مول لیا جائے۔ خُدعہ سے مرادو ہی چیز ہے جس کو اردو بین حیالہ اور انگریزی میں (Trick) کہتے ہیں۔

اس معالمہ کی آخری حدیہ ہے کہ خود النہ تعالیٰ کوجنگ اور ٹر بھیڑ لیب ندنہیں ۔ یہ نابت ہے کہ غزوہ وہ خزوہ کے اللہ تعالیٰ نے تیز آندھی بھیجی تاکہ شمن کی سفیں منتشر ہوجائیں اور وہ گھراکر بھاگ کھڑے ہوں۔ نکا ہرہے کہ اللہ تعالیٰ آندھی کے بجائے فرشتے بھی بھیج سکتے تھے جو رسول اور ۲۲۹

اصحاب رسول کی طرف سے ان کے ڈیمنوں سے لڑیں۔ جیسا کہ اس سے پہلے اللہ تعالی نے غزوہ بدر کے ہوتے پر کیا تھا۔ گرالٹہ تعالی کی طرف سے اس قسم کا معاملہ بار بار نہیں کیا جاتا۔ چنا نیج دبگی مدد کے لئے فرضت صرف ایک بار ، خاص مسلحت کے فت ، غزوہ بدر ہیں اتر سے تھے ۔ اس کے بعد وہ نہیں اتر سے - حضرت عبداللہ بن عباس سے روابت ہے کہ فرضتے جنگ بدر کے سواکسی اور موقع بر نہیں لڑے ۔ وضرت عبداللہ مقائلہ بل کوشتوں (قال لم تقات ل المسلام کے آلا یوم مبدر ) و وسری روایت یں یہ الفاظ بی کوشتوں نے جنگ بدر کے سواکسی اور موقع پر تلوار نہیں ماری ( لم تضرب المسلام کے یوم سوی یوم سوی یوم بدد ) تفسیران کشر ، البر والاول ، صفح بر ۳۰

فرشتوں کی تذرکت کے اعتبار سے جنگ بدر کی حیثیت عموم کی ہمیں ، بلکہ استناء کی ہے جمومی طور پرالٹر کو بہی پہند ہے کہ جنگ سے اعراض کیا جائے۔ گر بدر سے موقع پر مخصوص اسباب کے خت فرت توں کی مدد بھیج کر اہل اسسالم کو اہل کفر سے ٹرایا گیب تاہم اس قسم کا واقعہ اسلام کی ابتدائی تاریخ میں صرف ایک بار ہوا۔ اس کے بعد مجراسے و ہرایا نہیں گیا۔ گو یا خدا کے مصوبہ میں جنگ ایک یار کے لیے تھی اور اعراض کی تدبیر ہریا رہے گئے۔

بارسے میں اردا ہوں کو مجرد طور میر دیکھئے تواس کی معنوبت پوری طرح سمجھ میں نہیں آئے گی۔ گر اعراض کے اصول کو مجرد طور میر دیکھئے تواس کی معنوبت جب اس کورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بقیبہ زندگی سے ملاکر دیکھا جائے تواس کی بے بناہ معنوبیت فور اُسمجھ میں آجاتی ہے۔ خقیقت یہ ہے کہ اعراض کا اصول وہ اہم تد بیر ہے جس کو ایک بامقصد انسان ابنے مقصد پیسلسل فائم رہنے کے لئے ہمینتہ اختیار کرتا ہے۔

رسول الدنسلى الله عليه وسلم عسائے ايک اہم تربي مقصد تھاجس ميں آپ رات دن مصروف رہتے تھے۔ يہ مقصد تھا؛ الله كے بندوں يك الله كے بنيام كو بہنچا نا، الله كے بندول كو الله كى رحمت كے سايہ ميں لئے آنا۔ اس عظيم مقصد كا نقاضا تھا كہ آپ ہراس شنوليت سے دور رہيں جو آپ كو دعوت الى الله كے راست تب ہٹا دينے والا ہو۔ يہى وصب ہے كہ آپ ہميشہ شكرا فرسے بچنے كى كوشش كرتے دے الى الله كے رائد كى وضا دعوت كى فضاكى فاتل ہے۔ محكم الحرب بيش آنے كے بعد مرعوا چانك حراف اور رقيب كى الحرب كا كام رقيب كى سورت اختيار كر ليتا ہے۔ اور حرافي اور رقيب كے او پرمعت دل انداز بين دعوت كا كام نہيں كيا جا الله علیہ اور رقيب كے او پرمعت دل انداز بين دعوت كا كام نہيں كيا جا گا۔

#### داعي كااخسلاق

داعی کے دل میں اپنے مدعو کے لئے بے بین اہ شفقت ہوتی ہے۔ وہ مدعو کی بدایت کا حسریمیں بن جا تاہے۔ یہ چیز اسس کو مجبور کرتی ہے کہ وہ مدعو کے ساتھ یک طرفہ صن سوک کر ہے۔ داعی کے اخلاق کو ایک شخص سے ایک جملہ میں اس طرح بسیان کیا ہے ۔۔۔۔ خدا نجارت کو اپنامبلغ بنا تاہے ؛

God is making commerce his missionary

یہ الفاظ داعی کے افلاق کو بہت خوبی کے ساتھ واضح کررہے ہیں ۔ داعی کا افلاق وہی ہوتا ہے جوتا جرکا احن لاق ہوتا ہے۔ اس فرق کے ساتھ کہ داعی کا افلاق خدائی مجت کے جذبہ سے ابتتا ہے اور تاجر کا افلاق مادی فائد سے کے جذبہ سے ۔ تاجر آخری حد تک اپنے گا بک کی رعایت کرتا ہے ۔ وہ گا بک کی طرف سے بیش آنے والی ناگواریوں کو یک طرف طور پر بر داشت کرتا ہے ، تاکہ گا بک سے اس کا سودا ہو سکے ، تاکہ گا بک کے ساتھ اس کا معاملہ بگڑنے نہ یائے۔

اسی طرح داعی بھی اپنے مدعو کی آخری حد تک رعایت کرتاہے۔ وہ مدعو کی زیاد تیوں کو نظرانداز کرتاہے تاکہ وہ اس سے متوحش منہ مور داعی اور مدعو کے درمیان معتدل فصا کا ہونا لازمی طور بر صروری سے ۔ اور داعی یک طرفہ طور بریہ ذمہ داری لیتاہے کہ وہ اس فضن کو ڈسٹرب منہ ہونے دے گا۔

داعیاں اخلاق کا یہ تصور حصزت میسے علیہ استلام کی تعلیمات کے عین مطابق ہے اوراسی طرح اسلام کی تعلیمات کے مطابق بھی ۔

## سيسى تعليم

یہاں ہم حضرت مسے علیہ انسلام کے ایک وعظ کے جند الفاظ نقل کرتے ہیں۔ متی کی انجیل ہیں آپ کا ایک وعظان الفٹ اظ بیں آیا ہے:

"تم سن چکے ہوکہ کہا گیا تھا کہ آنکھ اور دانت کے بدلے دانت ہے بدلے دانت ہے بدلے دانت ہے بدلے ہوکہ کہا ہوں کہ شریر کا مقابلہ مذکر نا بلکہ جو کوئی تیرے داہنے گال پر طما بنجہ مارے دور سرابھی اس کی طرف بھیردے اور اگر کوئی تجہ برنالش کر کے تیراکر تہ لینا چاہے تو چینہ بھی اسے لے بینے دے ۔ اور جو کوئی تجہ سے آب کوس بے گار ہیں ہے جائے اس کے سابھ دو کوس چلا جا۔ جو کوئی تجہ سے مانگے اسے دسے اور جو تجہ سے قرض چاہے اس سے منہ ند موڑ۔ تم سن چکے ہو کہ کہا گیا تھا کہ اپنے بڑوسی سے مجت رکھ اور اپنے دشمن سے عداوت سے منہ ند موڑ۔ تم سن چکے ہو کہ کہا گیا تھا کہ اپنے بڑوسی سے مجت رکھ اور اپنے دشمن سے عداوت

لیکن میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ اپنے دشمنوں سے مجت رکھواور اپنے ستانے دالوں کے بیے دعاکرو تاکہ تم اپنے باپ کے جو آسمان برہے بیٹے عظہروکیوں کہ وہ اپنے سورج کو بدوں اور نیکوں دولوں برجپکا تاہے۔ اور راست بازوں اور ناراستوں دولوں پر مینھ برسا تاہے ۔ کیوں کہ اگرتم اپنے محبت رکھنے والوں ہی سے مجت رکھو تو تمہارے بیے کیا اجرہے ۔ کیا محصول لینے والے بھی ایسا نہیں کرتے ۔ اور اگرتم فقط اپنے کھا بیوں ہی کوس لام کرو تو کیا زیا دہ کرتے ہو۔ کیا غیر توموں کے لوگ بھی ایسا نہیں کرتے ۔ بیں جا ہیے کہ تم کا مل ہو جیسا تمہار ا آسمانی باپ کا مل ہے (متی اور اسلام)

حصرت مسیح کی اس تعلیم کی گہرائی کو جولوگ بنیں سیمنے وہ اس بر اعتراص کرتے ہیں۔ وہ اس کو انفعالیت انفعالیت (Passive character) کے ہم معنی سیمنے ہیں اور بہ مہمنے ہیں کہ اس قیم کی انفعالیت تابل علی نہیں۔ اس فتم کی انفعالیت کے سیاحة موجودہ دنیا میں رہنا ممکن نہیں۔

گریسراسرغلط فہنی ہے۔ حصرت میسے نے اپنے ان الفاظ میں داعی کا اخلاق بت یا یہ نکہ عام اخلاق۔ داعی کو اپنی بات کو دوسروں کے دل میں اتار دینا جاہتا داعی کو اپنی بات کو دوسروں کے دل میں اتار دینا جاہتا ہے۔ وہ اپنی بات کو دوسرے انسانوں کے اندر فکری انفت لاب لانا جا ہتا ہے۔ یہ بات اس وقت ممکن ہے جب کہ داعی اور مدعو کے درمیان مختدل فعنا ہو نہ کہ جھگراہے اور مقابطے کی فعنا۔

یہ مخدل فضا دوط فہ مبنی د کریمی قائم نہیں ہوسکتی۔ داعی اگریہ جاہے کہ دوسرے لوگ کھند سے ہوں نو وہ بھی کھنڈ ارہے گا اور اگر دوسرے لوگ گرم ہوجائیں تو وہ بھی کرم ہوجائے گا تو ایسی حالت میں کہی دولوں فریقتوں کے درمیان سننے اور سنانے کی فضا فائم نہیں ہوسکتی میہی وجہ کہ داعی کو کیطوفہ طور پریہ ذمہ داری لینی پڑتی ہے۔ وہ مرعو کے رویہ سے اوپر اکھ کریہ کوسٹسٹ کرتا ہے کہ دولوں کے درمیان متدل فضا قائم ہے۔

داعی اور مرعو کے درمیان جھگر اکثر کسی نہ کسی ما دی بنیا دیر قائم ہوتا ہے۔ حصزت میجے کے وعظاکا خلاصہ یہ ہے کہ جب داعی اور مرعو کے درمیان کوئی ما دی جھگر اپید اہو تو داعی کو جا ہیے کہ یک طرف طور پر ما دی نقضان کو بر داشت کر ہے تاکہ دعوت کی راہ میں کوئی عبر متعلق رکا وسط حائل نہ ہو سے پائے۔ مدعو اگر د اعی سے اس کا "کرنا " جھینے تو داعی کو چا ہیے کہ وہ کہے کہ تم کر ہے کے ساتھ میرا " چفہ "بھی مدعو اگر د اعی ہے اس کا مرسنو۔

داعی کامت م داعی کی حیثیت اور اس کامت م سمجنے کے لئے ایک حدیث کامطالعہ مناسب ہوگا:

عن إ بي خرّ رضى الله عند قال تال رسول الله صلى الله عليه: انى ارئى ما لا ترون واسع ما لا تسمعون اطّت السماء وحقّ لها ال ترطّ ما فيه عامونع اربع إصابع الله و ملك واضع جبطت مساجلًا لله تعسالى - والله لو تعسلمون ما اعلم لضحكتم في ليلا ولم بكيتم كشيرا وما تن لذذت مبالنساء على الفرش - ولخرج بتم الى الصعدات تجارون على الفرش - ولخرج بتم الى الله تعسائى -

وفى رواية النّا باذرقال؛ لوددت انى كنت شجرة تعضد رسّرمذى ابن ملجه احمل

حفرت الودر سے روایت ہے کہ رسول الد صلے الد علی و میت اور میں و کھتے اور میں وہ منتا ہوں جوتم نہیں ویکھتے اور میں وہ منتا ہوں جوتم نہیں سنتے ۔ آسمان بیں چرچا ہے میں میں میں میں ہور ہی ہے اور اس کے لئے حق ہے کہ اسس بی چرچرا ہے ہو۔ آسمان بیں کوئی چارا نگل جگ بھی نہیں گرید کہ وہاں ایک فرشتہ اپنی پنیانی جھکا کے ہوئے التہ کو تجدہ کر ہے کہ التہ کو تجدہ کر ہے کہ التہ کو تا ہوں تو تم ہنتے کم اور روتے زیا دہ ۔ اور لبترول جانب ہوں تو تم ہنتے کم اور روتے زیا دہ ۔ اور لبترول برتم ہارے لیے عور تون میں لندت نہ رہ جاتی ۔ اور برتی تم خداکو بکارتے ہوئے سید انوں کی طرف نکل جائے۔ ایک روا بیت کے مطابق ، حضرت ابو ذر نے بیٹ بیان کر نے کے بعد کہا : میری تمنا ہے کہ میں ایک ورخت ہوتا جو کاٹ وہاما تا ۔

اس مدبیث بیں سینیر کا جرحال بہت یا گیا ہے وہی داعی کا حال ہوتاہے۔اس فرق کے سانھ کہنمیر اس کیفیت بیں آخری کمال کے درجہ پر ہوتا ہے اور عام داعی اپنی اپنی استعدا دکے درجہ پر۔

فدا کا داعی و ہی شخص بن سکتاہے جس کی معرفت اُتنی بڑھی ہوئی ہو کہ غییب اس سے لئے شہود کا درجہ ماصل کرلے۔ جو اپنے تصور کی آنکھ سے ان چنروں کو آج ہی دیچھ لے جن کو موت کے بعد ہراً دمی اپنی پیشانی کی آنکھ سے دیکھے گا۔

لوگ عالم ظاہریں الجھے ہوتے ہیں بھروہ عالم عیب کی نبردینے والے کیسے بن سکتے ہیں۔ لوگ خدا سے دور ہیں بھر کیسے مکن ہے کہ ان کی زبان سے معانی کا وہ چیٹمہ جاری ہوجو خدا سے فریب ہونے کے بعد می کسی کو حاصل ہوتا ہے۔ یہی موجودہ زیادہ میں ہمارے سلک کا آغازہ اور بہی ہمارے سئلہ کا اختام ہیں۔ لوگوں کومندروں اور گرجب قرب کی گفت ان کے کان کے پردے نہیں ہوئے۔ سٹرک پر انسانوں کا جلوس ان کو اس لئے دکھائی دنیا ہے کہ فرضتوں کی فوج نے ابھی ان کی آن کی آن کی آن کی آن کی آن کی مور کا جلوس ان کو اس لئے دکھائی دنیا ہے کہ فرضتوں کی فوج نے ابھی ان کی آن کی آن کی مورک کو بھی کیا۔ معاشی اور سیاسی انتیا زکی شکا بیت لوگ اس لئے کر رہے ہیں کرقیا مت کے اس ہولناک دن سے ابھی یک وہ باخر بہیں ہوئے جب کہ خور اک کا ایک دانہ نہیں ہوگاجس کولوگ کھائیں اور بانی کا ایک قطرہ نہیں ہوگاجس کولوگ کھائیں اور بانی کا ایک قطرہ نہیں ہوگاجس کولوگ کھائیں۔

توگ انسان کے چھیڑے ہوئے سائل میں گم ہیں ،اس کی وصرف ہے کہ لوگول کو خد اکے چھیڑے ہوئے سائل کی خبر نہیں۔ لوگ الفاظ کا کمال دکھا رہے ہیں، صف اس کئے کہ وہ اسمی تک معانی کی گہرا تیوں سے آٹ شنا نہیں ہوئے۔ لوگ چھوٹے چھوٹے معاملات میں انجھے ہوئے ہیں کیوں کہ بڑے معاملات کو ابھی تک انھوں نے جانا ہی نہیں۔ آہ وہ انسان جو جانتا ہے کہ وہ جانا ہے۔ حالا محدہ ابھی کہ میں ہنیں مانتا کہ وہ نہیں حانا کہ وہ نہیں حانتا۔

داعی بننے کے لئے پیغیر کے مقام پر کھڑا ہونا پڑنا ہے۔ یہ اس عظیم مقصد کے لئے اٹھنا ہے جس کے لئے نوٹر کے لئے اٹھنا ہے جس کے لئے نوٹر کے اور کت بیں ، یہ انسان کی سطح پرخلا کی نمائندگی ہے۔

داعی بننے کے لئے ضروری ہوتا ہے کہ آدمی اپنے ذاتی تقاضوں کو بھول جا ستے۔ وہ تومی خوا ہنات کو نظرا ندازکر دے۔ وہ ہردوسرے جھکڑے اور مطالبے سے اپنے آپ کوا و پراٹھا ہے۔ وہ ان انول کا خیرخواہ بنے ، خواہ لوگ اس کو گالب ال دیتے ہول۔ وہ تومول کی ہدایت کے لئے نزم ہے، خواہ قومول نے اس کے اوپر ظلم کا آرہ چلار کھا ہو۔ اس کو دوسرول کے لئے سرا پارچم بنا پڑتا ہے تاکہ خدا اس کے لئے سرا پارچم بن جائے۔

دعوت کی لازمی تنسط صبر ہے۔ دنیا یں داعی اور مدعو کے درمیان طرح طرح کے مادی تھ گڑے ہوتے ہیں۔ مگر داعی کو بلا شرط تنسام ما دی حجگڑہ وں کو ختم کرنا بڑتا ہے تاکہ مدعواس کے دبین پیغیب ام کوسنے۔ اس کو کیٹ طرفہ طور پر تمام نفضانات برراضی ہونا بڑتا ہے تاکہ وہ دوسروں کو فائدہ بہنچانے والابن سے . فلاصہ یہ کہ اس کو دنسی اگ تیں جلنا بڑتا ہے تاکہ فدا اس کو آخرت کی آگ میں جلنے سے بہالے۔

اسلام کی تعلیم

عام خیال کے برعکس ، اس معاملہ میں اسلام کی تعلیم بھی حصرت میسے کی تعلیم سے مختلف نہیں ہے۔ داعی کا جو اخلاق حصرت میسے سے بتایا ہے وہی خود بیغیمبراسلام صلی الشرعلیہ وسلم نے بھی مفین فرمایا ہے۔

مثال کے طور پرصہیب بن سنان ایک رومی باشدہ سفتے۔ وہ مکہ میں کاریگری کا کام کرتے ہتے۔ انفوں نے انہوں سنے کام کے ذریعے کچے سونا کما یا نتا۔ پینمبراسلام صلی اللہ علیہ دسلم کی بعثت ہوئی تو انفوں نے اسلام قبول کرلیا۔

مکرسے ہجرت کا حکم ہوا تو وہ بھی مکہ چھوڑ کر مدینہ چلے گئے۔ ان کی ہجرت بیغمبراسلام کی ہجرت سے بعد ہو نی تھتی ۔ بعد ہونی تھتی ۔

روایات بین آتا ہے کہ حضرت صہیب مکدسے مدید جاسنے لیے روانہ ہوئے۔ وہ گھرسے نکلے تو قرین کے لوگوں نے ان کو گھرلیا - انھوں نے کہا کہ تم نے ہمارے بہاں رہ کرسونا کما یا ہے ہم اس سونا کولے کر تہیں مدینہ نہیں جانے دیں گے۔ اس مئلہ پر دولؤں کے درمیان بحت ہوئی۔ آخر میں حضرت صہیب نے کہا کہ اگر میں اپنا سونا تمہیں دے دول تو کیا تم مجہ کو چھوڑ دوگے کہ میں مدینہ جاکر پینی براسلام کے ساتھ مل جا کو ل قرین کے لوگوں نے کہا کہ ہاں ۔ اس پر انھوں نے اپنا سونا لئکال کر انھیں دے دیا اور آگے روان مو کیے ۔

حفزت صهیب مدینه به و نی کربیغیر اسلام سطے اور وہ تصد سنایا جو قراین کے ساتھ بیش آیا ہے۔ بیغبر اسلام نے جب یہ سناکہ حفزت مہیب دشمنوں کے مطالعے پر انھیں سونا دے کربیہاں آئے ہیں تاکہ اسلام کے قافلہ کے ساتھ مل سکیں تو وہ بہت خوش ہوئے۔ انھوں نے فرمایا: اے ابو یحیا، تمہاری تجارت کامیاب رہی دسیج البیع یا ایا یعدی ابولیجی حضرت مہیب کی کنیت کئی۔

پیغبراسلام اور آپ کے اصحاب کی زندگی میں اس طرح کے بہت سے واقعات ہیں جو داعیانا فلاق کی اس نوعیت کی تائید کرستے ہیں۔ اس سلسلہ کا ایک نمایاں واقعہ یہ ہے کہ پیغبراسلام کے وہ سابھتی جو مہاجرین کہے جاتے ہیں وہ اپنے مکان اور جائدا دکو مکہ میں جبوٹ کر مدبینہ پیلے گئے سے جس کو ہجرت کہا جاتا سے۔ ہجرت کے آسٹ سال بعد مکہ فتح ہوا۔ مگر فتح کے با وجو دبیغبراسلام سے اپنے سابھیوں کو یہ اجازت ن دی کہ وہ اپنے جبوٹ سے مکانوں اور جائدادوں پر دو بارہ قبصنہ کریں۔

اس کی وجہ یہ تقی کہ یہ مکانات اور جائدادیں اس وقت خالی پڑی ہوئی نہ تھیں بلکہ ان پر مکہ کے ان لوگوں نے قبضہ کر لیا بھا جو ابھی تک اسلام نہیں لائے سے ۔حتی کہ بعض مکانات کو ان نے فبصنہ کر سے والوں نے کسی اور شخص سے بائھ فروخت کر دیا تھا۔ پیغمبراسلام یہ جا ہتے تھے کہ انھیں اسلام کی دعوت دی جائے اولہ ان کو اسلام کے دائرہ میں لایا جائے۔ ایسی حالت میں اگر لوگ اپنے سابقہ مکانوں اور جائدا دوں پر قبصنہ کرنے گئے تو دو نوں فریقوں کے درمیان زبر دست ما دی جھگڑے کہ کھڑے ہوجاتے ۔ ان ما دی جھگڑ وں کی وجہ سے ان کے اوپر دعوت کا کام مطب ہوکررہ جاتا۔ یہی دعوتی حکمت تھی جس کی بنا پر بیغیبراسلام نے اپنے سابقہ مکانوں اور جائدا دوں کو واپس سابقہ مکانوں اور جائدا دوں کو واپس

قرأن میں داعی نہ اخلاق کے تمام بنیا دی اصول نہایت واضح طور برببیان کیے گیے ہیں۔ ان بنیا دی اصولوں کا یہاں ہم اختصار سے ساتھ ذکر کریں گئے ۔

#### صبر كاطريقة

اس سلط میں قرآن کے ایک اکرانے کا ترجہ بہے:

اور اس شخص کی بات سے اجمی بات کس کی ہوگ جس سے اللہ کی طرف بلایا اور نیک عمل کیا اور کہا کہ میں فرماں بر داروں میں سے ہوں ۔ اور سے بلائی اور برائی برا بر نہیں ۔ تم بدی کو اجھے برتاؤسے دفع کرور بھرتم دیکھو گے کہ تم میں اور جس شخص میں دشمنی تھی وہ ایسا ہوگیا ہے جیے کوئی قریبی دوست ، اور یہ بات اکھیں لوگوں کو نصیب ہوتی ہے جو صرکر نے ہیں اور یہ متھام انھیں کو ملتا ہے جو بڑے نصیب والے ہیں اور یہ متھام انھیں کو ملتا ہے جو بڑے نصیب والے ہیں اور یہ متھام انگیں سے خوبڑے نصیب والے ہیں اور اگرتم شیطان کی طرف سے کوئی اکسا ہے موس کرو تو اللہ کی بیٹ اور اللہ کا استجدہ میں سے دوئی اکسا ہے موس کرو تو اللہ کی بیٹ اور اللہ کی ایسا ہوگیا ہے ۔ شک وہ سننے والا ، جانے دالا ہے ، حم السجدہ ۲۳-۳۳

قرآن کی اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ خداکے بینیام کا داعی بننے کے بیا صالح ہونا بہت مزودی ہے۔ بہاں صالح کا معہوم وہی ہے جس کے لیے ہم اپنی زبان میں موافق کا لفظ بولئے ہیں ۔ آدمی جس جیز کا داعی ہے۔ اس کے مطابق اس کا احت لاق وکر دار بھی ہونا چاہیے ۔ اس کوعل صالح کہتے ہیں ۔ داعی ہے۔ اس کوعل صالح کہتے ہیں ۔

داعی حقیقة ً وہ ہے جوابی دعوت کے حق میں اتنا زیادہ سنجیدہ ہوکہ وہی اس کے نز دیک سب سے زیادہ اہم چیزبن جائے ۔ اس کی نظرمیں دعوت کی اہمیت اننی نیادہ ہوکہ ہردوکسسری چیزاس کے ۲۷۳ یے ٹانوی بن کررہ جائے۔ ایسا آدمی جب دعوت کے سیدان بیں آتا ہے تواس سے اس کردار کا ظہور ہوتا ہے جس کا فرات کی مٰرکورہ آیت میں ذکر کیا گیاہے۔

داعی سے جوعمل صالح مطلوب ہے اس کا ایک لازمی بہلویہ ہے کہ مدعوکی طرف سے اس کوہرائی کا بخربہ موتب بھی داعی اس کے حق میں بھلائی کرے۔ مدعو سے چوط کھا کر بھی اس کے حق میں اس کے دل سے دعا نکلے۔ داعی کو یک طرفہ طور پر اپنے آپ کو حسن سلوک کا پابند بنانا چاہیئے۔ یہ یک طرفہ حسن احت لا ق بلاشہ بہت عالی حوصلگی کا کام ہے۔ اس کے بیے بڑا صبر اور بر داشت درکا رہے۔ مگر اس میں شک نہیں کہ اس یک طرفہ حسن اخلاق میں داعی کی بمت ام کامیا بیوں کا دار جھ بیا ہوا ہے۔

خدائے انبان کی جو فطرت بنائی ہے وہ کیک طرفہ حسن سلوک کے آگے مسحز ہوجاتی ہے۔ بک طرفہ حسن سلوک داعی کاسب سے بڑا ہم ختبار ہے۔ اس لیے جب بھی داعی اپنے اندر انتقت م اور جو ابی اخلاق کا جذبہ ابھرتا ہو ابائے نو اس کو سمجنا چلہے کہ پرت بطان کا وسوسہ ہے۔ شبطان داعی سے اس کا ہم ختبار جھین بینا جا ہم اب کہ داعی نے جیسے ہی جو ابی اخلا قبات کا مظاہرہ کہیا، وہ جھین بینا جا ہم اب کہ داعی ہے جا جیسے ہی جو ابی اخلا قبات کا مظاہرہ کہیا، وہ اپنے مرعوکو کھو دے گا۔ وہ دنیا بیں بھی ناکام ہوجائے گا اور آخرت میں بھی ۔

### بوگوں کے ساتھ خیرخواہی

خداکے تمام بیغمبر خداکے داعی سے ۔ ان بیغمبروں کے بارے ہیں قرآن ہیں بنایا گیاہے کہ وہ سب کے سب ابہیٰ مخاطب قوم کے خرخواہ سے ۔ مثلاً قرآن کی سورہ بمنر یہ ہیں مختلف پیغیبروں کا ذکر ہے۔ وہاں ہر ایک کے بارہ ہیں بتایا گیب ہے انھوں سے ابہیٰ قوم سے کہا کہ میں بمہارا ناصح ہوں (ابلغ کم رسالات ربی دانال کم ناصح امین ، الاعراف ۲۸)

"ناصح "كے معنى عربى زبان بيس خرخواہ كے ہوتے ہيں۔ داعى اپنے مدعو (مخاطب گروہ) كاخيرخواہ موتاہے۔ به خرخواہى داعب بيدا ہوتے ہيں۔ ہوتاہے۔ به خرخواہى داعب داعى كى شخصيت كى اصل ہے۔ اسى سے تمام داعب انداد صاف بيدا ہوتے ہيں۔ خبرخواہى كامطلب يہ ہے كہ آدمى جو كجھ كرر ہاہے ، مخاطب كے فائدے كے ليے كرر ہاہے بذكہ اپنے ذاتى فائدہ كے ليے كر رہاہے بذكہ اپنے ذاتى فائدہ كے ليے ۔

جرخواہی کاجذبہ آدمی کو دوکسرے کے بارہ میں سوچنے والا بناتا ہے ۔ جس شخص کے آہی۔ خرخواہ ہول - آپ لاز مًا اس کی اصلاح وبدایت کے حریص ہوجاتے ہیں ۔ آپ، کا بہ جذبہ آپ کو مجبور کرتا ۲۷ ہم

داعی کی ایک اہم صفت قرآن میں اعراض بتائی گئے ہے ۔ مثلاً ایک جگہ ارک انہوا ہے کہ جاہوں سے اعراض کرو ( داعرض عن الجاهلین ) الاعراف )

اعواص وہ عل ہے جو د اعی کوکرنا ہے۔ اعواصٰ کامطالبہ داعی سے کیا گیا ہے ، مدعو سے اسس کا مطالبہ نہیں کیا گیا ہے۔ گویا یہ وہ عل ہے جو داعی کو یک طرفہ طور پر کرنا ہے۔

اعراض کے وہی معن ہیں جس کو انگریزی میں اوائٹ کرناکہا جاتا ہے۔ لینی فریق نانی کی بات کا ارتبے بغیراس کو نظر انداز کر دینا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ داعی اور مرعو کے درمیان معنی ل فعنا کو باقی رکھنے کی ذمہ داری یک طرفہ طور پر داعی کو فبول کرنا ہے۔ مدعو کا رویہ خواہ جو بھی ہو ، داعی کو بہر حال این مثبت رویہ پر قائم رہنا ہے۔ داعی کور دعل کی نفیات سے آخری صد تک بجنا ہے۔ داعی کو مدعو کے این فیر خواہ ہدروٹ س کو نہیں حیوار نا ہے ، خواہ مرعو نظام راس کا بدخواہ کیوں نہ ہوجائے۔

موجودہ زیا نہ کے مسلم مصلحین میں سے ایک مولانا مخدالیا سس صاحب (۱۹۲۸ -۱۹۸۹) ہیں ان کے اندرخالص دعوت کامزاج تھا۔ ان کا ایک واقعہ دعوتی اخلاق کوبہت اچھی طرح واضح کرتا ۔

مولانا محدانیک صاحب نے بیویں صدی کے رہے اول میں میوات بین بیلیغ کاکام سروع کیا۔ میوات کے لوگ اس وقت جاہل اوران گھڑ سے ۔ مولانا الیاک صاحب وہاں گیے۔ ایک دوزوہ ایک میوات کو کلمہ اور نماز کی اہمیت بتار ہے سے ۔ اس گفتگو کے دوران وہ میواتی کسی بات پر بگڑ گیا اور مولانا الیاک صاحب کو زور سے دھکا دے دیا۔ مولانا الباک صاحب زمین پر گربڑ ہے ۔ تاہم وہ میواتی کی برسلوکی پرعفہ نہیں ہوئے ۔ وہ خامون نی سے دوبارہ اسے اور اپنے کبڑ سے کی گرد جھا لڑتے دوم میواتی کی برسلوکی پرعفہ نہیں ہوئے ۔ وہ خامون کی سے دوبارہ اسے اور اپنے کبڑ سے کی گرد جھا لڑتے

## ہوئے میوانی سے کہا:

احِیا ، تم نو این کام کرکیے ،اب میری بات سنو

مولاناالیک صاحب نے میوائی کے ظلم کو یک طرفہ طور پر برداشت کیا۔ انھوں نے میوائی سے جگڑانے میں ایک محکولانے میں ایک محدی منائع ہمیں کیا۔ اور دوبارہ معتدل انداز میں اپنی تبلیغی گفتگو نٹروع کر دی۔ اس کا بنتجہ یہ ہواکہ میوائی کا دل زم پڑگیا۔ اس نے خاموش کے ساتھ ان کی بات سی اور پھر اپنی اصلاح کر کے مولانا الیک صاحب کا ساتھی بن گیا۔

داعیانہ اخلاق ، ایک لفظ میں ، یک طرفہ حنِ اخلاق کا دوک۔ رانام ہے ۔ جن لوگوں کے اندر یک طرفہ حن احمن لاق کا حوصلہ ہو وہی دعوت حق کا کام کریں گے ۔ اور ایسے ہی لوگوں کے کیے سے پر کام ہوسکتا ہے ۔



.

•

# تعميرملت

ہماری اس وقت کی گفتگو کا موضوع تعمیرہ ۔ اس سلسلہ میں جانے کی سب سے اہم بات یہ ہے کہ موجودہ دنیا ایک ایسی دنیا ہے جہاں تخریب کے درمیان تعمیر کرنی پڑتی ہے۔ اس کی دجہ یہ سے کہ موجودہ دنیا ایک ایسی دنیا ہوئی قوم تنہا نہیں ہے ۔ ہر شخص اور ہر قوم جو اس دنیا میں ہے وہ دوسرے انتخاص اور دوسری قوموں کے درمیان ہے ۔ اس صورت حال نے موجودہ دنیا کو مقابلہ کی دنیا بنا دیا ہے ۔ بہاں بار بار ایک کو دوسرے سے جھٹکا گلتا ہے ۔ یہاں بر بار ایک کو دوسرے سے جھٹکا گلتا ہے ۔ یہاں ہر گروہ دوسرے کروہ کو دھکیل کر آگے بڑھ جانا جانتا ہے ۔

مفابلہ کا یہ نظام خدائے ذوالجلال سے بہت یا ہے۔ یہ نظام نودخانق کا کنات کا قائم کردہ ہے۔ اس کے یہ یہ قائم کردہ اس میں کوئی تبدیلی ہنیں کرسکتے۔ ہم صرف یہ کرسکتے ہیں کہ اس کوجانیں اوراس کا لحاظ رکھتے ہوئے اپنی زندگی کی تعمیر کریں۔ اس دنیا میں بہرحال ایسا ہوگا کہ جو مجھلی جھوٹی ہوگ اس کو بڑی مجھلی نگلنے کی کوسٹ ش کرے گی۔ اب جھوٹی مجھلی کے یہ بہنے کی صورت مرف یہ ہے کہ وہ اسینے آپ کو اتنابر طھالے کہ وہ برطی مجھلی کے منہ میں مذہ سے کہ وہ اسینے آپ کو اتنابر طھالے کہ وہ برطی مجھلی کے منہ میں مذہ سے کہ

زندگی کی اسی خاص نوعیت کی بناپر اسس دنیایی کامیابی کومبرکے ساتھ وابستہ کیا گیاہے قرآن وحدیث میں بہت زیادہ سبر کی تاکید کی گئے ہے۔ ارشاد ہواہے کہ خداصبر کرنے والوں کے ساتھ ہوتا ہے۔ (اِن اللّٰا عَمَعُ الصَّابِرِينَ ) خدا کی مدد انہیں لوگوں کو ملتی ہے جوصبر کریں۔ (اِعْلَمُدَان النّصُرَمَعُ الصَّابِرِينَ )

یہ صبر کوئی بزدلی کا فعل بہیں صبر اعلیٰ ترین مثبت عمل ہے ۔ صبر کامطلب یہ ہے کہ جب کوئی ٹانوش گول صورت حال سامنے آئے تو آدمی ردعمل کی نفیات میں مبتلانہ ہو ۔ وہ اچا نک بھر ط کر کوئی اقدام ہذکرے ۔ طالات کتنے ہی زیادہ ناموا فق ہوں دہ اپنے کو تقلم ۔ وہ حالات، میں گھر کر سوچنے کے بجائے حالات سے الگ ہو کر سوچے ۔ اس طرح غیر متا تر ذہین کے تحت جو عمل کیا جائے اسی کا نام شریعت کی اصطلاح میں 144

## صبروالاعمل ہے - اور جوعمل اکس کے خلاف ہو اکسس کا نام عجلت والاعمل -ایک تاریخی واقعہ

ایران حفرت عمر فاروق شکے زمانہ خلافت میں فتح ہوا۔ اس وقت ایران کی مسلم افواج کے بیالار سعد بن ابی و قاص نے ہوئے ۔ ابتدائی جنگ میں ایرا نیوں کا کانی نعقبان ہوا ۔ ابنوں نے لڑائی کو ابیخ حق میں غیر مفید سمجھتے ہوئے گفت و شنید کی بیش س کئی ۔ حضرت سعداس وقت قاریب کے میدان میں کھرے ہوئے تھے ۔ ابنوں نے مختلف ختف افراد کو ایرانی سید سالار ستم اور ایران سے بادشاہ یزدگر دسے ور بار میں سیجا ۔ مسلما نوں سے بینمائن ہے نعان بن مقر ن فرات بن حیان ، حنظلہ بن ربیع ، عطار و بن حاجب ، اشعث بن قیس ، مغیرہ بن شعب عمرو بن معد بجرب وغیرہ خفے . (ابدا به والنہا یہ )

البدایہ والنہایہ بین ان سفارتوں کی کافی لمبی تفصیل درج ہے۔ آخری مرحلہ بیں یہ واقعہ ہوا کہ حصرت مغیرہ اور ان کے ساتھی شہ بنشاہ یزدگر دکے دربار بیں آئے۔ یہ دربار ایران کے ساتھی شہ بنشاہ یزدگر درکے دربار بیں آئے۔ یہ دربار ایران کے تب یہ شہر مداین میں تھا۔ وہاں کے زرق برق ماحول سے وہ مطلق متائز بنیں ہوئے اور بادشاہ اور اس کے درباریوں کے ساخہ تقریری۔ اس پریزدگرد برہم ہوگیا۔ اس نے کہاکہ تم نقیر ہوکر شہ بنتاہ وقت کے ساخہ ایسی باتیں کردہے ہو۔ اگریہ فاعدہ نہ ہوتا کہ اس نے کہاکہ تم نقیر ہوکر شہ بنتاہ وقت سے ساخہ ایسی باتیں کردہے ہو۔ اگریہ فاعدہ نہ ہوتا کہ ایلی قتل مذکر جائیں تو میں صرور تم کوقتل کردیتا ہم لوگ واپس جاکر اجسے امیر کو تبادد کہ میں سبب سالار شہ کی سرکردگی میں ایسا نشکر بھیجہ والا ہوں جوتم سب کو قاد سید کے خندق بیں دفن

اس کے بعد یزدگرد نے اپنے الماذین کو محم دیا کہ ایک ٹوکری میں مٹی بھر کر لاؤ۔ جب مٹی کی ٹوکری لائی گئی تو اس نے سلما نوں کے دفد سے مخاطب ہو کر پوچھا ۔ تم میں سب سے زیا دہ شریف کون ہے ۔ دفد کے افراد جب رہے ۔ اس کے بعد عاصم بن عمرو آ کے بڑھے اور کہا کہ میں سب سے زیادہ نٹریف ہوں ۔ بزدگرونے اس لائی و فد سے دیگر اوکان سے پوچھا تو ابنوں نے اس کی تصدیق کی ۔ بزدگر دنے جم دیا کہ مٹی کی ٹوکری عاصم بن عمر و سے سربر رکھ دی جاتے اوران کی تصدیق کی ۔ بزدگر دنے جم دیا کہ مٹی کی ٹوکری عاصم بن عمر و سے سربر رکھ دی جاتے اوران کو در بارسے نکال کر سے کا دیا جاتے ۔ یہاں تک کہ وہ مدائن سے باہر جیلے جائیں ۔ جنابی مٹی کی ٹوکری عاصم بن عمر و سے سربر رکھ دی گئی۔ دہ اس کو لے کر مدائن کے تناہی معل سے نکلے اور او نٹنی برسواد ہو کر نیزی سے قاد سید کی طرف روانہ ہوئے جہاں حضر سے معل سے نکلے اور او نٹنی برسواد ہو کر نیزی سے قاد سید کی طرف روانہ ہوئے جہاں حضر سے معل سے نکلے اور او نٹنی برسواد ہو کر نیزی سے قاد سید کی طرف روانہ ہوئے جہاں حضر سے معل سے نکلے اور او نٹنی برسواد ہو کر نیزی سے قاد سید کی طرف روانہ ہوئے جہاں حضر سے معل سے نکلے اور او نٹنی برسواد ہو کہ دیا ہوئے جہاں حضر سے معل سے نکلے اور او نٹنی برسواد ہو کہ دیا ہوئے جہاں حضر سے معل سے نکلے اور او نٹنی برسواد ہو کہ دیا ہوئے جہاں حضر سے معل سے نکلے اور او نٹنی برسواد ہو کہ اور کہ دیا ہوئے جہاں حضر سے متلے دیا ہوئی کر نے دیا ہوئی کو نہ دیا ہوئی کی دیا ہوئی کو دو می کر دیا ہوئی کو دیا ہوئی کر دیا ہوئی کر دیا ہوئی کر دیا ہوئی کر دیا ہے دیا ہوئی کر دیا ہو

سعدبن ابی و قاص مقیم سنقے ۔ و ماں بہو بنج کر حصزت سعد کو ساری رو دادسنائی گئی اور مٹی کی ٹوکری ان کے سامنے رکھ دی گئی ۔ حصزت سعداس واقعہ پر ذرابھی برسم نہیں ہوئے ۔ انہوں نے اس سے اچھا فال لیا اور فرمایا ؛

ابشروافقد والله اعطانا الله خوش بوجا و کیوں کہ خداک قتم الله فیمین ان کا الله اعطانا الله کی انتظار کی کنیاں دے دیں ۔

بہی وہ بلندنظری سخی جس نے عربوں کو اس فابل بنایا کہ اسنے وقت کے انتہائی فات بل کو اس فابل بنایا کہ اسنے وقت کے انتہائی فات بل کا کا گروہ ہونے سے باوجود وہ اسس زمانہ کی عظیم ترین سلطنتوں سے فاتح بنے وہ لوگ جن کو تاریخ کو تاریخ کو تاریخ بہیدا کی ۔ کامعمول سمجہ دیا گیا تھا انہوں نے ابینے عمل سے ایک نئی تاریخ بہیدا کی ۔

دنباکا نظام کچھ اس طسر ح بناہے کہ بہاں ہر دن کے ساتھ رات ہوتی ہے اور ہر کچھول سے ساتھ کا نٹا ۔ کوئی بھی موجودہ دنیا ہیں ناخوشس گوار یوں سے خالی نہیں ہوسکا۔ اس سے موجودہ دنیا ہیں کامیا بی حاصل کرنے کا راز صرف بہہے کہ آدمی ناموافق حالات کے اندر موافق بہلو دریافت کرسکے ۔ وہ ناخوسش گوار واقعات سے بقین اور حوصلہ کی غذل ہے ۔ اس سے سم پر ذکت کی ٹوکری رکھی جلتے مگر اس کو نظرات کہ رکھنے والوں نے اس کے سر پرعزت کا تاج کہ دویا کی ٹوکری رکھی جلتے مگر اس کو نظرات کہ رکھنے ہیں جو صبر کرنے کی طاقت رکھتے ہوں ۔

مشہور ماہرنفسیات الفرڈ اٹرلر ( ۱۹۳۷ - ۱۸ ) کی پوری عمرنفسیاتِ النانی کے مطالعہ و فقیق بین گرری عمر معرکے مطالعہ کے بعد اس نے اپنی اس دریا فت کا اعلان کیا کہ النان کی خصوصیات بیں سے ایک انتہائی جبرت ناک خصوصیت اس کی یہ طاقت ہے کہ وہ اپنے نہیں کو سے میں تہدیل کرسکے:

Their power to turn a minus into a plus.

یرنادرخصوصیت مرانسان کے اندر ببیائنی طور برموجودہ ۔ وہی افراد اسس دنیا میں بڑی کامیابی حاصل کرتے ہیں جو اپنی اسس صلاحیت کو استعال کریں ۔ اورجب اس صلاحیت کو استعال کریں ۔ اورجب اس صلاحیت کو استعال کرنے میں استعال کرنے والا ایک گروہ پیدا ہوجائے قو وہی تاریخ سازگردہ ہوتا ہے ۔ وہ انسانی تاریخ میں ایک دور کوختم کرکے دوسرا دور سے آتا ہے ۔ صحابہ کرام اس فطری صلاحیت کو استعمال کرنے میں متازین مقام کھتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ انہوں نے اپنے عمل سے متازی بن تاریخ بیدا کی ۔ متازین مقام کھتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ انہوں نے ابھی تک صرف منفی سبن دیا ہے جنا کی وہ احساس معجودہ حالات سے مسلمانوں نے ابھی تک صرف منفی سبن دیا ہے جنا کی وہ احساس

مظلوی (Persecution complex) کی تصویر بن کر رہ گئے ہیں لیکن اگر وہ معاملہ کو زیا دہ گرائی کے ساتھ دیکھ سکیس نو ان شکل حالات کو وہ ابنے بیے مثبت غذا بنا سکتے ہیں ۔خدا کی دی ہوئی صلاحیت کو است عال کرسے وہ ابنے نہیں کو ہے میں نبدیل کرسکتے ہیں ۔ وہ ابنے ناموافق حالات بیدا کرنے کا زینہ بناسکتے ہیں ۔

مسلما نوں کے بیے یقینی طور پر ایسا ہونا ممکن ہے۔ شرط صرف بلندنظری کی ہے۔ ایسا بننے

کے بید انہیں مٹی کی ٹوکری کوعز ت سے تاج سے روب میں دیکھنا ہے۔ دوسر وں سے خلاف پیچے بیکار

کے بجائے ا بیتے چھیے ہوتے امکانات کو دریا فنت کرنا ہے۔ جن حالات کی ذمہ داری وہ دوسروں

کے اوپر ڈ النے کے عادی ہوگئے ہیں ان کی ذمہ داری خو د ا بینے اوپر لینا ہے۔ جس دن ایسا ہوگا
اسی دن اسس مکس میں ان کی ایک نئی اور ن اندار ترتا درجے کا آعنا زہوجائے گا۔

## صبركی اہميت

اس دنیا میں سہاری کامیا بی یقین ہے۔ بشرطیکہ ہم اسس حقیقت کو جان لیں کہ اسس دنیا میں ہماں تعسیب کر انقشنہ تخریب کے دنیا میں کامیوں سے گزر کر آتی ہے۔ یہاں تعسیب کر انقشنہ تخریب کے دُھا نچہ میں بنت اہے۔

بیمی وجہدے کہ اسس دنیایں کامیابی سے یہ صبر کی بے حداہمیت ہے۔ عبر آدمی کواں قابل بن تا ہے کہ وہ مخالفانہ حالات کو دیکھ کر مایوسس نہو ۔ وہ ناخوش گوار سخر بات کی بنا پر جبنجلا ہٹ کا شکار نہ ہو۔ وہ دوسروں کی طرف سے بہیشس آنے والے زخوں کو سہر کے ۔

صبراسی چیز کا مذہبی نام ہے جس کو موجودہ زمن اندیں مفہورہ بند عمل یا موجی تعمیلی ہے۔

کارروائی کہتے ہیں۔منصوبہ بند عمل یا سوجا سمعب استدام وہی شخص کرسکتا ہے
جو نا موافق حالات کودیکھ کرہے ہرداشت نہ ہوتا ہو۔جو است تعال انگیز حالات میں گھر کرتھ نگھے کے

ذہن سے سابقہ فیصلہ ہے سکے ۔

دہن سے سابقہ فیصلہ ہے سکے ۔

حقیقت بہ ہے کہ کامیابی صبر کے اُس یارہے ۔ اور ناکامی یہ ہے کہ آدمی کامیابی کو صبر کے اِسس یار تلاش كرف لگے رہي دنياكا تا نون ہے۔

ایک کسان کھینی کرتا ہے۔ نو وہ کسی کرتا ہے۔ وہ ابیت دانہ زمین میں دفن کرتا ہے۔ ایک تاجر تحب ارت شروع کرتاہے تو وہ کیا کرتاہے۔ وہ اپنا سسرمایہ دکان میں لگادیتاہے۔ دوسرے تفظول میں کسان اور تاجر دو لؤل اینا اٹا شاکھودیتے ہیں۔ جو ان کے پاس ہے اس کو وہ فناکر دیتے ہیں۔ كيوں - اس يے كه وه حب انتے ہيں كه يه د نيا ايك ايسي د نيا ہے جہاں پانے كے بيے كھو ناپڑ تاہے ۔ جہاں لینے کے لیے دینایر تاہے۔ اسی بات کو انگریزی زبان میں اس طرح کہا گیا ہے:

In giving that we receive

یعنی ہم دیتے ہیں تبھی ہم یاتے ہیں۔

خداکی دنیا میں کھیتی اس کا نام ہے کہ بیج کو دنن کرکے فصل کی امیدرکھی جاتے ۔ یہاں تجارت پیسے کہ ایسے سرمایہ کومٹاکر نفع پانے کا انتظار کیا جائے۔ اسس دنیا میں کا نٹوں کے درمیان مجول کی دریا فت کرنی پڑتی ہے۔ جولوگ اس دینا میں کا نٹوں کے بغیر بھول حاصل کرنا چا ہیں ان کے لیے یہی مف رر ہے کہ وہ کبھی بھی میول کو نہ پائیں ۔ وہ بہبتہ کے بیے بیے کیول ہوکررہ جب بیں ۔

مزید نادانی پیسے کہ اس معالمہ میں اکثر لوگ ایک تصاد کا شکار رہتے ہیں۔ ان کا ذاتی معاملہ موتووه اس حقیقت کوبه آسانی جان بیتے ہیں ۔ مگراسی حقیقت کو وہ اسس وقت بھول جانے ہیں جب کہ وه ملى معب ملات يرگفتگو كررسي بول .

اس دیتا میں جو شخص بھی زندگی بن اتا ہے وہ اسی اصول پر ابنی زندگی بن تاہے۔ مگر بہی لوگ جوابنی ذاتی زندگی میں دے کریانا چاہتے ہیں ، ملی زندگی کے معاملہ میں وہ یہ نغرہ لگارہے ہیں کہ انھیں ديئ بيزملنا حياسي - ذاتى تغيير كمعامله مين مرآدمي حقيقت واقعه صمط بفت كرر بله اور ملى تعمیر کے معاملہ میں حقیقت واقعہ سے مکراؤ۔ اپنی ذات کے معاملہ میں مرآدمی حقیقت بیند ہے اور ملت كم معامله مين مرادى جدباتيت بند .

لوگ این ذات کے معاملہ میں سنجیرہ ہیں اس سے جب این ذات کامعاملہ ہوتو فوراً وہ حقیقت كويايية بن مكرملت ك معامله بين لوگ سنيده بنين اس بيع جب ملت كاموصوع بو نو وه چقیقت بیندی کو کھودیتے ہیں۔ یہاں وہی لوگ غیرحقیقت ببندانہ بائیں کرنے لگتے ہیں جو اس سے بهل كل طور برحقيقت پسندب بوست عقر

## بلند نظب ری انگریزی کی ایک مثل ہے — طومنان کی بڑی چرطیا :

The big bird of the storm

یمثل سرد ملکوں میں آنے والے طون ان سے بنی ہے۔ یہ طوفان جب اسطے ہیں تو تمام چڑ یاں ان کی زد میں آجب اق ہیں۔ چھوٹی چڑ یاں بھی اور بڑی چڑ یاں بھی۔ مگر عملاً یہ ہوتا ہے کہ بڑی چڑ یاں ان کی زد میں آجب ان ہیں اور جھوٹی چڑ یاں طوفان میں بھینس کر ہلاک ہوجب ان ہیں۔ جھوٹی چڑ یوں اور بڑی چڑ یوں میں اسس فرق کی وجہ یہ ہے کہ بڑی چڑ یاں قوی با زو والی ہوتی ہیں۔ وہ طون ان آتے ہی اس سے بچنے کے لیے اوپر کی طرف اڑتی ہیں۔ چونکہ طوفان کی ایک حد ہوتی ہیں۔ اس کے ایک مارٹ اڑتی ہیں۔ جونکہ طوفان قوی بازو والی چڑ یاں اڑکر اس حدسے اوپر نکل جاتی ہیں۔ اور اس طرح وہ اپنے آپ کو توی بازو والی چڑ یاں اڑکر اس حدسے اوپر نکل جاتی ہیں۔ اور اس طرح وہ اپنے آپ کو بیالیتی ہیں۔ اس کے برعکس چھوٹی چڑ یاں کمسزور ہوتی ہیں۔ ان کے بازو اتنے قوی ہنہیں ہوتا کہ وہ اڑکہ طوف ن کی حدسے با ہر نکل جائیں۔ ہوتے ۔ اس بنا پر ان کے بید یہ مکن نہیں ہوتا کہ وہ اڑکہ طوف ن کی حدسے با ہر نکل جائیں۔ موسے خانجے وہ طوفان میں گھر کر ہلاک ہوجاتی ہیں۔

موجوده دنیا بین انسان کامع الد بھی ایساہی ہے ۔ اس دنیا بین ہمیشہ طرح طرح کے ناخوت سے گوار حالات بیش آتے ہیں ۔ ایک شخص یا قوم کو دوسسرے شخص یا قوم سے مختلف قدم کی شکایتیں بیب اہوتی ہیں ۔ ایک انسانی گروہ دوسسرے انسانی گروہ کو اپنی زد میں ہے لیتا ہے ۔

،
ہ دوسور تیں ہیں ۔جولوگ حالات سے باہر آکر مذسوج سکیں ، جولوگ قریبی تجربات
سے اوپراٹ کر ابین منصوبہ مذبئا سکیں وہ گویا طوف ان کی جیو فل چرطیا ہیں۔ ایسے لوگوں کے بیے
ہی معت درہے کہ وہ دوسروں کے اسمط کے ہوئے طوفان ہیں گھر کر ہلاک ہوجا ئیں – وہ
مقابلہ کی اس دنیا ہیں ذندگی کے حق سے محروم رہیں -

دور ری قسم ان النالوں کی ہے جو گویا طون ان کی طری جرایا ثابت ہوتے ہیں۔ وہ حالات سے اوپر اٹھ کر سوچتے ہیں ۔ وہ و فتی ناخوش گواریوں سے بلند ہوکر زندگی کے دسیع تر ۲۸۶۷ دائروں کو دیکھ یہتے ہیں۔ ان کی سوچ متاز سوچ بیات سوچ متاز سوچ بیات ہوتی بہت ہوتی بلکہ عیرمت از سوچ ہوتی ہے ۔ وہ ردعمل کی نفنیات سے محفوظ رہ کر اپنی رائے مت ایم کرتے ہیں۔

#### ماضى اورحسال

موجودہ زمانہ میں سلمانوں کا المیہ یہ ہے کہ وہ طون ان کی جیو ٹی جیڑیا تا بت ہوئے ، وہ طون ان کی بڑی چڑیا تا بت نہ ہوسکے ۔ بہی ان کے تمام مسائل کا آعن از ہے ، اور یہی ان کے تمام مسائل کا اخت ام بھی ۔

موجودہ زمانہ بیں مسلمانوں کے تمسام لکھنے اور بولنے والے صرف دوقتم کی باتیں لکھنے اور بولنے بین مشخول ہیں ۔ ماصنی کے بارے بین فخرادر حال کے بارے بین شکایت ۔ حالاں کہ نہ وہ ماصنی بے سبب بختا اور نہ یہ حسال بے سبب ہے ۔ مسلمانوں نے ماصنی سے فخر کی عند الی اور صال بے سبب ہے ۔ مسلمانوں نے ماصنی سے فخر کی عند الی اور حال سے شکایت کی فغا۔ مگر یہ دو نوں ہی کیساں طور پر غلط ہیں ۔ لینے کی اصل چر سبق ہے اولہ یہی وہ چر سے ہے کا مسلمان مکمل طور پر محسروم ہے ۔

مسلمان کو چاہیے کہ وہ اصل سبب پرعور کریں۔ وہ مامنی پر فخر کرنے کے بجائے یہ سوجیں کہ اسس پر فخر مامنی کی تعمیر ہوئی توکس طرح ہوئی ، وہ بن توکس طرح بنا۔ اسی طرح حال کے بارے میں انھیں اپنی سوچ کو بدلنا چاہیے۔ دور سروں کی شکایت کرنے کے بجائے انہیں یہ سوچنا چاہیے کہ موجو دہ زمان میں یہ کیسے ممکن ہوا کہ دور سرے لوگ ان پر غالب آجائیں۔ اور ان پر وہ کچ کرنے لگیں جس کو مسلمان طلب سے تعمیر کرتے ہیں۔ سوچنے کی بات در اصل یہ کو مسلمان جو کہ کو مقابلہ میں غالب حیثیت رکھتے تھے وہ دور روں کے مقابلہ میں مغلوب کیسے ہوگیے۔

مسلمان اگر عبر جا سبداری کے ساتھ سوچیں تو دہ پائیں گے کہ مامنی اور حال دونوں کا واضح سبب موجود ہے اور اس سبب کا سراخود مسلمان کے اندر ہے نہ کہ ان کے باہر۔ یہ سبب ایک لفظ میں یہ ہے کہ ہمارے اسلاف نے پائے کی قیمت اوا کی اس لیے انھوں نے پائے اسلاف نے پائے کی قیمت اوا کی اس دنیا میں بایا۔ اسس کے برعکس ہم نے پانے کی قیمت اوا نہیں کی اس دنیا میں دنیا میں اسس کے برعکس ہم نے پانے کی قیمت اوا نہیں کی اس دنیا میں دنیا میں دنیا میں دونیا میں دنیا میں دنیا میں دنیا میں دونیا میں دونیا میں دونیا میں دونیا میں دنیا میں دونیا میں دنیا میں دونیا میں دی دونیا میں دونیا دونیا میں دونیا میں دونیا دونیا دونیا میں دونیا دونیا دو

یا نے سے محسروم رہے ۔

ہمارے اسلاف نے صبر کا تبوت دیا تھا، ہم بے صبر ی کا تبوت دے رہے ہیں۔
الفوں نے اپنے آپ کو دنیا والوں کے لیے نفع بخش نا بت کیا نفا، ہم دنیا والوں کے لیے صرف بوجر بنے ہوئے ہیں۔ ان پر طوف ان آئے تو وہ طوفان کی بڑی چرطیا نا بت ہوئے،
اس کے برعکس ہمارے اوپر طوفان آئے نو ہم نے اس کے سوا اور کچھٹا بن مہیں کہیا
ہم طوفان کی جھبو کی چرطیا ہیں۔ اور قدرت کا یہ قالون ہے کہ جوشخص یا گروہ اپنے آپ کو طوف ان کی جھبو کی جرشخص یا گروہ اپنے آپ کو طوف ان کی جھبو گی جرطیا تا بت کرے اس کے لیے ہلاکت سے سواکوئی اور انجام اسباب کی اس دنیا میں مقدر مہیں۔

#### مار میں جبیت

یہ دنیا خدانے بن ائ ہے ۔ اور اس کے بنائے ہوئے قانون ہی پر اسس د نیاکا نظام چل رہا ہے ۔ اس فانون کے معاملہ میں بیغیب را در پیغیبر کے اصحاب کا استثنار بھی ممکن نہ ہوسکا بھر ہمارا استثنار کیسے ممکن ہوسکتاہے ۔

رسول الشرصلى الشرعلب ولم اور آب كے اصحاب نے مكر بین میک طرف طور پر طالموں كے ظلم كوسہا - انہوں نے ان كے خلاف شكایت اور احتجاج كى كوئى مہم مہیں چلائى بہاں تک كہ جب انہوں نے زیادہ مجبور كي اتو وہ مكہ كو چيو لاكر مدین ہيں جيلے گئے - اس معاملہ میں ان كامبر اتنا برط انہوں ہوئى جب ائدادوں كو فتح مكہ كے بعد بھى واپس نہیں ليا گيا۔ مكر براك لامى اقتدار قائم ہونے بعد بھى ان كو غاصبوں سے دابس سے كامسكلہ نہيں كھراكيا گيا ۔

دشمنوں کے ہرقیم کے منطب کم کے باوجود رسول اللّرصلی اللّرعلیہ و کم نے ان سے یکطرفہ سترا کط پرصلح کر لی حس کوصلِع حدید بیاجا تا ہے۔ حدید بید کے موقع پر دشمنوں نے جن جن شرالكط پراصرار کسیا وہ سب آب مانتے چلے گئے۔

۔ صدیبیہ کاصلح نامہ لکھا جانے لگا اور آپ کے نام کے سابھ رسول الٹرکا لفظ لکھا گیا تو دنٹمنوں نے کہا کہ ہم اسس لفظ کو بہند نہیں کرتے اسس لیے آپھرف محمّد بن عب دالشر ۲۸۵ کھیے، محدرسول اللہ مت کھیے۔ آپ نے ان کی صدکو مان لیا اور دسول اللہ کا لفظ صلح نامہ سے مٹ دیا۔ بیت اللہ کی زیارت اور عمرہ ہر آدمی کا ایک سلم حق تھا۔ رسول اللہ صلی للہ علیہ وہم اس کے مطابق عمرہ کرنے جارہے سخے مگر دشمنوں نے کہا کہ ہم آپ کوعم رہ ہمیں کرنے دیں گے۔ آپ نے ان کی اسس صند کو بھی مان لیا اور اپنے اصحاب سمیت عمرہ کیے بینروا بیں چلے گیے۔ صلح حدید بیری تمام دفعات بظا ہر شکست کی دفعات تھیں مگر آپ نے ان سب دفعات کو مان لیا اور ان پر اپنی تصدیق کی مہر رلگادی۔

رسول الشرصلی الشرعلیہ و کے ایبااس سے نہیں کیا کہ خدا نخواستہ اسلام کو بہیشہ کے بیے ذکّت اور شکست کے گرط میں وٹال دیں۔ آپ نے ایبااس لیے کیا کہ اسٹلام کو بہین نہ کے بیے ذکّت اور شکست کے گرط میسے نکالیں ۔ بیک طرفہ شرا لکھ پر یہ صلح اس بیے کی گئی تاکہ حالات معت دل ہوں اور تعمیری کام کے بیے جُرِب کون مواقع مل سکیں۔ جنانجبہ ایبا ہی ہوا۔ صلح کے بعد زبر دست نعمی ہوں کام سروع ہوگیا۔ آپ کے صبر اور آپ کی عالی ہمتی کا یہ نیتجہ ہواکہ صرف چندس ال میں پوراع ب مسخر ہوگیا ، دشمنوں نے کاغذ بر ہارے الف اظ کا یہ نیتجہ ہواکہ صرف چندس ال میں پوراع ب مسخر ہوگیا ، دشمنوں نے کاغذ بر ہارے الف اظ کا کے الف کا کھوا نے کے مگر تاریخ میں وہ جیت کے الفاظ بن کر کھے گئے۔

رسول الشرصلى الشرعلي و لم كى اس تاريخ بين ہمارے يے بہت برااسبن ہے ۔ يہ
تاريخ بتانى ہے كہ اسس دنيا بين دشمن كے ظلم كوسهنا بڑتا ہے تاكہ ہميشة كے يے دشمن كے ظلم سے نجات حاصل ہو ۔ اس دنيا بين دشمن كى شرطوں كو ما ننا پڑتا ہے تاكہ دشمن سے اپنی سے برطوں كو منوا يا جاسكے ۔ اس دنيا بين رسول الشركالفظ البينے ہا كھ سے مٹانا پڑتا ہے تاكہ وہ ذیا دہ سنان كے سامة دوبارہ صفحة تاريخ پر تكھا جائے ۔ اس دنيا بين اپنے جائز جى سے دستبر داد ہونا پڑتا ہے تاكہ مزيدا منا فذكے سامة اپناحق وصول كسيا جاسكے ۔ صدر دنیا بين اپنے آپ كو شكست پر راضى كرنا پڑتا ہے تاكہ از سراؤ فتح كا در وازہ كھل سے ۔ اس دنيا بين اپنے آپ كو شكست پر راضى كرنا پڑتا ہے تاكہ از سراؤ فتح كا در وازہ كھل سے ۔ رسول الٹر صلى الٹر عليہ و لم نے جن حقیقت ہے كہ جو اس دنیا كے بے فرا شخص تواضع اضيا دكرے الٹر اس كو بلند كرتا ہے دمن قو اضع اضيا دكرے الٹر اس كو بلند كرتا ہے دمن قو اضع خو دہ تو وہ لوگ كيے او پر اسطا كے جاسكة ہيں جو جھكنے کے ليے نسيا رہ ہوں ۔ کہ اللہ کا تالون بہ ہے تو وہ لوگ كيے او پر اسطا كے جاسكة ہيں جو جھكنے کے ليے نسيا رہ ہوں ۔

قرآن میں تمام حقیقتوں کی تفصیل (الانعام ۱۱۴) بیان کی گئے ہے ۔ اسی طرح قرآن میں یہ بات بھی تنائی گئے ہے کہ دنیا بین کامیاب زندگی حاصل کرنے کا راز کیا ہے۔ یہ راز ہے نفع بحننی ۔ بعنی دوسسروں سے بیے نفع بخش مبننا۔ اس دنیا میں اسی شعف یا قوم کو باعزت حکہ ملتی ہے جو نفع بخشی کا بنوت دے - جوشخص یا قوم نفع بخشی کا ثبوت نہ دے اس کو دنیا اسی طرح رد کر دیتی ہے جس طرح دو دھ سے مکھی نکال کر پھینک دی جائے۔

زندگی کایہ اصول قرآن کی حسب فیل آیت بیں ساہے:

انزل من السسماءماءً فسالت اودية الترف آسمان سے بانى آنارا - ميرنا مان اين نفلا بقدرها فاحتمل السبيل زيد أرابيً كموافق بهد نكلے يجرسيلاب ض وخاشاك كو وممايوقدون عديه فى النارابتفاء بهالاياجويا نى الديرب ـ اورجن جيزون كو حلية إومشاع زبده مشله كذالك يصنس الله ألحق والباطهل كاويرايابي ميل كيل آجا تاب - الله اسى فاما السن بد فسيد هب جُفساءً طرح صح اورغلط كوبيان كرتا ہے يس جميل كيل واما ما ینفع الناس فیمکت تھا وہ پینک دیاجا تا ہے۔ اور جو چیز لوگوں فنی الحرض کن الل یضرب اللّبه کے ایکارآمدے وہ زمین میں رہ جاتی ہے۔اللّر (السرعد ١٠) اسى طرح بيان كرتاب مثابير -

ا کے میں زیور اور سامان سے بیے تیاتے ہیں ان

اس آیت میں ایک مادی تمثیل سے دربیہ انانی زندگی کا اصول نتایا گیاہے۔ ما دی دنیا میں یہ واقعہ مشاہرہ میں آتا ہے کہ سیلاب میں یا تیا ہے سے وفت مفید چیز (یا بی یا وصات ) این جگه ره جاتی ہے اور حماک اور میل بے قیمت چیز کی طرح دور ہوجاتے ہیں۔ یہی معاملہ انسانی زندگی کا ہے ۔ یہاں بھی اس شخص یا گروہ کو مقام ملتاہے جو اپنے آپ تو مفید ثابت کرے ۔ جوشخص یا گروہ اپنی افادیت کھو دے اسس کوتاریخ اینے کوڑا خارنہیں ڈال کرآگے بڑھ جاتی ہے۔

پوری تاریخ اس قرآنی سیان کی تائید کرتی ہے۔ اسپین میں مسلمان ۹۲م بیں داخل ہوتے اور ، ۸۹ ھ میں اسپین سے مسلم محکومت کا خانمہ ہوا۔ اس خانمہ کی اصل وجر ۲۸۷ نودمسلان کاباہی اختلات کا باہی اختلات کا جا ہو ہے تھا۔ تا ہم سلطنت کے خاتمہ اورمقا می عیسائیوں کی شدید نفرت سے باوجود اسبین سے مسلانوں کو نکالنے میں پوری ایک صدی لگ گئی۔ اسبین سے مسلم سلطنت کا خاتمہ نویں صدی ہجری کے آخر میں ہوا۔ گر مسلما نوں کا آخری قافلہ اسبین سے مسلم سلطنت کا خاتمہ نویں صدی ہجری کے آخر میں نکل سکا۔ اس کی وجہ یہ مسلما نوں کا آخری قافلہ اسبین سے دسویں صدی ہجب ری کے آخر میں نکل سکا۔ اس کی وجہ یہ کھی کہ مسلمان "ما ہرین " پورے اسبین کی صنعت ، تجارت اور زراعت برجھائے ہوئے تھے وہی وہاں کی تعلیم کا ہیں ، دوا خانے اور ساجی خدمت کے ادارے چلار ہے تھے۔ مسلمانوں کے مقابلہ میں اسبین میں جورہ کا ہی عالم سمت کہ مسلمانوں نے اسبین میں جورہ کا ہی مقابلہ میں اسبینی با شندوں کی بسماندگی کا یہ عالم سمت کہ مسلمانوں نے اسبین میں جورہ کا ہوں کو گرجا کے معیشریں ان کو استعمال کرنا انھیں نہ استحالے جنا نجہ انہوں نے مجور ان ان رصدگا ہوں کو گرجا کے گھنٹہ گھر میں تب ریل کر دیا۔

یم معاملہ بیبویں صدی میں مغرب کی استعاری طاقتوں کے ساتھ بیش آیا ہے۔ ان استعاری قوموں کو این یا اور افریقہ کے حربیت بیندوں نے بیناہ قربائی کے بعد اپنے ملکوں سے نکالا۔ گر جب سیاسی انخلار کاعمل ہو چکا قومعلوم ہوا کہ اپنے علمی اور تمدنی اداروں کو چلانے کے بیان افراد نہیں ہیں۔ بینا بخیر ہر آزاد شدہ ملک میں دوبارہ انہیں مغربی ملکوں سے ماہرین اور فتی اسا تذہ در آمد کیے جانے گئے۔ حتی کہ بوبت یہاں تک بہو بخی کہ مسیاسی آزادی بالآخر شکنکل محکومی میں تبدیل ہوگئ ۔ آج مغربی ممالک ان ملکوں یں اقتصادی اور مائنسی طور پر حجائے ہوئے ہیں جس طرح اس سے بہلے دہ یہاں سیاسی طور پر حجائے ہوئے ہیں جس طرح اس سے بہلے دہ یہاں سیاسی طور پر حجائے ہوئے ہیں جس طرح اس سے بہلے دہ یہاں سیاسی طور پر حجائے ہوئے میں جس طرح اس سے بہلے دہ یہاں سیاسی طور پر حجائے ہوئے میں جس طرح اس سے بہلے دہ یہاں سیاسی حجائے ہوئے کے حیائے ہوئے کہ میں جس طرح اس سے بہلے دہ یہاں سیاسی حیائے ہوئے کے حیائے ہوئے کے حیائے ہوئے کے میں حیائی کرنے کتھے۔

ہندسنان میں جس طرح مسلمان اقلیت میں ہیں اسی طرح عیسائی بھی بہاں اقلیت میں ہیں اسی طرح عیسائی بھی بہاں اقلیت میں ہیں ۔ مزید یہ کہ مسلمان کے ساتھ اکٹریتی فرقہ کو جو شکا بات ہوسکتی ہیں وہ سب عیسائی فرقتہ کی بابت بھی موجو دہیں ۔ اس سے با وجو دعیسائیوں کو اسس ملک میں وہ مشکلات بیت ہیں اگر ہی ہیں جو مسلمانوں کے ساتھ بییش آرہی ہیں ؛

عیسائیت ایک تبلیغی مذہب ہے اور نہایت منظم طور پر اپنی تبلیغی مہم میں مشغول ہے۔ عیسائیوں کا عقیدہ یہ ہے کہ نجات صرف عیسائیت بیں ہے ، کسی اور مذہب میں نہیں ۔ عیسائی اپنے علحدہ تشخص کو قائم رکھنا انتہائی صروری سمجھتے ہیں ۔ عیسائیوں کی ہم مذہب توم نے باہرسے آگر ہہندستان پر حملہ کیا اور وسیع ہمیسانہ پر

اس كامنظم استضال كب -

عیسائیوں سے ہم عقیدہ حکم الوں نے ملک کو تقیم کرنے میں تقیم ببندوں کا ساتھ دیا۔ عیسائیوں کی مذہبی و فاداری کامر کز میٹ دستان سے باہر واقع ہے۔

عیسائی مشنریوں پریہ الزام ہے کہ وہ استعاری طاقتوں کے انگلے دستہ کاکام کرتی ہیں ۔ اس کے باوجود ہندسستان میں عیسا یُوں کے تمام مفادات پوری طرح محفوظ ہیں ۔ اسس کی وج یہ ہے کہ وہ اس ملک کے لیے نفع بخش گروہ ہنے ہوئے ہیں ۔ وہ اس ملک ہیں دسینے والے ہیں نہ کہ صرف لینے والے ۔

عیسایتوں کی تعدا دہہت دستان میں دو کر ورسے کھیے زیا دہ ہے۔ وہ آبادی کا تقریبًا دوفی مدحصہ ہیں۔ گر دونوں فرقوں میں یہ زبر دست فرق ہے کھیسائیوں نے اسس ملک میں اسپتال ، تعلیم گاہیں اور رفاہی ادارے اتنی بڑی مقدار میں قائم کررکھے ہیں جوان کی ابنی آبادی کی صرورت سے بہت زیادہ ہیں۔ سرکاری ملازمین اور حکام کی بہت بڑی تعداد عیسائی اداروں کی تعلیم یا فقہ ہے۔ عیسائیوں سے قائم کے ہوئے اسپتال اس ملک ہے بہترین اسپتال سمجے جاتے ہیں۔ معذوروں حتیٰ کہ کوڑھیوں تک کی خدمت سے بیے انہوں نے بیشارا دارے قائم کررکھے ہیں۔ وغیرہ۔

اس سے برعکس سلمانوں کا حال یہ ہے کہ وہ اس ملک میں صرف احتجاج اور مطالبہ کرنے والے گروہ بنے ہوئے ہیں۔ ان سے پاس خود اپنی قومی صنرور ت سے بقدر بھی تعلیم گاہیں اور استبال اور رفاہی ادارے نہیں ہیں۔ کجا کہ وہ ان مبدانوں ہیں دوسرے فرقوں سے خادم بن سکیں۔ یہ صورت حال قانون قدرت سے سراسرخلاف ہے۔ ابسی حالت بین سلمانوں کوجس تعصب یا امتیا زکی شکایت ہے وہ خدائی قت انون کی بنا پر ہے در کہ کسی ظالم سے ظلم کی بنا پر ۔

اس دنیاکا فائق فداہے۔ یہاں وہی ہوتاہے جوفدا چاہتا ہے کہ ہو۔ فدانے بیا س بھانے کے بیے پانی بنایا ہے اور گاڑی چلانے کے بیے بیٹرول - اب آپ کی کامیا بی اسی میں ہے کہ آپ بیانی کو ابنی بیاسس مجبانے کے بیے استعمال کریں - اور جب گاڑی چلانا ہو تو ہٹرول کے ذریعہ گاڑی چلائیں - اگر آپ اس کے برعکس عمل کریں یعنی ٹرول سے بیاس مجبانا چاہیں اور بائی سے گاڑی چلانے کی کوشش کریں نویقینی طور بر آپ ناکام رہیں گئے -

اس دسنیا کو خدانے مفابلہ کی دمنیا بنایا ہے ۔ بہاں ہر آبک کو آزادی ہے ۔ اور سرایک ۲۸۹ این این محنت اور فابلیت سے آگے بڑھنے کی کوشش کررہا ہے۔ یہ مفابلہ کا اصول خو دخدا کا مقرر کیا بہدا ہے ، اس کو آپ ختم نہیں کرسکتے ۔ آپ کے لیے ایک ہی راستہ ہے ۔ اور وہ یہ ہے کہ مقابلہ کے مسیدان میں اپنی اہلیت کا نبوت دے کر اپنی جگہ حاصل کریں ۔ اگر آپ جاہیں کہ دنیا کا نظام مفابلہ کے بجائے مطالبہ کی بنیا د پر جیلنے لگھے تو ایسا کھی نہیں ہوسکتا ۔ اگر آپ مطالبہ اور احتجاج کی بنیا د پر جینا جاہتے ہوں تو آپ کو خدا کی دنیا سے سواکوئی و وسری دنیا بنانی پر شے سے گئے۔ موجودہ دنیا یں ایسا ہونا ممکن نہیں ۔

موجودہ دنباکو خدانے امتحان گاہ بنایلہ ۔ یہاں ہر شخص کوعمل کی آزادی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس دنیا میں ہمیشہ مختلف اشخاص اور مختلف تو موں کے درمیان مقابلہ جاری رہتا ہے مفابلہ اور مسابقت کی یہ فضا کھی ختم نہیں ہوسکتی ۔ خواہ دنیا میں اسلامی محکومت ہو یا غیرا کہ سابی محکومت ہو۔ یا غیرا کہ محکومت ہو۔ کے مست ۔

اب سوچنے کی دوصور تیں ہیں ۔ ایک ہے حالات میں گھر کر سوحنا اور دوسر اہے حالات سے اوپر اکھ کر سوحنا ۔ چونکہ یہ د نیا کبھی ناموافق اسباب سے خالی نہیں ہوسکتی اس ہے جولوگ حالات میں گھر کر سوچیں ان کی سوچ ہمیشہ شکایتی سوچ رہے گی ۔ ان کا فکر ردعمل کی نفسیات کے تحت بنے گا ۔ ابنی قو توں کو بردوئے کار لانے کے بجائے وہ بے فائدہ طور پر دوسروں سے خلاف احتجاج کرتے رہیں گے اور بطور خود یہ سمجیس کے کہ وہ کوئی کام کررہے ہیں ۔

اس کے برعکس جولوگ حالات سے اوپراٹھ کرسوچیں ان کو یہ جانے ہیں دیر تنہیں نگی کہ ہو کہ ہورہا ہے وہ تا نون قدرت کے مطابق ہور ہاہے نہ کہ ظلم اور تعمیب کی بنا پر ہور ہاہے۔ یہ چیزا نہیں حقیقت بنند بنا دیتی ہے ۔ ان کی سوچ مطابق و اقعہ سوچ بن جائی ہے ۔ وہ حالات کو مان کر اسس کے ڈھانچے میں اپنی منصوبہ بندی کرتے ہیں۔ وہ دوسر د سے خلاف چیخ پکار کرنے ہیں۔ کہ خوائے اپنی محنست سے اپنے آپ کو کا میاب بنانے کی کوئٹ ش میں لگ جاتے ہیں۔ کہ سند ستان کے مسلمان " تعمیب " کی اصطلاحوں میں سوچنے کے عادی ہوگئے ہیں۔ اس لیے ان کی پوری سوچ ایسی ہوگئ ہے میں کہ کوئی بند کو کھڑی میں سوچے۔ اگروہ حقیقت بندی اس لیے ان کی پوری سوچ ایسی ہوگئ ہے جیسے کہ کوئی بند کو کھڑی میں سوچے۔ اگروہ حقیقت بندی کی اصطلاح میں سوچے۔ اگروہ حقیقت بندی کی اصطلاح میں سوچے نگیں تو اچا تک وہ محسوس کریں گے کہ وہ ایک کھلی نفنا ہیں بہو پخ گئے ہیں کی اصطلاح میں ان کورا ہیں بند نظر آئی ہیں۔ گردو سری صورت میں انہیں ہر طرف را ہیں کھلی ہوئی نظر آئے نگیں گی۔

ایک مثال پیجے ۔ مسلما نوں کو شکایت ہے کہ اردو زبان سے ساتھ اس ملک میں تعصب کیا جا تاہے ۔ سیکن گہرانی کے ساتھ دیکھئے تو اردو کامسکہ نود اردو کی اپنی کمی کامسکہ ہے نہ کہ کسی خارجی تعصب کامسکہ ۔ اور وہ یہ کہ اردو زبان موجودہ زمانے میں اپنی اہمیت منوا نے میں ناکام رہی ہے یہی وجہ ہے کہ جو مسلم لیڈر اردو زبان کا حجنڈا اٹھاتے ہیں وہ خود بھی اپنے بچوں کو انگلش اسکولوں میں تنسیم دلانا عزوری سمجھنے ہیں ۔

ستمبر 1984ء سے بہلے روسی زبان امریکے میں کوئی اہمیت نہیں رکھتی تھی۔ گراسی مہیت بہب رخصی تھی۔ گراسی مہیت بہب بہ بخیر جیبی کہ روس کا راکٹ ( یونک بمبر ۲) سات ہزارسیل فی گھنٹ کی رفتارسے خلا میں سفر کرکے ۲۲ گھنٹ میں جاند پر بہو بخ گیا تواجانک روسی زبان نے علی دنسیا میں زبر دست اہمیت ماصل کرلی ۔ کیونکہ اس کامطلب یہ تھاکہ روسی فلائی ٹکنا لوجی میں امریکہ سے آگے تکل گیاہے۔ امریکہ کے ماہرین تندت سے محسوس کرنے لگے کہ خلائی ٹکنا لوجی میں ان کا مطالعہ اس وفت تک نامکمل امریکہ کے ماہرین تندت سے محسوس کرنے لگے کہ خلائی ٹکنا لوجی میں ان کا مطالعہ اس وفت تک نامکمل امریکہ میں مندی ہوئے ہم کیا ہے۔ ایک نیا ذہن شدت سے انجر آیا۔ روسی زبان سے تمام سائنسی جرتل امریکہ میں شائع کیا جانے لگا۔ آج ایکھ اور شروع سے آخر تک ان کا انگری میں ترجمہ ہو کر یور پ اور امریکہ کی لا تبریوں کی رسی تربی ہوئی ہوں کی بیا ہوئی ہیں ۔ روسی زبان نے یہ اہم سائنسی کتا ہیں انتجاج اور مطالبہ کے ذریعہ حاصل نہیں کی بلد استفاق زینت بی ہوئی ہیں ۔ روسی زبان نے یہ اہمیت احتجاج اور مطالبہ کے ذریعہ حاصل نہیں کی بلد استفاق کا شوت دے کہ حاصل کی ہیں۔

یمی حال موجوده زمانه بین جاپانی زبان کام وا بسے ۔ ببیو بی صدی کے نفعت کک معند بی ملکوں بین جیپنے والی سائنسی کتا بین انگریزی ملکوں بین جیپنے والی سائنسی کتا بین انگریزی زبان بین ترجیہ ہوکر زبر دست مقبولیت حاصل کر رہی ہیں۔ اس کی وجہ الکٹر انکس میں جاپان کی ترقی ہے ۔ جد بدمغربی علما ریہ محکوس کر رہے ہیں کہ الکٹر انکس میں ان کا مطالعہ اس وقت تک ۔ مکمل نہیں ہوسکتا جب تک وہ اس موضوع پر حب ایان میں ہونے والی تحقیقات کو نہ بڑھ لیں۔ جا بانی زبان نے اپنی امہیت ثابت کر کے مغربی دنیا ہیں وہ معت م حاصل کر لیا جو اس سے ہیں کہ وہ اس کو حاصل کر لیا جو اس سے اس کو حاصل نہ نتا۔

ار دوکا اصل مستله یہ ہے کہ اس کے ذخبرہ میں یا نوشعروت عرب ہے یا خطیبانہ اندازمیں کھی ہوئی گتا ہیں ۔ اور موجودہ سائنسی دور میں شاعری اور خطابت دو نوں ہی اپناوزن کھوچکے ۔ 141

ہیں۔ کوئی بھی شعبہ فن ایسا نہیں ہے جس میں اردونے اعلیٰ معیار کی کتا ہیں تخلیق کی ہوں اور لوگ یہ سیم خیر مجبور ہوں کہ اردو کتا ہیں پڑھے بغیران موضوعات بران کا مطابعہ مکمل نہ ہوگا۔ فلسفہ ،سائیس تاریخ ،ساجیات ، ٹکنالوجی ، کسی بھی فن بر اردو زبان میں ایسی کت ابیں موجود نہیں جن کو نظرا نداز کرنا ممکن نہ ہو۔ ایسے علی افلاس کی حالت میں اردو کو اس کے وار ٹمین بھی جہمیت نہیں دے سکتے کہا کہ میں مدوسروں سے یہ امیدرکھیں کہ وہ اس کو اہمیت دیں گے۔

قرآن کی مذکورہ آیت سے مطابق اس دنیا میں زندگی کا راز نفع بخشی ہے۔ یہاں دبینے والایا تا ہے۔ بہاں اہلیت کا نبوت دے کر زندگی ملتی ہے نہ کہ مطالبہ اور چیخ پیکا رہے ذریعہ۔ دنیا کا یہ نظام خود اس خدا کا بنا یا ہو اہے جس نے دنیا کو شخلیق کیا ہے ۔جو لوگ خدا کی بنائی ہوئی اس دنیا برراضی مذہوں انہیں اپنی مرضی ہے مطابق کوئی دوسری دنیا بنانی چاہیے ۔ خدا کی دنیا بیں خدا کی مرضی پر جیل کر کا میا بی حاصل کی جاسکتی ہے نہ کہ اپنی مرضی پر جیل کر کا میا بی حاصل کی جاسکتی ہے نہ کہ اپنی مرضی پر جیل کر کا میا بی حاصل کی جاسکتی ہے نہ کہ اپنی مرضی پر جیل کر۔ تاریخ کا سبق

مسلمانوں کے پیچلے دورکوسنہرادور (Golden period) کہا حب تاہے۔ سلمان اہنے اس دور پر فخر کرتے ہیں۔ ان کے اس دور پر فخر کرتے ہیں۔ ان کے شاعراور خطیب اس کا پرجوسٹ الفاظ میں تذکرہ کرتے ہیں۔ ان کے مصنف اسس پر شانداد کتا ہیں تقنیف کرتے ہیں۔ مگرسو چینے کی بات یہ ہے کہ بیٹ ندار دور وجو دمیں آیا ۔ آیا توکس ط۔ رح وجو دمیں آیا ۔

یہ طریقۃ سراسر جا ہی طریقۃ ہے کہ واقعات سے فعزی غذا بی جائے۔ واقعات کے مطب اعدکا اسلامی طریقۃ بیرہے کہ اس سے سبق کی غذا لی جائے ۔ جب آپ ایک واقعہ کو حقیقت سے پنک ( link ) کریں تواسی کے بینچہ کا نام سبق ہے ۔ اور جب آپ واقعہ کو حقیقت سے پنک مذکر سکیں تو وہ واقعہ آپ کے لیے صرف جھوٹا فخرین کر رہ جائے گا، وہ آپ کی روح کے لیے تعمیری غذا نہیں ہے گا۔

آب اپن تاریخ کامطالعہ حقیقت کی روشی میں کریں تو آپ کومع اوم ہوگا کہ یہ سنہ رادور مطالب ات کی مہم کے ذریعے وجو دمیں نہیں آیا۔ حقوق طلبی کی سیاست نے اس کو پیدا نہیں کیا۔ یہ دور نفع بخشی کی صلاحیت کا بنوت دے کر وجو دمیں آیا۔ حقیقت یہ ہے کہ ملالوں کا کامیاب بزین دور وہی کھتا جو نفع بخشی کی صلاحیت بھی جس نے دور وہی کھتا جو نفع بخشی کے اعتبار سے کامیاب ترین دور کھتا۔ یہی نفع بخشی کی صلاحیت بھی جس نے مسلمانوں کو دنیا میں عودج کے اعلی مقام بر یہو خیا ویا۔

آج امریکہ اور روسس اور انگلینڈ تہذیب مدیدے مراکز تسمیمے جانے ہیں مگرائپ جانے ہیں ۲۹۲ کہ یہ وہ مقامات نہیں ہیں جہاں تہذیب جدید کی بنیا دپڑی ہو۔ یا جہاں سے علم کا احیار سٹروع ہواہو -

علم اور تہذیب کا آغاز جن یورپی عب لاقوں سے ہوا وہ اسپین اورسسلی اوراٹلی ہیں۔یورپ کے انہیں ساحلی علاقوں میں ابتدائر علم کا احیار ہوا اور تہذیب جدید کی بنیا دپڑی ۔ بہاں سے سچروہ دوسرے مغربی ملکوں میں بہونے ۔

اسس کی وجہ کیاہے ۔ اس کی وج بیہے کہ یورپ ہیں علم اور تہذیب مسلمانوں کے ذریعہ بہوئے۔
مسلم عہدسے پہلے بورپ کا براعظم تاریخی کا براعظم بن اہوا تھا۔ یہ مسلمان سے جنہوں نے یورپ ہیں علم کی
روشنی بہونجائی ۔ مسلمان ابتدار جب یورپ ہیں داخل ہوئے تو وہ افریقہ کی طرف سے سمندر پار
کرکے وہاں داخل ہوئے ۔ وہ مراکش کے دلستے سے سمندر پارکرکے اسپین بہو پنے ۔ اسی طرح وہ تیونس
کے دلستے سے میڈ سٹرینین کو پارکرکے سلمان اور اٹلی میں داخل ہوئے۔ مسلمانوں نے ان یورپی علاقول ہی
علم اور تہذیب کی بنیا درکھی اور بھر بیا علم اور تہذیب پہلے مغربی بورپ میں اور بعد کو امریکہ کک
بہونچے۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ مسلمان ہی وہ گروہ سے جو مغرب میں علم اور تہذیب داخل کرنے کا

گویاجس زمانه مین مسلمانون کوعروج ہوا اسس زمانه میں ان کی نفع بختنی آننی نیادہ بڑھی ہوئی تھی کہ وہ جس زمین پر اسپ اقدم رکھتے تھے وہاں علم اور ننہذیب کا جشمہ بچوط پڑتا تھتا۔ وہاں کی تاریک تاریخ روسٹ تاریخ میں نبدیل ہوجاتی تھی۔ اسس زمانہ میں مسلمانون کا کہیں جانا ایسا ہی تھا جیسے یانی کا کسی خشک زمین میں حب نا۔

نسندن کے برٹش میوزیم میں ایک سونے کا سکہ رکھا ہوا ہے۔ یہ سکہ ہمے ہے میں ڈھالا گیا۔
سما۔ اس سکہ پراو تارکس (Offa Rex) کا نام کندہ ہے۔ یہ قدیم انگلینڈ کا ایک با دستاہ تھا جس
کا زمانہ مکومت (۱۹۶۷ - ۱۵۵۷) ہے۔ اس سکہ کے ایک طرف میسی بادشاہ کا نام کندہ ہے اور
دور سری طرف کلمئشہا دت (لا الله الا الله الا الله عمر بی خط میں لکھا ہوا ہے۔ بروفیسرفلب ہی سنے
دور سری طرف کلمئشہا دت رکوالله الا الله الا الله عمر بی مصفحہ ۱۹۳ پر اس سکہ کی تصویر جھیا ہی ہے۔ سکہ
ابنی کتاب سر سٹری آف دی عربس (۱۹۶۹) میں صفحہ ۱۳۱۹ پر اس سکہ کی تصویر جھیا ہی ہے۔ سکہ
کے نیچے مصنف نے یہ الفاظ لکھے ہیں کہ اینگلوسیک ن دور کا سونے کا سکہ جس میں ہم ۱۶۷ کے
عرب دین ارکی نقل کی گئی ہے ؛

Anglo-Saxon gold coin imitating an Arab dinar of the year 774.

یه واقعہ بت اتا ہے کہ آبھویں صدی عیسوی ہیں مسلمان علم وفن ہیں اتنا زیا وہ آگے سے کہ مرمعاملہ ہیں ہی ۔ مرمعاملہ ہیں ان کی تقلید کی جاتی تھتی حتیٰ کہ کلمۂ شہب ادت کے معاملہ ہیں ہی ۔ مسلمانوں نے فن طب است دائر یونا پنوں سے نہیا۔ مگراس کے بعد انھوں نے آپئ محنت سے اس مدی کے اور سے ایسا در معاملہ میں میں اور میں اور میں اور میں میں اور م

اس بیں اسے زیادہ اعنافے کیے کہ وہ اس زمانہ میں فن طب کے امام بن گیے۔ ابن سیا (Avicenna) کے بارے میں اننا میکلو بیٹ ٹریا برٹما نیکا (۱۹۸۸) میں یہ العناظ درج ہیں۔ اسس کی کتا ب القانون فی الطّب جو کہ طب کی تاریخ میں انتہائی مشہورکت بوں میں سے ہ

— the Canon of medicine, which is among the most famous books in the history of medicine (I/681).

سسلی کا بادستاه راجر دوم ( ۱۵۳ – ۱۵۹۵) ایسے ذما ند کا ایک ممتازیوروپی بادشاه مقا۔ اس کو بیشوق ہواکہ ایک عالمی نقت متیاد کرائے جس میں اسس کی سلطنت کا جائے وقدع دکھایا گیا ہو۔ اس نقشہ کو تنیاد کرنے کے بیے اس وقت جوسب سے زیادہ لائق شخص سسلی کے بادشاہ کوبل سکا وہ الا دریسی مقا۔ الا دریسی مراکش میں بیدا ہوا۔ اس نے اسپین کی مسلم درسگا ہوں میں تعلیم حاصل کی۔ اس کے بعد وہ ایسنیار، افریقہ، اور پورپ کے سفر کرتا رہا۔ وہ اپنے زما مذیب میں جغرافیہ کا سب سے بڑا عالم مقا، ان انکیکو بیٹریا برٹا نیکا (۱۹۸۷) کے الادریسی کے بارے میں حب ذیل الفت نظ کھے ہیں ا

Al-Idrisi was a close friend and adviser to Roger II, the Norman king of Sicily, at whose court he served as official geographer. Roger II invited Al-Idrisi to Sicily to make a map of the world for him (9/198).

سٹاہ راجر دوم سلی کا نارمن با دشاہ تھا۔ الادرلیسی اس کا قریبی دوست اورمتیر سے الادرلیسی اس کا قریبی دوست اورمتیر سے الادرلیبی سے سلی کے اس با دشاہ کے دربار ہیںسر کاری جغرافیہ نولیں کے طور پر کام کیا۔ راجر دوم نے الادرلیسی کو ملایا تھاکہ وہ اکسس کے بیے دنیا کا ایک نقشہ نتار کرے ۔

#### موجوده مسلمان

یہ قدیم زمانہ میں مسلمالوں کا حسال تھا۔ مگرامج صورت حال اسس کے برعکس ہے۔ آج سلمان ساری دنیا میں دوسروں کے لیے بوجھ (Liability) جسے ہوئے ہیں۔ وہ آج کی دنب میں لوگوں کے لیے سرمایہ (Asset) کی حیثیت سے باتی نہیں رہے ہیں ۔

797

آج سادی دنیا میں مسلمانوں کی تصویر یہ ہے کہ وہ عسلوم دنون میں پیچے ہیں۔ جدید دنیا کاکوئی بھی شعبہ الیا انہیں ہے جس میں انہیں ستون کی حینٹیت حاصل ہو۔ وہ آج ایک جھگڑا فسا دکرنے والی قوم ہیں۔ وہ داداگیری ،اسمگلنگ ، دہشت پر ندی ،سیاسی توڑ بھوڑ میں نام پدا کیے ہوئے ہیں ۔ ان کے ستا مدین خیالی شاعب ری اور بڑجوش خطا بت کا شخفہ دنیا کو بہت مرکر سہے ہیں مسلمان آج کی دنیا میں حینے والی قوم بن بن کے انہیں دنیا میں حینے والی قوم نہ بن کے انہیں دنیا میں کھی عزت کا مقام منطے ۔ ایسے بے فیصل لوگوں کے بیے خدا کا قالون یہی ہے کہ انہیں دنیا میں کھی عزت کا مقام منطے ۔

یکم جنوری ۱۹۸۹

# اسلام اورسائنس

اس مخضر مقاله میں مجھے اس سوال کی تحقیق کرنی ہے کہ مسلمان موجودہ زمانہ میں سائنس کی تعلیم بیں پیچھے کیوں ہو گئے۔ تعض لوگوں کا کہنا ہے کہ مسلمان سائنس کی تعلم میں اس بیے پیچھے ہیں کہان کا مذبب سائنس کی تعلیم کامخالف ہے ، یا کم از کم اس کو پند نہیں کرتا۔ گریہ بات حقائق سے مطابقت نہیں رکھتی۔ قرآن میں کیٹر نغدا دمیں ایسی آیتیں موجو دہیں جن میں مختلف طریقوں سے اسس امر رپی زور دیا گیا ہے کہ زمین وآسمان کی چیزول پر عور کرو۔ بھر کیسے مکن تفاکہ اسلام کے ماننے والے زمین و آسان کی چیزوں کامطالعہ در کریں جس کا دوسرا نام سائنس ہے۔ اسلام کے نزدیک کا تنات کے مطالعہ كاسب سے پہلا فائدہ معرفت ہے ۔ بین مخلوق كے اندر خالق كامثابدہ كرنا يتا ہم جب لوگ كا تنات كو قابل عورسم مراس ديكھ بي تواسى سے و د جيز بھى برآمد مونى ہے جس كوسائنس كها جاتا ہے ۔ اس کے علاوہ مسلمانوں کی اپنی تاریخ بھی اس کی تر دیدکر تی ہے۔ کیوں کہ تاریخ سے یہ نابت ہے کہ ابتدائی دور کے مسلانوں بے سائنس کے شعبول میں زبر دست ترقی کی بحتی کہ جس زماینہ میں یوروپ کی قوموں نے سائنس کی راہ میں ایک قدم ہمی آگے نہیں بڑمایا تھا اس دقت مسلمان سائنس کی داه میں تنا ندار ترفتیاں ماصل کر چکے سے۔ برٹرینڈرسل سے اس حقیقت کا عراف ان الفاظمیں کیاہے کہ سلام سے سلام تک کے دورکوم تاریک دور کہتے ہیں۔ یہ مغربی بوروپ کو غیر داقعی اہمیت دیناہے ۔ اسی زمانہ میں جین میں تنگ کی حکومت بھی جو کہ جینی شاعری کا ہم زین دورسے - اور کئی دوسٹرے پہلوؤں سے بہت اہم دورسے - اسی زمارہ بیں ہندستان سے لے کر البین تک اسلام کی شاندار تہذیب جھانی ہوئی تھی۔ اس زمارہ میں جوچیز میجیت کے لیے کھوئی ہوئی سى دە تېذىب كے ليے كھوئى ہوئى رائعتى بلكه اس كے برعكس تقى:

Our use of the phrase 'the Dark Ages' to cover the period, from 600 to 1000 marks our undue concentration on Western Europe. In China, this period includes the time of the Tang dynasty, the greatest age of Chinese poetry, and in many other ways a most remarkable epoch. From India to Spain, the brilliant civilization of Islam flourished. What was lost to Christendom at this time was not lost to civilization, but quite the contrary.

Bertrand Russell, A History of Western Philosophy, p. 395

#### زمانہسے آگے

قرون وسطیٰ میں مسلانوں نے طب اور سائنس کے میدان میں جو کارنامے انجام دیتے ہیں۔ وہ تعجب خیز حد تک عظیم ہیں۔ الدازی (۱۳۴ – ۸۹۸) اور ابن سینا (۱۰۳۰ – ۹۸۰) اپنے وقت کے سب سے بڑے ماہرین طب سے جن کا کوئٹ ٹائی اس وقت کی دستیا میں موجو در تھا۔ ابن سینا کی کتاب القانون فی الطب علم طب بر ایک بنیا دی کتاب ہے۔ وہ د نیا کے اکثر طبی اواروں بیں بطور نضاب بڑھائی جائی رہی ہے۔ حتی کہ فرائن میں وہ ۵۰ ۱۱ء تک واخل نضاب تھی:

Al-Qanun became a classic and was used at many medical schools, at Montpellier, France, as late as 1650. (11/828).

مسلانوں کے بیکارنامے عام طور برمشہور اور معلوم ہیں۔ ان برہے شمار کت بیں ہرزبان میں کھی گئی ہیں۔ تاہم اس سلد میں ایک سوال ہے۔ اور بیسوال اس کی توجیبہ کے بارہ میں ہے۔ انسائیکلو بیڈیا برٹانیکا (۱۹۸۴) کے مفالہ نگار سے اس کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے :

The greatest contribution of Arabian medicine was in Chemistry and in the knowledge and preparation of medicines; many drugs now in use are of Arab origin, as also are such processes as distillation and sublimation. Often the chemistry of that time was mainly a search for the philosopher's stone, which supposedly would turn all common metals to gold. Astronomers were astrologers and chemists were alchemists. It is, therefore, surprising that, despite all this, the physicians of the Muslim empire did make a noteworthy contribution to medical progress (11/828).

طبوربی کسب سے بڑی خدمت کیمٹری اور دواؤں کے علم اور ان کی تباری کے بارہے ہیں تھی اکست دوائیں جو آج استعال ہوتی ہیں ان کی اصل عرب ہی ہے۔ اسی طرح نقطبراور تصعید الحست دوائیں جو آج استعال ہوتی ہیں ان کی اصل عرب ہی ہے۔ اسی طرح نقطبراور تصعید جیسے عمل بھی۔ اس زیب ان کی کیمٹری اکثر و بیشتر بارس بیضر کی تلاش کا نام بھی، جس کے متعلق یہ جیسے عمل بھی۔ اس زیب ان کی کیمٹری اکثر و بیشتر بارس بیضر کی تلاش کا نام بھی، جس کے متعلق یہ گان كربياكيا تقاكه وه تام دهانون كوسولے ميں تبديل كركتاہے - اس زمان كے فلكيات دال محق بخومی مونے تھے۔ اور کیم طری کے علمار صرف کیمیا گری کرنے تھے۔ اس لیے یہ تعب خیز بات ہے کہ ان سب کے باوجودملم عہد کے اطبارے طب کی تی میں قیمتی اصافے کیے۔ اسسلام سائنس كاخالق

یہ بآتیں وہ ہیں جن کا عام طور پر مورخین نے اعترات کیا ہے۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ معاملہ اس سے بھی آگے ہے۔ جدید سائنس خود اسلام کی بیدا کردہ ہے۔ اسلام بلاشبہ سائنس کے بیے تہیں آیا۔ مگراسس میں یمی کونیٔ تنگ پنین که سائنسی انقلاب خود اسلامی انقلاب کی صنمنی پیداوار ہے۔ اسلام اور سائنس کے اس تعلق کو بریفالٹ سے ان الفاظ میں تسلیم کیا ہے کہ ہماری سائنس پرع بوں کا فرصنہ صرف یہ نہیں ہے کہ الخول سے حیران کن نظریات دیے۔ سائنس اس سے زیادہ عربوں کی مقروض ہے۔ یہ خود ایسے وجود کے لیے ان کی اصال مستد ہے :

The debt of our science to that of the Arabs does not consist in startling discoveries of revolutionary theories; science owes a great deal more to Arab culture, it owes its existence. The ancient world was, as we saw, pre-scientific. The Astronomy and Mathematics of the Greeks were a foreign importation never thoroughly acclimatized in Greek culture. The Greeks systematized, generalized, and theorized, but the patient ways of investigation, the accumulation of positive knowledge, the minute method of science, detailed and prolonged observation and experimental inquiry were altogether alien to the Greek temperament. Only in Hellenistic Alexandria was any approach to scientific work conducted in the ancient classical world. What we call science arose in Europe as a result of a new spirit of inquiry, of new methods of investigation, of the method of experiment, observation, measurement, of the development of Mathematics in a form unknown to the Greeks. That spirit and those methods were introduced into the European world by the Arabs.

Briffault, Making of Humanity, p. 190

یرایک علی اور تاریخی حقیقت ہے کہ اسسلام سائنس کا خالق ہے۔ سائنس سا دہ طور پرمطالعہ فطرت (Study of nature) کا نام ہے - النان جب سے زمین پر آبا دیے اسی وقت سے فطرت اس کے سامنے موجود ہے۔ پیمرکیا وجہ ہے کہ فطرت کے مطالعہ اورتسخریں انسان کو اتنی زیادہ دیر لگی۔ سائنس کی تمام ترقیا ب پیلے ہزار برس کے اندر طہور میں آئی ہیں۔ جب کداصولاً انفیس لاکھوں سال پہلے طاہر ہوجانا چاہیے تقا۔ اس کی وجہ قدیم زمانہ میں سٹرک کا غلبہ ہے۔ سٹرک اس میں مانع تقاکہ آ دمی فطرت کا مطبالعہ ۲۹۸

# کرے اور اس کی قولوں کو دریا فت کرکے اکھیں اپنے کام میں لائے۔ بٹرک کیا ہے۔ شرک نام ہے فطرت کو پوچنے کا۔ قدیم زمانہ میں بہی شرک تمام اقوام کا مذہب سے ا

For the ancient man, Nature was not just a treasure-trove of natural resources, but a goddess, Mother Earth. And the vegetation that sprang from the earth, the animals that roamed the earth's surface, and the minerals hiding in the earth's bowels, all partook of nature's divinity, so did all natural phenomenon — springs and rivers and the sea; mountains, earthquakes and lightening and thunder.

عُرض زمین سے آسمان تک جو چیز بھی اسان کو تمایا ں نظر آئی اس کو اس سے اپنا خدا فرض کر لیا اسی کا نام شرک ہے اور یہ شرک اسلام سے بہلے تمام معلوم زما نوں میں دنیا کا غالب فکر رہا ہے ۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ قدیم اسان کے لیے فطرت برستین کا موضوع (Object of worship) بنی ہوئی کھتی۔ بھرعین اسی وقت وہ تحقیق کا موضوع (Object of investigation) کیے بنی ۔ بہم اصل وجہ ہے جس کی بنا پر قدیم اسان اس طوف راعنب نہ ہوسکا کہ وہ فطرت کا مطالعہ کرے ۔ تمام قدیم زمانوں میں اسان فطرت کو خداسم جھرکر اس کے سامنے جمکتا رہا ہے ۔ فطرت کو مقدس نظر سے دیکھنا اسان کے لیے اس میں روک بنا رہا کہ وہ فطرت کی تحقیق کرے اور اس کو اپنے تمدن کی تعمیر کے استعمال کرے ۔

آرنلڈٹائن بی ہے اس کا اعتراف کیا ہے کہ فطرت پرستی (شرک) کے اس دورکوسب سے پہلے جس نے ختم کیا وہ توجید (Monotheism) ہے۔ توجید کے عقید ہے ہے بہلی بار النان کو بیز ذہن دیا کہ فطرت خانق نہیں بلکہ محن ہوق ہے۔ وہ پوجیے کی جیز نہیں بلکہ برتنے کی جیز ہے ۔ اس کے آگے جمکنا نہیں ہے بلکہ اس کو تسخیر کرنا ہے تاہم جب اس حقیقت کو دیکھا جائے کہ توجید کے نظریہ کو پہلی باراسلام نے ملی طور پر رائج کیا تویہ انقلاب براہ راست اسلام کا کارنامہ قرار پاتا ہے۔ اس بی تشک نہیں کہ خدلکے تمام بیغم بر توجید کا پیغام سے کر آئے۔ ہر دور میں خدا کے جن بندوں نے نسجائی کی تبلیغ کی انفول نے خالص توجید ہی توجید کے نظریہ کو بیا ہو۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام سے پہلے کسی بھی دور میں ایسا نہیں ہوا کہ بڑی تحداد میں لوگ توجید کے نظریہ کو بان لیں اور توجید کی بنیا دیر النانی معاشرہ میں وسیع انقلاب بریا ہو۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام سے پہلے اس اور توجید کی بنیا دیر النانی معاشرہ میں وسیع انقلاب بریا ہو۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام سے پہلے اس اور توجید کی بنیا دیر النانی معاشرہ میں وسیع انقلاب بریا ہو۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام سے پہلے اس اور توجید کی اسلام اور توجید کی اسلام سے پہلے اس اور توجید کی اسلام سے پہلے اس اور توجید کی انتیاد کی اسلام سے پہلے کسی ہے اس اور توجید کی اسلام اور توجید کی اسلام سے پہلے اس اور توجید کی اسلام سے پہلے اس اور توجید کی ایس اور توجید کی اسلام سے پہلے اس اور توجید کی اسے بہلے اس اور توجید کی اسلام سے پہلے اس اور توجید کی اسلام سے پہلے اس اور توجید کی اسلام سے پہلے دیں اور اس اور توجید کی اسلام سے پہلے اس اور توجید کی اسلام سے پہلے دیں اس اور توجید کی اسلام سے پہلے دیر النانی معاشرہ میں وسیع انقلاب بریا ہو۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام سے پہلے دیر النانی معاشرہ میں وسیع انقلام بریا ہو۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام سے پہلے دیر النانی معاشرہ میں وسیع انقلام بریا ہو۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام سے پہلے دیر النانی معاشرہ میں وسیع انقلام میں میں ور النانی معاشرہ میں وسیع انقلام بریا ہو دیر ورموں سے دیر النانی میں ورموں سے دیر ور

النان كبى توحيد كے حقیقی تمرات سے آسنا ما ہوسكا ۔

جیساکہ عرض کیا گیا، فداکا ہر بیغیر توجید کا بیغام ہے کر آیا۔ گر پھیلے بیغیروں کے ساتھ یہ صورت بین آئی کہ ان کے بیرو ان کے لائے ہوئے دین کی حفاظت را کرسکے۔ انھوں نے توجید میں شرک کی ایمیزش کر دی۔ مثال کے طور پر حفزت میں ہے خالص توجید کا بیغام دیا گران کے بعد ان کے بیرو و و ل نے نو و حضرت میں کو خداسم ہو لیا۔ ان کا یہ مشرکا راحقیدہ مختلف پہلو و ل سے سائنس کی زق کے لیے رکاوٹ بن گیا۔ مثلاً کچہ علائے فلکیات نے نظام شمسی کی تقیق کی۔ وہ اس حقیقت تک بہو پنج کہ زمین سورج کے گر د گھومتی ہے۔ گر عیسائی علمار ایسے لوگول کے سخت مخالف ہو گیا۔ اس کی وجر ان کا مذکورہ مشرکا نہ عقیدہ تھا۔ انھوں نے زمین کو خداوند کی جنم بھومی فرض کر رکھا تھا اس لیے ان کے لیے ناقابل فہم ہوگیا محبوں زمین پر خدا بیدا ہو اب و وہ زمین نظام شمسی کا مرکز مذہ ہو بلکہ اس کی جیٹیت محض ایک تابع کی قراد کے حقیدہ نے مشرکا نہ عقیدہ کو بیانے انھول نے سائنسی حقیقت کا انکار کر دیا۔

دوسری بات یہ کہ پیچلے تمام بیغیروں کامٹن صرف اعلان کی حدیک جاسکا وہ عملی انقلاب تک مہنیں بہونچا۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ بیغیراسلام اور آب کے سابھتی اسانی تاریخ کے پہلے گروہ ہیں جمغول نے توجید کو ایک زندہ عمل بنایا۔ انھوں نے اولاء بین شرک دمظام فطرت کی پیتش کا ممل خاتمہ کیا اور توجید کو عملی طور پر انسانی زندگی میں رائج کیا۔ اس کے بعد وہ آگے براسے اور قدیم زمانہ کی نقریبًا تمام آبا ددنیا ہیں شرک کو مغلوب کردیا۔ انھوں نے ایشیا اور اور لفقہ کے تمام بت خالوں کو کھنڈر یہ اور توجید کو ایک عالمی انقلاب کی چیشت دے دی۔

اہلِ اسلام کے ذریعہ نوحید کاجوعالمی انقلاب آیا اس کے بعد ہی یہ ممکن ہواکہ توہم پرستی کا دورختم ہو۔ اب مظام فطرت کو پرستش کے مقام سے ہٹا دیا گیا۔ ایک خدا انسان کامعبو د قرار پایا۔ اس کے علاوہ جو تمام چیزیں ہیں وہ سب صرف مخلوق بن کررہ گئیں۔

النان تاریخ بی اسلام کے ظہورسے جوعظیم تبدیلی آئی اس کا عرّات ایک امریکی النائیکلو بیٹریا بیں النالفاظ بین کیا گیاہے کہ اسسلام کے ظہورسے النان تاریخ کے رُخ کوموڑدیا:

Its advent changed the course of human history.

منلام فطرت کوریستش کے مقام سے ہٹاہیے کا یہ نتیجہ ہواکہ وہ فورٌ ااننان کے بیے تحقیق اورتسنچر ۳۰۰ کا مومنوع بن گئے ۔مظاہر فطرت کی تحتیق وتسخر کا آغاز مدینہ میں ہوا۔ بھیر دمشق اور بغدا د اس کے مرکز بینے اس کے بعد یہ لہرسمندریار کرکے اسپین اور سسلی میں داخل ہوئی ، وہاں سے وہ مزید آگے برط صد کر الملی اور فرانس تک جاہبوئی۔ یہ تاریخی عمل جاری رہا پہاں تک کہوہ جدید سائنس انقلاب تک بہونخ گیا۔مغرب کا سائنسی انقلاب اس اعتبارسے اسلامی انقلاب کا انتہائی نقطہ ہے۔ وہ توحی دے انقلاب کا سکولرنیتجہ ہے۔

اب سوال بیسے کرجواسلام سائنس کابانی تقا۔ اورس کے ماننے واسے اپنے ابتدائی دورمیں · ساری دنیا کے لیے سائنس کے معلم سنے اسی اسلام کے ماننے والے موجودہ زمان میں سائنس کی نعیم میں دوسروں سے بھے کیوں ہو گیے۔

اس کی سب سے بڑی وجرسیاس ہے مسلمانوں نے ابتدار جوسائنسی انقلاب برباکیا سے وہ اسپین تک یہو پنے کے بعد مغربی قوموں کی طرف منتقل ہوگیا۔ اس سے بعدسائنس کی ترقبال زیادہ تر اہل مغرب کے ما بختوں ہوئیں ۔ اس زمانہ میں بھی اگرجہ دنیا کا بڑا حصہ سیاسی طور پرمسلما نول کے قبصنہ میں تھا مگر سائنس کی ترقی کا کام صلیبی جنگوں سے بعد مغربی پوروپ کے ذریعہ انجام یا تاریا۔

ملانوں نے اینے ابندائی دورمیں سائنس کے میدان میں جو ترقبال کی تقیس اس کا پہلا سب مع برا فائده ان کو دوسوسال صلبی جنگول (۱۲۰۰ میں ہوا۔ اس جنگ میں تقریبًا سارا يوروب متده طاقت سے مسلم دنیا برحمله آور ہوا تاکه اپنے مقدس مقامات کومسلمانوں کے قبصنہ سے وابس ہے۔ مگر انفیں کامیا بی ساصل نہوسکی ۔ ان مہموں میں کروروں جانیں اور بے بناہ دولت قربان کر دی گئی۔ اورجب یہ سب بحتم ہوا تو پروشلم پرستور "بد دینوں "کے قبصنہ میں تھا ؛

Millions of lives and an enormous amount of treasure were sacrificed in these enterprises. And when all was done, Jerusalem remained in the possession of the "infidels". Pears Cyclopaedia, (1953-1954), p. 539

صيبى جنگوں كا خائمة مسلانوں كى كامل فتح اورمسيمى بوروپ كى كامل شكست يربوا مسلمانوں کی نتے ان کے بیے الی بڑی ۔ اس کے رعکس عیسائیوں کو ان کی شکست کا زبر دست فائدہ حاصل ہوا۔ ملمان ابنی سیاسی نتح پر قانع ہوکر رہ گیے ۔ کامیا بی سے احساس سے ان کی عملی قونوں کو کھنڈاکر دیا۔ ۳۰۱ اس کے برعکس میسی یوروپ کو اپنی ناکامی کا یہ قائدہ طاکہ اس کے اندر یہ ذہن پیدا ہوا کہ اپنی کرنے دور کر دریوں کو معلوم کر کے ان کی تلائی کرے ۔ جنائجہاس کے اندر ایسے لوگ پیدا ہوئے جفول نے دور وشور کے ساتھ یہ تبلیغ کی کہ مطالفوں کی زبان عوبی سیکھواور ان کی کتابوں کا اپنی زبان میں ترجہہ کر گئیں جو یہ رخجان بوروپ میں تیزی سے بھیلا۔ مسلمانوں کی اکثر کتا بیں عرب سے لاطینی زبان میں ترجہہ کی گئیں جو اس وقت یوروپ کی علمی زبان بھی ۔ یہ عمل کئی سوس ال تک جاری رہا۔ ایک طرف مسلمان اپنی سیاسی کامیا بی میں گم سے ، دوسری طرف یوروپ علمی میدان میں مسلسل ترقی کررہا تھا۔

یوروپ کا بہ علمی سفر جاری رہا۔ بہاں تک کہ ۱۸ ویں صدی آگئ جب کہ یوروپ واضح طور پر مسلم دنیا ہے آگئے بڑھ گیا۔ مسلم دنیا ہے آگئے بڑھ گیا۔

مغربی بوروپ نے سائنس کو جدید ٹکنالوجی ٹک بہونچا دیا۔ اس نے دستکاری کی جگہ شینی صنعت ایجا دکی۔ اس نے دستی مشیاروں کی جگہ دور مار ہمتیار بنا لیے۔ وہ بڑی طاقت سے آگر بڑھا اور ابتدار بحری طاقت اور اس کے بعد فضائی طاقت پر قابوحاصل کر لیا۔ اس طرح مغرب بالآخر ایسی طاقت بن گیاجس کامقابلہ مسلمان اپنے موجودہ ساز وسامان کے سامۃ نہیں کر سکتے تھے۔ چنائچہ ایسی طاقت بن گیاجس کامقابلہ مسلمان اپنے موجودہ ساز وسامان کے سامۃ نہیں کر سکتے تھے۔ چنائچہ مغرب جدید قولوں سے مسلم ہوکر دوبارہ جب مسلم دنیا کی طرف بڑھا تو مسلمان قومیں ان کور دکنے میں ناکام رہیں۔ مغربی قوموں سے مخترع صدمیں تقریبًا بوری مسلم دنیا پر براہ راست یا بالواسطہ کنٹرول ماصل کرلیا۔

صیلبی جنگول کے بعد مسلمان اپنی سیاسی فتح کے جوشش میں سائنس سے دور ہو گئے ہے ہے۔
موجودہ زمانہ میں بہی بات ایک اور شکل میں بین آئی ۔ مغربی قومول کے مقابلہ میں سیاسی شکست
فے موجودہ مسلمانوں کے اندرمنفی ردعمل پیدا کیا ۔ مغربی قومول نے ان سے ان کا قیر (Pride)
جینیا تھا۔ چانچہ وہ مغربی قومول سے سخت متنفر ہو کررہ گئے ۔ اپنی ردعمل کی نفیات کی وجہ سے ایخول
سے نمرف مغربی قوموں کو براسم جا بلکہ مغربی قوموں کی زبان اورمغربی قوموں کے ذریعہ آنے والے علوم کو بھی وہ نفرت کی نظر سے دیکھنے گئے ۔

ایک صدی کی پوری مدت اسی حال میں گزرگئی ۔مسلان مغربی قوموں سے نفرت کرتے رہے یا اناسے الیبی لڑائیاں لڑتے رہے جومسلانوں کی کمتر تیاری کی وجہ سے صرف شکست پرختم ہونے ۳۰۲ والی بھی۔ دوسری طرف دنیا کی دوسری قومیں مغربی زبان اور مغربی علوم کوسیکھ کرتیزی ہے آگے برط صحی رہیں یہاں گک کہ دولؤل کے درمیان وہ بعید فاصلہ پیدا ہوگیا جس کی ایک مثال ہم کو ہندستان میں نظر آتی ہے۔ مسٹر کلدیپ بنرسے مکھا ہے کہ ہندو وس کے مقابلے میں مسلمان تغیلم میں دوسوسال ہیھے ہیں۔ اگر اس کو گھٹا یا جائے تب بھی یہ فاصلہ ایک سوسال کے بقدر ما ننام وگا۔

مغربی تو میں جن علوم کو لے کر آگے بڑھیں وہ سادہ معنول میں محض علوم نہ سے بلکہ وہ دور جدید بیں ہرفتم کی ترقی کی بنیا دستے ۔ چنا بخہ جن قومول نے ان علوم کو سیکھا وہ و ننوی اعتبار سے دوسروں ہے آگے بڑھ گئیں۔ مغربی تو میں اور ان کے مقلہ بن تہذیب و تمدن میں مسلما لؤ ل سے برجہا زیا دہ فائق ہو گئے۔ یہی و قت ہے جب کہ مسلما لؤل میں سرسید (۱۹۹۸- ۱۸۱۸) اور اس قسم کے دول رہے مصلمین بیسید ا ہوئے۔ مگریہاں بہو نج کرمسلم مصلمین سے تعمیری غلطی قسم کے دول رہے مصلمین بیسید ا ہوئے۔ مگریہاں بہو نج کرمسلم مصلمین سے تعمیری غلطی کوزیا دہ گہرائی کے مالح نہ دیکھ سے۔ وہ مغرب کی طون بڑھے۔ وہ مغربی تہذیب کی جڑوں کوزیا دہ گہرائی کے مالح نہ دیکھ سے۔ وہ مغرب کی طرف برطے۔ مگرائی کے مالح نہ ذکہ مغرب کی فوت کے اصل سرچتنہ (سائمین) کو سمچرکر اس کو اختیار کرنے کے لئے تھا۔ چنا بخہ اس قسم کے مصلمین کی ساری تو جہ مغرب کی زبان ، مغرب کے لڑ بجب رہ مغرب کے مرب ہے تو بہ بوت والے بھی مغرب کی زبان ، مغرب کے لڑ بجب رہ وہ مغرب کی مناس کی سائم کے مسلم کی مقام کر بیت ہوئے اس قسم کے مصلمین کی سائم سے محروم سے۔ سرمید نے انگلستان کا سفر کیا وہ بہتر تھ جو ہوتا۔ آخر وقت بیں بوب والے بی مغرب کے اگر وہ سائمن کی کتا بیں یاکون مثین اپنے سائھ لاتے تو یقینا وہ ہند ستانی مطابوں کے لیے زیا وہ بہتر تھ ہوتا۔ آخر وقت بیں جب مغربی سائم کا میں مغربی سائم کا مقربی سائم کہ اس کی بیائے اگر وقت بین بہنی کا تھی مغربی سائم کی جو تا۔ آخر وقت بین بین سائم کی میں سائم کی ہمیت مغربی تہذیب کی تھی منربی سائم کی ہمیت مغربی تہذیب کی تھی منربی سائم کی ہمیت مغربی تہذیب کی کھی منہ کی سائم کی میں سائم کی ہمیت مغربی تہذیب کی کھی منہ کی کہائے اگر وقت بہتر تھ کے دور کے دور کے اس وقت بھی ان کے ذہرن میں سائم کی ہمیت مغربی تہذیب کی کھی منہ کی کہائے کی کہائے کی کہائے کہائے

بأنتنى شعور

سائنس کے میدان میں مسلما بوں کے پھیڑے بین کی وجہ اگر مختصر طور پر بتا نی ہوتو وہ صرف ایک ہوگی: مسلما بون میں سائنسی شعور یہ ہونا۔

ہندستان کا زمین دار طبقہ جدید سخارت میں بیچھے کیوں ہوگیا۔ اس کی وجہ بیسے کہ اس کے امرر ساس تجارتی شعود موجود منظایهی واقعه سائنس کے سلسلہ میں مسلانوں کے ساتھ بیش آیا۔ ایک یا ایک سے زیادہ اسباب کی بنا پر مسلمانوں کے اندر جدید دور میں سائنسی شعور پریرا مذہوں کا۔ یہی وجہ ہے کہ انھوں نے سائنس کی تعلیم کی طرف توجہ ند دی اور اگر توجہ دی بھی توا دھوری شکل میں۔

اس کی ایک واضح مثال وہ فرق ہے جومسلمالؤں کے درمیان دین نعیم اور سائنسی تعلیم کے بارسے میں بیا یا جا تاہے ۔ مسلمالؤں کے اندر دینی تعلیم کی اہمیت کا شعور موجو دیمتا اس لیے ایخوں نے اس کا پورا اہتمام کیا۔ اس کے برعکس موجودہ زمانہ کے مسلمالؤں میں سائنسی تعلیم کا شعور موجودہ نہ کھتا اس لیے وہ اس کا وہ اہتمام رز کرسکے جس کے بینر کسی قوم میں سائنسی تعلیم نہیں آ سکتی ۔

چنانچه بهم دیکھتے ہیں کہ مسلم رمہنا وُں کوجب جدیدعلوم کی طرف نوجہ ہوئی تو الحفول نے کا لیجے اور یو نیورسٹیاں نوسٹ کیس کر الحفول نے جدیدعلوم کی ابتدائی تعلیم کا نظام قائم نہیں کہا جو کہ کا بحوں اور یو بنیورسٹیوں کو خوراک فراہم کرتے ہیں۔ جب کہ اِسٹیں مسلما نوں میں دین مدارسس کی مثال اس سے بالکل مختلف ممنور نہیں کرتے ہیں۔

مسلمانوں سے موجودہ زمانہ میں بڑے بڑے دینی مدرسے قائم کے۔ مگر اکھوں نے ایمائیس کیا کہ صرف بڑے برطے مدرسے قائم کرکے بیٹے جائیں۔اسی کے ساتھ اکھوں نے یہ بھی کیا کہ پورے ملک میں ابتدائی سطح پر دینی تعلیم کا نظام کھیلا دیا۔ آب جس گا ول یا جس قصبہ میں جائیں ، آپ کو و ہا ل میں ابتدائی تعلیم کا مکتب ایک یا ایک سے زیادہ کام کرتا ہو اسطے گا۔ یہی ابتدائی مکا تب دراصل وہ ابتدائی تعلیم کا مکتب رہوں تو ادارے ہیں جو بڑے برطے دینی مدرسے سوسے نظر آئیں۔

یہی بات جدید سائنس کی تعلیم سے سلسلہ میں بھی ملحوظ رکھنے کی بھی ۔ مسلم رہنماؤں کویہ سمجنا چاہیے بھاکہ کالجوں اور یو بنورسٹیوں کو خوراک بہو نجائے دائے ابتدائی اسکول نہ ہوں تو کالجوں اور یو بنورسٹیوں کو طور پر ہندواور عیبائی بہت بڑے اور یو بنورسٹیوں کو طلبہ کہاں سے ملیں گے۔ ہندستان میں مثال سے کوئی سبق ہنیں بیمانے پر ابتدائی تعلیم کا نظام قائم کر رہے سے ۔ گرمسلم رہنماؤں نے اس مثال سے کوئی سبق ہنیں لیا۔ الحقول نے کالجے اور یو بنورسٹیاں بنانے کے لیے زبر دست کوشش کی گرابندائی اسکول قائم کرنے کی طرف اتناکم دھیان دیا کہ وہ مہیں کے برابر ہے۔

یمی وجہ کہ آج ہم یہ منظر دیکھتے ہیں کہ مسلم کائے اور اسسلامی یو نیورس تو ہمارے باس موجود ہیں مگر اس کے اندر مسلم طلبہ موجود نہیں۔ کیوں کہ ان بڑے اداروں کو غذا بہو نجائے والے جھوٹے اداروں کو غذا بہو نجائے والے جھوٹے اداروں کو غذا بہو نجائے کے اجت ہندواور عیبائی یا گور نمنظ کے ابتدائی اسکولوں میں بھیجنا بند نہیں کیا اور خودان کے ابت ابتدائی اسکول موجود نہتے۔ نیتجہ یہ ہواکہ قوم کے بچوں کی ابتدائی تعلیم اس انداز پر نہ ہوسکی کہ وہ آگے بڑھ کر سائنس کے شبول میں داخلہ لے سکیں۔ مسلم رہناؤں کی اس عفلت کی وجہ جو بھی ہو، مگریہ ایک واقعہ ہے کہ علی طور پر یہ ایک بڑا سبب ہے جس سے مسلم قوم کو سائنی تعلیم میں بیچھے کر دیا۔

یہ ایک بڑا سبب ہے جس سے مسلم قوم کو سائنی تعلیم میں بیچھے کر دیا۔

بنیادی غفلت

سائنس کی تعلیم میں مسلانوں کے پیچے ہوئے کا سبب ایک لفظ میں بیان کیا جائے تو وہ یہ ہوگا کہ

مسلمان انگریز اور انگریزی میں فرق نہ کرسکے۔ ایھوں نے استعاری قوموں کو اور استعاری قوموں
کے ذریعہ آنے والے علوم کو ایک سمجا۔ اول الذکر سے بیاسی ابباب کے بحت اٹھیں نفرت پیدا ہوئی۔ اس
کا نیتجہ یہ ہوا کہ وہ ثانی الذکر سے بھی نفرت کر سے نگے۔ اگر وہ دولؤں کو ایک دوسر سے سے الگ کر سکتے
تو یقینی طور پر موجودہ زمانہ میں مسلمانوں کی سائنی تاریخ دوسری ہوتی۔

ہر قوم کے کچھ اپنے قومی علوم ہوتے ہیں۔ ان قومی علوم سے دوسری قوموں کو دل جپی نہ ہونا ایک فطری بات ہے۔ مزید یہ کہ دوسری قوییں اگر ان قومی علوم سے دل جپی نہ لیس تواس سے انھیس کوئی حقیقی نفصان نہیں ہوتا ۔

مگر تعبض او قات ایسا ہوتا ہے کہ ایک قوم ایک علم کولے کراکھتی ہے لیکن حقیقتہ وہ اس کا قومی علم مہمین ہوتا بلکہ اس کی حیثیت ایک آفاتی علم کی ہوتی ہے۔ یہ علم اپنی حقیقت کے اعتبار سے بہت م قوموں کے بیے ہوتا ہے یہ کہ کس ایک قوم کے بیے۔ وہ النانیت کا مشترک سرمایہ ہوتا ہے نہ کہ کسی قوم کا انفرادی وریثہ ۔

تدیم صلبی جنگوں کے بعد بہی صورت حال مغربی قوموں کے ساتھ بین آئی تھی۔ اُس وقت ملان سائنسی علوم کے حامل سے اور اسی بنا پر وہ مغربی قوموں کو شکست دینے میں کامیاب ہوئے اس وقت مغرب کی حیثیت مفتوح کی تھی اور مسلما نوں کی حیثیت فاتے کی۔ اگر جبہ عام طور پر ایسا ہوتا ہوتا ہوتا

ہے کہ مفتوح کے دل میں فاتح کے لیے نفرت پیدا ہوجات ہے۔ وہ فاتح کی ہرجیز کو حقارت کی نظر سے دیکھنے لگنا ہے۔ گرمنر بی قوموں سے یہ نا دانی تبنیں کی ۔ انفوں سے مسلمانوں کو اور مسلمانوں کے علوم کو ایک دوسر سے سے الگ کرکے دیکھی ۔ انفوں سے مسلمانوں سے نفرت کی مگر مسلمانوں کے علوم کو ایک دوسر سے سے الگ کرکے دیکھی ۔ انفوں سے اس میں اتنے اصافے کیے کہ بعد کی صدیوں میں وہ ان معلوم کے امام بن گیے ۔ یہاں تک کہ وہ وقت آیا کہ وہ دوبارہ تاریخ کو اپنے حق میں بدہے بیں کامیاب ہو گئے ۔

یہی صورت موجودہ زمانہ میں مسلمانوں کے ساتھ پین آئی۔ مغربی قومیں ان کے پیے و ناتے کی حیثت رکھتی سخیس اس لیے مغربی قوموں سے بیزاری ان کے پیے ایک فطری بات بھی۔ مگریہاں مسلمان اس ہوس مندی کا بتوت نہ دے سکے کہ وہ مغرب اور مغربی علوم کو ایک دوسر سے سے الگ کرکے دکیسیں۔ مغربی قومی علوم نہ سے بلکہ وہ کا سُن نی معلوم سے ان کی حیثیت معلوم موجود کر آگے بڑھی تھیں وہ ان کے قومی علوم نہ سے بلکہ وہ کا سُن نی علوم سے ان کی حیثیت قوت وطاقت کی تھی۔ دور جدید کے مسلم رہنما اگر اس راز کو ہروقت جان کینے تو وہ مغرب سے الگ کر کے دیکھتے۔ مغربی علوم کو وہ اپنے پیے طاقت سجے کر حاصل کرتے۔ وہ ان کو خود اپن چیز سیمھتے نہ کہ غیر کی چیز۔ مگریہاں دور جدید کے مسلم رہنما اس دانش مندی کا بنوت نہ دے سکے ۔ انھوں نے بیک وقت مغرب سے بھی نفرت کی اور مغربی علوم سے بھی۔ یہی وہ علوم سے بھی۔ یہی کو فاطلی سے جس نے دور جدید میں مسلمانوں کو سائنس میں پیھیے کر دیا۔ مسلم رہنما دُس نے ایک لمحہ کی غلطی کی تئی مگر اس کا بیتے مسلم قوم کو صدریوں کی شکل میں بھی گردیا۔ مسلم رہنما دُس نے ایک لمحہ کی غلطی کی تئی مگر اس کا بیتے مسلم قوم کو صدریوں کی شکل میں بھی گردیا۔ مسلم رہنما دُس نے ایک لمحہ کی غلطی کی تئی مگر اس کا بیتے مسلم قوم کو صدریوں کی شکل میں بھی گردیا۔ مسلم رہنما دُس کے نام کو صدریوں کی شکل میں بھی گردیا۔ مسلم رہنما دُس کو مقرب کے کہ کی تیں بھی کردیا۔ مسلم رہنما دُس کی تعربی مسلم کی گئی مگر اس کا بیتے مسلم قوم کو صدریوں کی شکل میں بھی گئی ایران ہے۔

يك لحظه غافل كتنم وصدب الدراهم دورشد

زندگی میں سب سے زیادہ اہمیت شعور کی ہوتی ہے۔ جبیا کہ اوبر عرض کیا گیا ، مسلانوں نے جب صلبی جنگوں میں مغربی اقوام پر فتح حاصل کی تووہ فتح کے جوش میں مبتلا ہو گیے۔ اس جوش نے اکھیں سائنس کی تعیق سے غافل کر دیا۔ اس کے بعد موجودہ زمانہ میں یہی واقعہ ایک اور شکل میں بیش آیا۔ مسلمان مغربی قوموں کے مقابلہ میں مفتوح ہوئے توان کے اندر مغربی اقوام کے خلاف نفرت جاگ اکھی۔ مسلمان مغربی قوموں کے مقابلہ میں مفتوح ہوئے توان کے اندر مغربی اقوام کے خلاف نفرت جاگ اکھی۔ وہ نفرت کی نفنیات میں مبتلا ہو کر مغربی سائنس کی طوف سے بے رعبت ہوگے مسلمان ابنی بے شعوری کے نتیجہ میں فاتح کی جیثیت سے بھی اور مفتوح کی جیثیت سے بھی ۔

### حصت دوم

جدیدانان ایک عجیب مشکل (Dilemma) سے دوچارہے۔ اس کے پاس کاناوج ہے مگر اس کے پاس دوحانی سفر کے بیے مشین ہے مگراس کے پاس دوحانی سفر کے بیے مشین ہے مگراس کے پاس دوحانی سفر کے بیے عقیدہ نہیں۔ یہی جدید انسان کا اصل مئد ہے۔ برٹرینڈرسل (۱۹۷۰-۱۹۸۱) سے اس موضوع پر گفتگو کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ہم بجلی کے بارہ میں کیا جا ننا چا ہتے ہیں۔ صرف بہ کہ اس کوہم کس طرح این کے کار آمد بنائیں۔ اس سے زیا دہ جانے کی خوا بہن بے فائدہ ما بعد الطبیعیات ہیں جھلانگ لگائے اس معنی ہے:

What do we want to know about electricity? Only how to make it work for us. To want to know more is to plunge into useless metaphysics.

The Impact of Science on Society, p. 93

برٹرینڈرسل اور اس کے جیسے دوسر سے بے شمار لوگوں کی اصل مشکل بیہے کہ وہ صرف ہم بجلی کیا ہے "کے سوال کو لینا چاہتے ہیں۔ مگرانیا نی فطرت اس کو لینا چاہتے ہیں۔ مگرانیا نی فطرت اس تفریق پرراضی نہیں ۔ انبان اپنی فطرت کے تت مجبور ہے کہ وہ بجبی کوعملاً استعمال کرنے کے ساتھ اس کی حقیقت کو بھی جاننا چاہے ۔ یہ ایک ایسالازمی سوال ہے حیس سے اپنے آپ کوخالی کرنا کسسی انبان کے لیے ممکن نہیں ۔

نظریاتی سوالات کا جواب معلوم کے بغیر بھی بجلی ہمارے کا رخانوں کو جلاتی ہے اور ہمارے شہروں کوروشن کررہی ہے۔ مگر انسانی فطرت اس سے الکارکرتی ہے کہوہ یہیں کھہر جائے۔ وہ بجلی کو استعمال کرے مگر بجلی کی حقیقت کو جاننا نہ جائے۔ آدمی عین اپنی فطرت کے تحت مجبور ہے کہ وہ " بجلی کیا ہے "کے سوال کے ساتھ" کی کیوں ہے سے سوال برجمی عور کرے۔

اسی دوسری چیز کانام عقیدہ ہے اور انبان عقیدہ (Faith) کے بغیر ذندہ نہیں رہ سکتا۔ جدید انبان کی اصل کمزوری ہی ہے کہ اس نے عقیدہ کو کھو دیا ہے۔ اب اگراس حقیقت کو سامنے رکھا جائے کہ آج صبحے اور سیاعقیدہ صرف اسلام ہے لویہ کہنا بالکل درست ہوگا کہ آج کے اسان کو سب سے زیا دہ جس چیز کی صروت ہے وہ اسلام ہے۔

#### سائنسی معیب ار

دورجدیدکامذهب اسلام ہے۔ اسلام کے سواکوئی مذہب بہیں جو دورجدیدکے معیار پر پورا
از سکے ۔اس بے اسلام کے سواکوئی مذہب بہیں جس کو دورجدید کا مذہب کہنا باعتبار حقیقت درست
ہو۔موجودہ دور سائنسی دور ہے ۔موجودہ دور بی النان مرجیز کو سائنسی معیار پر جائےتا ہے ۔جوچیز سائنسی معیار پر پوری ارتے اس کو وہ مان لیتا ہے اور جوچیز سائنسی معیار پر پوری مزارتے اس کو

ابتدائر مرخرب سجا خرب سخا کر بعد کو مون والی انبانی ملاونوں کے نیتجہ میں مذاہب اس قابل ندر ہے کہ وہ سائنس کے مقابلہ میں بھٹر سکیں ۔ جب کہ اسلام ایک مفوظ دین ہے۔ اور اس بنا پر وہ سائنس معیار پر صدفی صد بور ااتر نے کی صلاحیت رکھتا ہے ۔ حقیقت یہ ہے کہ اسلام موجودہ ذمانہ میں بلامنقا بلہ کامیا بی کی پوزلین میں ہے ، بشر طبکہ اسے جدید انبان کے سامنے بین کر دیا جائے ۔ میں بلامنقا بلہ کامیا بی کی پوزلین میں ہے ، بشر طبکہ اسے جدید انبان کے سامنے بین کر دیا جائے ۔ سائنسی معیار کیا ، اس کو سمجھنے کے پیے ایک سادہ سی مثال لیج ۔ اس موضوع پر گفتگو کرتے ہوئے برٹر نیڈرسل نے کھا ہے کہ جدید تعلیم یافت طبقہ کے لیے یہ ایک کھی مون کی بات ہے کہ حقیقت وہ ہے جو مثا ہدہ کے ذریعہ معلوم ہونہ کہ وہ جس کو محف قدیم مندول کی بنا مرد کی بات ہے کہ حقیقت وہ ہے جو مثا ہدہ کے ذریعہ معلوم ہونہ کہ وہ جس کو محف قدیم مندول کی بنا وجود پر مان لیا جائے ۔ مگر یہ مکمل طور پر ایک جدید تصور ہے جو ستر صویں صدی سے بہلے بہ مثلی اپنا وجود پر مان لیا جائے ۔ مگر یہ مکمل طور پر ایک جدید تصور ہے جو ستر صویں صدی سے بہلے بہ مثلی اپنا وجود رکھتا تھا۔ ارسطونے دعوی کیا کہ عور تو ل کے دانت مردول سے کم ہوتے ہیں ۔ اگرچہ اس کی شادی دوبار یہ ہوئی گئی ، اس کو کبھی بیرخیال نہ آسکا کہ اس بیان کی تصدیق این بیویوں کے مہنہ کو دیکھ کر کرے :

To modern educated people, it seems obvious that matters of fact are to be ascertained by observation, not by consulting ancient authorities. But this is an entirely modern conception, which hardly existed before the seventeenth century. Aristotle maintained that women have fewer teeth than men; although he was twice married, it never occurred to him to verify this statement by examining his wives' mouths.

B. Russell, The Impact of Science on Society p. 17

ندکورہ مثال کےمطابق سائنٹی معیار واقعاتی معیارہے۔ اور عیرسائنٹی معیار تیاسی معیار۔ ارسطونے محصٰ قیاس کی بنیا دہریہ مان لیا کہ عورت کے مہذیب مردھے کم دانت ہوتے ہیں۔ اس مے عورت کو سبب کم تر درجه کی مخلوق فرص کیا۔ اس بیے اس سے قیاس کیا کہ عورت جب کم تر درجہ کی مخلوق ہے تو اس کے مغد میں دانت بھی نسبتنا کم ہونے چاہئیں۔ اس کے برعکس برٹرینڈ رسل کا ذہن دور جدید میں بناہے جوہر چیز کا واقعاتی تجزیہ چاہتا ہے۔ اس بیے اس سے کہا کہ قیاس کی بنیا دیرمت مالؤ بلکہ عورت اور مرد دولؤں کامنہ کھول کران کے دانت کو گئو اور پھر دیکھو کہ دولؤں کے دانت برابر ہیں یا ایک دوسرے سے کم ہیں۔

قدیم زمانه قیاسی معیار پر بالق کو ماننے کا زمانه تھا۔ اس لیے قدیم زمانه میں یہ ممکن تھا کہ جو مذہب بھی دائج ہواس کو تباسی مفروصنات کی بنا پر درست مان لیا جائے۔ مگر موجودہ زمانه میں آدمی کسی بات کو صرف اس وقت ما نتاہے جب کہ اس سے متعلق تمام حقائق کا مجزید کر کے وہ اس کی معقولیت کو بالواسط یا براہ راست طور پر جال جی کا ہو۔

یہ وہ میارہے جس کومنطبق کرینے بعد دوسرے متام مذاہب اپنے آپ ر دہوجاتے ہیں اس کے بعد صرف اسلام باقی رہتا ہے جو سائنسی معیار پر بورا انزے -ن

نرہب توحی ر

سائنس نے جو کا ئنات دریافت کی ہے اس میں کمل وحدت ہے۔ پوری کا ئنات بکسال قسم کے قانون کے تحت نظراً تی ہے۔

ایک برط ای سائنس دال پروفلیسر آئن داکس برگ (Jan Roxburg) کائنات کیون اس قدر کمیان ہے ۔ (Why is the universe so uniform) کے زیرعوان کھتا ہے کہ کا نات تعجب نیز حد تک کیساں ہے۔ ہم خواہ کسی طور پر بھی اسس کو دیکھیں ، کا تنات کے اجزا میں دی ترکیب اسی تناسب ہے پائ جاتی ہے۔ زمین پرجو طبیعیاتی قوانین دریافت کے گئے ہیں وہ تحکمی اعداد پرت تمل ہیں ، جیسے کسی الکھ ان کی معت دار مادہ کا تناسب ایک پروطان کے مقدار مادہ سے جو کہ تقریبًا ۱۸۸۰ کے معت باید ہیں ایک ہوتا ہے۔ یہی تناسب ہر جگہ اور ہروقت یا یا جاتا ہے۔ ایساں کیوں ہے۔ کیا کائنات کے وجود کے بیان اعداد ایک خالق نے تحکمی طور پر انتیاں اعداد کا انتخاب کررکھا ہے۔ کیا کائنات کے وجود کے بیان اعداد میں وہی متناسب قدرصروری ہے جو ہم دیکھتے ہیں یہ پردفیسر آئن راکس برگ کے اصل است خو

4.4

يه ہيں:

The universe is astonishingly uniform. No matter which way we look, the universe has the same constituents in the same proportions. The laws of physics discovered on earth contain arbitrary numbers, like the ratio of the mass of an electron to the mass of a proton, which is roughly 1840 to one. But these turn out to be the same in all places at all times. Why? Did a creator arbitrarily choose these numbers? Or must these numbers have the particular uniform value we observe for the Universe to exist?"

Sunday Times (London) December 4, 1977

سائنس سے جو کائنات دریا فت کی ہے وہ کا ئنات وحدت ہے۔ ایسی کائنات میں صرف توجید کا تضور فط بیٹھتا ہے۔ شرک کا تصور سائنسی کا کنات کے ساتھ کسی طرح ہم آ ہنگ ہنیں۔

اب مختف مذاہب کو دیکھے تو تمام مذاہب مشرکانہ عقائد پر مبنی نظراًتے ہیں۔ پارسی کا کنات میں دوخدا مانتے ہیں۔ عیسا یکول کے نزدیک خدا کی تعداد تین ہے ، ہندوازم میں خداوک کی تعداد کم سے کم ۳۳ اور زیادہ سے زیادہ ۳۳ کرور بت ان گئ ہے ۔ افریقہ کے قبائلی مذاہب میں ہرچیز خداہے ، صرف ایک انبان ہے جو اس خدائی میں شامل نہیں، وغیرہ ۔ اس کے مقابلہ میں اسلام نہایت واضح اور قطعی طور پر اس بات کامبلغ ہے کہ خداصرف ایک ہے ۔ یہاں ایک الا کے سوااور کوئی الا نہیں ۔

اسلام اور دوسرے مذاہب کے اس فرق کو ملحوظ رکھا جائے تو یہ ما ننا بڑے گا کہ جدید ہائنی دنیا بیں جو مذہب نابر فیول ہوسکتا ہے وہ صرف اسلام ہے جوخانص تو حید کا مذہب ہے۔ دوسرے ہمام مذاہب جدید سائنسی دنیا میں عیز مطابق ہو کر رہ گیے ہیں کیول کہ وہ شرک کی تعلیم دیتے ہیں اور شرک کا صول جدید سائنس کی دریا ونت کردہ کا کنات کے ساتھ ہم آ ہنگ نہیں ۔

متثركانه مذابب

اسلام کے سوا دوسرے نراہب مشرکانہ نداہب ہیں۔مشرکانہ مذاہب میں فطرت کے مظاہر کو خدا کا درجہ دیا گیاہے۔ اور ان کومقدس سمجہ کران کی پرستنش کی جاتی ہے۔ شرک در اصل مظاہر فطرت کی پرستنش ہی کا دوسرا نام ہے۔

موجودہ زمانہ میں فطرت کے ان مظام رکی نہایت تفقیلی تحقیق کی گئے۔ اور ان کے بارے میں قطعی معلومات حاصل کی گئی ہیں۔ یہ معلومات ان مظام رفطرت کی خدا کی کویے بنیاد تا بت کررہی ہیں۔ مثال کے طور پر ہندو ازم میں جاند کو دیوتا بتایا جاتا ہے۔ ہندو عقیدہ رکھنے والے لوگ۔ مانا

قدیم ترین زمانہ سے چاند کو پوجت چلے آرہے ہیں۔ موجو دہ زمانہ میں چاند کی علمی تحقیق کی گئے۔ دور بینوں سے
اس کا مثاہدہ کیا گیا۔ چاند کی مٹی کو زمین پر لاکر بیبارٹری میں اس کا تجزیہ کیا گیا۔ حق کہ ستمبر 1909 میں روس
کاراکٹ چاند پراٹر گیا۔ اس کے بعد جولائی 1949 میں امر کی خلاباز نیل آرم اسٹرانگ نے چاند پراہنے قدم
رکھ دیئے۔ اس طرح آخری طور پرمعلوم ہو گیا کہ چاند کوئی دیوتائی چیز نہیں ہے۔ وہ محض ریت اور پیچر
کاایک مجموعہ ہے۔

حقیقت بیہ کے دجدید سائنسی دور میں جاند کی معبود اند جیتیت ختم ہوگئ ہے۔ آج کا ایک شخص جو جاند کے بارے میں جدید سائنسی نقطہ نظر پریفتین رکھتا ہو وہ اسی کے سائق ان مذاہب پریفتین نہیں رکھتا ہو وہ اسی کے سائق ان مذاہب پریفتین نہیں رکھتا ہو جو جاند کو دیوتا تباتے ہیں۔ گراسلام کے سائق یہ مشکل نہیں۔ کیوں کہ اسلام چاند کو اور اس طرح دوسرے اجرام ساوی کو مخلوق بناتا ہے یہ کہ خالق اور معبود -

#### مذمہیں سا د گ

اسلام کی ایک خصوصیت اس کی فطری سادگی ہے جوجدید سائنسی ذہن کے عین مطابق ہے۔ جدید اننان کا ذہن نیچر کے مطالعہ سے بناہے۔ اس لیے نیچر میں جو سادگی جدید ذہن کے جدید ذہن کے دید دہن کے دید دہن کے لیے وہی مذہب قابل قبول ہو سکتا ہے جس میں فطری لیے بھی پندیدہ چیز بن گئی ہے۔ جدید ذہن کے لیے وہی مذہب قابل قبول ہو سکتا ہے جس مین فطری سادگی ہو جو مذہب فطری سادگی سے فالی ہو وہ جدید ذہن کے لیے قابل قبول بھی نہیں ۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ اسلام کے سواتمام مذاہب فطری سادگی سے محروم ہو چکے ہیں، نظریا نی

سادگی سے بھی اور عملی سادگی سے بھی -موجودہ میجیت جس فلسفیا نہ عقیدہ پر ظائم ہے وہ تنگیت ہے بعنی تین میں ایک ، ایک میں تین ۔ ریاصنیا تی طور پریہ بات بالکل نا قابل فہم ہے کہ کوئی چیز ہیک وقت ایک بھی ہواوراسی کے ساتھ نین بھی ۔ اس سلسلہ میں ایک دل چیپ واقعہ قابل ذکر ہے ۔ دہلی یو نیور سطی کے ایک عیبائی پروفیسر سے اس بوچیاگیاکه تنلیث (Trinity) کامطلب کیا ہے۔ پروفیسرنے مسکراتے ہوئے جواب دیا: If you ask me I don't know, if you don't ask I know.

یہودیت ایک اور اعتبار سے عزر سادگی کا منظر پیش کرتی ہے موجودہ بائبل میں عبا دت اور قربانی کے مراسم (Rituals) اننے زیادہ بتائے گیے ہیں کہ عام النان کے لیے تقریبًا ناممکن ہو گیا ہے کہ وہ الن تمام مراسم کی یا بندی کرتے ہوئے عبا دت اور قربانی کرسکے .

بائبل کے باب اس قیم کے جزئی مراسم کی تفییل سے بجر سے ہیں۔ مثال کے طور پر حب ذیل ابواب ملاحظہ ہوں ؛

احبار (Leviticus) احبار (Numbers)

اس کے مقابلہ ہیں اسلام کی عبا دت ظاہری رسمیات سے بالکل خالی ہے۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ اسلامی عبادت ایک انتہائی سا دہ عمل کا نام ہے۔ سر ابلی ور ڈبنی سن راس (E. Denison Ross) نام ہے۔ سر ابلی ور ڈبنی سن راس (E. Denison Ross) نے اسلام کی فطری سا دگی کا اعراف ان افغلول میں کیا ہے کہ اسلامی عقیدہ کی سا دگی خالبًا اسلام کی اشاعت میں زیادہ بڑا عامل متی بمقابلہ غاز بوں کی تلواد کے :

The simplicity of Islamic creed was probably a more potent factor in the spread of Islam than the sword of Ghazis.

Introduction of George Sale's translation of the Quran p. VII

اسلام کی یہ سادگی جس نے فدیم زمانہ میں بے شمارا انسالؤں کو اسلام کی طرف راعب کیا اس کی وہی سادگی مزید اضافہ کے ساتھ جدید النان کے بیے کشش کا باعث ہے۔ جدید النان کا فطرت بند ذمین اسلام کے سواکسی اور مذہب میں ابن حقیقی سکین نہیں پا سکتا۔ درمیانی واسط نہیں

جدیداننان کا ایک خاص ذوق یہ ہے کہ وہ حقیقتوں سے براہ راست طور پرمربوط ہونا چاہتاہے. موجودہ سائنسی دنیا ہیں وہ تمام چیزوں سے براہ راست ربط قائم کرنے کی کوشسٹ کررہاہے اس نیے بالکل فطری بات ہے کہ وہ ندا سے بھی براہ راست مربوط ہونا چاہے۔ آج کا النان میکرد کاسک ۳۱۲ ورلڈ رستاروں اورسیاروں کی دنیا ) کو اپنی دور بینوں کے ذریعہ براہ راست دیکھتاہے۔ اسی طسسرح وہ مائکرو کاسکک درلڈ دبیکٹیریا اور مالیکیول کی دنیا ) کو اپنی خور دبینوں کے ذریعہ براہ راست دیکھ رہاہے۔ ان بخربات سے اس کا جو ذہن بنتاہے وہ یہی ہے کہ وہ حقائق کا براہ راست بخربہ کرہے۔

اس اعتبارسے بھی اسلام ہی واحد مذہب ہےجو جدید ذہن کو اپیل کرنے والاہے۔ دیگر تمام مذاہب میں خدا اور النان کے در میان واسطے مقرر ہو گئے ہیں ۔ کسی مذہب میں مذہبی ہیتوا وُں کا واسط کسی مذہب میں روحوں کا واسطہ ، کسی مذہب میں خدا کے بیٹے اور خدا کے فرشتوں کا واسطہ، وغیرہ ۔

جدیداننان فداسے براہ راست مربوط ہونا چا ہتاہے لیکن دیگر مذاہب اس کو صرف بالواسطہ اندازسے مربوط ہونے کا راست دکھاتے ہیں ۔

آج کی دنیا میں صرف اسلام ہی ایک ایسا فرہب ہے جوفداسے براہ داست مربوط ہوسنے کا طریقہ بتارہ ہے۔ اسلام کے نزدیک بندے اور فداکے درمیان ربط قائم ہوسنے کے لیے کسی تیسرے واسطہ کی صرورت نہیں۔ آدمی جس وقت جائے فداکی طرف متوجہ ہواور وہ اپنے آپ کو فدا کے ربط (Contact) میں یائے گا۔

وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِی عَنِیْ مَالِیْ قَرِیْب اُجِیُبُ دَعُولَاً الدَّاعِ إِذَا دَعَالِ اورجِب میرے بندے میرے بارہ میں پوچیں تو ہیں قریب ہوں اور پیکارے والے کی پیکار کوسنتا ہوں جب کہ وہ مجھے پیکار تاہے ۔

#### تارىجى معيار

خداکی طرف سے جو بیغیبر آئے ان میں سے دوبیغیبر حصارت یوسٹ اور حصارت موسی آسے۔ ان دولوں بیغیبروں کا ذکر آتا ہے۔ ان تولوں بیغیبروں کا ذکر آتا ہے۔ تو قدرتی طور برمصر کی تاریخ بھی اس سے وابستہ ہوجاتی ہے۔

ان دو آون بینیبروں کا ذکر بائبل میں بھی ہے اور قرآن میں بھی ۔ بائبل جب حصرت یوسٹ کا ذکر کرتے ہے تو ان کے دمانہ کے با درش ہ کا نام وہ فرعون (Pharoah) تباتی ہے ۔ اس طرح بائبل میں جہاں موسیٰ کا ذکر ہے وہاں بھی ان کے ہم عصر با درشاہ کا نام فرعون بتایا گیا ہے ۔ اس کا مطلب یہ کہ بائبل کے زد کی حصرت بوسف کے زمانہ میں جو با دشاہ مصر بر حکومت کر رہا تھا وہ بھی فرعون کھا ہوں کا سال

اور حصزت موسیٰ کے زمار میں جو با درشاہ مصر ریکومت کررہائقا وہ بھی فرعون تھا۔

یہ بات جدید تحقیقات سے غلطانا بت ہوئی ہے۔ جدید تحقیقات بتائی ہیں کہ حفرت یوسف کے دوا ہے بادشاہ (Hyksos kings) کہاجاتا ہے یہ لوگ اصلاً مصری مدیقے بلکہ عرب قبائل سے تعلق رکھتے تھے۔ وہ با ہرسے آگر مصری اسی طرح حکمران بن گیے جس طرح انگریز ہندستان میں ایک عرصہ تک حکمراں رہے۔ چروا ہے بادشا ہوں کا یہ خاندان دوہزار سال قبل میں سے کہ پندر هویں صدی قبل میں کے آخر تک مصر کے اقتدار پر قالفن رہا۔ حصرت یوسف کی وفات کے بعد ایک عرصہ تک یہ فاندان مصر پر چکمران رہا۔ اس کے بعد معری سان کے فلاف بغاوت ہوئی۔ ان کو مصر سے زکال دیا گیا اور ان کی جگہ ایک مصری فاندان کی حکومت قائم ہوئی میں مان کے افتیار کی میں ان کے بعد ایک عرب اور نے سب سے پہلے و عون (Pharoah) کا لقب اختیار کیں ۔

اس سے طب ہر ہواکہ بائبل کا بیان جدید تاری تحقیقات سے ٹکرار ہاہے ، بائبل محزت یوست اور حضرت موسیٰ دولوں بینمبروں کے ہم عصر بادشا ہوں کو فرعون کہتی ہے ، جب کہ حقیقت یہ ہے کہ فرعون صرف حصرت موسیٰ کے ہم عصر بادشا ہوں کا لقت مقانہ کہ حصرت یوسف کے ہم عصر بادشاہ کا واس کو تاریخ ہم عمر بادشاہ کا سامنا کرنے کی صلاحیت بہیں رکھتی ۔ ایک شخص بائبل کو مانے تو اس کو تاریخ کو رد کرنا پر بلے گا۔ اس کے برعکس اگروہ تاریخ کی تحقیق کو ملئے تو اس کی نظریں بائبل کو مانے تو اس کو تاریخ گی ۔ حقیقت یہ ہے کہ جدید النا ن مجبور ہے کہ وہ بائبل کو نہ مائنٹی ذہن سے دست بردار ہوجائے۔

گرفرآن کامعاملہ اس کے بالکل بھکسہے۔ قرآن میں حصرت یوسف کے زمان کے بادشاہ کا بھی ذکر ہے اور حصرت موسیٰ کے زمان کے بادشاہ کا بھی ذکر۔ مگرفرآن انتہائی بامعنی طور پر دو لؤں کے درمیان فرق کرتا ہے۔ اس نے حضرت یوسف کے ہم عصر بادشاہ کے بیے عزیز کا لفظ استعمال کیا ہے۔ جس کے معنی حکم ال یا ذی افتدار کے ہوتے ہیں۔ اس کے برعکس قرآن جب حصرت موسیٰ کا ذکر کرتا ہے تو وہاں وہ الن کے ہم عصر بادشاہ کو واضح طور پرفرعون کہتا ہے۔ گویا قرآن کے نزدیک حضرت یوسف کے زمانہ میں مصر کا بادشاہ دوسرا سے اور حصرت موسیٰ کے زمانہ میں مصر کا بادشاہ دوسرا۔

اس طرح قرآن مکمل طور بریه اہلیت دکھتاہے کہ وہ جدیدعلم کا سامناکرسکے۔ کیوں کہ جبدیدعلمی تحقیقات اور قرآن کا بیان دولوں کا مل طور برایک دوسرے کے موافق ہیں۔ یہاں آدمی کو بیضرورت مہیں کہ وہ قرآن کو ماننے کے بیے جدیدعلم کو جھوڑ سنے برمجبور ہو۔ یا حب ریدعلم کو ماننا اس کے بیے صرف اس وقت ممکن ہوجب کہ وہ قرآن سے دست بردار ہوجائے۔

#### اسسلام کی برتری

مریم جمیله ایک امری نومسله بیں ۔ وہ امریکیہ کے ایک بیہودی فاندان بیں بیدا ہوئیں ۔ اسلام قبول کرنے کے بعد انفول نے مسلم ممالک کاسفر کیا ۔ بالآخرا یک پاکستانی مسلمان سے شادی کرلی اور اب وہ پاکستانی میں بیات کی ایک کا نام ہے اسلام مغرب کے مقابلہ میں (Islam Versus The West) اس کتاب میں وہ اپنی کہانی بیان کرتے ہوئے تھی ہیں :

یونیورسی کی تعلیم کے زبانہ میں میں نے ایک ضمون لیا جو "بہو دیت اسلام میں" کہاجا تا تھا۔میرار بی ہروفیسر
اپنے طلبہ کو، جوسب کے سب بہودی ہوتے تھے، اس بات پُرطمئن کرنے کی کوشش کرتا تھا کہ اسلام کا مافذ بہودیت ہے
ہماری نصابی کتا ب میں قرآن کی ایک ایک آیت کو لے کر دکھا یا گیا تھا کہ کس طرح وہ بہودی فرائع علم بربینی ہے بیروفیسر
کے تکھے کے ساتھ ہم کو ایسے فلم اور سلا اسلامی دکھائے جانے تھے جن میں صہیونریت اور سہودی ریاست کی تعریف ہوئی۔
اگر جبہ پروفیسر کا حقیقی مقصد میہ ہوتا تھا کہ وہ اسلام پر بہودیت کی برتری تابت کرے مگر میرے اوپراس کا اثر بابعل
الٹی ٹیرا۔

جیسے جیسے بیں نے قدیم عہدنا مہ اور فرآن کاگہرا مطالعہ کیا، دونوں کا تفنا دمجھ برنمایاں ہوتا چلاگیا۔ ایک معنی میں قدیم عہدنا مہوری کی تاریخ تقی جو خدا کے چنے ہوئے لوگ تھے۔ قرآن اگرچیو بی زبان میں ایک عرب سخیر براترا، اس کا بیغیام ایک عالمی بیغیام ہے جو تمام نسل انسانی کوخطاب کرتاہے۔ جب میرے پروفیسر نے برت یا کہ فلسطین بریہو دیوں کا خدائی حق ہمیشہ سے میہودی تشریعیت کامرکزی جزر رہا ہے تو مجھے خدا کے اس تنگ نظر عقیدہ سے میہ دی شریعیت کامرکزی جزر رہا ہے تو مجھے خدا کے اس تنگ نظر عقیدہ سے میہت دھکا لگا۔

کیا قرآن ینہیں کہتا کہ ؛ پورب بھیم سب نعدا کے ہیں ، تم جد صربی رخ کروا دھرخدا تمہارے ہے موجود ہوگا۔ کیا پیغمراسلام نے نہیں کہا کہ تمام زمین خدا کی مبعد ہے۔ صہید نیت کہتی ہے کہ ہرد دیوں کا وطن صرف فلسطین سے ، دومری جگہ وہ حلا وطن کی حیثیت رکھتے ہیں مہرے بروفیب رکا دعویٰ کہ بیودی صرف فلسطین میں رہ کر انسا فی تہذیب بیں اپنا حصد ادا کرسکتے ہیں بے بنیا دنظر آتا ہے، جب اس حقیقت کو دیکھا جائے کہ حضرت موسی پر دی مصربیں آئی۔ تا لمود کے انتہائی اہم حصے اس مرزمین میں تھے گئے جواج عراق کہا جاتا ہے (صفحہ مم)

اسلام آتنابری ندمهب که دوس ندم بول سے اس کاسا دہ تقابی پی اس کی برتری تابت کرنے کے لئے کافی ہے۔ بائبل ایک قوم کی قومی تاریخ معلوم ہوتی ہے جب کتر آن میں عالمی انسانی بیغیام ملتا ہے۔ یہو دیت کے مطابق ساراتقدس سن جلسطین کی سرزمین میں ہے جب کہ اسلام کہنا ہے کہ ساری زمین خدا کی زمین ہے۔ یہو دیت کے مطابق ان کے مذہب اورفلسطین کی سرزمین کو فرانے فلسطین سے باہر ان کے مذہب اورفلسطین کوایک دوسرے سے الگ نہیں کیا جاسکتا جب کہ تو دحضرت موسی کو فدانے فلسطین سے باہر خطاب کیا اور میہودیوں کی مقدس مذہبی کتاب فلسطین کے باہر مزنب کی گئی ۔ حقیقت یہ ہے کہ اسلام اتنا کامل اور اتنا برقت دین ہے کہ دوسروں کے سامنے میں گئی میں بیش کر دینا کافی ہے ۔ بہر طبیکہ ہم اس کو کسی ملاوط کے بغیراس کی اصلی صورت میں دنیا کے سامنے میں گرسکیں۔

#### جديد تقت اعنا

موجودہ زمانے ایک مفکر سے نکھا ہے کہ آج کے النان کے لیے وہی مذہب قابل قبول ہوسکت ہے جس کی تعلیمات عالمی ہوں اور جس کا فکر عقلیت پر ملبن ہو ؛

Universal in content and rational in thought

مذکورہ مفکر کی اس بات سے اتفاق کرتے ہوئے ہم کہیں گے کہ یہ دولوں صفات آج صرف اسلام کے اندر پائی جاتی ہیں ۔ اسلام کے سوا دوسراکوئی مذہب نہیں جو دورجدید کے اس معیار پر بورا اُکڑے ۔

اسلام اپنی ابتدائی ربائی شکل میں آج بھی کا مل طور پر محفوظ ہے۔ جب کہ دوسرے مذاہب کا حال یہ ہے کہ بعد کے زمانوں میں ان کے اندر النائی آمیز ش ہوتی جلی گئی۔ یہاں تک کہ اسفوں نے اپنی آفاقیت بھی کھودی اور اسی کے ساتھ اپنی عقلیت بھی۔ النان کی محدودیت نے خدائی مذہب میں شامل ہوکر خدائی مذہب کو بھی مے دودکر دیا۔

یهی وجہ کہ آج ہم ہے دیکھتے ہیں کہ دوسرے مذاہب میں النان اور النان کے درمیان نفریق پائی حب نقیب جوں کہ لوگوں کے درمیان تفریق اور امتیا زموجود بختا، الخوں نے اپنی اس مملی حالت کو نظر پائی جواز فراہم کر سے کے لیے اس کو ایک مذہبی چیز بنایا اور بچراس کو اپنی ذہبی کتابوں میں داخل کر دیا۔ مذاہب میں بادستاہ اور رعایا کی تقیم، آزاداور غلام کی تقیم، کالے اول گورے کی تقیم، اور بخی ذات اور نجی ذات کی تقیم، امیرا ورعزیب کی تقیم، مذہبی بیتنوا اور عام النان کی تقیم سے بیتمام چیزیں اسی تاریخی غلطی کا بیتجہ ہیں۔

یهی معامله عقلیت کا بھی ہے۔ اننان کی عقل محدود ہے۔ وہ عدبندیوں میں رہ کرروی ہے اسلام کے سواہر مذہب میں ایسا ہواکہ بعد کے زمانہ میں اس کے ماننے والوں نے اپن عقل سے اسس میں اصنافے کیے۔ ان احنا فول کا نیتجہ یہ ہواکہ خدائی کلام کے سابھ اننائی کلام شامل ہوگیا۔ اس طرح اس کی ابدیت ختم ہوگئ ۔ جو جیز ماصنی میں عقلی نظر آتی بھتی وہ بعد کے زمسانہ میں عیرعقلی ہوکررہ گئ۔

اب مذاهب کی فهرست میں اسلام ہی ایک السامذهب ہے جوابی ابتدائی حالت میں معنو ظ رہنے کی وجہ سے ان دولؤں صفتوں کو اپنے اندر برقرار رکھے ہوئے ہے۔ اسس میں آفاقیت بھی مکمل طور پر ۔ طور پر ہے اور عقلیت بھی مکمل طور پر ۔

# اسلام دور جديدس

امیرشکیب ارسلان ( ۲۷ م ۱۹ - ۱۸ م) کی ایک کتاب ہے جس کا نام ہے: بدخاقا کھوالمسلمون وقت کتاب میں منبول ایسے میں اور ان کے سوا دوسرے کیوں آگے ہوگیے) یہ کتاب و تفت کتاب عنین هم دملان کیوں ہیں ہیں ایک عربی مجلہ رابطة العالم الاسلامی رابریل ۱۹۸۵) میں ایک مضمون پرط سے اس مضمون کا عنوان ووبارہ حسب ذیل الفاظ میں قائم کیا گیا تھا:

# لماذا متأخرنا وتقديم غيرينا

اس کامطلب یہ ہے کہ موجودہ زمانہ کے مسلمان بچھلی نصف صدی سے ایک ہی سوال سے دوجار میں ۔ اور دوسری قومیں میں ۔ اور دوسری قومیں ہوگیے ، اور دوسری قومیں میں ۔ اور دوسری قومیں ہوگیے ، اور دوسری قومیں ہم سے آگے کیوں نمو گئیں ۔ مزید عجیب بات یہ ہے کہ اسی نصف صدی کے اندرجا بان ایٹی بربا دی کے کھنڈرسے ابھرا اور ترتی کی انتہا پر بہونچ گیا ۔ چنانچہ حال میں امر کیہ میں ایک کتاب چمیں ہے جس کا نام ہم جایان نمبراکی (JAPAN: Number One)

مُوجوده زمان بین سلانول کاید انجام کسی موہوم سبب کی بناپر نہیں ہے ، بلکہ معلوم خدائی قانون کی بنا پر ہے ۔ اس دنیا کے بیے خدا کا قانون یہ ہے کہ جوگروہ اپنے آپ کو نفع بخن ثابت کرسے اس کو دنیا میں ترقی اور استحکام نصیب ہو ، اور جوگروہ نفع بخش کی صلاحیت کھو دے اس کو ہمیشہ کے بیے پھیے دھکیل دیا جائے ۔ قدیم زمان دیے ملکان ابل عالم کے لیے نفع بخش بنے ہوئے تھے اسس بیے قدیم زمان میں انھیں کوئی عظمت حاصل ہوئ ۔ موجودہ زمان کے سالان بے نفع ہو گیے ۔ اس بیے موجودہ زمان میں انھیں کوئی خطمت حاصل ہوئ ۔ موجودہ زمان کے سالان بے نفع ہو گیے ۔ اس بیے موجودہ زمان میں انھیں کوئی خطمت حاصل ہوئی۔ موسکی ۔

عروج وزوال کایہ امول قرآن کی حسب ذیل آیت میں واضح طور پر موجو دہے:

( الرعد ١٧)

اللہ نے آسمان سے پان اتا را۔ مجر نامے اپنی مقدار کے موافق بہہ نکلے۔ مجر سیلاب نے امجر تے جہاگ کو اعظالیا۔ اور اسی طرح کا جھاگ ان چیزول میں کھی امجر آتا ہے جن کو لوگ زیور یا اسباب بنانے کے بیے آگ میں بچھلاتے ہیں۔ اسی طرح اللہ حق اور جو چیز لوگول کو نفع تو سو کھ کر جاتا رہا ہے اور جو چیز لوگول کو نفع بہو کے ان مثال بیان کرتا ہے۔ بیس جھاگ بہو کے ان مثال بیان کرتا ہے۔ بیس جھاگ بہو کے ان مثال بیان کرتا ہے۔ اور جو چیز لوگول کو نفع بہو کے ان مثال بیان کرتا ہے۔ اور جو جیز لوگول کو نفع بہو کے مثالیس بیس کا کرتا ہے۔ اور جو مثالیس بیس کا کرتا ہے۔

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ اس دنیا کے لیے اللہ تعالیٰ کا قانون کیاہے ۔ وہ قانون بہہے کہ جو گروہ اپنی کے جو گروہ اپنی کے کہ اس کو دنیا میں بعت را در استحکام ملے۔ اور جو گروہ اپنی نفع بختی کھو دے دہ یہ ال بے قیمت ہوکہ رہ جائے ۔

اس عالمی قانون کو ایک طرف کتب الہی میں تفظی طور بربیان کیا گیا ہے۔ دوک ری طرف مادی دنیا میں اس کاعلی مظل مرہ کیا جارہا ہے۔ سورہ رعد کی مذکورہ آیت میں اس کاعلی مظل مرہ کیا جارہا ہے۔ سورہ رعد کی مذکورہ آیت میں اس نوعیت کی دومثالیں دی گئی ہیں۔ ایک مثال بارٹ کی ہے۔ بارش ہوت ہے اور اس سے نامے تھرتے ہیں تو جباگ اوپر دکھائی دیسے مگر جلد ہی ایسا ہوتا ہے کہ حباگ تو ہوا میں ارام جا تاہے اور جو جبز اس میں نفع بخش ہے دیسے لگتا ہے۔ مگر جلد ہی ایسا ہوتا ہے کہ حباگ تو ہوا میں ارام جا تاہے اور جو جبز اس میں نفع بخش ہے دہ باق رمتی ہے ، بعنی یانی ۔

دور ری مثال دھات کی ہے۔ دھات کو تبانے کے لیے جب کھالی میں بھیلاتے ہیں تواس میں ابتدار اس کامیل کھیل اور دکھ کی دینے لگتا ہے۔ مگر بہت جلدیہ وفتی منظر ختم ہوجا تاہے اور جواصل قیمتی دھات ہے وہ اپنی جگہ باقی رہ جاتی ہے۔

دوراوّل كى متال

دور قدیم میں اسلام کوغیر معمولی عظمت ملی۔ یہ ایک تاریخی حقیقت ہے جس سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ تقریبًا ایک ہزارسال تک اسلام کوآباد دنیا کے قائد کی حیثیت حاصل رہی ہے۔اسلام کوآباد دنیا کے قائد کی حیثیت حاصل رہی ہے۔اسلام کوآباد دنیا کے قائد کی حیثیت حاصل رہی ہے۔اسلام کوآباد دنیا کے قائد کی حیثیت حاصل رہی ہے۔اسلام کوآباد دنیا کے قائد کی حیثیت حاصل رہی ہے۔اسلام کوآباد دنیا کے قائد کی حیثیت حاصل رہی ہے۔اسلام کوآباد دنیا کے تعریب کے اسلام کو تعریب کا معرب کے اسلام کو تعریب کی حقیقت ہے۔ اسلام کو تعریب کی معرب کے اسلام کو تعریب کے اسلام کو تعریب کو تعریب کے اسلام کو تعریب کی حقیقت ہے۔ اسلام کو تعریب کے اسلام کو تعریب کی حقیقت ہے۔ اسلام کو تعریب کے در تعریب کے در تعریب کے در تعریب کے در تعریب کو تعریب کی در تعریب کے در تعریب کے در تعریب کی در تعریب کے در تعریب کے در تعریب کے در تعریب کو تعریب کے در تعریب کو تعریب کو تعریب کے در تعریب کے در تعریب کے در تعریب کو تعریب کی در تعریب کے در تعریب کے در تعریب کے در تعریب کے در تعریب کی در تعریب کے در تعریب

کو یعظیم چنتیت اتف تا انہیں می اور ندمطا بات کے ذرئیبہ اس کو یہ جنتیت حاصل ہوئی۔ اسس کی وجہ قدرت کا وہی ابدی قانون سما جس کا اوپر ذکر ہوا۔ بین نفع بخش اور فیص رسانی ۔

دنیاکواک لام سے جو کچہ ملا، اس کے بہت سے بہلو ہیں ۔اس کا ایک بہلویہ ہے کہ اسلام نے دنیا کوتو ہمات (Superstitions) کے دور سے نکالا اور اکسس کو بہلی بار سائنس کے دور میں داخل کیا۔

آئ کی دنیاجس چیز کو اپنے ہے سب سے بڑی نعمت سمجسی ہے وہ سائنس ہے۔ اورتمام محقین اور مضعف مورضین نے تیلم کیا ہے کہ یہ دراصل اسلام ہے جس نے سائنس کے دور کو پیدا کیا۔ یہاں ہم مرن ایک مغرب بر ایفال سے معنف مطر بر لیفالٹ کا قول نقل کریں گے۔ وہ اس موصوع پر تفصیل بحث کرتے ہوئے کہ اسکتی ہو۔ گروہ یور لی ترقی کا کوئی بھی بہ ب لو الیا نہیں جس میں اسلای تہذیب کی فعال اٹر انگیزی دکھی نہ جاسکتی ہو۔ گروہ سب سے زیا دہ واضح اس قوت کی بیدائش میں ہے جوجہ یہ دنیا کی سب سے بڑی طاقت ہے۔ یعی طبیعی سائنس اور سائنسی اسپرٹ ۔ ہاری سائنس پر عوب لول کا قرص الفت لا بی نظر بات کی دریافت کی صد تک نہیں ہے۔ سائنس اس سے کہیں زیا دہ عرب تہذیب کی اصان مند ہے ، وہ خود اپنے وجو دیکے سہیں سے اس کی مربون منت ہے ۔

For although there is not a single aspect of European growth in which the decisive influence of Islamic culture is not traceable, nowhere is it so clear and momentous as in the genesis of that power which constitutes the permanent distinctive force of the modern world, and the supreme source of its victory—natural science and the scientific spirit. The debt of our science to that of the Arabs does not consist in startling discoveries of revolutionary theories; science owes a great deal more to Arab culture, it owes its existence. Briffault, Making of Humanity, p. 190

یرایک معلوم تاریخی حقیقت ہے کہ قدیم زمانہ میں تمام دنیا میں سنسرک کا غلبہ مقا۔ سمام قو میں ہے شار دلیو تا وُں کو پوجی تحقیں۔ مندکستان روایات کے مطابق ان کی تعداد ۳۳ کرور کہ بہو ہے گئی تقی ان کی تعداد ۳۳ کرور کہ بہو ہے گئی تقی ان کا تعداد برا میں تعدد آلبہ کے عوان کے سخت بتایا گیا ہے کہ مذاہب میں عمومی طور بہد یہ بات بان گئی ہے کہ فطرت کی طاقوں اور فطرت کے مظاہر کو خدا مان لیا جا تا ہے۔ بہایت آس نی کے سامتہ ان کو تین قسموں میں باننا جا سکتا ہے ۔ اسمانی، فضائی اور زمبنی۔ یہی تقیم سب کے خود مندان کو تین قسموں میں باننا جا سکتا ہے سورج ان کے یہاں آسمانی خدا ہے۔ اِندر فضائی خدا ہے جو منداریا کی مذہب میں تسلیم کی گئی ہے۔ بہانچہ سورج ان کے یہاں آسمانی خدا ہے۔ اِندر فضائی خدا ہے جو منداریا کی میں تعدالی خدا ہے۔

#### طوفان ، بارست اور جنگ لانے والا ہے ۔ اگنی (آگ دیوتا) زمین واقت اے کا سبب ہے :

A widespread phenomenon in religions is the identification of natural forces and objects as divinities. It is convenient to classify them as celestial, atmospheric, and earthly. This classification itself is explicitly recognized in Indo-Aryan religion: Surya, the sun god, is celestial; Indra, associated with storms, rain, and battles, is atmospheric; and Agni, the fire god, operates primarily at the earthly level (14/.785).

اسلام سے پہلے انبان کا حال یہ تھا کہ وہ ہر چیز کو پوجت تھا۔ وہ سورج اور چا ندسے ہے کہ دریا اور بہاڑ تک ہر چیز کے آگے جبکتا تھا۔ درختوں میں اس نے درخت خدا (Plant deities) ادر جانوروں میں اس نے درخت خدا (Animal deities) بنار کھے تھے۔ دنیا کی تمام چیزیں معبود بن ہوئی تھیں۔ اور انبان ان کا عبادت گذار۔ اس طرح انسان نے اپنی عظمت کھودی تھی۔ اسلام کے ذرکیہ تاریخ میں جو انقلاب آیا اس نے بیل بار انبان کو اسس کی عظمت عطاکی ۔

شرک (بالغاظ دیگرمظاہر فطرت کی پرستش کا رواج قدیم زمانہ میں سائنسی ترقیوں ہیں اکا وط بناہوا تھا۔ النان فطرت کے مظاہر کو مجود سمجہ کر انفیں تقدس کی نظرسے دیکست تھا۔ اس بیے اس سے اندر بہ جذبہ ہی بیدا نہیں ہوتا تھا کہ وہ ان مظاہر کی تحقیق کر سے اور ان کو اپنے فائد سے کے سیا استعال کرے ۔ فطرت کے مظاہر جب برستش کا مومنوع بسنے ہوئے ہوں تو اسی وقت وہ تحقیق کا مومنوع بن نہیں بن سکتے ۔ یہ بنیا دی سبب تھا جو طبیعی سائنس کا دور شہوع ہونے میں رکا ویل بنا ہوا کھتا۔ اس بلام نے تاریخ ہیں بہل بار اس سبب کوختم کیا ، اس بیے اسلام کے بعد تاریخ ہیں بہل بار اس سبب کوختم کیا ، اس بیے اسلام کے بعد تاریخ ہیں بہل بار اس سبب کوختم کیا ، اس بیے اسلام کے بعد تاریخ ہیں بہل بار بہ ممکن ہوا کہ دور شہری بانہ بار اس سبب کوختم کیا ، اس میک اس کے بعد تاریخ ہیں بہل بار اس سبب کوختم کیا ، اس جو کی جس صد کو وہ آج بہو نجا ہے ۔

آرنلط ٹوائن بی نے بجا طور پر تکھا ہے کہ یہ دراصل توحید (Monotheism) کا عقیدہ ہے جس نے جدید سُانسس اور منعتی دورکو پردا کیا ۔ کیول کہ قوحید کے انقلاب سے پہلے دنیا میں علی طور پر شرک کا غلبہ تقا. شرک کے عقیدہ کے سخت آ دمی فطرت (Nature) کو پوجنے کی جیز سبھے ہوئے تھا ۔ بھروہ اس کو تحقیق و تینے کی چیز کیسے سمجتا ۔ جب کہ فطرت کو تحقیق اور تسخیر کی چیز سبھنے کے بعد ہی اسس علم کا آغاز ہوتا ہے جس کو طبیعی سنتہ میں ۔ قرآن بین مختلف اندازسے یہ بات کہی گئی ہے کہ زبین وآسان کی نٹا نیوں رمظاہر فطرت بر بغور کر و۔
قرآن بین است قیم کی مات سوآیتیں شار کی گئی ہیں جن میں مظاہر فطرت بر غور کرنے کی تنقین کی گئی ہے۔
اگر بالواسطہ آیتوں کو بھی شامل کیا جائے توان کی تعدا دا کی سبزار تک بہو پخ جائے گی ۔ یہ معلوم انسانی تاریخ میں بالکل نئی آواز کھی ۔ کیوں کہ اس سے پہلے انسان صرف یہ جا نتا تھا کہ وہ مظاہر فطرت کو بوجے ۔ ایک ایسی دنیا جس میں ہزاروں برسس سے انسان صرف یہ جا نتا تھا کہ مطلب ہر فطرت بوجے کی جسیسے زہیں ، وہاں قرآن جس میں ہزاروں برسس سے انسان صرف یہ جا نتا تھا کہ مطلب ہر فطرت بوجے کی جسیسے زہیں ، وہاں قرآن من یہ آواز بلندگی کہ مظاہر فطرت اسس لیے ہیں کہ ان بر عور کیا جائے اور ان میں جیبی ہوئ مکستوں کو دریا فت کے یہ آواز بلندگی کہ مظاہر فطرت اسس لیے ہیں کہ ان برعور کیا جائے اور ان میں جیبی ہوئ مکستوں کو دریا فت کیا جائے۔

اسلام کاید بیغام صرف بیغام ندر با بلکه سوسال کے اندر ہی وہ ایک عالمی انقلاب بنگیا۔
اس نے اولاً عرب کے دل ود ماغ کو فتح کیا۔ بھر وہ ایشیا اور افریقہ اور ایورپ کک پہو بنج گیا۔ اس فع عرب کے بت خلفے ختم کر دیسے ۔ ایرانی اور رومی شنہ نشا بہتیں اس زمانہ میں شرک کی سب سے بڑی سر پرست تھیں ، دونوں کو اکسلام نے مغلوب کر لیا اور توحید کا غلبہ نقریبًا پوری آبا و دنیا میں قائم کر دیا۔
اکسلام کی اس نفع بختی کو تام مضعف مزاج مورضین نے تسلیم کیا ہے۔ یہاں ہم انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا دہم ۱۹) کا ایک پراگراف نقل کرتے ہیں د

Islamic culture is the most relevant to European science. There was active cultural contact between Arabic-speaking lands and Latin Europe. Conquests by the Prophet's followers began in the 7th century, and, by the 10th, Arabic was the literate language of nations stretching from Persia to Spain. Arabic conquerors generally brought peace and prosperity to the countries they settled (16/368).

شروع کر دیں۔ انبان نے اپنے آپ کو ایک ایس دنیا میں پایا جو پوجے کی جیز نہیں بلکہ برتنے کی چیز کئی ، جس کا وہ تابع نہ نظا بلکہ وہ اکس کے بیے سخر کی گئی تھی کہ وہ اکس کو اپنا تابع بنائے۔ جنانچہ اکسلام کے عظیم انتان اعتقا دی انقلاب کے ساتھ ایک عظیم انتان علمی اور ذہنی انقلاب بھی شروع ہوگیا۔ اکسلام کے ماننے والوں نے جب ایک فا در مطلق خدا کو پایا تو اسی کے ساتھ انھوں نے دوسری تمام چیزوں کو بھی پالیا۔ انھوں نے ہر میدان میں ترقیب س شروع کر دیں۔ ان سے دنیا کو وہ چیزیں طنے گئیں جو ابھی تک اس کو نہیں ملی تقییں۔ چنانچہ اس دور میں پیدا ہونے والی جنن بھی قابل ذکر ترفیب ان ہیں ان کا مطالعہ کیجے تو ہر ترق کے پیچھے کئی نہ کسی مسلان کا ہاتھ کام کرتا نظر آئے گا۔

ان کا مطالعہ کیجے تو ہر ترق کے پیچھے کئی نہ کسی مسلان کا ہاتھ کام کرتا نظر آئے گا۔

توجیداس دنیا کی سب سے بڑی سپائی ہے۔ توجید کوا ختیار کرنے کی وجسے دوراول کے ملانوں کے یہ مکن ہواکہ وہ دنیا والول کے درمیان ایک ابیں برا دری بن کر ابھریں جن کا ہر طوف استقبال کیا جا کے اور جن کے ذریعہ سے دنیا والول کو ہرقسم کا نفع حاصل ہو۔ یہاں ہم اس سلسلہ بیں چندمتالیں درج کریں گے۔

ا۔ اسلامی انقلاب کے بعد کئی سوسال ایسے گزرہے ہیں جب مسلمان ساری دنیا ہیں علم طب
کے الم سے ۔ دنیا کے بطرے بڑے لوگ ملم اطبار سے رجوع کر نے سے اور طب میں مسلمانوں
کی تصنیبفات ہر جگہ فن طب کا ماخذ بن ہوئی تھیں ۔ بورپ کا سب سے پہلا میڈ لیکل کالج سلالو
داخلی ) میں مت ایم ہوا۔ یہ میڈ لیکل کالج گی ارصویں صدی عیسوی میں فائم ہوا تھا۔ اس کا نصاب
بڑی حد تک ان طبی محت بوں پر شتل تھا جوع بی زبان سے لا یمنی زبان میں ترجمہ کی گئی تعنیں۔ انسائیکلو
بڑیا برٹانیکا درم ۱۹ مراب نے اس سے تذکرہ کے ذیل میں کھا ہے کہ یورپ میں بارہویں صدی نے و بسے لا یمنی
بین کست بول کے جرکا ایک میرودان بروگرام دیکھا ۔ یہ بات بہت ایم ہے کہ یورپ کا ابتدا کی طبی اسکول جوسار لو
میں فائم ہوا اور دور براجو مان بیلیریں قائم ہوا ، دولول عرب اور بہو دی ما فدول سے بہت قریب سے :

The 12th century saw a heroic program of translation of works from Arabic to Latin. It is significant that the earliest medical school in Europe was at Salerno and that it was later rivalled by Montpellier, also close to Arabic and Jewish sources (16/368).

پرونیسر ہی نے اس سلسلہ میں مزید تفعیل بیان کرتے ہونے ککھا ہے کہ الزهراوی کی کتاب (القریب کہ من اعجز عن التالیف ) کارر جری سے متعلق حصہ گیرار ڈائٹ کریمونا نے عربی سے لاتین میں ترجمہ کسیا ۔

الدیب میں اس کے مختلف اڈلیشن چھیے ۔ وینس میں ۹۷ ما میں ، بیبل میں ام ۱۵ میں ، اکسفورڈ میں اور پ میں اس کے مختلف اڈلیشن جھیے ۔ وینس میں اور دو کر سے یور پی طبی ادادول میں نصاب تعلیم کا جرز ربنا رہا !

The surgical part (of Al-Zahrawi) was translated into Latin by Gerard of Cremona and various editions were published at Venice in 1497, at Basel in 1541 and at Oxford in 1778. It held its place for centuries as the manual of surgery in Salerno, Montpellier and other early schools of medicine.

P.K. Hitti, History of the Arabs, 1979, p. 577

آئ آپ جدیدطرز کے کسی اسپتال یا کسی میڈلکل کالج میں داخل ہوں تو وہاں کی ہر چیز آپ کو مغرب تہذیب کا عطیہ نظر آئے گئ ۔ گرچند سوس ال پہلے یہ حال سفاکہ آپ وقت کے کسی معیاری اسپتال یا کسی میڈلکل کالج میں داخل ہوں تو وہاں کی ہر چیز اسسلای نہذیب کاعطیہ نظر آتی تھی ۔ یہ ہے وہ بنیا دی فرق جوسلا اول کے ماضی اور الن کے حال میں بیدا ہوگیا ہے ۔

۲- جغرافید ایک بے حداہم سائنس ہے۔ اس کا تعلق زندگی کے بیے شار شبوں سے دورِ اول کے مسلانوں نے اس فن بین ممال پیداکیا۔ مثال کے طور پر الا درلیں اپنے زمانہ میں دنیا کا سب برا اجزائی عالم تھا۔ پروفیسر فلپ می سنے اس کی بابت حب ذیل الفاظ کھے ہیں :

The most distinguished geographer of the Middle Ages.

یعیٰ قرون وسطیٰ کاسب سے زیادہ متاز جغرافیہ دال۔ الادرسی کے زمانہ میں راجر دوم سسلی کا بادتناہ تفا۔ اسس کو ایک جغرافی نقشہ کی صروت ہوئی تو اس کو یہ نقشہ جس نے بنا کر دیا وہ یہی الا درسی تھا۔ فلی مئی سے مزید کھا ہے :

The most brilliant geographical author and cartographer of the twelfth century, indeed of all medieval time, was al-Idrisi, a descendant of a royal Spanish Arab family who got his education in Spain. P.K. Hitti, *History of the Arabs*, 1979, p. 568

بار صوبی صدی عیبوی کاسب سے زیادہ با کال جزانی مصنف اور نقشہ نویں ، بلکہ پورسے قرون وسطیٰ کا سب سے بڑا جزافی عالم بلائٹ بہ الا درلیں تھا۔ وہ اسپین کے ایک اعلیٰ عرب خاندان میں پیدا ہوا ، اور اس کی تعلیم اسپین میں ہوئی ۔

انسائیکلوپیڈیا بڑا نیکا (۱۹۸۴) کے مقالہ نگارنے لکھاہے کہ الادریسی سنے ۱۵ ۱۱ع میں سے سائیکلوپیڈیا بڑا نیکا (۱۹۸۴) کے مقالہ نگارنے لکھاہے کہ الادریسی حکم ال رراجر دوم سے لیے ایک عالمی نقشہ بنایا۔ اس میں ایشیائی علا قوں کی زیا دہ بہتر معلومات دی گئی تھیں جواسس وقت یک ابھی انسان کو عاصل نہ ہوئی تھیں :

Al-Idrisi constructed a world map in AD 1154 for the Christian king Roger of Sicily, showing better information on Asian areas than had been available theretofore (11/472).

موجوده زارز مین سلم ملکون مین مغرب کے ماہرین (Experts) مجرے ہوئے ہیں جگرا کی وقت مقاجب کہ مسلمان ہر شعبہ کے ماہرین دسنے کوفرا ہم کررہ سے تھے۔ آج مسلمان دنیا والوں سے لے دہے ہیں، مگر جنید سوسال پہلے یہ حال تھا کہ مسلمان دنیا کو دبینے والے بسنے ہوئے تھے۔ کیسا عجیب فرق ہے ماصنی میں اورجب ال میں۔

س. آج سلم مکول کے نوٹ اور سکے مغربی ممالک تیار کرستے ہیں۔ اور اگر کو ئی مسلم ملک خود اپنا مکہ یا نوٹ تیار کرتا ہے تو اس کے لیے بھی وہ مغربی کما نوجی کا مربون منت ہے۔ مگر ایک وقت مقاکہ یہ مقام خود مسلمانوں کو عالمی سطح پر حاصل تھا۔

بروفیر ایج و طبورسی و لیوس (H.W.C. Davis) نے اپنی تتاب قرون وسطی کا النگلتان (Medieval England) میں انگلتان کے ایک قدیم سنہر ہے سکہ کی تصویر اس کے دولوں رخ سے حیابی ہے ۔ یہ سکہ برٹش میوزیم میں رکھا ہوا ہے ۔ تصویر میں واضح طور برنظر آ رہا ہے کہ سکہ کے ایک طون ہو بی برسم الخط میں کلمہ شہا دت فکھا ہو اسے اور دوک ری طوف اس وفت کے انگلتان کے ایک طوف اس وفت کے انگلتان کے بادش او فار کیس (Offa Rex) کانام بھی درج ہے ۔ سی کے ساتھ سکہ پر بغداد کے مسلمان سکہ گر کانام بھی درج ہے ۔ سی کے نام بھی درج ہے ۔ سک کی تصویر کے نیچے پر وفلیر ڈیوک س نے حب ذیل الفاظ سکھے ہیں:

Anglo-Saxon gold coin imitating an Arab Dinar of the year 774.

یعیٰ مذیم انگاستان کا سونے کا سکہ جو ہم ، ۶ میں فرصالاگیا اور حس میں ایک عرب دینار کی نقل کی

گئی سے ۔ بہ ایک تاریخی شہاوت ہے جو بتائی ہے کہ آھٹویں صدی عیسوی میں مسلمان صنعتی ترفی کے اس مقام برسے کہ انگلتان کے اس مقام برسے کہ انگلتان کے اس مقام برسے کہ انگلتان کے این و بنا دسے سلم ماہرین کو بلائے ۔ اس و قت انگلتان بوتی تھی کہ وہ اپنے ملک کا سکہ و فعالے کے بیے بغداد سے سلم ماہرین کو بلائے ۔ اس و قت انگلتان میں جو سکہ ڈھالاگیا وہ مسلم ممالک کے سکہ ( دینار) کی نقل تھا۔ حتی کہ مسلم سکوں کی طرح اس پر کلمہ شہادت بھی بھی جو بی رسم انخطیس مکھا، ہوا تھا۔ اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ ہزار برسس بہلے کے دور میں اسلام تہذیب ساری دنیا ہیں کس قدر نالب جثیت رکھتی تھی ۔

۲۰ واسکو در کا ما د ۲۲ ۱۵ – ۱۳ ۲۹) ایک پرتسکالی ملاح تھا۔ اس کویہ خصوصیبت حاصل سے کہ اس نے ۱۳۹۸ میں ہندکتنان اور نورپ کے در میان سمندری رائنہ دریا فت کیا جو کیپ آف گئٹ ہوپ ہوکر جا تا تھا۔ مگر بہ عظیم کامیابی اس کوایک عرب ملاح احمد بن ماجد کے ذریعہ حاصل ہوئی اس کی بابت انسائیکلوپیڈیا برٹما نیکا (۱۹۸۴) سنے حب ذیل الفاظ تھے ہیں :

Vasco da Gama's Arab pilot, Ahmad ibn Majid (7/862).

یعنی داسکوڈی گاما کاوب جہازراں احربن ماجد برٹائیکا کے مقالہ نگارتے مکھاہے کہ داسکوڈی گاماجب پرتگال سے جل کر افزیقہ بہو بچا تو وہال موزنبیق کے سلطان نے واسکوڈی گاما کو دومسلم ملآح دیئے ان میں سے ایک اس وقت بھاگ گیا جب اس کومعلوم ہوا کہ یہ پرتسگالی میسی مذہب کے ہیں :

The Sultan of Mozambique supplied Vasco da Gama two (Muslim) pilots, one of whom deserted when he discovered that the Portuguese were Christians (7/861).

جس جها زرال نے داسکوڈی گا ماکا ساتھ دیا اس کانام احمد بن ماجد تھا۔ دہ نہایت ماہر بھا اور سمندری جہلزدانی سے اتن واقفیت رکھتا کھست کہ اس پر اس نے ایک اہم کتاب مکھی تھی جو مذکورہ سفر کے وقت اس کے ساتھ تھی۔

پرونیسرفلب ہی سنے مکھاہے کہ بحری جہاز رانی کے مومنوع پر ایک خصوصی کتاب احمد بن ماجد کی ہے جس میں بحری جہاز رانی کے نظریاتی اور علی بہلو وُں کی وضاحت کی گئے ہے ۔ کہا جاتا ہے کہ ۱۲۹۸ بیس بہری احمد بن ماحب درتھا جس نے افریقہ سے ہندستان بک واسکو ڈی گامسا کی رسنسانی کی :

. An exceptional work of major importance is a compendium of theoritical and practical navigation by Ahmad ibn Majid of Najdi ancestry, who, it is claimed, in 1498 piloted Vasco da Gama from Africa to India.

P.K. Hitti, History of the Arabs, 1979, p. 689

۵ ۔ بندرھویں صدی عبسوی کے آخر میں جو دریانتیں ہوئیں ان میں سے ایک وہ دریافت حِس کو نبیٔ دنسب (امریکیه ) کی دریا فت کها جا تاہے ۔ یہ عظیم دریا فت عام طور پر کرسے ( ١٠٠١ - ١٥ ١١ ) كے نام كے ساتھ موسوم ہے - يہ جيج ہے كه اللي كاكولميس ہى وہ شخص ہے جس نے نظریہ سے واقفیت ماصل کی۔ اِس سے اُس نے سمھاکہ زمین ایک ناسشیا تی کی مانند سے اور سکہ زمین کے مغربی بیسف کره میں بھی ایسا ہی انجار موجو دیسے جیساکہ اس کے مشرتی نفسف کرہ میں نظرآ تاہے۔ برونسيرم لي كهالفاظيه بي :

They (Arab) kept alive the ancient doctrine of the sphericity of the earth, without which the discovery of the New World would not have been possible. An exponent of this doctrine was Abu Ubaydah Muslim al-Balansi (of Valencia), who flourished in the first half of the tenth century. They perpetuated the Hindu idea that the known hemisphere of the world had a centre or "world cupola" or "summit" situated at an equal distance from the four cardinal points. This arin theory found its way into a Latin work published in 1410. From this Columbus acquired the doctrine which made him believe that the earth was shaped in the form of a pear and that on the western hemisphere opposite the arin was a corresponding elevated centre. Philip K. Hitti, History of the Arabs, The Macmillan Press Ltd., London, 1979, p. 570.

### ہیں کپ کرناہے

اب سوال یہ ہے کہ ہمیں کیا کرنا ہے۔ ماضی میں بلا شبہ سلما نوں نے بہت بڑی بڑی سائنسی خدمات انجام دی تھیں۔ مگر موجودہ فرما مذیب میں سلمان سائنس اور صنعت کے میدان میں تمام قوموں سے بیچے ہوگئے ہیں۔ آج وہ اس حیثیت بیس نہیں مبری کہ خاص سائنسی اور صنعتی اعتبار سے اہل دنیا کے لیے نفع بخش بن کیس۔ موجودہ فرما نہ کے مسلما نوں کا حال یہ ہے کہ وہ انجی تک صنعتی دور (Industrial age) میں جانب کہ انفاظ میں، مافوق صنعتی دور (Super-industrial age) میں داخل ہوگئے ہیں۔ میں داخل ہوگئی ہے۔

Alvin Toffler, Future Shock, New York, 1971

گرامت سلہ محفوظ آسمائی کتاب کی حامل ہے۔ اس نبت سے وہ خود کھی ایک محفوظ امت ہے۔ اس محفوظ ایک نیا ہوقع اس محفوظ اس سے لیے ایک نیا ہوقع اس محفوظ ایک بیا ہوقع موجود رہتا ہے۔ خدانے انبانیت کے لیے عام طور پر اور امت مسلہ کے لیے خاص طور پر یہ فیصلہ کر دیا ہے کہ ہر ڈکسس ایڈ وانٹج کے ساتھ اس کے لیے ایک ایڈ وانٹج ہمیشہ موجود رہے ۔ یہی وہ ابدی حقیقت ہے جو قرآن ہیں ان الفاظ میں بہیان کی گئے ہے:

منان منع العسريس والدان منع المسلك من المقال النهاب بي مشكل كما المقال النهادات العسريس والمان المان المان

الٹرتعالیٰ کی پرمنت موجودہ زمانہ میں پوری طرح ظامر ہو کی ہے۔ سائنس اپنی ترقیوں کی انتہا بربہہ نج کرایک ایسے سنگین مسکہ سے دوچار ہے جس کا خود اسس سے پاس کوئی حل نہیں۔ منہ سائنسی طبقہ سے باہر کوئی گروہ ایسا موجود ہے جو اس مسکے کا حل اسے دسے سکے۔ یہ صرف مسلمان ہیں جومحفوظ آسمانی کھست اب کے حامل ہونے کی وجہ سے اس پوزلیشن میں ہیں کرمائنسی طبقہ کونیز بوری اندائیت کو اس مسکلہ کے حل کا سحفہ بیش کرسکیں۔

اسس معاملہ کی نوعیت سیمنے کے بیے یہاں میں انٹ ائیکلو پیڈیا برطانیکا (۱۹۸۹) کا ایک پیراگراف نقل کروں گا۔ اس کے تاریخ سائنس (History of Science) کے مقالہ نگارنے اس سے سلہ میں مکھاہے : Untill recently, the history of science was a story of success. The triumphs of science represented a cumulative process of increasing knowledge and a sequence of victories over ignorance and superstition; and from science flowed a stream of inventions for the improvement of human life. The recent realization of deep moral problems within science, of external forces and constraints on its development, and of dangers in uncontrolled technological change has challenged historians to a critical reassessment of this earlier simple faith (16/366).

ابی حال تک رائنس کی تاریخ کامیا بیوں کی کہان تھی۔ رائنس کی فتوحات ہیں یہ شمار ہوتا تھا کہ اس نے اسانی معلومات ہیں امنا فر کیا ہے اور جہالت اور توہم برستی برفتے حاصل کی ہے۔ رائنس سے ایجا وات کا ایک سیلاب نکلا ہے جس نے اسانی زندگی کو بہتر بہت یا ہے۔ گرحال میں یہ حقیقت سامنے آئی ہے کہ رائنس گہرے افلاتی سوالات سے دوچا ہے۔ بے قید کمنالوجی کے خطرات کی وجہ سے اس کی ترقی پر روک لگانے کی باتیں کی جا رہی ہیں۔ یہ صورت حال موزمین کو چیلنج کر رہی ہے کہ وہ ان خیب الات کا دو بارہ تنقیدی جائزہ لیں جو ابتدار میں سے وہ طور پر وت کم کر رہی ہے۔ کہ وہ ان خیب الات کا دو بارہ تنقیدی جائزہ لیں جو ابتدار میں سے وہ طور پر وت کم کر ہے ستے۔

جدید دنباکایم وہ خلا ہے جہاں سلمان اپنے نفع بخش ہونے کا ٹبوت دے سکتے ہیں ،
اور اس طرح دوبارہ اپنے بیار رزازی کا وہ مقام حاصل کر سکتے ہیں جو انفول نے دنیا میں کھو دیلے۔
مائمنس کی ابتدائی فق حات نے بہت سے لوگوں کو اتنازیا دہ متاثر کیا کہ انفول نے سمجہ لباکہ اب
ہمیں سائمنس کے سواکس اور چیز کی صرورت نہیں۔ سائنس ہماری تمام صرورتوں کے بیے کا فی ہے ۔اس
ملید میں بے شاد کوت بیں کھی گئیں۔ جو لین کھیلے د ۱۹۵۵ - ۱۸۸۷) نے اس نقطہ نظر کی کائندگ

Man Stands Alone

اس کے جواب میں کرلیی مارلین (۱۹۴۷–۱۸۸۳) نے ایک مت ب ثنائع کی جس کا نام بامعیٰ طور پر یہ تھا ۔۔۔ انسان تنہا کھڑا ہنیں ہوسکتا :

Man Does Not Stand Alone

بیویں صدی کے نضعت اول تک ان ان کا یہ دعویٰ تقاکہ اس کی سائنس اس کے لیے کافی ۳۲۹ ہے۔ گراسی صدی کے نفسف نانی میں انسان کو اپنی رائے سے رجوع کرنا پڑا۔ اس سے پہلے جو بات کرنسی مارنسین جیسے چند مستنی افزاد کہتے تھے ،اب وہ عام طور پر لوگوں کی زبا بوں سے کہی جارہی ہے۔ یہی وہ حقیقت ہے جسُ کا اعرّاف انسائیکلو بریڈیا برٹا نیکا کے فرکورہ اقتباس میں کیا گیا

جدیدانیان کی ذہنی عالت کیا ہے ،اس کا ایک نمونہ لارڈ برٹرینڈرسل ( ۱۹۷۰ – ۱۸۷)

ہے۔ وہ انگلبنڈ کے ایک دولت مند غاندان میں بیدا ہوا۔ اس نے اعلیٰ ترین نعلیم عاصل کی۔ اس کو نوبل الغام ملا ہو آج کی دنیا میں سب سے بڑا علمی اعزاز سمجا جاتا ہے۔ اس نے مذہب کو چھوٹر دیا اور مادی سائنس میں سکون تلاش کرنے کی کوششش کی۔ مگر بحر لوپر عمر گزار نے کے با وجود اس کو وہ چیز نہیں ملی جس کوسکون کہا جاتا ہے۔ ربرٹرینڈرسل کی طویل خود وفرشت سوانے عمری کے آخر میں ہم اس کے ہا ہے۔ یہ الفاظ سکھے ہوئے باتے ہیں :

The inner failure has made my mental life a perpetual battle (p. 727).

اندرونی ناکا می نے میری ذہنی زندگی کو ایک متقل جنگ میں مبتلار کھی۔ گلیلیو اور رائنس آہیب سائنس کی تاریخ کی کسی کتاب میں گلیلیو د ۲۲ ۱۹ – ۱۵ ۲۵) کا باب کھول کر د کھیں تو وہاں آپ کو اس قنم کے الفاظ کھے ہوئے ملیں گے :

His use of observation, experiment and mathematics helped lay foundation of modern science.

گلیلیونے مثاہرہ اور تجربہ اور ریاضی کوجس طرح استعال کیا اس نے جدید سائنس کی بنیا در کھنے میں مدد دی ۔ میں مدد دی ۔

کلیلیوکا فاص کارنامہ کیاہے۔ گلیلیوکا فاص کارنامہ یہ ہے کہ اس نے جیزوں کی ابت رائی مفات کو، جو ابعاد (Dimensions) اور وزن (Weight) پرشتل ہیں اور جن کی آسانی سفات کو، جو ابعاد (کو ان ٹالؤی صفات سے الگ کر دیا جو شکل، رنگ اور بو وغیرہ سے ہیائش کی جاسکتی ہے، ان کو ان ٹالؤی صفات سے الگ کر دیا جو شکل، رنگ اور بو وغیرہ سے ۲۳۰۰

تمان رکھتی ہیں اور جن کی ہیائٹ نہیں کی جاسکتی ۔ ایک لفظ میں یہ کہ سس نے کمت کو کیفیت سے جلا کردیا۔

اس نے میٹر کے بارہ میں مزوری معلومات حاصل کی ہوں ۔ اس واح فطرت کو کام میں لانے کا دروازہ

اس نے میٹر کے بارہ میں مزوری معلومات حاصل کی ہوں ۔ اس واح فطرت کو کام میں لانے کا دروازہ

کھل گیا جمکا تو جن کورتی ہوئی اور بے شارئی نئی چیزیں بفنے مگییں جو انسان کے بیے مفید ثابت

ہوئیں مگرزیا دہ ترت نہیں گزری کہ انسان کا عدم اطمینان فل ہر ہوگیا۔ معلوم ہوا کہ اس مسالمیں

مؤمیں مال یا انبینہ کا معالمہ اس جا بل بڑھئی سے کہہ بھی مختلف نہیں جو لکرلئی کو کاٹ کر فرینے پ

بنا تا ہے ، اگرچہ وہ لکڑی کی کیمٹری کے بارہ میں کچہ نہیں جا نتا ۔

سے مطالعہ کا موضوع بہنایا کہ گلیلیونے چیزوں سے جس فل ہری پہلوکو الگ کرکے اس کو سائمنس

سے مطالعہ کا موضوع بہنایا تھا، اس سے بارہ میں بھی انسان کی معلومات حدورجہ ناقص ہیں۔ انسان نے مین جورٹ بورٹ ہوں کو بھی ہوں کی سمجھتار ہا وہ بھی تخر کا دسے کا انسان تین سو سال سک علم سمجھتار ہا وہ بھی تخر کار بے علی ناسے بوا بھی ہوں۔ انسان خود کو نشت سو سال سک علم سمجھتار ہا وہ بھی تخر کار بے علی ناست بوا۔ برٹرسٹ ٹرسل نے اپن خود کو نشت سو سال سک علم سمجھتار ہا وہ بھی تخر کار بے علی ناست بوائے عمری میں لکھا ہے۔

ناست بوا۔ برٹرسٹ ٹرسل نے اپن خود کو نشت سو ال کے عمری میں لکھا سے :

As is natural when one is trying to ignore a profound cause of unhappiness, I found impersonal reasons for gloom. I had been very full of personal misery in the early years of the century, but at that time I had a more or less Platonic philosophy which enabled me to see beauty in the extra-human universe. Mathematics and the stars consoled me when the human world seemed empty of comfort. But changes in my philosophy have robbed me of such consolations. Solipsism oppressed me, particularly after studying such interpretations of physics as that of Eddington. It seemed that what we had thought of as laws of nature were only linguistic conventions, and that physics was not really concerned with an external world. I do not mean that I quite believed this, but that it became a haunting nightmare, increasingly invading my imagination.

Bertrand Russell, Autobiography, Unwin Paperbacks, London, 1978, pp. 392-93

میں نے اپنی ا داسی کے کچیو غیر شخصی اکسباب پالیے جیساکہ عام طور پر اس وقت ہوتاہے جب کہ آدی ناخوشی کے ایک گہرے سبب کو نظر انداز کرنے کی کوئٹش کرر ہا ہو۔ موجو دہ صدی کے ابتدا نی کہ آدی ناخوشی میں ذاتی پریٹا بنوں میں بہت زیا دہ مبتلار ہا ہوں۔ مگر اسس وقت میں کم وہیش افلاطون اسلام

فلسفہ کا قائل تھا جس نے جھے اس قابل بنائے رکھاکہ میں خارجی دنیا میں حسن کو دیکھ سکوں۔ ریامنیات اور ستارول نے مجھے اس وقت تسکین دی جب کہ اننائی دنیا آسائش سے خالی نظر آتی تھی۔ گر میرے فلسفہ میں تبدیلی نے اسس قیم کی تسکین کو مجھ سے چھین لیا۔ خودی نے مجھ کو بالکل مفٹمل کردیا۔ خاص طور پر اس وقت جب کہ میں نے طبیعیات کی ان تشریحوں کو پڑھا جو المؤنگٹن جھیے لوگوں نے کی ناص مجھ کو نظر آ مر جب جیز کو ہم نے فطرت کے قوانین سمجھا تھا وہ محف الفاظ کا معاملہ تھا۔ اور طبیعیات حقیقہ تا کسی خارجی دنیا سے کوئی تعلق نہیں رکھتی۔ میرا مطلب بر نہیں کہ میں اس کو پوری طرح ما نتا ہوں۔ گریہ میرے لیے ایک کا بوس بن گریہ جو میرا پیچیاکر رہا تھا۔ وہ میرے سخیلات پر طرح ما نتا ہوں۔ گریہ میرے لیے ایک کا بوس بن گریہ جو میرا پیچیاکر رہا تھا۔ وہ میرے سخیلات پر مرابر حملہ کررہا تھا۔

## روحساني تسكين

جوسائنس خارجی دنیا کا علم دیسے سے عاجز بھتی وہ اس باطنی دنیا کا علم کیا دیتی جس کے بارہ میں اسس نے گلیلیو ہی کے زمانہ میں علی طور پر اپنی ناری ٹی کا اعلان کر دیا تھا۔ سائنس آدمی کو وہ جھوٹا اطینان بھی نہ دسے سکی جو ما دی سطح پر بظام رایک انسان کو حاصل ہوتا ہے۔ اور ذمنی اور دوسانی سطح کا اطمینان تونہ اس کے بس میں تھا اور رہ کھی اسس سے اس کو دسیسے کا دعویٰ کیا۔

قرآن میں ارکت دہواہے: الاسن کوراللہ قطب بن القاوی دسن لوکہ اللّہ کی یاد

ہی سے دلوں کو اطمینان ہوتا ہے ) یہی بات بائیل میں ان تفظوں میں آئی ہے : انسان صرف

روئی ہی سے جیتا مہیں رہتا بلکہ ہر بات سے جونداوند کے مذیبے نکلی ہے کہ آدمی صرف

(اکت تثنا ۸: ۳) حفرت میچ نے اسی بات کو ان لفظوں میں فرما یا : کلھا ہے کہ آدمی صرف

رو نلم می سے جیتا ندر ہے گا بلکہ ہر بات سے جو حف داکے ممند سے نکلی ہے دمتی ہم : ہم )

رو نلم می سے جیتا ندر ہے گا بلکہ ہر بات سے جو حف داکے ممند سے نکلی ہے وہ اپنے آپ کوجد السان اپنے سابھ ایک مخصوص نفیات رکھتا ہے۔ اس نفیات سے وہ اپنے آپ کوجد المنان کو بادی ساز وسامان کے سابھ ایک عقیدہ اور ایک اصول حیات بھی درکا رہے۔ سائنس نے النان کو بوکیے دیا وہ اپن آجن ری صورت بیں بھی صرف ما دی ساز دریا مان مقار سائنس انسان کو ایک قابل اعتا دعقیدہ مذدے سکی۔

یہی وہ کمی ہے جس نے جدید دینا کے بے شار لوگوں کو غیر مطمئن کررکھا ہے ، باہر سے دیکھنے والوں کو ان کی زندگھیا ان پڑرونق نظر آتی ہیں۔ گراندر سے ان کی روح بالکل ویران ہو چکی ہے ۔
امت دار کا مسئلہ

یہ مندس سے آج کاان دوچارہے ، فلسفی یہ لفظ میں اس کوات دارکا مسکد
(Problem of values) کہاجا سکتا ہے۔ جدید تعلیم یا فقہ ان ان ایک دم ری مشکل سے دوچار
ہے۔ وہ جا نتا ہے گر نہیں جا نتا ۔ معلومات کے ڈھیر کے درمیان وہ محسوس کرتا ہے کہ وہ کم سے
کم اسس پوزلین میں ہوتا جبارہا ہے کہ یہ فیصلہ کرسکے کر کمیا اجبا ہے اور کیا برا ۔وہ اپن فطرت
سے مجبور ہے کہ وہ کس چیز کو اچھا اور کسی چیز کو براسیمے ۔ وہ اس تمیز کوکسی بھی طرح اپنے آپ سے
جدا نہیں کر سکتا ۔ گرجب اپنی عقل یا اپنے علم کے ذریعیہ وہ اس کو متعین کرنا چا تہا ہے تو وہ
اسس کو متعین نہیں کریاتا ۔

جوزوت و ڈکرچ نے ابنی کتاب " دورجب دیکا مزاج " بین اس مئد پر عقلی بحث کی ہے۔
اس کا کہناہے کہ انبان اگرچ باعتبار فطرت یہ بیتین کرنے کی طرف مائل ہے کہ زندگ کا ایک مقصد
ہے اور اجبا کی اور برائی کا ایک معیار ہے۔ مگرسائنس اس کا کوئی حتی جواب بنیں دیتی سائنس
کی ترتی اسس کو زیا دہ سے زیا دہ ظام کرتی جارہی ہے کہ ہم ایک ایس دنیا میں بہاں احتدار
ابنا کوئی موضوعی مقام (Objective status) نبین رکھتیں ۔ انبان اخلاتی معیاروں کی مزورت محوس کرتا ہے جس کے مطابق وہ زندگی گزارے۔ وہ وجدانی طور پر اس کی مستقل مزورت محوس کرتا ہے جس کے مطابق وہ زندگی گزارے۔ وہ وجدانی طور پر اس کی مستقل تلاش میں ہے۔ مگر سائنس کی دریا فت کردہ دنیا میں خیروشر کے نصورات کی کوئی جگر نہیں۔
بنا ہم ایسا معلوم ہو تا ہے کہ انبان ایک اخلاقی جانور ہے جو ایک ایس کا کنات میں ہے جہال اخلاقی عند کا کوئی وجود نہیں ،

Man is an ethical animal in a universe which contains no ethical element.

Joseph Wood Krutch, The Modern Temper, New York, 1929, p. 16

النان چیزوں کی حقیقت کو جا ننا جا ہتا ہے گر سائنس اس کوصرف چیزوں کے وصل مخیر کا اسکان جیزوں کے وصل مخیر کا

علم دیت ہے۔ انسان دنیا کے آغاز وانجام کو جانبا چاہتا ہے گر سائنس کسس کو صرف درمیا نی مرحد کے بارہ میں کھ ہاتیں بتاتی ہے۔ انسان جیزوں کی معنویت کو دریا فت کرنا چا ہتا ہے گر سائنس کسس کو صرف اس کی ظاہری ہمیت کا بہتہ دیتی ہے۔ انسان بھول کی مہک کو سمبنا چاہتا ہے گر سائنس اکسس کو صرف بھول کی کیمسٹری سے آگاہ کرتی ہے۔ انسان ذہن اور روح کی گہرا نی بین از نا چا ہتا ہے گر سائنس مرف جم کے ما دی اجزار کا بجر نید اکسس کے سامنے بیش کرتی ہے۔ ایک لفظ میں یہ کہ انسان " خالت " مرف جم کے ما دی اجزار کا بجر نید اسس کے سامنے بیش کرتی ہے۔ ایک لفظ میں بتا کر خاموسٹ س کے بارہ میں جانا چا ہتا ہے اور سائنس اکسس کو صرف " مخلوق " کے بارہ میں بتا کر خاموسٹ سے ہو جاتی ہاتی ہاتی ہاتی ہو جاتی ہیں۔

یہی بات ہے جس کو ایک مغربی مفکر نے حسرت سے ساتھ اسس فقرہ میں بیان کیاہے ۔۔۔۔ جو اہم نہیں ، جو اہم نہیں ، جو اہم نہیں ،

The important is unknowable, and the knowable is unimportant.

اعلیٰ ذرائی۔ علم یہی ہے اطمینانی جدید دور کے تمام باشعور انسانوں کا بیجھا کیے ہوئے ہے۔ ان کی اکر ٹیت اگرچ ندم ہب کو ماننے کے لیے تیار نہیں ہے گرا کھول نے یہ بات مان بی ہے کہ جس سائنسی ترتی کو انھوں سے انسانیت کے مسئلہ کا حل سمجہ لیا تھا وہ انسانیت کے مسئلہ کا حل نہ تھا۔ برٹرینڈرسل نے مغربی فکرو فلسفہ پر ایک ضخیم کتاب مکھی ہے۔ اس محت ب کے آخر میں ہم اس کے اعتراف سکے حسب فریل کلمات پلستے ہیں :

(Western philosophers) confess frankly that the human intellect is unable to find conclusive answers to many questions of profound importance to mankind, but they refuse to believe that there is some 'higher' way of knowledge, by which we can discover truths hidden from science and the intellect.

Bertrand Russell, A History of Western Philosophy, 1979, p. 789

مغربی فلس کھلے طور پر اقرار کرتے ہیں کہ انبانی عقل کے بس سے باہر ہے کہ وہ ان بہت سے معرف فلس کے بین ۔ مگروہ اِس کو ملنے سے معوالات کا قطعی جواب پاسکے جو انباینت کے لیے بے عدا ہمیت رکھتے ہیں ۔ مگروہ اِس کو ملنے سے مہموں سا

انکارکرتے ہیں کہ سائنس کے علاوہ علم کا کوئی اور بلند ترطر لیقتہ جس کے ذریعہ سے ہم ان سیا ٹیول کو دریا وقت کرسکیں جوسے کم ان سیا ٹیول کو دریا وقت کرسکیں جوسے کمنس اور عقل کی دسترس میں نہیں آئیں ۔

تاجے کے انبان کو یہی بتا نااس کو سب سے بڑی جیز دیناہے کہ ہاں ، بہاں ایک ایسا بلندر طریق موجو دہے۔ اور وہ اہسا م خدا وندی ہے۔ اور براہام خداوندی جہاں اپنی محفوظ شکل میں موجو دہے وہ قرآن ہے۔

مراقت کو تا بت کرر ہاہے ، اسس موسوع پرراقم الحرون نے اپنی کتاب "عظمت قرآن " اور مدراقت کو تا بت کرر ہاہے ، اسس موسوع پرراقم الحرون نے اپنی کتاب "عظمت قرآن " اور دوسری کتابوں میں گفتگو کی ہے۔ اس کی تفقیل ان کتا بوں میں دکھی جاسکتی ہے۔

افلاتی یا ندم بی احماس انبان کے اندر بے حد طاقت ور ہے۔ مامنی سے کے رحال کک کا سجر بہ بتاتا ہے کہ یہ احماس کسی طرح انبان کے اندر سے ختم نہیں ہوتا۔ مزید یہ کہ یہ خالص انبانی خصوصیت ہے ۔ کسی بھی نوع کے جا نور میں اب تک اخلاقی یا مذم بی شعود کا ہونا تا بت مذکیا جاسکا۔

الفرڈرسل ولیس (۱۹۱۳–۱۸۲۳) مشہور ارتقابی ندعا لم ہے ۔ تا ہم وہ ڈارون کی طرح اس کا فائل مزتھا کہ ذہن انبانی کی اعلیٰ اور نا در خصوصیات محض انتخاب طبیعی (Natural Selection)

اسی طرح اس نے مکھ ہے کہ افا دیت کا مفر وصنہ جو کہ در اصل ذہن پر انتخاب بلبی کے نظریے کا انطباق ہے ، وہ انبان کے اندر احسلاقی شعور کی پیدائش کی تشریح کے لیے ناکافی معلم ہو تاہے ۔ افلاتی شعور کو اسس دنیا میں بے حدمشکلات کے ساتھ کام کرنا پڑتاہیے ۔ طرح طرح کے استثنائی صالات پیش آتے ہیں ۔ اکتر ایسا ہوتاہے کہ افلاتی شعور کے بخت عمل کرنے والاموت سے دوجار ہوتاہے یا بربا دہوکررہ جاتا ہے ۔ ہم کیوں کریقین کرسکتے ہیں کہ افا دیت کا لیا فا دیت آدی کے اندر ایک اعلیٰ نگی کے لیے اتنا پر اسٹر ارتفدس بیدا کرسکتا ہے ۔ کیا افا دیت آدی کے اندر یہ مرزاج بیب داکرسکتی ہے کہ وہ سیجائی کو بذات خود مقصود و مطلوب سیجھے اور تنائج کا لیا فا کے بیٹر اس پرعمل کرے :

The utilitarian hypothesis, which is the theory of natural selection applied to mind, seems inadequate to account for the development of the moral sense. Such being the difficulties with which virtue (or the moral sense) has had to struggle, with so many exceptions to its practice, with so many instances in which it brought ruin or death to its too ardent devotee, how can we believe that considerations of utility could ever invest it with the mysterious sanctity of the highest virtue—could ever induce men to value truth for its own sake, and practice it regardless of consequences.

" ذہین کا کنات " نائ کت بکا مصنف فریڈ ہائل اپنے قیمتی مطالعہ کا خاتمہ ان الفاظ پر کرتا ہے کہ اگرز مین کوکس مزید اہمیت کا حامل بناہے، اور انبان کوکائٹ تی اسکیم میں کوئی گئے ہائی ہے کہ اگرز مین کوکس مزید اہمیت کا حامل بناہے، اور انبان کوکائٹ تی اسکیم میں کوئی گئے ہائی ہے توصر ورت ہوگی کہ ہم افا دیت کے نظریہ کو مکل طور پر ترک کردیں۔ اگر چہ میراخیال ہے کہ قدیم طرف کے ایس کی جہ مفید نہ ہوگی ، گر ہیں یہ سمجنا ہوگا کہ ایسا کیوں ہے کہ ولیس کے تشریح کے مطابق پر اسرار تقدس ہمارے اندر موجود رہتا ہے اور فردوسی دنیا کی طرف ہیں است اردہ کرتا ہے کہ کیا ہم اس کی بیروی کریں گئے ؛

If the Earth is to emerge as a place of added consequence, with man of some relevance in the cosmic scheme, we shall need to dispense entirely with the philosophy of opportunism. While it would be no advantage I believe to return to older religious concepts, we shall need to understand why it is that the mysterious sanctity described by Wallace persists within us, beckoning us to the Elysian fields, if only we will follow.

Fred Hoyle, The Intelligent Universe, Michael Joseph, London, 1983, p. 251

حقیقت یہ ہے کہ مذہب انبان کی سرشت میں داخل ہے۔ وہ مذہب کے بغیر نہیں رہ سکتا۔ آج کا انبان ہیں اتنا ہی زیا دہ مذہب کا مزورت مندہ جتنا قدیم زمانہ کا انبان تھا۔ مزید یہ کہ سائنس کی طوف سے مایوسی نے اس کومزید شدت کے ساتھ مذہب کا مشتاق بنادیا ہے۔ مگرجدید انبان کی مشکل یہ ہے کہ وہ مذہب کے نام سے جس چیز کوجا نتا ہے وہ مرف بگولے ہوئے مذاہب کے ساتھ انبا فی فطرت کو مطابقت نہیں۔ بگولے ہوئے مذاہب کے ساتھ انبا فی فطرت کو مطابقت نہیں۔ جدید انبان جب اندونی تقاصفے سے مجبور ہوکر مذہب کے بارہ میں سوچیا ہے تو اسی بگولے ہوئے دنبارہ میں سوچیا ہے تو اسی بگولے ہوئے مذہب سے قریب ہوکر دوبارہ مزب ہوئے مذہب سے قریب ہوکر دوبارہ مزب

سے دور ہوجا تاہے۔

اسلام ایک مفوظ مذہب ہے۔ وہ ان خوا ہوں سے کیسر پاک ہے جو انسانی ملا وط کے نیتے میں دوسرے مذہبوں میں ہیں۔ انسان کی فطرت جس مذہب کو تلاش کرر ہی ہے وہ حقیقہ اسلام ہی ہے۔ مگر مسلانوں کا حال ہے ہے کہ وہ اسلام کو اپنے خود ساخۃ حجگوں کا عنوان بنائے ہوئے ہیں۔ انفوں نے اسلام کو دنیا کے ساخے بیش ہی نہیں کیا ، اوراگر بیش کیا تو گوئی نود ک ختہ صورت میں۔ یہی وجہ ہے کہ لوگوں کو اسلام اور دوسرے مذہبوں میں بناہر کوئی فرق نظر نہیں اسا۔ اسلام کو اگر اس کی اصل صورت میں آج کے انسان کے سامنے بیش کر دیا جائے تو وہ یقینا اس کو ابن طلب کا جواب پائے کا اور اسس کی طرف دوڈر پڑے گا۔ میلان سائنس کے میدان میں دوکر وں سے بچھڑ گیے ہیں مگر حقیدہ دفر پڑے کا۔ معاملہ میں وہ آج بھی دوکر وں سے آگے ہیں۔ وہ جدید دنیا کو وہ چیز دے لئے ہیں جس کی آج معاملہ میں وہ آج بھی دوکر وراست آگے ہیں۔ وہ جدید دنیا کو وہ چیز دے لئے ہیں جس کی آج اس سے زیا دہ مزورت ہے۔ یہی خدا کی طرف حدیا کی واس کے ایس سے زیا دہ مزورت ہے۔ یہی خدا کی طرف حدیا گا ہوا سے اور دوبارہ اپنے آپ کو اِس کا اوپر آدمی اپنے آپ کو اِس کا ایس کا میں کہ سے جہاں وہ اہل عالم کے لیے نفع بحن بن سکتے ہیں۔ اور دوبارہ اپنے آپ کو اِس کا اہل خاب کرسکتے ہیں کہ وت درت کا یہ قانون ان کے حق میں پورا ہو سے واماما مین خواس کا السناس فیمکٹ نی الادھیں۔

# جديدامكانات

سائنسی دریا فین اکثر اتف اتی حادیثہ کے ذریعہ حاصل ہوتی ہیں یسائنس کی تاریخ بت تی ہے کہ بعض او قات ا جائک ایک دھماکہ بیشنس آتا ہے۔ یہ دھاکہ بظام رایک ناخوسٹس گوار حادیثہ ہوتا ہے۔ کمراس ناخوسٹس گوار حادیثہ میں ایک خوسٹس گوار پہلونکل آتا ہے۔ کیوں کہ وہ قدرت کے ایک امکان کو بتاتا ہے۔ اس دھماکہ کے ذریعہ سائنس داں فطرت بیں جھیجی ہوئی ایک طافت کو دریا فت کرتا ہے اور اسس کو استعمال کر کے انانی متدن کو آگے ہے۔ ب

کہاجا تاہے کہ انفجاری مادہ (Explosive) کی ابت دائی دریافت اِسی طرح ایک مادہ نے ذریعہ ہوئی ۔ اِس اتفاقی مادہ بیں اگر جبہ کچہ جانی نقصان ہوا۔ گراسی مادہ کے ذریعہ اس ن نے اس عظمیم طاقت کو دریافت کیا جس نے سائنس کی دنیا ہیں ایک انقلاب ہر باکر دیا ۔ قرآن پر بابندی لگانے کی ناکام کوشنن

ایساہی ایک واقعہ می ۱۹۸۵ بیں ہندستان ہیں ہوا۔ سائنسی اعتبارے مہیں بلکہ مذہبی اعتبارے رہے واقعہ می ۱۹۸۵ ہوا بیں ہندستا جس کے ذریعے قرآن کی استاعت کو اس اعتبارے ۔ یہ واقعہ کلکتہ ہائی کو دیلے کا وہ مقدمہ ستا جس کے ذریعے قرآن کی استاعت کو اس ملک میں متابونی طور پر بند کرنے کی ناکام کوشش کی گئے۔ بظاہریہ ایک ناپ ندیدہ واقعہ سے ایک عظیم انتان سجلائی نکل آئی۔ اس نے واقعاتی طور پر بنایکہ موجودہ مگراس ناپندیدہ واقعہ سے ایک عظیم انتان سجلائی نکل آئی۔ اس نے واقعہ گویا اسس ناریخی حقیقت زمانہ میں کس طرح اسلامی دعوت کے نئے امکانات کھل کے ہیں ۔ یہ واقعہ گویا اسس ناریخی حقیقت کا عملی اعلان تھا کہ دنیا اب مذہبی پاسب ندی کے دورسے گزر کر مذہبی آزادی کے دور ہیں واضل ہوگئی ہے ۔

یہ ایک بے صداہم واقعہ ہے ۔ اسس کی غیر معمولی اہمیت اس وقت سمجہ بیں آتی ہے جب کہ جدید ہندیستان کے اس واقعہ کو قدیم عرب کے اسی قسم کے واقعہ سے ملاکر دیکھا جائے اور دو نول کا تقابلی مطالعہ کیا جائے ۔

### قديم مكه ادرجد بدسندستان

آپ جانے ہیں کہ قدیم مکہ میں مشرکین کا غلبہ تھت۔ رسول الشرصلی الشرعلی و سلم نے جب ان کے سامنے قرآن ہینی کیا تو وہ اس کے سخت نخالف ہوگے۔ انہوں نے چا ہا کہ آب قرآن کی تبلغ چیوٹر دیں یہ سیرت ابن ہشام ہیں اس زمانہ کا ایک واقعہ نقل کیا گیا ہے کہ حصرت عبدالشرین سوور نظر اسلام قبول کیا۔ ان کوشوق ہوا کہ وہ قرآن کا بین ام لوگوں تک پہونچا ئیں۔ وہ کعبہ گئے اول وہ اس مقام ابرا ہم سے مرکوشوں ہوا کہ وہ قرآن کا بین الما قدار سے پڑھنے کے ۔ یہ سن کر مکہ کے مشرکین دوڑے ۔ جب ان کو معلوم ہوا کہ پڑھنے والا قرآن کی آیتیں پڑھ رہا ہے قودہ سخت عصر ہوگئے۔ انہوں نے حصر سے عدالشرین مسود نئے جہرے پر مارتا سفروع کردیا (فجعلوا بعضر بون فی وجھ ہا جزراق ل صفح کہ ان کا چہرہ سوجا ہوا کہ تھا اور اس بیرمارے نشا نات دکھائی دے رہے ہے۔

اس طرح کے واقعات ت دیم مکہ میں روزانہ بیش آتے سے ۔ قرآن کی تعلیات ان کے مزاج کے سراسر خلا ف سختیں ۔ اس سے وہ اس کے سخت دشمن بن گیے ۔ بہاں تک کہ انہوں نے آپ کو مجبور کیا کہ آپ مکہ چھوڑ دیں اور مکہ سے باہر جیلے حب ئیں ۔

قدیم مکریں بیغمبرالسلام کے ساتھ جو کچہ بیش آیا اس کو اگر آج کل کی زبان میں کہاجائے تو وہ یہ ہوگاکہ « مکر کے مشرک سرداروں نے قرآن کی اسٹ عت پر پابندی لگادی " قدیم مکہ میں اگرکوئی اخبار ہوتا تو وہ اس واقعہ کی سُرخی انہیں الفاظ میں قائم کرتا ۔ پا سبندی لگانے کی یہ ایم پوری طرح عمل میں آئی ۔ وہ اس حد تک موثر ثابت ہوئی کہ بینمبرالسلام کو قرآن سمیت مکہ چپوڑدینا پوری طرح عمل میں آئی ۔ وہ اس حد تک موثر ثابت ہوئی کہ بینمبرالسلام کو قرآن سے خالی کر دیا گیا۔ پہلا ۔ اسس کے بعد آپ ایسے اس واقعہ کے چودہ سوسال بعد ۱۹۸۵ میں ہندشان میں ای کو دیا گیا۔ اب دوسری مثال یہے اس واقعہ کے چودہ سوسال بعد ۱۹۸۵ میں ہندشان میں ای نوعیت کا مگر اس سے بالکل مختلف واقعہ بیش آتا ہے۔ حیدر آبا دکے ایک شخص چاند مل چو پڑا ا

نے کلکۃ مائی کورٹیں قرآن کے خلاف ایک رٹ پٹیش داخل کیا۔ اسس میں مطالبہ کیا گیا ہے اکہ فرائر منوع مترار قرآن تشدد کی تعلیم دیتا ہے ، اسس لیے اس کی اشاعت اور تقییم کو قانونی طور پر ممنوع مترار دے دیا حبائے۔

کلکتہ ہائی کورٹ کی خاتون جج پدما خستگیرنے ۱۸ اپریل ۱۹۸۵ کو یہ پٹینن سماعت کے بیے منظور کرلیا۔ گراسس کے فوراً بعد اس کے خلاف آوازیں بلبت د ہونے لگیں ۔ حی کہ مغربی بنگال کی ریاستی حکومت اور ملک کی مرکزی حکومت، دولوں نے قرآن پر پاسب دی لگانے کی کوشش کے خلاف سخت نارا منگی کا اظہار کیا۔ مرکزی وزیر قانون مسرط انٹوک سین فوراً سفر کرے دہل سے کلکت مہونے ۔ اٹارٹی جنرل مشر پارسس رام اور مغربی بنگال کے اٹیدو کیسٹے جنرل مشر ایسس کے اچاریہ نے اسس کے خلاف عدالت میں زبر دست و کا است کی ۔

اس کا نیتج یہ ہواکہ جب ٹس پرما ختگیرنے خامونتی سے اسس کیب کو اپنے زیر ساعت کے مقدمات کی فہرست سے خارج کردیا ۔ اسس کے بعد کلکت ہائی کورٹ کے چیف جبٹس کی ہدایت کے مقدمات کی فہرست سے خارج کردیا ۔ اسس کے بعد کلکت ہائی کورٹ کے چیف جبٹس کی ہدایت کے تخت مسرحب ٹس بی سی باسک (B.C. Basak) سے اس مقدمہ کی سماعت کی ۔ انہوں نے تخت مسرحب ٹس بی سی باسک (B.C. Basak) سے اس مقدمہ کی سماعت کی ۔ انہوں نے سامتی کو آخری فیصلہ سامتی کو آخری فیصلہ دے دیا۔ اسس کے بعد ، اس کی کو آخری فیصلہ دیتے ہوئے بیٹین کو قطعی خارج کر دیا ۔ فاضل جج نے اپنے فیصلے میں لکھا ا

Courts cannot sit in judgment on holy books like the Koran

عدالتوں کا بیکام نہیں ہے کہ وہ قرآن جیسی مقدسس کتابوں کے بارے میں فیصلہ کرنے بیٹیس ۔ (ٹائنسس آف انڈیا، ننی وہلی، ۱۸می ۱۹۸۵) فاضل جے بے اپنے ۱۸ صفحات کے فیصلے میں مزید مکھا:

Banning of the Koran would amount of abolition of the Muslim religion itself, as it could not exist without the Koran. Such action is unthinkable. Further, it would take away the secularity of India and violate Article 25 of the constitution which guarantees all people freedom of conscience and right to profess, practise and to propagate religion.

The Times of India (New Delhi) May 18, 1985

قران پر با سبندی لگا ناخودمسلمایوں کے مذہب کوختم کرنے ہم معنی ہوگا ۔ کیوں کہ قرآن کے بی<sub>نر</sub> بہ ہا اسس کا وجود ممکن نہیں ۔ اسس طرح کی کارروائی نا قابل قیاس ہے ۔ مزیدیہ کہ یہ ہندستان کے سیکورزم کوختم کردیے گا اور دستور کی دفعہ ۲۵ کے نطاف ہوگا ۔ جو کہ تمام باشندوں کو صغیر کی آزادی کی ضمانت دیتی ہے اورعقب دہ اورعمل اور فدہبی تبلیغ کا آنادانہ حق تسلیم کرتی ہے ۔
زمانہ کا فرق

یہاں عور کرنے کی بات یہ ہے کہ قدیم کہ اور عبد یہ ہندستان میں یہ فرق کیوں ہے۔ کیا وجہ ہے کہ قدیم کہ کے لوگوں نے قرآن پر پابٹ دی لگانا جا با اور وہ اس میں بوری طرح کامیاب ہو گیے۔
اس کے برعکس جدید ہندستان میں کچہ افراد کی طرف سے قرآن پر پا بہت دی لگانے کی کوشش کی گئے۔
گرخود حکومت اور عدالت نے پابندی لگائے کے اسس منصوب کی شدید مخالفت کی اور آخر کا مہاں کو مکمل طور بررد کردیا گیا۔

اسس فرق کی وجہ زمانہ کا فرق ہے۔ تدیم زمانہ مذہبی نشدد کا زمانہ تفاء موجودہ زمانہ مذہبی اللہ اللہ اللہ اللہ مانہ کیا گیا۔ اللہ میں دوسرے مذہب کو برداشت منہیں کیا گیا۔ ادرموجودہ زمانہ بیں ہرمذہب کے فیے آزادی کاحق تسلیم کیا جارہا ہے۔

قدیم رواج کے مطابق یہ بالکل جائز فعل تھاکہ ایک شخص اگر قومی مذہب کے سواکوئی اور مذہب اختیار کرے تو اسس پرروک لگائی جائے ۔ اس پر شختیاں کی جائیں ۔ حتی کہ اسس کو ما ر طالا جائے ۔ مگر موجودہ زمانہ میں جو فکری اور علمی انقلاب ہواہ اسس نے انفرادی آزادی کو افزی صدتک مقدس قرار دے دیاہے ۔ اب ہر شخص سے بیے یہ حق بلا شرط تسلیم کیا جاتا ہے کہ وہ آزاد ہے کہ جو مذہب جا ہے اختیار کرے ، جس مذہب پر جاہے عمل کرے اور حس مذہب کو جاتا ہے کہ جاتے پڑامن طور بر اسس کی تبلیغ کرے ۔ یہ موجودہ زمانہ میں ہر آدمی کا ایک سلم حق ہے ۔

بہ ، بہت کے دور میں قرآن ہر پا بندی سکاوی گئی تھی۔ گرذہبی آزادی کے دور میں اس اس مذہبی تشدو کے دور میں قرآن ہر پا بندی سکاوی گئی تھی۔ گرذہبی آزادی کے دور میں اس پر پابندی سکانے کی کوشش کامیاب مذہبو سکی ۔ یہ واقعہ دو اوّں زمالوّں کے وزن کی ایک واضح مثال ہے ۔ اس سے معلوم موتاہے کہ آج دنیا کے حالات اس سے باسکل جمتھ میں جو ڈیر ہو ہزار سال پہلے قدیم مکہ میں پائے جاتے تھے ۔

کہ ہے۔ ایک ہے۔ دور جدید کی اکس تبدیلی کو <u>سمھنے کے لیے</u> یہاں ہم ایک اور وابعاً ہ حوالہ دیں گے۔اس اہم ہو واقعه كا تعلق البيين سيست - يه واقعه بهي اسي سال پيش آيا - يعني ٨٥ ١٩ ك آغاز ميں - يه واقعه عربي مجله " العربي " من تفصيل ك سائقة باتصوير انداز مين شائع كيا كياب .

## اسبين كى مىشال

" العربي "عربي زبان كا ايك مشهور ا دبي اور ثقافي مامنامه عد وه كويت كي وزارة الاعسلام كى طرف سے شايع ہوتا ہے - اسس كى اشاعت رمفنان ١٣٠٥ ﴿ بون ١٩٨٥) ميں ايك مضمون جيميا سے جس کاعنوان سے:

عبد الرحلن الداخل يعود الى الاندلس

رعبدالرجمٰن الداخل اسببین میں واپس آتا ہے) یہ ڈاکٹر عفیف بھنٹی کامصنمون ہے۔ وہ ایک مضوص تقریب میں شرکت کے لیے اسپین کیے ہے۔ واپس آگرانہوں نے یہ مفصل مصنہو ن سے یع کیاہے۔

عدالرحل الداخل أموى خاندان كاايك شاهزاده تقاء وه ساه در ١١٦٥ع) بين ببيداهوا اس کی عمر بیس سال کی سخی که عباسیوں نے دمشق کی انموی خلافت پر غلبہ صاصل کر لیا ۔ یہ واقعہ ، ۵ عو میں ہوا۔ اس کے بعدوہ بنوامیہ کے افراد کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر قت ل کرنے لگے۔ بوجو ان عبدالرحان نے مھاگ کر دریائے فزات کے کنارے ایک باغ میں بیناہ لی۔عباسیوں کے سیاسی وہاں بھی یہونج گیے۔ عبدالرطن فرات بین کودگیا اور تیر کر دریا کے دوسے ی طرف نکل گیا۔

اسس كے بعدوہ تجيس بدل كرسفركر تاريا - وہ دمنق سے فلسطين بہونجا - وہاں سے مصركيا پیمرتیون بهونیا جو افریقه کاایک ساحلی ملک ہے ۔ وہاں سے وہ ایک کشتی پر سوار ہو ااور سمندری سفر کرتے مردئے اسپین کے اس ساحلی مقام برائز اجس کو المونیکر (Almunecar) کہا جاتا ہے۔ دمشق سے البین تک پہنچے میں اس کو بالخ سال لگ گیے۔ وہ ۱۳۸ھ (۲۵۱ع) میں اسپین کی زبین میں

یهی عبدالرحمٰن الداخل اموی وہ شخص ہے جس نے ابین میں عرب سلطنت قائم کی اور پورپ یں تہذیب کے عہد کا آغاز کیا۔ اسپین کا مناتح طارق ابن زیاد ہے مگراسپین میں با قاعدہ مسلم یں ہمیں ، سلطنت قائم کرنے والا عبدالرحمٰن الداخل ہی تنفا ۔ ۱۳۲۲ اپین مین سلمانوں نے مرسوسال تک حکومت کی بھران کے ہاہمی اختلافات سے فائدہ اتھاکر عیسائیوں سے ایک ایک مسلمان کو یا نوقتل کردیا یا عیسائیوں سے ایک ایک مسلمان کو یا نوقتل کردیا یا ابین سے ہمسلم نشان کو بالکل مثا دیا گئیسا۔

۱۹۸۵ میں عبدالرجن الداخل کی و فات کو بارہ سوب ال پورے ہیں - اس مناسبت سے اس سال المونیکر (اسبین) میں اس عرب حکمرال کی ۱۲۰۰ سوسالہ برسی منانی گئی - بیہ مقام سمندر کے کنارے عزناطہ سے قریب ہے - عزناطہ اسبین کی آخری مسلم سلطنت کی راحب مطانی تھا - اس کی صدارت تاریخی تقریب میں اببین کے متاز افراداور عرب کے علمارا ورسفرار سنسر بک ہوئے - اس کی صدارت تاریخی تقریب میں اببین کی مکم مار اور المی الداخل سے اببین میں ۱۳۲ سال تک حکومت کی - اور مجراسی ملک میں اسس کی مانتقال ہوا -

یں ہو ہوں کا روائی ہے کہ اس تقریب ہے موقع پر جو مختلف کارر وائیاں ہوئیں ان میں سے ایک کارر وائی یہ تھی کہ عدالرجن الداخل کا ایک بہت بڑا اسٹیجو نئیارکیا گیا اور اس کو المونیکر میں سمندر سے کنارے ایک بڑو فضا مقام پرلگایا گیا ۔ اس اسٹیجو کا فوٹو ہا ہنامہ العربی (جون ۱۹۸۵) میں شائع ہوا ہے ۔ اسٹیجو بین عبدالرجن الداخل اپنے داہنے ہاتھ بین کلوار لیے ہوئے کھڑا ہے اور پڑا عتماد چہرے کے ساتھ ابین کی سرزمین کی طرف دیکھ رہا ہے ۔ اسٹیجو کے نیچے العسر بی نے یہ الفاظ لکھے ہیں :
ابین کی سرزمین کی طرف دیکھ رہا ہے ۔ اسٹیجو کے نیچے العسر بی نے یہ الفاظ لکھے ہیں :

یعنی المونیکر میں عبدالرحمان الداخل کے اللیجو کی تصویر بیجھے کی طرف سے -

ابین بین مسلمان کی حکومت آخری طور پر ۱۹۷۱ء (۱۹۸۵ مین ختم ہوئی-انس کے بعد وہاں کی عیسان میں ختم ہوئی۔انس کے بعد وہاں کی عیسانی حکومت نے مسلمان یا تو اسپین سے بھاگ وہاں کی عیسانی حکومت نے مسلمان یا تو اسپین سے بھاگ گئے یاا نہیں قتل کر دیا گیا۔ . . . مسوسالہ حکومت کے بعد اسپین سے ایک ایک مسلمان کا خاتمہ کر دیا گیا۔ اس کے بعد سے ابین سب سے بڑامسلم دشمن ملک بنا ہوا تھا۔

اب اسی ملک ہیں ۱۹۸۵ ہیں یہ واقعہ ہوتا ہے کہ وہاں قدیم مسلم فاتح کی یا دمنائی جاتی ہے۔
اور اسس کی متنقل یا دگاریں قائم کی جاتی ہیں ۔ ایسا ہونا ایک بے صدعیر معمولی بات ہے ۔ یہاں گویا
اور اسس کی متنقل یا دگاریں قائم کی جاتی ہیں ۔ ایسا ہونا ایک بے صدعیر معمولی بات ہے ۔ یہاں گویا
ایک ختم شدہ تاریخ بجبرسے ابینے آپ کو دہرار ہی ہے ۔ تاریخ کے مطے ہوئے صفحات دوبارہ انہیں
سرم

# لوگوں کے ماعقوں سے لکھے جارہے ہیں جہوں نے اسس سے پہلے ان کو مٹادیا تھتا۔ علمى ادرتاريخي نقطهُ ننظر

ایساکیوں کرمکن ہوا۔ اسس کی وجہ جدید انقلاب ہے۔ جدید ذہنی انقلاب نے فدیم طرزے تعسب کا خاممہ کردیا ہے ۔جدید ذہن کے تحت وہ ماضی دوبارہ دلیسی کا موصوع بن گیا ہے جواس سے پہلے مرف نفرت اور فراموسٹی کاموضوع بناہوا تھا۔ منعصبانہ طرنہ فکرنے جس چیز کور دکر دیا تھا تاریخی طرز کرے اسس کو قبول کرایا ۔ العربی کے مصنون میگارنے اکھاہے :

ونظوا كاهمية عبد الرحمان وعهد اسبين كتمدن كى تاريخ بي عبدالرحمل اورعهد الخلافة في تاريخ حضارة الاندلس فلافت كى الميت كو ديكية بوك ولا ك رای المسٹولون فی الاکندلس السیسوم انه موجودہ ذمہ داروں نے محوس کیا کہ یہ ایک ہم من الاهمية توضيح اعمال و مزورت بكر بنواميك اس بهادر اور عظيم وشخصية هذ الحاكم الامسوى محمران كي شخصيت اور أكس كے كارنا موں كو الشجاع والعظيم (صفح ١٦٦) ممايال كياجائه

موجودہ زمانہ میں تحقیلیت کا غلبہ ہے۔ آج کا النب ن ہرمعاملہ میں عفت کی نقطہ نظر (Rational approach) کو پسندکرتا ہے ۔ اکس نقطہ نظرنے جدید انسان کے نتسام معاملات برگرانر ڈالاہے - اسی میں سے وہ تبدیلی بھی ہے جس کی ایک مشال سندستان اور اسپین کے اُن وا قعات میں نظر آئی ہے جن کو ابھی ہم نے بسیبان کیا۔

جديدانسان يرجب عقلي نقطه نظركا غليه مواتواس كويه بات بالكل بيمعني معسلوم بهويئ كه اسبین کی مسلم حکومت کے اسمطے سوس ال جو ایک تاریخی حقیقت ہیں ان کو نظر انداز کیا جائے۔ مزید یه که به آنط سوساله دور محض حکمرانی کا دور به تقابلکه وه ایک شاندار تهذیب کا دور تقایه حتی که اسس دود میں پیدا ہوئے والی تہذیب ہی بالآخریورپ کی حب دید تہذیب کی بنیا د بنی۔ اسپین کی جدید نسل پرجب عقلی طرز فکر کا غلبہ ہوا نوانہوں نے محسوس کیا کہ مسلم تاریخ کو نظرانداز کرے وہ خود اپنی تاریخ کے ایک اسم باب کو نظرانداز کر رہے ہیں۔ عِبْرعقلی نقطہ نظریے جس واقعہ کو نفرت کے خانہ میں ڈال رکھاتھا۔عقلی نقطہ نظے رہے اس داقعہ کو دلجیبی کے خانہ میں ڈال دیا۔ يهلي جوچيز صرف عير كى نظر آتى محتى وه اب خود اين چيز نظب رآن لگى -

یہ معاملہ ہندستان کا بھی ہے۔ ہندستان میں بعض انتہا پ ندلوگ ایسے موجود ہیں جو ابیع متعصبان ذہن کی وجہ سے قرآن پر پاہندی لگا دینا چاہتے ہیں۔ مگریہاں کا جو تقلیم یافتہ طبقہ ہے ، جو ملک کو ترنی کی طرف نے جانا چاہتا ہے ، وہ جانتا ہے کہ قرآن پر پابندی لگانا ماری دنیا میں اپنے کو فکری ایجوت بنالینے کے ہم معلیٰ ہوگا۔ کیوں کہ آج کا تعقل بیندانسان مزادی خیال کو سب سے بڑی حیب زسمجتا ہے ۔عقیدہ اور مذہب کی آزادی آج کی دنیا کا ایک نظیم نندہ اصول ہے ۔ عالمی فکر کا یہی دباوئے جس کی وجہ سے ہندے تان کی عدالت اور مکومت میں بیابندی لگانے کی تحریک کوخود ہی کیل دیا ۔

آج کی صنرورت نب

اس قیم کے وا تعات ہو آج کی دنیا میں پیش آرہے ہیں وہ بتاتے ہیں کہ آج ہمارے یہے اسلامی دعوت کے نیے امکانات کھل کیے ہیں۔ آج اسس کا امکان پیدا ہوگیا ہے کہ کسی ردک ولاک کے بنیر کھلی نصنا میں خدا کا ببعث ہم خدا کے بندوں تک بہونجا یا جاسکے ۔ دور فدیم کے داعیوں فرک کے بنیر کھلی نصنا میں خدا کا ببعث ہم خدا کے بندوں تک بہونجا یا جاسکے ۔ دور فدیم کے داعیوں نے جو کام ندہبی پاست دی کے ماحول میں انجام دیا بخا وہ کام آج مذہبی آزادی کے ماحول میں انجام دیا بخا وہ کام کو انہوں نے دیا جا سکتا ہے ۔ جس دعوتی کام کو انہوں نے متعصبان درکا ولوں کے درمیان انجام دیا بھا اس کو آج دواداری ادر عیز جانب داری کی فضا میں انجام دیا جا سکتا ہے ۔ جس کام کو انہوں نے مسط دھر می کے حالات میں انجام دیا تھا اس کو آج معقولیت بین انجام دیا تھا۔

حقیقت یہ ہے کہ موجودہ زمانے کے فکری انفت لاب نے اسلامی دعوت کے بیے بالکل نے دروازے کھول دیئے ہیں ۔ اب دعوت کے لیے ایسے موافق امکانات بیدا ہوگیے ہیں جو اسس سے بہلے کہی دنیا ہیں موجود نہ سے ۔ مزورت صرف یہ ہے کہ ہم ان امکانات کو جانیں اور انہیں ہوش مندی کے ساتھ اسلامی دعوت کے لیے استعمال کریں ۔

موجودہ زمانے میں کسی نگر کی نبلیغ واست اعت کے بیے جونے مواقع کھیے ہیں ان پرسب سے زیادہ حق خدا کردین کا ہے اور ان کوسب سے زیادہ خدا کے دین کے بیے استعمال کیا جاتا جا ہے ۔ مہمم

### مسلما بؤں کی ذمہ داری

مسلمان خم بنوت کے بعد معتام بنوت پر ہیں۔ ان کی یہ لازمی ذمیہ داری ہے کہ وہ اسلام کے بیغام رحمت کو دنیا کی متام قوموں تک پہنچائیں۔ ایک طرف بیحقیقت ہے۔ دوسری طرف مسلمانوں کے حالات اور دنیا کے حالات کو دیکھے تو ایسا معدم ہوتا ہے کہ فدانے دوسرے متام وازے عملاً مسلمانوں کے لیے بسند کرکے صرف ایک دروازہ ان کے لیے کھلار کھا ہے۔ اور وازہ الی اللّٰرکا داستہ ہے۔

سلمان پھیے سوب ال سے سادی د نیا ہیں جدوجہد کر رہے ہیں۔ مگران کی جدوجہد صرف المحاصل انحب م پرختم ہورہی ہے۔ بعض ملکوں میں وہ قومی جدوجہد کر رہے ہیں جس کا خلاصہ یہ ہے کہ انھیں داخلوں اور ملازمتوں اور ممبر بیوں ہیں رزر ولیٹن دیا جائے۔ مگراس جدوجہد سے اب نک بے فائدہ احتجب ج سے سوا اور کچھان کے حصہ میں نہیں آباہے۔ بعض ملکوں میں وہ سیاسی جدوجہد کررہے ہیں۔ بعنی السلام کو سیاسی نظام کی جیٹیت سے من ایم کرنا۔ مگر ہیاں سیاسی جدوجہد کررہے ہیں۔ بعنی السلام کو سیاسی نظام کی جیٹیت سے من ایم کرنا۔ مگر ہیاں بھی پڑر شور کو سنستوں کے باوجود بے فائدہ اکھیڑ بچھاڑ کے سوا اور کچھ انہیں حاصل نہ ہوسکا۔ بعض ملکوں میں وہ صنعت اور ملک ناوجی کی راہ سے آگے بڑھنا چلہ ہے ہیں۔ مگر بہاں بھی ایک حقیقت ان کی راہ میں حائل ہے۔ مسلمانوں کا حسال یہ ہے کہ وہ ابھی تک انڈسٹر میل ایج میں داخل نہیں ہوئے اور د نیب آگے بڑھ کر شپر انڈسٹر میل ایج میں داخل ہو چکی ہے۔ اس کی داخل نہیں ہوئے اور د نیب آگے بڑھ کر شپر انڈسٹر میل ایج میں داخل ہو چکی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس میدان میں ان کے لیے اس سے سوا کچھ اور مقدر مہیں کہ دہ ہمیں خوصے میں ۔

یہ ایک حفیقت ہے کہ زندگی کاراز اسدام ہیں ہے نکہ نقلیداور احتباج جیبی کارروائیوں ہیں ۔ احداللہ تعالیٰ نے موجودہ ندس نہیں مہیں کو اسس حال ہیں کر دیا ہے کہ وہ دعوت کے سواکسی اور راہ ہیں حقیقی اقدام کی پوزلین ہیں نہیں ہیں۔ گویا مسلمان آج کا فرزلوانی ناحب رسامان شو کی منزل ہیں ہیں۔ وہ باتو دعوت کی راہ میں آگے بڑھنے کے یے اعظیں گے یا بے حقیقت موکر رہ جائیں گے مزید یہ کہ موجودہ زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے ایک پورادور بیداکیا ہے جس نے دیوت کے بینا ہ امکانات کھول دیئے ہیں۔ صرورت صرف یہ ہے کہ ان کوسم کر انھیں استعال کیا جائے۔

## حصت دوم

قرآن میں ارت و ہواہے کہ مشکل کے ساتھ آسانی ہے ، یقیناً مشکل کے ساتھ آسانی ہے ر رفان مع العسر بیب را' ان مع العسر لیب لیان شراح )

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دنیا کو بنانے والے نے اس کو اکس طرح بنایا ہے کہ یہاں کوئ مشکل صرف مشکل مہیں ہوتی ۔ ہرمشکل میں ایک آسانی موجود ہوتی ہے ۔ ہر ڈوس ایڈ وانیج میں ایک ایک وانیج کا پہلو چھپا ہوا ہوتا ہے ۔ جس طرح کا نیٹے کے ساتھ بجول ہوتا ہے ، اسی طرح مرنا کا می اپنے ساتھ کامیابی کا ایک نیا امکان لیے ہوئے ہوتی ہے ۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ حالات نواہ کتنے ہی زیادہ سخت ہوجائیں اس دنیا میں آدمی کے لیے مایوسی کا کوئی سوال نہیں۔ وہ از سے نواہ کرے دوبارہ اپنے حالات کو بہتر بنا سکتا ہے ۔

حقیقت یہ ہے کہ یہ دسنیاعقل کا امتحان ہے۔ اس دنیا بین کامیا بی کے بیے سب سے زیادہ اہم سنسرط بالغ نظری ہے۔ یہاں وہ شخص یا گروہ کا مسیاب ہوتا ہے جو ظام ری مشکل کے اندر چیبی ہوئی آسانی کو دیکھ لے۔ جو ناموافق حالات (Disadvantage) میں موافق بہا و (Advantage) کو دریا فت کرنے ۔

اسی بے مدیث میں آیا ہے کہ مومن کی ہوشیاری سے بچو ، کیوں کہ وہ خدا کے اور سے دیکھتا ہے ۔ راتفوا فراست المہومین فانه ینظر بنورالله ) خداک نگاہ دور رکس نگاہ ہے۔ وہ واقعہ کے متسام پہلوؤں کو دیکھ لیتی ہے اور جو واقعہ کے متمام بہلوؤں کو دیکھ لیتی ہے اور جو واقعہ کے متمام بہلوؤں کو دیکھ لیتی ہے اور جو واقعہ کے متمام بہلوؤں کو دیکھ لیتی ہے اور جو واقعہ کے متمام بہلوؤں کو دیکھ کے اسس کی طاقت کا کوئی ٹھکا نامنیں ۔

اصل یہ ہے کہ ایک ان ان نگاہ ہوتی ہے اور ایک ربانی نگاہ نہ ان انگاہ محدود ہوتی ہے اور ربانی نگاہ کا محدود ۔ عام ان خدا کے فیفن سے محروم ہوتا ہے اس لیے وہ کسی جیسے زکو صرف انسانی نگاہ سے دیکھ پاتا ہے ۔ ایسا آدمی کسی واقعہ کے صرف سطی پہلو کو دیکھتا ہے ۔ اگروہ بنط ہرا پنے کو مشکل حالات بیں پائے توشکا بیت کا دفت سرے کر بیٹے جاگر وہ بایوسی کا شکار ہوکر رہ حبائے گا۔ مگرمومن خدا کے فیص کو بائے ہوئے ہوتا مہر

ہے اس بیے اسس کور تانی نگاہ حاصل ہوجاتی ہے۔ وہ حقیقتوں کو بہت دورتک دیکھتاہے۔ وہ کسی چیزے سطی بہلومیں نہیں اٹکتا بلکہ وہ اسس کو اس کی گہر انی تک جان لیتا ہے۔

قرآن کی آیت (ان مع العسس بیسل) کی روشنی میں یہ کہنا صبح ہوگا کہ مومن عشریں یہ گہنا صبح ہوگا کہ مومن عشریں یہ گر یسرکو دیکھ لیتاہے۔ وہ مشکل میں آسسانی کاراز بالیتاہے۔ یہی وجہہے کہ شکایت اور احتباج مومن کاطریقہ نہیں ۔ مومن کاطریقہ بہہے کہ وہ تاریکی میں روشنی کاراز دریا فت کرے اور اعتماد کے سابھ اپنی منزل کی طرف چل براے ۔

موجوده زمانه مین سلان کا اصل مسئله بیه به که انفون نگاه رتبانی کو کهودیا به وه چیبزون کو نگاه ربانی کو کهودیا به وه چیبزون کو نگاه ربانی سے دیکھنا جانتے ہیں ، وه چیزون کو نگاه ربانی سے دیکھنا منہیں جانتے ۔ یہی وجہ که وه اپنے معاملات میں هرون عشر کے پہلو کو دیکھتے ہیں ، وه اپنے معاملات میں شرکے بہلو کو دیکھتے ہیں ، وه اپنے معاملات میں شیر کے بیہ لوکومہیں دیکھ باتے ۔ موجوده زمانہ کے مسلمان کا شکا بت اور احتجاج میں مبتلا ہونا صرف یہ ثابت کرتا ہے کہ وہ اس چیز سے محروم ہیں جس کوحد بیٹ میں فرانست مومن کہا گیا ہے ۔

قرآن کے خلاف کلکتہ ہائی کورٹ میں ہومقدمہ دائر کیا گیا تھا اس کے بارے میں ہمارے تمام لکھنے والوں نے نکھا اور ہمارے تمام ہولنے والوں نے اس پر کلام کیا۔ مگر ہرایک کوھرف اس کا تاریک پہلو نظر آیا۔ ہرایک اس کوظم اور تعصب کا واقعہ قرار دے کر اسس کے خلاف ہی کارکر تاریا۔ مبھے کوئی متابل ذکر مسلمان مہنیں معلوم جس نے اس واقعہ میں اس کے روشن بہلوکو دکھا ہو۔ جس نے یہ دریا فت کیا ہوکہ ہائی کورٹ نے اس مقدمہ کو حت ارج کرکے اس حقیقت کا قانونی اعلان کیا ہے کہ اس ملک میں ہر شخص کو مذہبی آزادی ما صل ہے۔ لوگوں کو اس واقعہ میں صرف مذہبی آزادی کے بہلوکو نہ دبکھ سکے۔ اس واقعہ میں صرف مذہبی نعصب نظر آیا۔ وہ اسس میں مذہبی آزادی کے بہلوکو نہ دبکھ سکے۔ اس واقعہ میں صرف مذہبی نعصب نظر آیا۔ وہ اسس میں مذہبی آزادی کے بہلوکو نہ دبکھ سکے۔ ابیون میں مسلمان دوبارہ آبا دہورہ ہیں۔ و ہاں سلمان عبدالرحمٰن الداخل کو دوبارہ مقام دیا گیا ہے۔ میں سے کیا۔ آپ تعجب کریں گے کہ ان کا جو اب یہ مقا کہ یہ عیسائیوں کی کوئی نئی سازش معلوم ہوتی سے کیا۔ آپ تعجب کریں گے کہ ان کا جو اب یہ مقا کہ یہ عیسائیوں کی کوئی نئی سازش معلوم ہوتی ہے۔ کہیں عبیس بات ہے کہ ایک واقعہ میں کھیل ہوا روشن بہلو ہے گروہ لوگوں کو نظر نہیں آتا۔

البنة اسس ميں موہوم سازست كاامكان الخيس بخوبى وكھا ئى وسے رہاہے ۔

یہ صورت حال بتاتی ہے کہ موجودہ زمسانہ کے مسلمان ایک قسم کے ذہنی فناقت ایک موجودہ زمسانہ کے مسلمان ایک قسم کے ذہنی فناقت (Intellectual starvation) سے دوچار ہیں۔ وہ نہایت سندیدقسم کے فکری افلاس میں مبتلاہیں ۔ انھوں نے یہ صلاحیت کھودی ہے کہ وہ واقعات کا گہرا تجزیہ کرسکیں ۔ وہ چیزوں کو اس کے ظاہری اور باطنی دو نوں بہلوؤں سے جانچ کران کے بارے ہیں صبح فیصلہ کرسکیں ۔ وہ حالات کے نام ہری طوفان کے ساتھ اس کے تہم ہیں پائی جانے والی پڑسکون لہروں کو بھی دیکھ لیں اور گہری معرفت کے ساتھ اس کے تہم ہیں بائی جانے دائی پڑسکون لہروں کو بھی دیکھ لیں اور گہری معرفت کے ساتھ ا بہتے سفری سمت متعین کریں ۔

موجودہ زمانہ بین سلمانوں کے مکھنے اور بولنے والے جو کچھ لکھ رہے ہیں اور بول رہے ہیں وہ مشترک طور برصر ف ایک ہے۔ دوسروں کے خلاف چیخ بکار۔ مسلمانوں کے کسی بھی بیبان کو دیکھنے ،کسی بھی ملک میں جاکران سے ملاقات کیجئے۔ ان کی کسی بھی کا نفرنسس میں نٹرکت کیجئے۔ ہرجگہ ایک ہی ذہن کام کرتا ہو انظر آئے گا۔ آج دنیا بھرکے مسلمانوں کے ذہن پر یہ جھپ یا ہوا ہے کہ کچھ اسلام دشمن تو میں ہیں جو ان کوستار ہی ہیں۔ غیر قوموں کا ظلم ، ان کا تعصب اور ان کی سازکش یہی وہ چیزیں ہیں جن کو آج کے مسلمان جانے ہیں۔ ان کے سواکسی اور حیسین کی انفیس خب رہیں ہیں جن کو آج کے مسلمان جانے ہیں۔ ان کے سواکسی اور حیسینزی انفیس خب رہیں ہیں۔

۵۰سال پہلے امیر شکیب ارسلان نے ایک کتاب کھی جس کا نام کھا لہا ڈا تا گھر المہ سلمون وقف دم خیر ہے م رسلمان کیوں پیھے ہوگے اور دوسرے ہوگ کیوں آگ ہوگے ) گراسس لمبی مدت ہیں مسلما نول کے قائدین اسس سوال کا کوئی جواب اس کے سوادریا فت نہر کرنے کہ وہ دوسروں کو اپنی بربادی کا ذمہ دار فرار دسے کر ان کے حسلاف شکایت اوراحتجاج کرتے دہیں۔ مسلمان موجودہ زمانہ ہیں صرفت عشر کو دیکھنے کے ما ہر بنے ہوئے ہیں وہ یشرکود کیھنے کے ما ہر بنے ہوئے ہیں وہ یشرکود کیھنے کے ما ہر بنے ہوئے ہیں وہ یشرکود کیھنے کے ما ہر بن سکے ۔

مگرحقیقت پہے کہ مسلمانوں کی بربادی کا اصل سبب نف الموں کا ظلم نہیں بلکہ خود مسلمانوں کا است محروم کا این افلات سے ۔ مسلمان اینے غلط ذہن کی وجہ سے اس قیمتی فکری غذا سے محروم ہورہ ہے ابن جوان کے چاروں طرف خدائے ان کے لیے مہیا کر دکھی ہے ۔ وہ اعلیٰ ترین مواقع کے مہروہ ہوں جوان کے جاروں طرف خدائے ان کے لیے مہیا کر دکھی ہے ۔ وہ اعلیٰ ترین مواقع کے مہروہ ہوں جوان کے جاروں طرف خدائے ان کے لیے مہیا کر دکھی ہے ۔ وہ اعلیٰ ترین مواقع کے مہروہ ہوں جوان کے بیادوں طرف خدائے ان کے ایک مہروں موروں میں مواقع کے مہروں موروں مور

کنارے کھوٹے ہوکر یہ محبوسس کررہے ہیں کہ ان کے لیے آگے بڑھنے کا کوئی موقع نہیں۔ وہ حالات کو دہکھے رہے ہیں مگر وہ امکانات کو نہیں دیکھتے۔ ان کی نگاہ "کیاہے " بیر اٹلی ہوئی ہے۔ "کیا ہوسکتا ہے " تک ان کی نگاہ ابھی نہیں بہونچی ۔

قرآن مجیدیں حفزت موسی اور فرعون کے قصہ میں سبت یا گیا ہے کہ ایک بڑے میدان میں فرعون نے مصر کے حب دوگروں کو جمع کیا ۔ ان جادوگروں نے اپنی رسیاں اور ککڑیاں مسیدان میں ڈالیس ۔ جادو کے زور سے یہ رسیاں اور ککڑیاں سانپ کی طرح میدان میں دوڑ نے لگیں ۔ یہ دیکھ کر حضزت موسلی کے دل میں ڈر بیدا ہوا ۔ بشری تقاضے کے تحت انہیں یہ محسوس ہواکہ سانبوں کی کاسس فوج کا مقابلہ وہ کس طرح کریں گے ۔ اللہ تعالی نے فر بایا کہ اے موسلی ڈرومت، ننہیں غالب رہوگے ۔ تنہارے ہاتھ میں بوعصاہے اسس کو ڈال دو ۔ یہ عصاان کے تنہ م سانبوں کو فال دو ۔ یہ عصاان کے تنہ م سانبوں کو لیک جات حضرت ہوسلی نے اپنا عصاد مین پر بھینکا ۔ اچا تک یہ عصا مت م سانبوں سے بڑا سانب بن گیا ۔ جب وہ میدان میں چلا تو جب دو گروں کے تمام سانب اس طرح ختم ہو گئے جینے کہ ان کا کوئی دجو دہی رہ سے میں چلا تو جب دوگروں کے تمام سانب اس طرح ختم ہو گئے جینے کہ ان کا کوئی دجو دہی رہ سانہ میں چلا تو جب دوگروں کے تمام سانب اس طرح ختم ہو گئے جینے کہ ان کا کوئی دجو دہی رہ سانہ دلالے ۔ ا

مسلمانون کا حال موجودہ زمانہ میں بلاتنبیہ ایساہی ہورہاہے۔ ان کی سنال ایسی ہورہاہے ۔ ان کی سنال ایسی ہونے کوئی شخف عصائے موسلی اپنے بغل میں لیے ہوئے ہو اور پیر بھی ساپنوں سے ڈرتا ہو۔ جیسے کسی کو اللہ نے معجز انی طاقت دے رکھی ہو مگروہ جبا دوگروں کے جادو اور نظر سنبروں کی نظر نبدی کو دیکھ کرکا نب رہا ہو۔ جیسے خدا کا مت اون پوری طرح کسی کا سامت دینے کے بیے موجو د ہو مگر وہ النا انوں کے جھوٹے فریب کو دیکھ کر اپنے ہوش وجو اسس کھو بیچھے۔

#### وسيع تبديليان

صلیبی جنگوں (Crusades) کے بعد یورپ کے عیسائی علمار اسلام کی تعلیمات اور اسس کی تاریخ کو بگاڑ کر بیش کرتے ہے ۔ مگر سائنس کے زورسے انیسویں صدی میں ایک نیا دور تخروع ہوا ۔ سائنس میں جن چیزوں کا مطالعہ کیا جا تا ہے ان میں قطعیت (Exactness) کی بے حدا ہمیت ہوتی ہوتی ہے ۔ اس طرح سائنس کے انٹرسے جدید قوموں میں قطعی طرزِ سنگ

(Exact thinking) کوتر قی ہوئی اور حقیقت بیاندی کا نداز ببیا ہوا -

اس حقیقت پندا نہ طرز فکر کا اثر مت م شعبوں پر بڑا۔ اور اسی طرح اسلام کے مطابعہ پر بھی ۔ چنا نچہ اب یہ ذہن بیدا ہوا کہ اسلام کی تعلیمات اور اسس کی تاریخ کو ویسا ہی بیاجائے میسا کہ وہ ہیں ۔ اس کے بعد استنشراق (Orientalism) کا ایک نیا دورت روع ہواجس ہیں اسسلام کوزیا دہ حقیقی انداز میں بین کیا حب لیے لگا۔

روس اورجین میں کمیونٹ انقلاب کے بعد استرائی دور میں مذہب کے خلاف سخت
ردعمل ہیں۔ اہواتھا مگراب وہاں بھی عالمی دباؤے سخت اعترال ہیں۔ اہور ہہے اور خرہب
کو دوبارہ آزادی وی حبار ہی ہے۔ قدیم زمان میں ایک ندمہب کے لوگ دوسرے
مذہب کے خلاف حرف مناظرہ بازی کرنا جانتے تھے۔ آج عالمی سطح پربے شمار شترک اجتماعات
ہورہ ہیں جن میں مر مذہب کے لوگ اپنی تعلیمات کو بیت کرتے ہیں اور دوسرے مذہب
کوگ اس کو سنجی میں مر مزہب کے لوگ اپنی تعلیمات کو بیت کی اجتماعات میں سٹر کت کا اتفاق
ہوا ہے۔ دنیا کی تمام یونیور سٹیوں میں عربی زبان اور اسلامیات کے شعبے بہت بڑے ہیمائے پر کھولے
سیے ہیں جن میں خالص علمی اور تاریخی انداز میں اسلام کا مطالعہ کیا جا تاہے ۔ مغربی دنیا کے
عیر سلم علمار بڑی تعداد میں عربی زبان بڑھ رہے ہیں۔ وہ مغربی زبانوں میں مت مرآن وحد بیت کے
عیر سلم علمار بڑی تعداد میں عربی زبان بڑھ رہے ہیں۔ وہ مغربی زبانوں میں مت مرآن وحد بیت کے
ترب کے مرہ ہیں۔ وہ ت رہم عربی کا بول کو ایڈٹ کرکے بنیا بیت استمام کے سامتہ شائع کرتے
ہیں۔ وہ اسلام کے بارے ہیں تاریخی اور تحقیقی کت بیں کھ درہے ہیں۔ وغیزہ

موجودہ زمانہ میں جس طرح سواری ، خبررسانی اور صنعت وزراعت میں زبر دست تبدیلی ہوئی ہے ۔ اسی طبرح افکار وخیالات کے اعتبار سے بھی آج کی دنیا میں زبردست تبدیلی ہوئی ہے۔ تبدیلی ہوئی ہے۔

یہ تبدیلی مین اسلامی دعوت کے حق میں ہے ۔ اسس تبدیلی نے اس بات کومکن بنا دیا ہے کہ جوکام پہلے سخت رکا دیوں کے درمیان انجام دینا بڑتا تقانس کو اب سہولتوں اور آسانیوں کے درمیان انجام دیا جائے ۔ جوکام پہلے بے اعست رانی کے ماحول میں کیا جاتا نفا وہ اب اعتراف کے ماحول میں کیا جائے ۔ جوکام پہلے ہے دھرمی کی فضا میں کرنا بڑتا سے اللہ اسٹ دھرمی کی فضا میں کرنا بڑتا سے الاس

اسس کو اب معقولیت کی ففنا بیں کیا جاسکے۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ موجودہ زمانہ میں اسلامی دعوت کے زبر دست نے امکانات کھل گیے ہیں - اللّٰرتعالیٰ ہے اسپے خصوصی ففنل سے موجودہ زمانہ میں ایسے حسالات ببیدا کر دیئے ہیں کہ کسی رکا وٹ کے ببنسی اسلامی دعوت کا کام سنے روع کیا جاسکے ۔ اور ہرفتم کے حب دیدوسائل کو استعال کرتے ہوئے اس کو آ حنسری حد تک بہونیا یا جائے ۔

آج سادی دنیا کے مسلان کوعیرافزام سے ظلم اور تغصب کی شکایت ہے۔ اسس شکایت ذہن کا یہ نتیجہ ہے کہ اکھیں جدید دنیا کے وہ دوسرے پہلونظر نہیں آتے ہو عین اکھیں حالات ہیں اسی دینیا کے اندرموجود ہیں اور جو ہمار سے لیے زبر دست امید کی حیثیت رکھتے ہیں ۔

انعنیں مظاهب میں سے ایک بہت نمایاں مظہریہ ہے کہ آج بھی ہردوز ہزاروں کی تعدادیں دوسری قوموں کے لوگ اسلام قبول کررہے ہیں۔ افریقہ سے صرف ایک ملک دوانڈامیں باخ سال کے اندر ۲۵ ہزار آدمیوں نے اسلام قبول کیا ہے۔ فرانس ہیں کیفٹولک عیسائیوں کے بعد اسلام دوسراسب سے بڑا ندہب بن جکاہے۔ برطا نیہ ، امر کیا ، حب با یا میں ہر جگہ دوزانہ کترت سے لوگوں کے اسلام قبول کرنے کی خریں آدہی ہیں۔ دنیا کے تمام بیل ہر جگہ دوزانہ کترت سے لوگوں کے اسلام قبول کرتے ہیں۔ دوم جو کسی وقت اسلام وشمی کی میں اس میں میں اسلام وشمی کا سب سے بڑامر کو بھا ، وہاں مین شہر کے اندر بہت برطی مسجداور اسلام سنظر نتمیر کے کاسب سے بڑامر کو بھا ، وہاں مین شہر کے اندر بہت برطی مسجداور اسلام سنظر نتمیر کے گئے ہیں۔ ابیین کے نومسلم ڈاکٹر عمر ون وقت بدالٹر نے ۱۸۹۲ میں جو کا فریقنہ اداکیا ، اسس موقع پر انہوں نے ایک انٹرویو دیقین انٹرنیشنل کراچی ، ۲۲ می ۱۹۸۵) میں بتا یا کہ جب درل فرائکو دے ۱۹۷۵ کے بعد ابیین کے معالات بہت بدل کیے ہیں۔ اب عزنا طبیں بہت فرائکو دے ۱۹۷۵ کے بعد ابیین کے معالات بہت بدل کیے ہیں۔ اس درسیان فرائک سے بین کے موجودہ ونہ دوراداد نقطر نظر رکھتے ہیں ؛

عزض ساری دسیای آج اسلام کی مسلسل اشاعت ہورہی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اسلام آج بھی نظریاتی اعتبارے اقدام کی پوزیشن ہیں ہے۔ آج جب کہ سلمان ہرجگہ مغلوب ہورہے ہیں ، عین اسی وقت اسلام ہرجگہ دلوں پر فنج حاصل کر رہاہے ۔ مسلان اگر اسلام کی جدید تاریخ کے اسس دوسرے بہلوکو دیکھ سکیں تو وہ پائیں گے کہ جن حالات کے خلاف وہ فریاد و مائم ہیں مشغول ہیں وہ حالات انہیں کرنے کا عظریم الشان پروگرام دے رہے ہیں ۔ ایک بیرونی سفر کے دوران مجھے ایک جا پانی نومسلم سے ملئے کا اتفاق ہوا۔ ایھوں نے کہا کہ جا پان میں اسلام کی اشاعت کے زبر دست ا مکانات ہیں مگر اسس امکان سے ابھی تک پورا فائدہ نہیں اسلام کی اشاعت کے زبر دست ا مکانات ہیں مگر اسس امکان سے ابھی ان کی این زبان ہیں اسلام بیتی کر دینے کی صرورت ہے۔ اسس کے بعد ان کی اکثریت اسلام قبول کرنے گا والان ہی ہیں ؛

Japanese people are potentially Muslims.

ایک انٹرنیٹ تل سمینار میں میری ملا مت ایک مسلمان پروفنیسر سے ہوئی جو کمن اڈائی
ایک یونیورسٹی میں استناد ہیں - انھوں نے مغربی د نیا کے جدید امکانات کو بتاتے ہوئے کہا
کہ کت اڈا میں اسلامی دعوت کے زبر دست مواقع ہیں ۔ حتیٰ کہ وہاں اسلامی دعوت کا کام خود
عکومت کے مالی تعاون سے اعلیٰ بیمیانہ برکیا جاسکت ہے ۔ کناڈائی حکومت ہر بڑامن اسکیم
میں اپنے شہر لیوں کی مدد کرئے ہے ۔ مزید یہ کہ وہ اسس نفاون کی قیمت اس شکل میں وصول نہیں
میں اپنے شہر لیوں کی مدد کرئے ہے ۔ مزید یہ کہ وہ اسس نفاون کی قیمت اس شکل میں وصول نہیں
کرتی کہ وہ ہماری کا رکر دگی میں غیر عزوری مداخلت کرے ۔ انہوں نے مزید کہا کہ اسس امکان سے
دوسرے مذا ہب کے لوگ بہت بڑے پیمانہ پر من نکرہ اٹھار ہے ہیں مگر سلمان ابھی تک اس
صلح صدید بیمانی ہے بیمار کو کام سمجہ رکھا ہے ۔
صلح حدید بیمانی کے بیمار کی اسٹر علیہ وسلم سے تنگ آگر مکہ چھوڑ دیا اور مدیب ہوسول الٹر صلی الشر علیہ وسلم سے نم مدالوں کے مظالم سے تنگ آگر مکہ چھوڑ دیا اور مدیب ہوسول الشر صلی الشر علیہ وسلم سے نم دالوں کے مظالم سے تنگ آگر مکہ چھوڑ دیا اور مدیب ہوسول الشر صلی الشر علیہ وسلم سے نم دالوں کے مظالم سے تنگ آگر مکہ چھوڑ دیا اور مدیب نہ

404

کی طرف ہجرت فرمائی ۔ تاہم مکہ والوں کا غصہ ختم نہیں ہوا ۔ انھوں نے اسلام کومٹانے کے ایسے اسلام کے خلاف با قاعدہ جنگ جیسٹر دی ۔ اب مسلمانوں اورمشر کین کے درمیان جنگ برر جنگ ہوئے ۔ اس جنگ نصا کی وجہ سے اسلام کا دعوتی کام جنگ ہوئے ۔ اس جنگی فضا کی وجہ سے اسلام کا دعوتی کام تقریبًا مطب ہوگی۔ ۔

ہجرت کے چھٹے سال ایسامعلوم ہو تا تھا کہ عربوں کے پاسس اسلام کے لیے نفرت اور نغصب کے سواا ورکھ نہیں ۔ مسلسل حبت گی حالات کے نیتیج میں اسلامی تاریخ معطل ہو کر رہ گئ۔ بظام راسلام کے لیے ملک بیں کوئی روشن امکان نظر نہیں آتا تھتا ۔

مگررسول الٹرصلی الٹرعلیہ و کے الٹرکے خصوصی فیفنان سے یہ جان نیب کہ اس ظاہر کے اندر ایک اور باطن جیبا ہوا ہے ۔ اوپر کی سطح پر اگرچہ نفرت اور تند د نظر آرہا ہے مگر نیج کی سطح پر اکر جی ہوئے ہیں ۔ آپ کی ربانی بصیرت نے آپ کو یہ براسلام کے لیے انتہائی روشن امکانات جیبے ہوئے ہیں ۔ آپ کی ربانی بصیرت نے آپ کو یہ بتا یا کہ اگر کسی طرح جنگی حالات ختم کر دیے جائیں تو اندر کی تہہ ہیں چیبے ہوئے امکانات انہم آئیس گے اور اُسی جغرافیہ میں اسلام کی نئی تاریخ بننا شروع ہوجائے گی جہاں وہ بظاہر ختم ہوتی ہوئی نظر آر ہی ہے ۔

مالات کے اسی مطالعہ سے وہ چیز برآ مدہوئی جس کوصلے حدید ہے کہا جب تا ہے۔ صلح حدید ہے حقیقت مسلمانوں اور مشرکین کے درمیان دس سال کا ناجنگ معاہدہ تھا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جنگی حالات کوختم کرنے کے لیے یہ کیپ کہ مشرکین کے ہم مطالبہ کو یک طرفہ طور پر منظور کر لیا فرق تانی جب صند پر تلاہوا ہو تو فریق اوّل کے لیے نار مل حسالت پیدا کرنے کی ایک ہی صورت ہوتی ہے ۔ یہ کہ وہ صدرین تانی کی صند کو یک طرفہ طور پر مسان ہے ۔

موجودہ زمانہ میں اسلام کی تاریخ دوبارہ اسی مقام پر بہو نے گئی ہے ۔جہال وہ صلح حدیبیہ کے وقت ہجرت کے جھیے سال بہو نے سخی ۔ موجودہ زمانہ میں تفتر سیگ بوری سلم دنیا دوسری قوموں کے نفرت اور تشد دکا شکار ہور ہی ہے ۔ مسلمان بھی اس کے خلاف ردعمل ظاہر کرتے ہیں۔ اس کا نیتجہ یہ ہے کہ ساری مسلم دنیا میں مسلمانوں اور عیر مسلموں کے درمیان الام

بے فائدہ لڑائیاں جاری ہیں۔ یہ لڑائی کہیں لفظی احتباج کی صورت ہیں ہے اور کہیں ہن خیباروں کے استعمال کی صورت میں۔ بنظام آج کی دسنیا میں اسلام بے جگہ ہے۔ آج کی د نبیا کے بیاس اسلام کے بیے نفرت اور بیزاری کے سوا اور کچہ دکھائی نہیں دبیتا۔

لیکن گہر۔ ان کے ساتھ دیکھے تو حقیقی صورتِ مال اسس کے بالکل برعکس ہے۔ آج
مجی عین وہی صورت مال ہے جو دور اقبل میں صلح مدیبیہ کے وقت بھی۔ اس کی ایک۔ واضح
علامت کترنت سے لوگوں کا اسلام قبول کرنا ہے۔ موجودہ زمانہ کے مخالف اسلام مالات کے
اندر موافق اسلام مالات چھپے ہوئے ہیں۔ اصل مسئلہ صرف ان مواقع سے منائدہ اکھانے
کا ہے۔ اگر ہم اس حکمت عملی کا تبوت دے سکیں جورسول اور اصحاب رسول نے صلح مدیبیہ
کے وقت استعال فرمائی تھی تو یقین ہے کہ دو بارہ بہت بڑے پیما نہ پر دہی نتائج اسلام کے
حق بیں تکلیں گے جو دور اقبل میں صلح مدیبیہ کے بعد نکلے بھے۔

اسس صورت حال کا فائدہ اسھانے کے بیے ایک قتربانی کی صرورت ہے۔ کسی صورت حال (Situation) کو استعمال (Avail) کرنے کیے ہمیشہ قربانی کی صرورت مورت ہوت ہوت ہے۔ آج مسلمانوں کو یہی فربانی دین ہے۔ یہ قتربانی وہی ہے جو صلح صریب ہے وقت رسول اور اصحاب رسول سے دی تھی۔ یعنی تمام جھگڑوں کو یک طرفہ طور پرختم کر کے معتدل فضایب راکرنا۔

مسلمان آج تمام دنیا بیں روعمل کی نفسیات میں مبتلا ہیں ۔ چنا بنی وہ اپنی مدعو قوموں سے قومی اور مادی جنگ جیٹرے ہوئے ہیں۔ یہی جنگ دعوت کی راہ بیں اصل رکا وط ہے ۔ اسس کی وجہ سے داعی اور مدعو کا درخت تہ ہر بیت اور رقیب کے درخت تہ بیں تبدیل ہوگیا ہے ۔ مسلما بوں کو جا ہیے کہ دوسری اقوام سے اپنے تمام قومی اورسیاسی جبگڑوں کو یک طرفہ طور پرختم کر دیں ۔ ناکہ داعی اور مدعو کا درخت تہ بحال ہو ۔ ان کے اور دوسری قوموں کے درمیان وہ معتدل فضنا بیس اور میں آدمی دوسرے کی بات سنتا ہے اور اسس پر کھلے ذہن کے سامتہ غور کرتا ہے ۔

موجوده زمانه میں ایک طرف وه امکانات ہیں جوجدید تنب دیلیوں کے نیتے میں اسلام ۳۵۵ کے حق میں بیارا ہوئے ہیں اور دوسری طرف کشمکش اور مکراؤکی وہ ففناہے جومسلمانوں اورعیزمسلوں کے درمسیان ساری دنیا میں جاری ہے ۔ اسس وقت مسلمایوں کو رسول الٹر صلی الترعلیه و لم کی اس سنت پرعمل کرناہے جوسنت جیٹی ہجیسری میں صلح حدیبیہ کی شکل میں ظام رہوئی تھتی۔ بینی عنیرمسلم ا قوام سے کشمکش اور ٹکراؤ کو یک طرفہ طور پرختم کر دبیت عنبرمسلم اقوام کی طرف سے ڈالی جانے والی تکلیفوں کو یک طرفہ طور پر پی جانا ۔ اگرمسلمان اس فتسر بانی کا حوصلہ کرسکیں توم لمابوں اور عیرمسلموں کے درمیان نفزت کی موجو دہ فضا اینے آپ ختم ہوجائے گی۔ اس کے بعد جوجیز نیجے گی وہ وہی دوسسری چیز ہے جس کو ہم نے اسلامی دعوت کے جدید امکانات کہاہے۔ نفرت کی فصناختم ہوتے ہی نیچے کی تہہ میں جھیے ہوئے امکانات سامنے آجائیں گے۔

جس دن ایسا ہوگا اسی دن اسسلام کی نئی تا ریخ بنناسٹ روع ہوجائے گی ، ایک ابین تاریخ جس کے لیے حندانے مقدر کر دیاہے کہ وہ اختتام تک یہو بنے سے پہلے کہس

#### ىنپ دور

صلح صدیبید وس سال کا ناجنگ معاہرہ تھا۔ صلح صدیبید کے ذریعہ رسول الٹرصلی الشرعلیہ وسلم نے تلوار الگ رکه دی اور اسلام کی فکری طاقت کو استعمال کیا ۔ به انشانی تاریخ بیں بیہلا واقعہ تفاکہ مقابلہ کو جنگ کے میدان سے نکال کر فکرکے میدان میں لایا گیا۔ اس وقت تک انسان صرف بہ جانتا تھتا کہ دومختلف گروہوں کے درمیان فیصلہ جنگ کے میدان میں ہوتا ہے۔ مگرخد اکے رسول سے اپنے عمل سے دکھایا کہ یہ فیصلہ فکر ونظریہ کے مسیدان میں بھی ہوتا ہے۔ اور فکر ونظریہ کے میدان میں ہونے والا فیصلہ جنگ کے مدان میں ہونے والے فیصلہ سے زیادہ کا میاب ہے۔

صلح حدیبیہ معض ایک وقتی تدہیرینہ تھی جو فدیم زمانے قبیلۂ قربین سے نمٹنے کیے لیے اختیار کی گئے۔ اس کی حیثیت اس سے زیادہ ہے ۔ یہ انسانی تاریخ میں آیک نہیا در وازہ کھو بناتھا۔ اس کے ذریعہ سے آپ سے ایک طرف اسسلام کی نا قابل نسخیر فکری قوت کا مظاہرہ فزمایا ۔ اور دوسری طرف تاریخ میں پہلی بارایک نے دورکا آغاز کیا جس کی تکیل موجودہ زمان میں بہو بخ کر ہو ان ہے ۔

تمام قدیم زمانوں بیں یہ ایک جائز بات سمجی جاتی تھی کہ ایک حکمراں اپنی مسلح فوجوں کو ہے کر دوسرے ملک بیں داخل ہوجائے اور قتل وخوں ریزی کے ذریعہ اس پر قبصنہ کرنے ۔ بہتمام ترایک جدینطاہرہ ہے کہ اس قسم کی جارحیت کو بین اقوامی جرم سمجھا جاتا ہے ۔ اور بین اقوامی مسائل کو گفت و مثنید کے ذریعہ حل کرنے کی کومشش کی جاتی ہے۔

بین اقوامی زندگی میں ہمتیارے بجائے نظریہ کا استعال تمام تربیغ براسلام کی دبن ہے۔ موجودہ راند کا یہ عالمی مزاج درحقیفت اس انقلابی لہرکی تکمیل ہے جوصلی حدید یہ کی صورت میں جودہ سوسال پہلے شروع کی گئی تھی۔ بیغیبراسلام نے سب سے پہلے قوموں کے درمیان یہ سوچ بیدا کی۔ بجر آپ نے اس اصول برعمل کرکے اس کو ایک زندہ واقعہ کی چیٹیت دے دی۔ اس کے بعد یہ طرز نکر تاریخی لہریس شامل ہوگیا۔ دہ برابر بڑھتارہا۔ یہاں تک کہ وہ موجودہ نکری انفٹ لاب کی صورت میں اپنی انتہا کو بہویخ گیا۔

تاریخ کایہ انقلاب عین ہمارے حق میں ہے " حدیبیہ " کے وقت جومو قع وقی صلح کے ذریعہ حاصل کیا گیا تھا ، اب اس نے ایک پورے دور کی صورت اختیار کرلی ہے۔ اس انقلاب نے ہمارے بیمیٹ سے زیادہ وسیع ہیا نہریہ امکان کھول دیا ہے کہ ہم ایک موافق ففنا میں اسلام کی اشاعت کاکام کریں اور اسلام کی فکری طاقت کو استعال کرکے دوبارہ اس کو دنیا کا غالب دین بنا دیں ۔

دېلې کیم ستمبر ۱۹۸۵

# اسسلامی دور

مذہب کی تاریخ کا بہ نہایت عجیب بہلوہ کو خفرت نوح سے کے کو خفرت کے کہ تہام بینج برکو کو کو دیے گئے کا بہ نہایت عجیب بہلوہ کو خفرت نوح سے کے کو خفرت کو حید کا پیغام عمومی مقبولیت حاصل نہ کو سکا ۔ تمام بیغیر دنیا ہے اس حال بین چیلے گئے کہ چیدا فراد کے سواکسی نے ان کا ساتھ نہیں دیا تھا۔ دوسری طرف بیغیر اسلام می اللہ علیہ وسلم کے بعد ہم پیمنظر دیکھتے ہیں کہ قوموں کی قومیں دین توحید کے دائرہ میں داخل ہور ہی ہیں۔ بہاں تک کہ وہ وقت آنا ہے جب کہ دنیا کا غالب ند ہمب ترک کے سائے توحید بین جاتا ہے۔

اس فرق کی وجریه به به که قدیم زبانه نده بی جبر کاز با منها اور آپ کے بعد کا زبانه نده بی آزادی کا زبانه - الله تعب الله نے بغیراسلام کواس شن بر مامور کیا تھا کہ اعلانِ توحید کے ساتھ آپ دوسرا کا م بیری کہ نقنه کو دنیا نے تم کردیں ۔ (الانفال ۳۹) فتنه سے مراد و ہی چیز ہے جب کو ند ہبی جب کہا جا تا ہے - قدیم زبانه بین ساری دنیا میں بر رواج تھا کہ برسراقت دارلوگ اپنے نالپ ندیدہ ند ہمب کو جبراور طاقت سے مطافے کی کوشش کرتے تھے ۔ یہ اس زبانه بین ارباب اقت دار کا سلم حق سجھاجا تا تھا۔ یہی وہ احل تھا جو دین حق کی تبلیغ و اثنا عت میں سب سے بردی رکا و شاہوا تھا۔ یہا وہ تھا۔ یہا ہو اتھا۔ یہی وہ احل تھا جو دین حق کی تبلیغ و اثنا عت میں سب سے بردی رکا و شاہوا تھا۔

بینی اسلام ملی الله علیه و سام اور آب کے اصحاب نے جوعظیم انقلاب بر پاکیااس کاایک بہلویہ تفاکہ اس نے تاریخ بیں بہلی بارفست نہ یا مذہبی جبر (Religious persecution) کے محل کو ختم کر دیا۔ اب دین کی انناعت کھلی فضا بیں ہونے لگی۔ جنانچہ ایک سوس ال کے اندر دین حق کی وہ انناعت ہوگئی جو بی کھلے دس بنرارس ال بیں ہی نہیں ہوئی تفی۔

قرآن میں بنیمبار سلام کے جس کارنامہ کوفتنہ ریامند ہبی جبر) کا خاتمہ کہاگب ہے، وہ بعد کی تاریخ بیں ابیٹ اور آخر کاراقوم تاریخ بیں ابیٹ عمل کرتار ہا۔ بہاں تک کہ اس نے عالمی انکار پر آثر فحالا۔ اور آخر کاراقوم متحدہ کے اعلان کی صورت میں ند ہبی آزادی کا حق تمام فوموں کے متفقہ فیصلہ کے تحت ، ایک نا قابل تنبخ انبانی حق قرار پاگیا۔

ایک تنبیہ گواکے سالق گورنر ڈواکٹر گویال سے نگھنے . ۳ جنوری ۱۹۸۸کو بمبئی میں ایک لکے دیا۔ بہ معين الدين حارث ميموريل كاساتوال ليجرتها جس كانظم الجمن اسلام في كياتها - ليجركا عنوان تها:

Prophet Muhammad — his life and his mission

واکٹر گویال سکھنے اپنے لکیریں جو بانیں کہیں ان میں سے ایک بات، ہند تان ماکس روہ اس جنوری ۸۸ ۱۹) کی راور سے کے مطابق یہ تھی کرمسلان آج جن مائل سے دو یار ہیں ان کے ذمہ داروہ خود بیں ۔ انھیں جا نناچاہے کہ ماضی بیں وہ کتنی بلندی پر پہنچے تھے اور آج وہ کتنا نیچے گر سکتے میں ۔ وہ لوگ جنوں نے آدھی دنیا بر آفلیت کے با وجد حکومت کی، وہ آج مندستان میں افلیت يس بونے يرخوف زره بيں ؛

They have to reflect how high they had soared in the past and how low they have fallen today. The people who ruled half the world as a minority are afraid of being a minority in India (p. 8).

ڈاکٹر گوپال سنگھنے مزید کہاکہ آج کے سلانوں کا حال یہ ہے کہ وہ سیور زم کے تصور كواين ندبب كے لئے خطرہ مجھتے ہيں ، حالانكه بداسلام ہى جب نے انسانيت كو يوقيق عطيه د باتف ،

A faith is today afraid of the concept of secularism, which is its own gift to humanity (p. 8).

ڈاکٹر گویال سنگھ کی یہ تنبیہ بالکل درست ہے سبحولرزم کامطلب مذہب وشمنی نہیں بلکھ ف مذہبی ناطرف داری ہے۔ یعنی یہ اصول کر یاست مذہب کے بارہ بیں غیرجانبداررے گی۔ بالفاظ دیگر، ہر ندہب کے لئے بجال آزادی کا دوسرا نام سبکولرزم ہے۔ اس اعتبارے بسکولرزم ختم فتنه کے انقلاب کا براہ راست نتیج ہے جواس لام نے عالمی سطح پر پیداکی۔ سیکولرزم کا مطلب سیکولرزم کا مطلب

# وحكومت كے معالات ميں دخل اندازى نہيں كرناچائے:

the belief that religion should not enter into the functions of the state.

یورپ کی نٹ أہ نما نبہ کے بعد سیکولرزم کا یہ نظریہ نبزی سے بھیلا ۔جولوگ اس کے وکب ل تھے وہ زیادہ نز اس لئے اس کے حامی بنے تھے کہ سابقہ سیمی تجربہ کی بنا پر ان کا خبال تھا کہ ریاستی امور بیں بذہب کی بدا خلت کو بہت رکونے کے بعد وہ زیادہ تیزی کے ساتھ تحدنی ترقی کرسکیں گے۔ تنا ہم عیبا نی صفرات نے بینلطی کی کہ انھوں نے سیکولرزم کو مخالف مذہب (Anti-religious) نظر بہم جو لیا اور اس کی سند یہ دمالات کی ۔ اگر چہ ببیبویں صدی میں ان کی خالفت بڑی حدتک ختم ہوئی ہے ۔ سیکولرزم کو خالف ندہ ہو کہ خودنظر کے میں کہ خودنظر کے سیکولرزم ہو بہر ہو کہ داری نہا دہ ترسیمی علیاء پر ہے نہ کہ خودنظر کے سیکولرزم ہر۔

سیکولرزم پر۔

سیکولرزم پر۔

سیکولرزم کے ابتدائی مبلغین زیادہ ترسیکولرزم کے اس پہلو پر زور دیتے تھے کہ ندیب

کوریاست کے معاملات میں دخل دینے کاحی نہیں۔ گرییٹ کر سے شدت دراصل مسیحیت کے ردعل کا

نیچہ تھی۔ جب مسیحیت کا زور ٹوٹ گیا تو اس کے بعرسیکولرزم کے مبلغین زیادہ ترسیکولرزم

کے اس بہلوکی تاکید کرنے لگے کہ ریاست اور حکومت کو مذہب کے معاملہ میں دخل اندازی
سے الگ رہنا جائے۔

کیولرزم کی اصل حفیقت ہی ہے۔ سیولرزم حقیقہ ندم ب کے خلاف نہیں بلکہ طاقت کے خلاف ہے۔ اس اعتباریسے وہ ندم ب کے دعوتی علی کے لئے ایک عظیم اٹسان محفہ ہے۔ اس کو مخالف ندم ب مجنا بیک وقت دونوں چیروں سے بے نبری کا نیتجہ ہے \_\_\_\_ دعوت سے بھی اور سے بھی کولرزم سے بھی۔

بندستان کی حالت

بعض ا دان لوگوں کے خیال کے بیکس ، مند نتان میں غلبۂ کفری صالت نہیں ہے بلکھ لئے

بکولرزم کی حالت ہے سیکولرزم کی علمی تعریف اگرچہ بہت زیا دہ داضح نہیں، تاہم انسائیکلوپٹیا

آف ریلیجن اینڈ انٹیکس میں اسس کی جو تعریف گئی ہے وہ اس کے موی مفہوم سے بہت نوریا نے اینٹر انٹیکس میں اسس کی جو تعریف گئی ہے وہ اس کے موی مفہوم سے بہت تو رہے نہ نہیں اسس کی حو تعریف کی مقالہ کے تحت درج ہے کہ نموبی سے بہت کولرزم (Secularism) کے متعالہ کے تحت درج ہے کہ نموبی سے بہت کے ہمانے کہ نموبی سے بہت کے دور بیٹر سے بہت کولرزم (Secularism)

# نامعلوم دنیائی نشری کرتا ہے۔ گرسیکولرزم کمل طور رپراس دنسیاسے اور اس کی تعبیرات سے غیر تعلق ہے :

Secularism is wholly unconcerned with that world and its interpretation.

انسائیکلوبیڈیاآف ریلیجن انیڈ استھکس کی تشریح کے مطابق سیولرزم مذہب کا مخالف نہیں،
وہ مندہب سے غیر تعلق ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ سیکولرزم کامفہوم کی اعتبارے عدم مدا خلت
(Non-interference) ہے۔ ہندشانی سیولرزم از روئے دستوریہ ہے کہ یہاں بنے والی ذہب اکا ئیاں اپنے اپنے مد ہبی معاملہ بین آزادر ہیں گی۔ ریاست کسی ندہبی گروہ کے معاملہ بین است کسی ندہبی گروہ سے ملک انے نہ گئے۔

#### صحیف بدینه

حقیقت یہ ہے کہ موجودہ سیکولرزم اصولی طور رپہ وہی چیزہے جو مدنی دور کے آغازیں اختیار کی گئی تھی۔ اس سلسلہ میں صحیفہ مدینہ (یا دستور مدینہ) سے ہے حداہم رہنائی حاصل ہوتی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسے سماج یس جہاں سلمانوں کے ساتھ غیر سامھی ہوں مسلمانوں کو کلی اختیار حاصل نہ ہو، وہال مسلمانوں کوکس طرح رہنا چاہئے۔ صعیفہ مدینہ کے حسب ذیل الف ظ پڑھے ؛

اوربنی عوف کے بہود (اور دوسر بے بہود) ملائوں کے ساتھ ایک امت (ساجی اکائی) ہیں بہود

کے لئے ان کا دین ہے اور سلانوں کے لئے ان کا دین ہے ، خوا ہ موالی ہوں یا اصل ہوں ۔ البتہ جو
شخص ظلم کرسے گا وہ جرم کا مرتکب ہوگا۔ وہ اپنی ذات کے سواکسی کو ہلاکت بیں نہیں ٹو الے گا۔ ۔ ۔

یبود کے اوپر ان کا خرج ہے اور سلانوں کے اوپر ان کا خرچ ہے ۔ اور جو کو ئی اس صحیفہ (ونٹوں)
کے ارکان کے خلاف جنگ کرے تو دونوں ایک دوسرے کی مدد کریں گے۔ وہ ایک دوسرے کے
جہز خواہ ہوں گے۔ ان کا طریقہ ایفائے عہد ہوگا مذکر جمہد شخص ا بنے حلیف کی برعملی
کا ذمہ دار نہ ہوگا اور شفس لوم کی ضرور مدد کی جائے گی۔ یہ نوش تیکسی ظالم یاکسی مجم کے آڑے یہ
کا ذمہ دار نہ ہوگا اور شفس لوم کی ضرور مدد کی جائے گی۔ یہ نوش تیکسی ظالم یاکسی مجم کے آڑے یہ
اسٹی کا دیم خور کو گا اور شوخص گھریں بیٹھار ہے وہ بھی ، امن کا سنتی ہوگا، الآ

یہ کہ و شخص جوظام کرے باجرم کامر بھب ہو۔ اور اللّہ اِسْخص کا عامی ہے جو و عدہ بورا کرنے والا اور بر بہنرگار ہو اورمجہ داللہ کے رسول بھی اسس کے عامی ہیں۔

سيرة ابن ہشام ، الجزوا ثانی ، ۱۲۳ — ۱۲۱

اسلامی نقط انظرے یہود کافرتے۔ اس کے باوجود ندکورہ صحیفہ ( دستور ) ہیں آفین سلمانوں کے ساتھ ایک قوم سیام کیا گیا ہے ( احت قصع المدو حدیث) نیزیدا علان کیا گیا ہے وہ کو اپنے دین کی آزادی ہوگی (المیہود دین کہ مولامسلین دین ہم والمسلین دین ہم وہ ہی حق ہم جوموجودہ نہا نہ ہیں آزادی اور جمہوریت اور سیکولزم کے نظریہ کے تت ہم قوم اور فرسرند کودیا گیا ہے معیفہ مرینہ میں یہ بات اپنے الفاظ میں کہی گئی تھی۔ آج کے لوگ اس کو اپنے الفاظ میں کہی گئی تھی۔ آج کے لوگ اس کو اپنے الفاظ میں ہم کرتے ہیں۔

**ت هی نظام اورجههوری نظام** 

قریم زمانه بین ساری دنیا بین فدائی بادشاهت (Divine right of kings) کارواج تھا۔ سرف اس کی ظاهری شیخلول بین فرق تھا۔ کوئی اپنے آپ کوچا ندد ہوتا یا سورج دیو تا کی اولا دبتا کرچکومت کرتا تھا۔ (جیسے عراق اور مصر ) سی کا دعوی تھا کہ وہ دنیا بین فدا کا بیاسی نمائندہ ہے اور یہ نمائنت مگی اس کو براہ راست فدا کی طرف سے بی ہے ، اس لئے کوئی اس کو بنسوخ نہیں کرسکتا (جیسے جین اور ایران) کوئی اپنے آپ کوفدائی منتا دکا مقدس نگر ال بت اکرال محدود مق حکومت علی میں ساری دنیا کا بی حال تھا۔ ہرایک میں نہیں برا سرارعقب دہ کے تھا د جیسے روم ن قدیم دور بین ساری دنیا کا بی حال تھا۔ ہرایک کسی نہیں برا سرارعقب دہ کے تحت فدائی حکم ان کا مالک بنا ہوا تھا۔

اس طرز حکورت کے نتیجہ میں ساری دنیا بین مذہبی جبر وجود بین آیا۔ ان بادستا ہوں نے
اپنی حاکمیت کے تحفظ کے لئے اپنی مخصوص مذہب کے سوا ہر مذہب پر یا بندی لگار کھی تھی۔
ایک باد ثنا جبس نے پر اسرار طور پر اپنارٹ ننہ خدا یا دیو تا سے جوڑ کر اپنے آپ کوعوام کی نظر
میں منفدس بنار کھا ہو ، وہ کبھی اِس دعوت کو بر داشت نہیں کر مگا کہ خدا ایک ہے ، اس کے سوا
سب مخلوق ہیں اور سب یکال درجہ رکھتے ہیں۔ کیونکہ اس طرح کی دعوت کی زد بر اہ راست
اس کے حق حکم انی بر پڑونی ہے ، وہ اس کے حکومت کر نے بنیا ذنا بت کر رہی ہے۔
اس کے حق حکم انی بر پڑونی ہے ، وہ اس کے حکومت کر نے بنیا ذنا بت کو رہی ہے۔

اس ماحول بین اسلم فی خالص توجید کا نظریر بیش کیا۔ یعنی یرکہ خدا آیک اور صرف
ایک ہے۔ اس کے سواکسی کوسی بھی اعتباد سے خدائی کا درجہ حاصل نہیں۔ اسلام کی یزگری پڑ یک یہاں تک کا میاب ہوئی کہ ساری دنیا بین نزک کی جرط اکھ طمکنی۔ اسی کے ساتھ اسلام نے "شوری "
کا تصور بیش کیا۔ یعنی حکم اس کے تقر رکا اختیار عوام کو ہے بہ کرکسی پر اسرار عقبیدہ کو۔ یہاں بھی اسلام کو زبر دست کامیا بی ہوئی ۔ اسلام کا شوری کا تصور صرف ایک تصور مذر ہا ، بلکہ پنجیر اور آپ کے خلفاء نے اس کو زبر ن کے ایک بڑے دور بین اگر جی یہ تصور نشیب و فراز کے مراصل سے دو چار رہا ۔ یگر فکری سیلا ب کے طور پر اس کا دھارا تاریخ بین بہتارہا۔ یہاں تک کہ یورپ بین بہنچ کو اس نے جدید حمر بین (Democracy) کی شکل اختیار بہتارہا۔ یہاں تک کہ یورپ بین بہنچ کو اس نے جدید حمر بریت (Democracy) کی شکل اختیار کی ۔ جمہوریت اسلام کے شور ائی نظریہ کی مغربی صورت ہے اور سیکولرزم اسی جدید بیاسی کی۔ جمہوریت اسلام کے شور ائی نظریہ کی مغربی صورت ہے اور سیکولرزم اسی جدید بیاسی انقلاب کا ایک ضمی نتیجہ ۔

دور کی تبدیلی

موجوده سلمان اپنی کوناه بینی کی وجسے "سیکولرزم" کاصرف ایک رخ دیکھ پاتے ہیں۔ وہ اب نک سیکولرزم کا دوسرارخ دیکھنے والے نہ بن سے ۔ سیکولرزم کا مطلب اصلاً یہ ہے کہ ریاست مذہب کے معاملہ میں ناطون داررہے۔ یہ ایک نہایت دوررس فکری انقلاب ہے جو بین ندہ سب اسلام کے حق بیں ہے۔

قدیم زاندین ریاست ندمب کے معالمہ بی ناطرفداررہ نے کی پا بند نہ تھی۔ بہی دجہ کہ قدیم زبانہ بین ہر مذہب والے کو دوسرے ندم ب سے ظالما نہ لوک کا بخر بہ ہوتا تھا۔ بر ہمنوں کا بیروں پرظلم ، یہو دیوں کا عیسائیوں پرظلم ، عیسائیوں کا یہودیوں پرظلم ، کسی ندمب کے ایک فرخہ کا دوسرے فرند پر ظلم۔ اس قسم کے ظالما نہ واقعات سے ندم ب کی قدیم تاریخ بھری موئی ہے۔ اسی طرح دین نوحید کے علم بر داروں کو دین نشرک کی طرف سے سے نت مخالفات کا سامنا کرنا پرظا۔ کوئی دائی نوحید آگ ہیں ڈوال دیا گیا ، کسی کو آرے سے چیردیا گیا۔ گرجدید فکری انقلاب جو درحقبقت اس لامی انقلاب ہی کا ایک نیتجہ ہے ، اس نے ریاست کومنتقل طور پر اس کیا باب بھر درویا کہ وہ ندم سب کے معالمہ بن میشہ غیرجا نبدار رہے۔

یہ اصول اقوام متحدہ کے ذریعہ اب عالمی طور پر ایک نسلیم شدہ اصول بن چکا ہے۔ او مبر ۱۹۲۸ (Universal Declaration of Human كوتقريباً متفقه طور برد اناني حقوق كاعالمي منشور (Rights) منظور کیا گیا۔ اس کی دفعہ ۱۸ (نیز دفعہ 19- ۲۰) کے مطابق ، برشخص کو بیحی ہے کہوہ جو مذہب جا ہے رکھے ۔ اس حق میں مذہب کو تبدیل کرنے کی آندادی بھی سٹ الل ہے ۔ ہرآدی كوحق ہے كه وه علانيه طور براينے مذرب يرعل كرے-اسى طرح اس كويہ بھى حق ہے كه اينے عقيدہ كود وسروں كے سامنے بيان كرے اور اس كے لئے تمام يرامن ذرائع كواستعال كرے۔ اس آزادی کاایک پہلویہ ہے کہ ایک شخص کولا مذہب یا منکرید مب رویہ اختیار کےنے کی آزادی میں ماصل ہے۔ مگراس کا دوسرا پہلو بہہے کہ ایک شخص کو بیمو قع حاصل ہوگی اکہ وه جب سی ند هب کوا ختیار کیدے پاکسی ندمب کی تبلیغ کرے تو کوئی اس کی راه میں حائل نموسکے . یہ دوسرا فائدہ دراصل اسی سیکولرزم کے نیتجہ ہیں تا ریخ ہیں پہلی بار حاصل ہواہے۔ یہ آزادی اسلام کے ق میں عظیم ان ان کامیابی ہے۔ یہ مقابلہ کے میدان کو تبدیل كرنے كے ہم عن ہے۔ يہ ندا ہرب كے باہى مقابلہ كوطاقت كے ميدا ن سے نكال كرفكر كے ميدان بیں لاتی ہے جان اسلام بقینی طور پر دوسرے ندا ہب کے مقابلہ بین زیادہ برتر حیثیت رکھتا ہے۔ بیمقا بلہ کواس میدان میں لا ناہے جہال اسلام مادی طاقت کے بغیرفتے حاصل کرسکے۔ قرآن میں یہ فرہن دیاگیاہے کہ اہل ایمان غشیریں یُسرکو دیجیں۔ گرموجودہ زیانہ کے سلمانوں کا مال پرہے کہ وہ نیسر میں ہیں گیر کو دیکھنے سے عاجرت ہورہے ہیں۔ ابدي رخ مبين

بیغیر سلام می الله علیه وسلم کی سیرت کامطالعکرنے سے علوم ہوتا ہے کہ آپ کے اور غیر اہل اسلام کے درمیان سلسل محراؤ اور جنگ کی حالت قائم تھی۔ آغاز نبوت کے نقریباً ۲۰سال بعد و نوں فریقوں کے درمیان وہ معاہدہ ہواجس کو عام طور پرسلے صدیبہ کہا جا تا ہے۔ اس سلے کو قرآن میں فتح مبین (الفتح ۱) کہاگیا ہے۔

ر ب یاں تا ہیں ہوتے ہیں۔ اور جب یہ ہے کہ حالت جنگ ہیں آدمی کی رہنما ضد صلح حدید بید یہ کہ حالت جنگ ہیں آدمی کی رہنما ضد اور عصبیت کے جذبات موتے ہیں۔ اور حب دونوں فریقوں کے درمیان امن اور اعتدال کی اور عصبیت کے جذبات موتے ہیں۔ اور حب موتوں کے درمیان امن اور اعتدال کی اور عصبیت کے جذبات موتے ہیں۔ اور حب دونوں فریقوں کے درمیان امن اور اعتدال کی اور عصبیت کے جذبات موتے ہیں۔ اور حب دونوں فریقوں کے درمیان امن اور اعتدال کی اور عصبیت کے جذبات موتے ہیں۔ اور حب دونوں فریقوں کے درمیان امن اور اعتدال کی اور عصبیت کے جذبات موتے ہیں۔ اور حب دونوں فریقوں کے درمیان امن اور اعتدال کی درمیان امن اعتدال کی درمیان کی

نصاقا کم ہوجائے تو دلیل اور محقولیت کوغلبہ حاصل ہوجا تاہے۔ اسلام چوں کہ دبن فطرت ہے۔
وہ کا مل اور شمل سیجائی ہے۔ اس لئے طکر او اور جنگ کی نصااس کے مفاد کے سرا سرخلاف ہے۔
شکہ او اور جنگ کی نصابیں لوگوں کی بنگا ہوں برضدا ورعصبیت کا بردہ پڑا ربتا ہے۔ اس لئے
وہ اسلام کی خوبیوں کوعسوس نہیں کر پاتے ۔ حتی کہ اگر محسوس کرلیں توضد کی وجے اسس کا
اعتراف نہیں کرتے۔ لیکن اگر کسی طرح وونوں فریقوں کے درمیان اعترال کی فضا قائم ہوجائے تو
اسلام کی شش اپنے آپ لوگوں کو منا ٹر کرنے گئے۔ اسسلام کے دلائل سیر صفطرت بیں داخل ہوکو
انسان کو مجبور کو ہیں گئے کہ وہ اس کا اعتراف کوئے، وہ اس کے سلمنے جھک مائے۔

اسلام کاظریقہ بہ ہے کہ چیزوں کو ظاہری صورت (Face value) پر مذابی جائے ، بلکہ ان کی اصل حقیقت کے اعتبار سے انھیں دیجا جائے۔ اس کی ایک مثال خود صلح حدید بہ کا واقعہ ہے۔ مشرکین نے بطور خود اس صلح کی دفعات یہ بہ کہ کہ مقرر کی تقیس کہ وہ سلانوں کے اوپر بالا دستی حاصل مشرکین نے بطور خود اس صلح کی دفعات یہ اس کو ظاہری دفعات کے اعتبار سے نہیں دیکھا۔ مگر اس کی اصل حقیقت کے اعتبار سے اس پر عور کیا۔ کا ہری دفعات کے اعتبار سے جوزی ناتی گلاس کی اصل حقیقت کے اعتبار سے اس پر عور کیا۔ کا ہری دفعات کے اعتبار سے جوزی ناتی کے حق بیں لے جارہا تھا۔ کے حق بیں تھے جارہا تھا۔ کے حق بیں تھی ، گر اس کا ایک پہلوا ایا نفا جو اس کو نفینی طور پر اہل ایمان کے حق بیں لے جارہا تھا۔ وہ بر کہ اس صلح کے ذریعہ اسلام اور غیرا سلامی اقتدار کے در میان مقا بلہ کا میدان بدل رہا تھا۔

اب بک دونوں کے درمیان جومقا بلہ تھا وہ جنگ کے میدان میں تھا۔ اس میدان میں باعتبارا سباب ، فریق نانی کو بالانری حاصل تھی ، گراس صلح کے بعد دونوں کے درمیان نبامیدانِ مقابان کرا ورنظر بہ بننے والا تھا۔ اور فکراور نظر پیر کے میدان میں بقینی طور پر توحید کو شرک کے اویر بالاتری حاصل تھی۔

اسی پنجیرانه نظرے ہیں سیکولرزم کو دیکھنا چاہئے۔ یہال بھی فریق ہمانی نے بطور خود اس اصول کو اس سانے فائم کر رکھا ہے کہ وہ ند بہب کی مداخلت سے آزا درہ کراپنے تمد فی منصوبوں کو برروٹے کارلاسکے رنگر اسی کے اندرایک اور چیز برآبد مور ہی ہے جو عین ہمارے حق بیں میں دونے کارلاسکے رنگر اسی کے اندرایک اور چیز برآبد مور ندی ہے دوہ بہ کہ فریق نمانی سے ہمارامقا بلہ طاقت کے میدان میں نہ ہوکرفکر کے میدان میں ہونے لگے۔ مہرائی کے ساتھ غور کیجئے ، توموجودہ سیکولرزم ، ایک اعتبار سے ابدی سلم صریب ہے۔ سے مہرائی کے ساتھ غور کیجئے ، توموجودہ سیکولرزم ، ایک اعتبار سے ابدی سلم صریب ہے۔ سیکولرزم ، ایک اعتبار سے ابدی سلم صریب ہے۔

#### فلاصب

اسلام ایک دعوتی مشن ہے۔ دعوتی مشن کے لئے سب سے زیادہ موافق بات یہ ہے کہ اسس کی راہ بیں فوجی اور میاسی رکا وق حائل نہ ہو۔ معاہدہ صدیبیہ کے ذریعہ بہی ہواتھا کہ وقت کا اقتدار اس بات کا پابند ہوگی کہ وہ دس سال بک اسلام کے خلاف طاقت کا استعمال نہیں کر سرطرف جیسل گیا۔ اس کے نتیجہ بیں اسلام ایک سیلاب بن کر ہرطرف جیسل گیا۔

موجوده زیاندین بی بات زیاده وسیع بیماند پراس طرح ماصل ہوئی ہے کہ ریاست فی اپنی است رکزایا ہے کہ وہ مذہب کے معاطمین کوئی مداخلت نزر ہے۔ یہ ایک عظیم وعوتی امکان ہے۔ اب طرورت عظیم وعوتی امکان ہے۔ اب طرورت مرف یہ ہے کہ کجھ فدا کے بند ہے افعیں اور اس امکان کو ایک تاریخی واقعہ بنا دیں۔

قرآن تے مطابق، ندمب کی ناریخ دوروں بیں تقیم ہے۔ ایک ، اسلامی انقلاب سے بہلے کا دور جب کہ دنیا میں فقنہ ختم بہلے کا دور جب کہ دنیا میں فقنہ متمار دوسرا، اسلامی انقلاب کے بعد کا دور جب کہ دنیا میں فقنہ ختم ہوگیا۔ فقنہ کے معنی دہی ہیں جس کو انگریزی میں Persecution کہا جا تا ہے۔ بعنی مذہب کی بنیا دیر کسی کوستانا۔ قدیم ذانہ میں اقتدار کا یہستہ حق سمجا جا تا سفا کہ وہ لوگوں کو حکم دسے کہ بنیا دیر کسی کوستانا۔ قدیم ذانہ میں اقتدار کا یہستہ حق سمجا جا تا سفا کہ وہ لوگوں کو حکم دسے کہ بنیا دیر کسی کوستانا۔ قدیم ذانہ میں اقتدار کا یہستہ حق سمجا جا تا سفا کہ وہ لوگوں کو حکم دسے کہ بنیا دیر کسی کوستانا۔ قدیم ذانہ میں اقتدار کا یہستہ حق سمجا جا تا سفا کہ وہ لوگوں کو حکم دسے کہ بنیا دیر کسی کوستانا۔

لوگ كون ساعقيده ركھيں اور كون ساعقيده بذركھيں۔ يہى يجھيئے شام معلوم زمانوں بيب د نيا كامر قوم طريقة تقاء انسائيكلومبيٹ يا آف رئيجن اينڈ ايتفاكس نے اس تاريخي واقعه كا اظهار ان لفظوں بيس كيا سہے:

Ancient society was essentially intolerant.

بیصورت مال خدا کے تخلیق نقشہ کے خلاف تھی ۔ خدا کے تخلیقی نقشہ کے مطابق موجودہ د نیا امتحان کی دنیا ہے۔ اس نقشہ تخلیق کا لازمی تقاضا ہے کہ ہر آدمی کو انتخاب (Choice) کی آزادی ہو۔ اس آزادی کے بغیرامتحان اور جانچ کے کوئی معنی نہیں ۔

نکوره صورت حال خدا کے خلیقی نقت میں مداخلت کے ہم معنی تھتی ۔ جنا سنج بیغیر آخرالزماں اور ایپ کے اصحاب کو حکم دیا گیا کہ وہ ادباب فتنہ سے جنگ کرکے ان کے فتنہ کو ختم کر دیں ۔ بالفاظ دیگر، ندم ب کے نام پر جبر کو ختم کرکے لوگوں کے لیے آزادانہ ندم بی انتخاب کا دروازہ کھول دیں ۔ بیم مطلب ہے وہ تا تلوہ محتی لا متکون خت نافہ و کے فائد السان کی مداخلت ختم ہوجائے مطلب ، دوس مرے نفطوں میں ، یہ ہے کہ خدا کے خلیقی منصوبہ میں انسان کی مداخلت ختم ہوجائے اور دہ حالت فتم ہوجائے ۔ اور دہ حالت فطری قائم ہوجائے جس پر خدانے اپنی دنیا کو پیدا کیا ہے ۔

اس طرح اسسامی انقلاب نے مذہبی جرکوختم کر کے مذہبی آزادی کا دروازہ کھولا جین اور کوسس میں آزادی کی دروسس میں آزادی کی روسس میں آزادی کی مالت قائم ہوجائے تو وہ غیر است تراکی نظام کے لیے ایک اٹیروا نٹج ہے۔ لیکن اگر جین اور روسس میں آزادی کی مالت قائم ہوجائے تو وہ غیر است تراکی نظام کے لیے اٹیروا نٹج بن جائے گی اسی طرح قدیم زمان میں آزادی انتخاب کی آزادی انتخاب کی انتخاب کی انتخاب کی مرحن نظری برائی کے ایٹروا نٹج بن گئی ۔ حالت نظری قائم ہو سنے بعد آدمی صرحن نظری برائی واختیار کرے گا نہ کہ غیر فطری دین کو ۔ اسی راز کو جاننے میں دعوت حق کے عالم گیرام کا نات کو جانے کا دین کار از جیا ہوا ہے۔

aod Arises	روش متقبل	انوار یحت	اردو
Muhammad	صوم دمصنان	تعميري طرف	
The Prophet of Revolution		· · · · · · · · · · · · · · · · · · ·	ندكيرانقرآن جلداول
Islam As It Is	عسكم كلام	تنبسليغي تحربك	"ذكيرالقرآن طددوم
God Oriented Life	صدا قب اسلام	تحب ريدوين	اللهاكسيسر
Words of the Prophet	•	**/**	•
Introducing Islam	علمارا وردورجديد	عقلبات اسلام	پيغمبرانقلاب
Religion and Science Tabligh Movement	<i>ېندستانى مسلان</i>	ندبهب اوررائنس	ندبب اور حدید پیاخ
Islam the Voice of Human Nature	سيرت رسول ٌ	قرآن كامطلوب انسان	عفليتِ قرآن
Islam the Creator	عسرببي	دین کیا ہے	عظمت اسسلام
of Modern Age The Way to Find God	الانسلام يتخسلى	يات . اسلام دين فطرت	عفلت صحاب
The Teachings of Islam The Good Life	سقوطالماكسية	تعبير ملات تعبير ملات	ومن كامل
The Garden of Paradise The Fire of Hell	حقيقة الحج	تارتنځ کاسبق	الاسلام
Man Know Thyself!	<u>آ</u> ديوكيسك	فسا وات كامسئلر	خبوراسلام
Muhammad The Ideal Character	٦٠٠٠ - حقيقت ايمان A-1 - حقيقت ايمان	انسان اپنے آپ کوپیچان	اسلامی زندگی اسلامی زندگی
Social Justice in Islam Polygamy in Islam	A-2 حقیقت نماز	پ پېېې نعارفِ اسلام	احياراسلام
Words of Wisdom	 A-3 خفيقت روزه	اسلام يندرهوين صدى بي	رازمیات ٔ
	A·4 حقيقت زكوة	را بین بند تهیں	صراط مستقيم
	A-5 خفيةت حج	ابياني طاقت	مانوًن اسمالم خانوُن اسمالم
فائل الرفسالة اردو (مجلد)	A-6 سنت رسول	انحا دلمت	سوشكزم اوراسلام
1976-77 <i>し</i> レ 1978	A-7 مىپدان عمل	سبق آموز واتعات	اسلام ا ودعصرحاصر
1979 1980	A-8 پیغمبرانه رسنمایی	زلزلهٔ قیامت	الربانب
1981 1982	A-9 اسلامی دعوت	حقیقت کی لاش	کاروان لمت
1983 1984	مے جدیدام کا تات	يبغيبراسسلام	خفيقت حج
1985 1 <b>986</b>	A-10 اسسلامی اخلاق	أخرى سغر	اسلامی تعلیات
1987 1988	A-11 انخادِ لمنث	اسلامی دعوت	اسلام دورجد بدکاخالق
1989	A-12 تعمیرینت	خدا اورانسان	حدیث رسول
1990 1991	A-13 نصيحَتِ لقمان	حل بہاں ہے	ڈائری مبداول
فائل الرسالة انگرمیزی (مجلد)		سجاراسته	ڈائری مبلددوم
		دىنى تعلىم	سفرنامه (مکلی اسفار)
1984 1985	وبيذيوكيسك		,
1986		حيات طيبه	سفرنامه (غیرمکی اسفار)
1987	۷-1 پي <u>غمبرانقلاب</u>	باغ جنت	ميوات كاسفر
1988	V-2 اسلام وأعى امن	<b>→</b>	قیادت نامه
1989 1990	,	نار <del>جب ن</del> م خارب	** j
1991	V-3 اسلام دورجدید کاخالق	فيليج ڈائر ئ	راه عمل
فائل الرسالة هندي (محلد)	۷-4 ارت مسلم کے لیے نئے جیلیج	رہمائے حیات	نعبيركى غلطى
•	۷-5 اسلام <i>اوربماجی انص</i> ات	شخصيات اسلام	دین کی سیاسی تبییر
1990-91	۷-6 اسلام اوردودِمانز	تعددازواج	اقوال يحكت
	· ·	_	<del></del>

•